ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲
یہ (قرآن) وہ کتاب ہے جس (کے کلام اللہ ہونے) میں کوئی شک نہیں ہے
(یہ) ہدایت ہے ان پرہیزگاروں کیلئے
کتاب مستطاب
جلد دہم
فیضان الرحمن
فی تفسیر القرآن
ازافادات عالیہ
مفسر قرآن حجۃ الاسلام حضرت العلام
مجتہد العصر والزمان مدظلہ العالی
آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین النجفی
ناشر
مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

نام کتاب ــــــــــــــــــــ فیضان الرحمٰن

جلد ــــــــــــــــــــ جلد دہم

مصنف ــــــــــــــــــــ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی دام ظلہٗ

کمپوزنگ ــــــــــــــــــــ فضل عباس سیال (الحمد گرافکس لاہور)

ڈیزائننگ وسیٹنگ ــــــــــــــــــــ قلب علی سیال فون: 0301-7229417

سال اشاعت ــــــــــــــــــــ 2013ء

ناشر ــــــــــــــــــــ مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور

ہدیہ ــــــــــــــــــــ

ملنے کا پتہ

قرآن سینٹر 24 الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور

فون نمبرز۔ 042-37314311,0321-4481214

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ ناشر

قارئین کرام!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ !مصباح القرآن ٹرسٹ۔۔۔۔۔عہدِ حاضر کی بعض عظیم ترین تفاسیر وتالیفات کی نشرواشاعت کے سلسلہ میں ایک عظیم اور پُروقار مرکز کی حیثیت سے اُمت مسلمہ کیلئے اپنی عاجزانہ خدمات انجام دے رہا ہے۔ادارہ ھذا کی یہ شہرت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ حضرات کی تائید واعانت کا ثمرہ ہے۔

مہربان، رحیم وکریم خالق نے ''انسان'' کو اپنی تمام مخلوقات میں عزت وشرف کے تاج سے مزیّن فرما کر فلکِ نیلگوں کے زیرِ سایہ نعماتِ انواع واقسام سے سرشار، فکری ونظری نشانیوں سے مرصع ایسے قطعۂ ارض پر متمکن فرمایا۔ جہاں ہر روز آفتابِ عالم ظلمات اللّیل کو فاش کرتے ہوئے نجوم وقمر کے تسلط کو دامنِ فلک میں گوشہ نشین کر دیتا ہے اور اپنے فیوضاتِ پُروقار سے ہر ذی روح کے اندر زندگی کی ہلچل کو تیز تر کر دیتا ہے۔

نظامِ شمس وقمر کی ان ضیاؤں سے ہر ذی روح اپنی اپنی استطاعتِ بصارت وبصیرت کے مطابق فیض یاب ہوتا ہے۔نباتات اپنی صغیر کلیوں اور حسین پھولوں کے ذریعے شبنم وقمر کی مٹھاس سے لطف اندوز ہوتے ہیں چرند و پرند سورج کی کرنوں سے سینۂ ارض پر غذائی نعمات پا کر مسرور ہوتے ہیں۔درندے تاریکیوں کو جال سمجھ کر اور روشنیوں کو غنیمت جان کر دھرتی پہ جلوہ فگن حُسنِ زندگی کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتے ہیں۔سورج کی تمازت خیز کرنیں ہوں یا چاند کی دلنشیں شعاعیں، صاحبانِ بصیرت کیلئے تاریکیوں سے نکل کر اُجالوں سے مستفیض ہونے کی نوید ہیں۔

لہٰذا وہ پاکیزہ نفوس کے حامل اہل بصیرت جو روشنیوں کے منتظر ہوتے ہیں، وہ خوابِ غفلت میں مدہوش گہری نیند نہیں سوتے بلکہ جونہی ظلمات اللیل اٹھتے ہیں، وہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جاتے ہیں۔مگر وہ مریض نفوس جنہیں قدرت کی ایسی عظیم نعمتوں سے فیضیاب ہونا ہی نہیں آتا وہ سورج کے اس نورِ بے کراں کے سامنے بے فیض ہو کر اپنے مستقبل سے بے خبر، مایوسیوں کے شکنجے میں مقفس، پردے کی اوٹ میں چادر اُوڑھ

کرمعمول کی گہری نیند سوجاتے ہیں۔

''انسان''، جسم وروح سے مرکب، عقل سلیم کے زیور سے آراستہ اپنے اندر صفاتِ جمیلہ وصفات رذیلہ ہر ایک کے ارتقاء کی قوت رکھتا ہے۔رذائل کا ارتقاء حیوانات سے بھی بدتر درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔جبکہ صفات جمیلہ کے ارتقاء سے انسان ملائکہ سے بھی افضل قرار پاتا ہے۔مایوس اور مریض نفوس کی شفایابی کیلئے ،صفاتِ رذیلہ کے خاتمے اور صفاتِ جمیلہ کے ارتقاء کیلئے ہمیشہ حکیمِ روحانی کی ضرورت ہوتی ہے۔روحانی تسکین اورمعرفتِ الٰہی سے فیض یاب ہونے کیلئے قرآنی آیات پرغور وفکر کرنا،ان کے رموز وحقائق کو سمجھنااور قرآن کی تعلیمات پرعمل پیرا ہوکر اپنی زندگی گزارنا، آخرت کی کامیابی وکامرانی کا باعث ہے۔

بلاشبہ دنیا کا ہرشخص دوسری زبانوں کے علاوہ اپنے ملک اوراپنی قومی زبان، بلکہ اپنے علاقے کی زبان سے زیادہ مانوس ہوتا ہے۔اس ضرورت کے پیشِ نظر پاکستان میں علاقائی ذوقِ زبان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اورعقائد کی اصلاح اوران کی پختگی اوراعمال کی اہمیت اوران کی درستگی کیلئے 10 جلدوں پر مشتمل زیرِ نظر تفسیری مجموعہ''**فیضان الرحمٰن**'' قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جارہاہے۔یہ تفسیری مجموعہ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی مدظلہٗ العالی کی عظیم مساعی جمیلہ اورشب وروز کی محنت کا ثمرِ نایاب ہے۔خداوندعالم اُن کا سایہ ہمارے سروں پرقائم ودائم رکھے اورانہیں طاقت وصحت کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔

اراکین مصباح القرآن ٹرسٹ قبلہ موصوف کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُنہوں نے ادارہ ھذا کو یہ تفسیری مجموعہ پرنٹ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔مزید برآں آپ ہماری تمام کتب بشمول تفسیر فیضان الرحمٰن ''مصباح القرآن ٹرسٹ'' کی ویب سائٹ www.misbahulqurantrust.com کے ذریعے گھر بیٹھے پڑھ سکتے ہیں۔

ہمیں اُمید ہے کہ صاحبانِ علم وتحقیق حسبِ سابق ''مصباح القرآن ٹرسٹ'' کی اس کوشش کو بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اوراس گوہرِ نایاب سے بھرپور علمی وعملی استفادہ فرمائیں گے۔اورادارہ کو اپنی قیمتی تجاویز وآراء سے ضرور مستفید فرمائیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔والسلام

اراکین

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

فہرست مضامین جلد دہم

سورۃ الصف کا مختصر تعارف ---------------------- ۹۰

سورہ جمعہ کا مختصر ---------------------- ۱۰۲

سورہ منافقون کا مختصر تعارف ---------- ۱۱۴

سورہ تغابن کا مختصر تعارف ---------- ۱۲۳

سورہ طلاق کا مختصر تعارف----------------------۱۳۵

سورہ تحریم کا مختصر تعارف----------------------۱۴۸

سورہ الحاقہ کا مختصر تعارف-------------------۱۹۳

سورہ جن کا مختصر تعارف ---------- ۲۳۲

سورہ مزمل کا مختصر تعارف ---------- ۲۴۴

سورہ مدثر کا مختصر تعارف ---------- ۲۵۵

سورہ مرسلات کا مختصر تعارف------------------- ۲۹۳

سورہ نباء کا مختصر تعارف------------------- ۳۰۳

سورہ نازعات کا مختصر تعارف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۳۱۴

سورۂ عبس کا مختصر تعارف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۳۲۶

سورہ تکویر کا مختصر تعارف-------------------۳۳۵

سورہ انفطار کا مختصر تعارف-------------------۳۴۵

سورہ مطففین کا مختصر تعارف---------------------۳۵۱

سورہ انشقاق کا مختصر تعارف---------------------۳۵۹

سورہ بروج کا مختصر تعارف---------------------۳۶۶

سورہ طارق کا مختصر تعارف---------------------۳۷۴

سورہ اعلیٰ کا مختصر تعارف--------------------۳۸۱

سورہ غاشیہ کا مختصر تعارف--------------------۳۹۰

سورہ الشمس کا مختصر تعارف---------------------۴۱۶

سورہ و اللیل کا مختصر تعارف---------------------۴۲۲

سورہ الم نشرح کا مختصر تعارف---------------------۴۳۶

سورہ والتین کا مختصر تعارف---------------------۴۴۱

سورہ العلق کا مختصر تعارف---------------------۴۴۶

سورہ قدر کا مختصر تعارف------------------- ۴۵۴

سورہ بینہ کا مختصر تعارف------------------- ۴۵۹

سورہ زلزال کا مختصر تعارف ۴۶۵

سورہ العادیات کا مختصر تعارف ۴۷۱

سورہ القارعہ کا مختصر تعارف ۴۷۶

سورہ تکاثر کا مختصر تعارف-------------------۴۸۰

سورۃ العصر کا مختصر تعارف-------------------۴۸۴

سورہ الھمزۃ کا مختصر تعارف-------------------۴۸۸

سورہ الفیل کا مختصر تعارف ---------- ۴۹۲

سورہ قریش کا مختصر تعارف ---------- ۴۹۵

سورہ الماعون کا مختصر تعارف ---------- ۴۹۸

سورہ الکوثر کا مختصر تعارف------------------۵۰۲

سورۃ الکافرون کا مختصر تعارف------------------۵۰۶

سورۃ النصر کا مختصر تعارف---------------------۵۱۰

سورہ اللھب کا مختصر تعارف---------------------۵۱۳

سورہ الاخلاص کا مختصر تعارف---------------------۵۱۷

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

سورہ مجادلہ کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

اس سورہ کا نام المجادلہ (دال کی زبر کے ساتھ) بھی ہے جو باب مفاعلہ کا مصدر ہے جس کے معنی بحث و تکرار کرنے کے ہیں اور المجادلہ بھی (دال کی زیر کے ساتھ) جو اسی باب کا اسم فاعل اور مونث کا صیغہ ہے جس کے معنی بحث و تکرار کرنے والی عورت کے ہیں۔ چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ "**تجادلك**" موجود ہے اسی سے اس سورہ کا یہ نام مقرر ہوا۔

عہد نزول

اس میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ سورہ مدنی ہے یعنی مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔ ہاں البتہ ایسی کوئی صریح روایت موجود نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ کس سن میں نازل ہوئی۔ ہاں البتہ خیال کیا جاتا ہے کہ سورہ احزاب (جو کہ غزوہ احزاب ۵ ھ کے بعد نازل ہوئی) کے بعد نازل ہوئی ہے۔ سورہ احزاب میں ظہار کا اجمالی تذکرہ تو ہے مگر اس کی تفصیل اور احکام مذکور نہیں ہیں جو اس سورہ میں مذکور ہیں۔ واللہ العالم۔

سورہ مجادلہ کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ ابتدائی چند آیتوں میں ظہار کا بیان اور اس کے شرعی احکام بیان کیے گئے ہیں۔
۲۔ منافقین کی روش پر ان کو تنبیہ اور خدا اور رسول کی مخالفت کے برے انجام کا بیان۔
۳۔ لوگوں کے خفیہ مشوروں کے وقت خدا کا ان کے پاس حاضر و ناظر ہونا۔
۴۔ خفیہ سرگوشیاں کرنے اور شرارتی منصوبے بنانے کی مذمت۔
۵۔ نیکی کے کاموں کے بارے میں باہمی مشورہ کرنے کا حکم۔
۶۔ مجلسی آداب کی تعلیم۔
۷۔ بارگاہ رسالت میں حاضری و حضوری کے آداب کا تذکرہ۔
۸۔ اہل علم کی تعظیم کا حکم۔
۹۔ آیت نجویٰ جس پر صرف حضرت امیر علیہ السلام نے عمل کیا اور پھر منسوخ ہوگئی۔

۱۰۔ منافقوں کی مذمت۔

۱۱۔ خدا اور رسول کی مخالفت کرنے والے اگرچہ عزیز و اقارب ہی ہوں ان سے محبت کرنے کا تقاضائے ایمان کے خلاف ہونے کا بیان۔

۱۲۔ لوگوں کے دوگروہوں کا تذکرہ۔

i) حزب الرحمن ii) حزب الشیطان اور ان کی خصوصی علامتوں کا بیان وغیرہ وغیرہ

سورہ مجادلہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ پیغمبر اسلامؐ سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ مجادلہ کی تلاوت کرے گا وہ قیامت کے دن حزب اللہ (اللہ والے گروہ) میں سے لکھا جائے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ حدید اور سورہ مجادلہ کی نماز فریضہ میں تلاوت کرے گا اور اس پر مداومت کرے گا اسے مرتے دم تک خدا کبھی سزا نہیں دے گا اور نہ ہی وہ اپنے اہل وعیال میں کوئی برائی دیکھے گا اور نہ اپنے میں کوئی تنگی محسوس کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص (رات کے وقت) سونے سے پہلے مسبحات (وہ سورتیں جن کا آغاز سبح یا یسبح سے ہوتا ہے) پڑھے گا وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک حضرت قائم آل محمدؑ کے زمانہ کو نہیں پہنچے گا اور اگر اس سے پہلے فوت ہو گیا تو پیغمبر اسلامؐ کے جوار میں ہو گا۔ (ایضاً)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗــِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ

يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ④ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑤ۚ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ⑥ۧ

(سورہ مجادلہ مدنی ہے اس کی ۲۲ آیات اور ۳ رکوع ہیں)

ترجمۃ الآیات

شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو اپنے شہر کے بارے میں آپ سے بحث وتکرار کر رہی ہے اور اللہ سے شکوہ شکایت کر رہی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے بے شک اللہ بڑا سننے والا، بڑا دیکھنے والا ہے (۱) تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہیں (کیونکہ) ان کی مائیں تو بس وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہے البتہ یہ لوگ ایک بہت بری بات اور جھوٹ کہتے ہیں اور بلاشبہ اللہ بڑا درگزر کرنے والا، بڑا بخشنے والا ہے (۲) اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں اور پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کرنا چاہیں تو قبل اس کے کہ باہمی ازدواجی تعلق قائم کریں (شوہر کو) ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ یہ بات ہے جس کی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے (۳) اور جو شخص (غلام) نہ پائے تو جنسی تعلق قائم کرنے سے پہلے دو ماہ پے در پے (لگاتار)

روزے رکھنا ہوں گے اور جو اس پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ (تمہارا ایمان راسخ ہو) یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے (۴) بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ اسی طرح ذلیل وخوار ہوں گی جس طرح وہ (مخالف) لوگ ذلیل وخوار ہوئے جو ان سے پہلے تھے اور ہم نے کھلی ہوئی آیتیں نازل کر دی ہیں اور کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے (۵) جس دن اللہ ان سب کو زندہ کر کے اٹھائے گا تو انہیں بتائے گا جو کچھ انہوں نے کیا تھا اللہ نے تو (ان کے اعمال کو) محفوظ رکھا مگر وہ بھول گئے اور اللہ ہر چیز پر شاہد ہے۔(۶)

تشریح الالفاظ

(۱) تجادلك یہ مجادلہ سے مشتق ہے جس کے معنی بحث وتکرار کرنے اور جھگڑنے کے ہیں۔(۲)۔یظاھرون۔ یہ ظہار سے ماخوذ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بیوی کے لیے انت علی کظھر امی کہا جائے۔(۳) منکرا من القول۔ کے معنی بری اور ناپسندہ بات کے ہیں۔(۴) زورا۔ کے معنی جھوٹ کے ہیں۔(۵) یحادون۔ کے معنی مخالفت اور عداوت کے ہیں۔(۶) کبتوا، کبت۔ کے معنی ذلیل ورسوا کرنے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔قد سمع اللہ... الآیۃ

اس آیت کی شانِ نزول

مدینہ کے ایک مسلمان اوس بن صامت انصاری اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ پر ناراض ہوئے اور اس سے کہہ دیا انت علی کظھر امی اور پھر پشیمان ہوئے۔خولہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر اپنا سارا قصہ بیان کیا تو چونکہ اس سلسلہ میں ہنوز کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا اور نہ ہی اس سے پہلے کوئی ایسا واقعہ پیش آیا تھا اس لئے باختلاف روایات آپ نے فرمایا ''میں خیال کرتا ہوں کہ تو اپنے شوہر پر حرام ہوگئی ہے۔'' (الفقیہہ)

اور بروایتے فرمایا ابھی تک اس سلسلہ میں مجھ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی اس لیے میں اپنی طرف سے

کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا۔(الکافی)

بہرحال یہ سن کر خولہ بہت پریشان ہوئی اور گھر کی بربادی اور اولاد کی جدائی پر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر داد و فریاد کرنا شروع کی ہائے میرا شوہر، ہائے میری اولاد۔شوہر سے مدت دراز کی رفاقت اور اب جدائی، اولاد کی مفارقت اور گھر بار سے علیحدگی۔کیونکہ زمانہ جاہلیت میں ظہار کو طلاق بلکہ حرمت ابدی کا باعث سمجھا جاتا تھا مگر اسلام نے اس کی حرمت کو تو بحال رکھا مگر اس کے حکم میں مناسب ترمیم کردی۔بہرکیف ادھر یہ عورت اس طرح روتی دھوتی گھر گئی ادھر خداوند عالم نے یہ آتیں نازل فرمائیں اور شرعی کفارہ سے آگاہ فرمایا۔(تمام کتب تفسیر وحدیث)

اور بروایتے ابھی وہ عورت بارگاہ رسالت میں حاضر تھی کہ آپ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوئی اور یہ آیتیں اتریں اور آنحضرت نے اس کے شوہر کو بلوا کر ان احکام سے آگاہ کیا۔(تفسیر ابن حریر)

ظہار کی اصل حقیقت

اس کی کیفیت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو ماں کی پشت سے تشبیہ دیتے ہوئے کہے انت علی کظہر امی بلکہ اگر ماں کے علاوہ دوسرے نسبی محارم جیسے بہن بیٹی سے بھی اس طرح تشبیہ دی جائے تو اس کا حکم بھی ماں کی طرح ہے۔البتہ اظہر یہ ہے کہ سببی محرمات جیسے ساس اور سالی وغیرہ سے تشبیہ دینے سے ظہار واقع نہیں ہوتی۔

ظہار کا حکم اور اس کا کفارہ

اسلام میں ظہار کرنا فعل حرام ہے جسے خدا نے منکر اور قول زور قرار دیا ہے۔بہرحال جب اپنے مقررہ شرائط کے ساتھ ظہار واقع ہوجائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ ظہار کے واقع ہوتے ہی بیوی سے مباشرت کرنا حرام ہو جاتی ہے اور جب اس کا ارادہ ہو تو پھر پہلے اس کا کفارہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے جو ترتیب وار یہ ہے۔

۱۔ ایک غلام راہ خدا میں آزاد کیا جائے۔

۲۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پھر لگاتار دو مہینے روزے رکھے جائیں۔

۳۔ اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے اور اگر کفارہ ادا کیے بغیر مقاربت ہوگئی تو پھر ایک اور کفارہ بھی واجب ہوگا۔

ظہار کے شرائط کا اجمالی تذکرہ

ظہار میں قریب قریب وہی شرائط ضروری ہیں جو طلاق میں ضروری ہیں جیسے وہ بالغ و عاقل ہو اور

قاصد ومختار بھی ہو لہٰذا نابالغ ودیوانہ اور مجبور ومکرہ اور مدہوش ومخمور کی ظہار درست نہیں ہے۔ نیز جس عورت سے ظہار کیا جائے اس کا منکوحہ بلکہ بنابراظہر مدخولہ ہونا بھی ضروری ہے اور حیض ونفاس کی حالت میں نہ ہو بلکہ طہر کی حالت میں ہو اور اس طہر میں شوہر نے اس سے مقاربت بھی نہ کی ہو۔ نیز ظہار کی صحت میں ضروری ہے کہ صیغہ ظہار دو عادل گواہوں کے روبرو جاری کیا جائے۔

واضح رہے کہ ظہار کے ضروری مسائل واحکام یہی تھے جو بیان کر دیئے گئے ہیں اگر کوئی مزید تفصیلات معلوم کرنے کا خواہشمند ہو تو فقہی کتابوں کی طرف رجوع کرے اور بفضلہٖ اس سلسلہ میں رہنمائی کے لیے ہماری فقہی کتاب قوانین الشریعہ کافی ہے۔

۲)۔ الذین یظاھرون منکم ... الآیۃ

چونکہ قدیم جاہلی رواج کے مطابق بیویوں کو ماں کہنے سے وہ حقیقی ماں کی طرح بن جاتی تھیں لیکن اسلام نے اس کو قبول نہیں کیا اور اسے قول منکر اور زور قرار دے کر رد کر دیا ہے۔ لہٰذا کسی عورت پر ماں کا لفظ بول دینے سے وہ حقیقی ماں نہیں بن جاتی اور نہ ہی اس سے قانون قدرت اور آئین فطرت تبدیل ہو سکتا ہے ماں صرف وہی ہے جس نے اپنے پیٹ سے کسی کو جنم دیا ہو۔ وبس

۳)۔ والذین یظاھرون ... الآیۃ

یہاں ظہار کا وہ کفارہ بیان کیا گیا ہے جس کے ادا کیے بغیر شوہر کے لیے اپنی بیوی سے مقاربت کرنا جائز نہیں ہوتی جس سے ظہار کیا ہے جس کی تفصیل اوپر بیان کر دی گئی اس کفارہ کی ادائیگی سے گویا خدا اور سول اور ان کے مقرر کردہ حدود پر ایمان کی تجدید ہو جاتی ہے اور ایمان کے راسخ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

۴)۔ ان الذین یحادون ... الآیۃ

اللہ کے مقرر کردہ حدود و قیود کی مخالفت خدا اور رسول کی مخالفت کے مترادف ہے

جب اوپر خدائی حدود و قیود کا تذکرہ کیا جا چکا تو اب ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں یعنی خدا کے مقررہ کردہ قوانین اور اس کی وضع کردہ حدود کو چھوڑ کر خود دوسرے قوانین وحدود تجویز کرتے ہیں یا اللہ کے مقرر کردہ حدود کو ترک کر کے لوگوں کے تجویز کردہ حدود کو قبول کرتے ہیں تو خدائے جبار

انہیں اسی طرح ذلیل وخوار اور تباہ و برباد کرے گا جس طرح وہ ان جیسے لوگوں کو ان سے پہلے ذلیل وخوار اور تباہ و برباد کر چکا ہے۔لہٰذا ان کا انجام بھی ان سے مختلف نہ ہوگا۔

ایضاح

اگر اگر کوئی مسلمان کہلانے والا حاکم یا سردار صرف اسی بات پر اکتفا کرتا ہے کہ خدائی حدود و قیود کو چھوڑ کر اپنی یا دوسروں کی تجویز کردہ حدود کو اختیار کرتا ہے تو وہ گنہگار بھی ہے اور گمراہ بھی اور اگر وہ اس حد تک آگے نکل جائے کہ اپنے یا لوگوں کے وضع کردہ قوانین وحدود کو خدا کے مقررہ قوانین اور حدود سے بہتر و برتر سمجھتا ہے تو پھر وہ مرتد ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے **و من یتعد حدو اللہ فقد ظلم نفسہ۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك هم الکافرون۔** ہاں البتہ جہاں شریعت خاموش ہو وہاں حکومتی نظم وضبط قائم رکھنے اور رفاہ عامہ کے کام کرنے کے لیے چند ضوابط اور قواعد مقرر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جیسے فوج کی تربیت، جنگ کی منصوبہ بندی شہروں اور شہریوں کی حفاظت کے لیے قانون سازی کرنا یا جن جرائم کی حد شریعت نے مقرر نہیں کی ان کے سدباب کے لیے موثر سزا تجویز کرنا اسی طرح امن عامہ کو قائم رکھنے کے لیے اور مردم آزار لوگوں کی سرکوبی کے لیے تجاویز پر غور کرنا حکام کا کام ہے۔ہاں البتہ جس شعبہ حیات میں بھی کوئی شرعی قانون یا کوئی شرعی حد موجود ہے اس کی موجودگی میں نہ کوئی قانون سازی جائز ہے اور نہ ہی شرعی قانون میں کسی قسم کا ردوبدل کرنا جائز ہے۔واللہ الموفق۔

۵)۔ یوم یبعثهم اللہ... الآیۃ

بندہ گناہ کرکے خواہ اُسے یاد رکھے اور پھر اس پر نادم ہو یا فخر کرے اور خواہ وہ اسے معمولی بات سمجھ کر فراموش کر دے مگر خدا کے نزدیک تو بندہ کا ہر قول وفعل کراماً کاتبین کے رجسٹر میں ثبت ہو چکا ہے۔لہٰذا کس نے کب اور کہاں کیا کیا ہے یہ سب اس کے ہاں محفوظ ہے۔لہٰذا حساب وکتاب کے دن وہ بندوں کو جہاں ان کے کرتوتوں سے آگاہ کرے گا وہاں انہیں ان کی سزا بھی دے گا اور عدل وانصاف کے سب تقاضے پورے کرے گا۔**وهم لا یظلمون**

آیات القرآن

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَا یَكُوْنُ مِنْ

نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَاۤ اَدْنٰى مِنْ
ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ
النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۫ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ
وَيَقُوْلُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ
يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا
تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ
وَالتَّقْوٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۹ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ
الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْــًٔا اِلَّا بِاِذْنِ
اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ
لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ
انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا
نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ
لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ
تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ
عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ
خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۳

ترجمۃ الآیات

کیا تم نے نہیں دیکھا (غور نہیں کیا) کہ اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے کہیں بھی تین آدمیوں کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ کی ہوتی ہے مگر وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ مگر یہ کہ وہ جہاں بھی ہوں اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے پھر وہ قیامت کے دن انہیں بتائے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے؟ یقینا اللہ ہر چیز کا بڑا جاننے والا ہے (۷) کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنہیں (اسلام کے خلاف) سرگوشیاں کرنے سے منع کیا گیا تھا وہ پھر وہی کام کرتے ہیں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور وہ گناہ، ظلم و زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں (خفیہ میٹنگیں) کرتے ہیں اور جب آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ کو اس طرح سلام کرتے ہیں جس طرح اللہ نے آپ کو سلام نہیں کیا اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ (اگر یہ برحق نبی ہیں تو) اللہ ہماری ان باتوں پر ہم پر عذاب کیوں نازل نہیں کرتا؟ ان کے لیے جہنم کافی ہے جس میں وہ پڑیں گے (اور اس کی تپش اٹھائیں گے) سو وہ کیا برا ٹھکانہ ہے (۸) اے ایمان والو! تم جب کوئی سرگوشی (خفیہ بات) کرو تو گناہ، ظلم و زیادتی اور رسول کی نافرمانی کے بارے میں سرگوشی نہ کرو بلکہ نیکی کرنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی سرگوشی کرو اور اللہ (کی نافرمانی سے) ڈرو جس کے پاس جمع کیے جاؤ گے (۹) (کافروں کی یہ) سرگوشی شیطان کی طرف سے ہے تاکہ وہ اہل ایمان کو رنج و غم پہنچائے حالانکہ وہ اللہ کے اذن کے بغیر انہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور ایمان والوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے (۱۰) اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ (آنے والوں کے لیے) مجلسوں میں جگہ کشادہ کرو تو کشادہ کر دیا کرو اللہ تمہیں کشادگی دے گا اور جب کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو اللہ ان لوگوں کے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے ان کے درجے بلند کرتا ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے بڑا باخبر ہے (۱۱) اے ایمان والو! جب تم پیغمبر سے تنہائی میں کوئی بات کرنا چاہو تو اپنی اس راز دارانہ بات سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے اور پاکیزہ تر ہے اور اگر اس کے لیے کچھ نہ پاؤ تو بلاشبہ اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا مہربان ہے (۱۲) کیا

تم اس بات سے ڈر گئے کہ (رسول سے) تنہائی میں بات کرنے سے پہلے صدقہ دو! اب جبکہ تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی تو بس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ (۱۳)

تشریح الالفاظ

(۱) نجوی کے معنی سرگوشی اور راز و نیاز کی بات کرنے کے ہیں۔ (۲) تفسحوا فسح کے معنی وسعت اور کشادگی کے ہیں۔ (۳) فانشزوا نشز کے معنی اٹھنے اور کھڑے ہونے کے ہیں۔ (۴) أأشفقتم اشفاق کے معنی ڈرنے کے ہیں۔ (۵) تحشرون حشر کے معنی جمع ہونے اور اکٹھا ہونے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ الم ترَ... الآیۃ

خدا کے ہر وقت اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا بیان

جس طرح ایک نادان بچے کو کوئی بات سمجھانی ہو تو بار بار دھرانی پڑتی ہے تب اس کی سمجھ میں آتی ہے اسی طرح خدائے حکیم اپنے بندوں کو بار بار نئے نئے اسلوب و انداز میں یہ بات ان کے ذہن نشین کراتا ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے جہاں تین آدمی تخلیہ میں کوئی بات کرتے ہیں تو وہ علمی احاطہ کی بناء پر گویا ان کے ساتھ چوتھا ہوتا ہے اور جہاں پانچ ہوتے ہیں گویا وہ چھٹا ہوتا ہے یا اس سے کم یعنی دو ہوں یا اس سے زیادہ چھ ہوں تو وہ اس طرح ان کی ہر بات کو سنتا اور جانتا ہے کہ گویا ان کے پاس موجود ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بالاحاطہ والعلم لا بالذات کہ اللہ کی معیت یہ ہے کہ وہ علمی احاطہ کی بناء پر ہر جگہ موجود ہوتا ہے نہ کہ ذات کے اعتبار سے (اصول کافی) کیونکہ اس کی ذات غیر محدود ہے اور زمان و مکان کی حدود سے ماوراء ہے۔ خداوند عالم نے یہاں سے لے کر اس سورہ کی دسویں آیت تک منافقین کے طرز عمل پر مسلسل تنقید کی ہے جو اسلام کی روز افزوں ترویج و ترقی سے جلتے تھے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے اور جہاں بھی ان کے چند آدمی اکٹھے ہوتے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور انہیں پریشان کرنے کے لیے منصوبہ بندیاں کرتے اور پھر خیال کرتے تھے کہ ان کی ان خفیہ حرکتوں کی کسی کو کوئی خبر نہیں۔ خدائے علیم ان پر واضح کر رہا ہے کہ جہاں تم تین ہوتے ہو وہاں چوتھا میں ہوتا ہوں اور تمہاری سب حرکتوں اور کارروائیوں سے

آگاہ ہوں تمہیں قیامت کے دن تمہاری کارروائیوں سے آگاہ بھی کروں گا اور سزا بھی دوں گا۔ کاش کہ ایک مسلمان اور عقلمند انسان یہ حقیقت سمجھ لے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور اس کی ہر حرکت وسکون کو دیکھ رہا ہے تاکہ وہ کوئی ایسا کلام وکام نہ کرے جو قانون قدرت اور اس کی منشاء کے خلاف ہے۔

۷)۔ الم تر الی الذین نہوا ... الآیۃ

آیت کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب ان لوگوں کی خفیہ میٹنگوں کی آپ کو خدا اطلاع دیتا یا مسلمان آپ سے شکایت کرتے کہ یہ لوگ ان کو دیکھ کر آپس میں کھسر پھسر کرتے ہیں اور بار بار آنکھوں سے اور ہاتھوں سے ان کی طرف اشارہ کرتے ہیں تاکہ انہیں ہراساں کریں اور وہ سمجھیں کہ ان کے خلاف سازشوں کے جال بچھائے جارہے ہیں تو آنحضرت نے یقیناً ان لوگوں کو بلا کر تنبیہ کی ہوگی کہ مجھے تمہاری ان خفیہ سرگرمیوں کی اطلاع ملی ہے لہٰذا تم ایسا نہ کرو مگر جب وہ لوگ اس تنبیہ کے باوجود اپنی تخریبی کارروائیوں اور سرگرمیوں سے باز نہیں آتے تو پھر خدا کھل کر ان کی مذمت کرتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ لوگ کھلے ہوئے کافر ومشرک اور یہود ونصاریٰ نہیں ہیں ورنہ پیغمبر اسلام ان کو ان کی خفیہ کارروائیوں سے روکتے کیوں؟ ان سے اپنی اطاعت کا مطالبہ کرتے کیوں؟ اور ان کی اس کارستانی کا شکوہ کرتے کیوں؟ بھلا کھلے دشمن سے اس کے سوا اور توقع ہی کیا ہو سکتی ہے؟ لہٰذا تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان لوگوں سے مراد یہی مار آستیں یعنی منافقین ہیں جو صحابہ کرام اور مسلمین عظام کی صفوں میں گھسے ہوئے تھے اور اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں گنواتے تھے۔

۸)۔ واذا جاوك ... الآیۃ

اسی سابقہ جماعت کے ایک اور کرتوت کا تذکرہ کیا جارہا ہے کہ جب وہ پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو اس طرح آپ کو سلام کرتے ہیں جس طرح اللہ نے نہیں کیا۔ یعنی السلام علیکم کی جگہ السام علیکم کہتے ہیں جبکہ سلام کے معنی سلامتی اور سام کے معنی موت کے ہیں اور روکھا پھیکا نام لے کر خطاب کرتے ہیں حالانکہ آپ کی عظمت وجلالت کا یہ عالم ہے کہ خداوند عالم نے بھی ان کا صرف نام لے کر کبھی خطاب نہیں کیا بلکہ ہمیشہ جلیل القدر القاب سے مخاطب کیا ہے۔ طٰہ، یٰس، یا ایھا المزمل اور یا ایھا المدثر وغیرہ وغیرہ۔ اور بعض اخبار میں وارد ہے کہ وہ جاہلی دور کے سلام کے طرح آپ سے انعم صباحا (صبح بخیر) اور انعم مساء (شب بخیر) کہتے تھے (تفسیر صافی) اور پھر اپنے دلوں میں آیا آپس میں کہتے تھے کہ ہم لوگ جو بارگاہ رسول میں اس قدر گستاخیاں کرتے ہیں اور وہ ہمارے غلط سلام کے جواب میں علیکم السام (تم پر موت آئے) کہتے ہیں اگر وہ برحق رسول ہیں تو پھر ہم پر اللہ عذاب کیوں نازل نہیں کرتا؟ ہمیشہ باطل نواز اور سطحی ذہن رکھنے والے لوگ ایک جلیل

القدر آدمی کی بے قدری کر کے خوش ہوتے ہیں مگر وہ یہ حقیقت بھول جاتے ہیں کہ جس کی وہ توہین کر رہے ہیں خود خدا اور اس کی ساری اچھی خدائی اس سچے اور کھرے انسان کے ساتھ ہے اور یہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے بلکہ ایک شریف انسان کی اہانت کر کے خود اپنی ذلت و رسوائی کے اسباب پیدا کر رہے ہیں۔ سچ ہے کہ

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ نیکاں زند

۹) ۔ یا ایھا الذین آمنوا ... الآیۃ

بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ظاہر خدو رسول پر ایمان بھی لاتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں اور دوسرے بہت سے اسلامی شعائر پر عمل بھی کرتے ہیں مگر کئی مقامات پر ایمان کے تقاضوں کو بھول جاتے ہیں اور وہی کام کرنے لگتے ہیں جو منافقین کرتے ہیں تو گویا ایسے ہی لوگوں سے خدا یہاں خطاب کر رہا ہے کہ گناہ، ظلم و زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں نہ کرو ہاں البتہ نیکی کرنے، تقویٰ اختیار کرنے اور رفاہ عامہ کے کام کرنے کے بارے میں باہمی خفیہ مشورے کرو اور پروگرام مرتب کر کے کام کرو اس کی زدان نام نہاد اسلامی مما لک اور ان کے سربراہوں پر بھی پڑتی ہے جو نام تو اسلام کا لیتے ہیں مگر کام وہ کرتے ہیں جن سے دشمنان اسلام مما لک اور ان کے مشن کو تقویت پہنچتی ہے اور اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ (تفسیر الکاشف)

ایضاح

آیت کے آخری حصہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ عام حالات میں خفیہ سرگوشیاں کرنا ایک ناپسندیدہ فعل ہے لیکن اگر یہ سرگوشیاں کسی کار خیر کی انجام دہی کے لیے کی جائیں تو پھر ممنوع نہیں بلکہ ممدوح ہیں۔ اصل چیز نیت ہے وانما الاعمال بالنیات لہٰذا اس کے جواز اور عدم جواز کا دار و مدار آدمی کی نیت اور اس کی روش و رفتار پر ہے۔ ان خیراً فخیرا و ان شراً فشراً

۱۰) ۔ انما النجوی من الشیطان ... الآیۃ

منافقین اور مجرمین کی خفیہ سرگوشیاں شیطان کی انگیخت کا نتیجہ ہیں

سابقہ بیانات سے یہ حقیقت عیاں راچہ بیان کا مصداق بن چکی ہے کہ منافقین اور مجرمین کی خفیہ میٹنگیں اور سرگوشیاں شیطان کی انگیخت کا نتیجہ ہوتی ہیں اور یہ اسی خناس کی تحریک کا ثمرہ ہیں وہ اسطرح اہل ایمان کو پریشان اور ہراساں کرنا چاہتا ہے۔ ارشاد قدرت ہے کہ شیطان ہو یا شیطان صفت لوگوں کی سرگوشیاں

جب تک خدا کا اذن و ارادہ نہ ہو وہ اہل ایمان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتیں۔ اس لیے انہیں اپنے پروردگار پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ ع

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

اس آیت کی ایک اور تفسیر

ایک روایت سے مترشح ہوتا ہے کہ اس سے شیطانی نجوی ڈراؤنا خواب مراد ہے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص ناپسندیدہ (ڈراؤنا) خواب دیکھے تو جس پہلو پر سویا ہوا تھا وہ پہلو بدلے اور یہ آیت پڑھے **انما النجوی من الشیطان لیحزن الذین آمنوا ولیس بضآرھم شئیا الا باذن اللہ** اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔ **عذت بما عاذت بہ ملائکۃ اللہ المقربون وانبیائہ المرسلون و عبادہ الصالحون من شرما رایت و من شر الشیطان الرجیم۔** (تفسیر صافی بحوالہ الکافی)

چنانچہ وہ اس خواب کے ضرر وزیاں سے محفوظ رہے گا۔ انشاءاللہ

۱۱)۔ یاایھا الذین آمنوا اذا قیل...الآیۃ

اس آیت کی شان نزول

اس آیت مبارکہ میں لوگوں کو مجلسی آداب کے تحت کبھی کسی شخص کو آگے اور کسی کو پیچھے بٹھانا پڑتا ہے اور اگر جگہ تنگ ہو تو کبھی پہلے بیٹھے ہوؤں کو اٹھانا پڑتا ہے اور نئے آنے والوں کو ان کی جگہ بٹھانا پڑتا ہے۔ چنانچہ مسلمان جوق در جوق آتے اور بارگاہ رسالت میں بیٹھتے جاتے اور اکثر کی کوشش یہ ہوتی کہ آنحضرت کے قریب بیٹھیں تا کہ آپ کی زیارت کے ساتھ ساتھ آپ کے مواعظ بھی کما حقہ سن سکیں مگر چونکہ جگہ تنگ ہوتی تھی اس لیے آنے والوں کو بیٹھنے میں تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ ایک بار ایسا ہوا کہ بزم رسالت لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی کہ چند بدری صحابی حاضر ہوئے (جن کی آنحضرت بڑی قدر کرتے تھے) اور آکر یوں سلام کیا **السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ** پھر حاضرین کو سلام کیا اور آپ کے قریب آکر اس امید میں کھڑے ہو گئے کہ کوئی انہیں بیٹھنے کے لیے جگہ دے گا مگر جب کسی نے بھی یہ پیشکش نہ کی تو خلق عظیم کے مالک پر یہ بات بڑی شاق گزری اور پھر اپنے پاس بیٹھے ہوئے مہاجرین و انصار سے کہا اے فلاں اٹھ اور اے فلاں اٹھ (آنے والوں کی تعداد کے مطابق حاضرین میں بعض کو اٹھایا اور آنے والوں کو ان کی جگہ بٹھایا) وہ لوگ اٹھ کر

چلے تو گئے مگر ان کے چہروں پر ناراضی اور رنج وملال کے آثار نمایاں تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مجمع البیان وغیرہ)

بعض مجلسی آداب کا تذکرہ

واضح رہے کہ آداب صرف بزم رسالت سے مخصوص نہیں بلکہ یہ ہر مجلس ومحفل کے آداب ہیں کہ:

۱۔ جب پہلے آدمی بیٹھے ہوئے ہوں اور کچھ نئے آدمی آ جائیں تو ان کا اخلاقی فریضہ ہے کہ نئے آنے والوں کو بیٹھنے کی جگہ دیں اور اس کے چند طریقے ہیں۔

الف) وہ سمٹ جائیں اور سکڑ کر قدرے جگہ کشادہ کریں۔

ب) اور اگر سمٹنے سے بھی آنے والوں کو جگہ نہ ملے تو پہلے والے اٹھ جائیں اور آنے والوں کو بیٹھنے کا موقع دیں۔

ج) مگر آنے والوں میں اس قدر تہذیب ومتانت ہونی چاہیے کہ پہلے بیٹھے ہوؤں کو زبردستی اٹھا کر ان کی جگہ پر قبضہ نہ کریں کہ احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

د) اور تمام آنیوالے لوگوں کو چاہیے کہ اس قدر دیر تک نہ بیٹھیں کہ میزبان کو اذیت پہنچے اور وہ آنے والوں کے واپس جانے کی دعائیں مانگے۔

اور اگر حاضرین ان آداب کا پاس ولحاظ نہ کریں اور ان سے ان کی پاسداری کرنے کو کہا جائے تو انہیں چاہیے کہ بخوشی اس پر عمل کریں اور اسے اپنی عزت وانا کا سوال نہ بنائیں۔

۱۲)۔ یرفع اللہ الذین...الآیۃ

درجات کی بلندی کا معیار ایمان وعلم ہے

اس آیت میں عزت وعظمت اور بلندی مقام اور رفعت مکان کا معیار بتایا گیا ہے کہ وہ دو چیزیں ہیں۔

(۱) ایک ایمان (۲) دوسرا علم (مع العمل)

اب جس کا ایمان وعلم جس قدر بلند ہوگا اتنا ہی اس کا عنداللہ مقام بلند ہوگا اور درجہ بلند ہوگا اور جس قدر جس کا ایمانی وعلمی مقام پست ہوگا اتنا ہی عنداللہ اس کا مقام پست ہوگا احادیث میں عالم کی بہت بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے چنانچہ

۱۔ حضرت رسول خدا سے مروی ہے فرمایا فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر

علی سائر الکواکب کہ عالم کو عابد پر وہی فضیلت حاصل ہے جو چودھویں کے چاند کو عام ستاروں پر فضیلت ہے۔(تفسیر الصافی بحوالہ الجوامع)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ قیامت کے دن جب میزان عدل پر علما کی سیاہی اور شہداء کے خون کو تولا جائے گا تو علماء کی سیاہی خون شہدا سے زیادہ وزنی ہوگی۔ (الصافی بحوالہ الفقیہ)

۳۔ حضرت پیغمبر اسلام سے مروی ہے فرمایا تشفع یوم القیامۃ ثلاثہ الانبیاء ثم العلماء ثم الشھداء قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے۔ (۱) انبیاء (بشمول اوصیاء)، (۲) علماء، (۳) شہدا (تفسیر صافی)

۱۳)۔ یاایھا الذین آمنوا اذا ناجیتم...الآیۃ

اس آیت کی شان نزول

چونکہ بعض اغنیا صحابہ اپنے تقرب اور بڑائی کے اظہار کے لیے وقت بے وقت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر آپ سے تخلیہ میں باتیں کرتے اور وہ ایسا کر کے جہاں پیغمبر اسلام کا قیمتی وقت ضائع کرتے وہاں فقراء اور سنجیدہ صحابہ کا نقصان بھی کرتے۔ مگر حضرت اپنے خلق عظیم کی وجہ سے یہ سب کچھ برداشت کرتے تو خدائے علیم وحکیم نے چاہا کہ آپ کا قیمتی وقت بھی ضائع نہ ہو غرباء کا نقصان بھی نہ ہو اور ہر وقت خلوت میں باتیں کرنے والوں کا امتحان بھی ہوجائے اس لیے یہ حکیمانہ حکم دیا کہ جب پیغمبر سے تخلیہ میں بات کرنا چاہو تو پہلے کچھ صدقہ دیا کرو۔ بس اس حکم کا آنا تھا کہ سناٹا چھا گیا اور خلوتیان راز کا جوتا نتا بندھا ہوا تھا وہ ایک دم بند ہوگیا۔ صرف حضرت علیؑ نے اس حکم پر عمل کیا اور وہ اس طرح کہ آپ کے پاس صرف ایک دینار تھا جسے تڑوایا اور دس درہم ملے اور دس بار بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر خلوت میں علمی استفادہ کیا اور ہر بار ایک درہم صدقہ میں دیا۔ اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہوگیا اور اشفقتم ان تقدموا بین نجوا کم صدقۃ۔ الآیۃ نازل ہوگئی کہ کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ اپنی تخلیہ والی گفتگو سے پہلے صدقہ دو تو اللہ نے تمہیں معاف کر دیا اور یہ امتحان ختم کر دیا اب تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور خدا اور سول کی اطاعت کرو۔

ایضاح

آیت نجویٰ پر حضرت علیؑ کے سوا کسی نے عمل نہ کیا

ہمارے علاوہ ہمارے برادران اسلامی کے ان مفسرین نے بھی اعتراف کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کسی اور شخص نے اس پر عمل نہیں کیا اور ان سب نے حضرت علی علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی نقل کیا کہ ان فی کتاب اللہ لایۃ ما عمل بھا احد قبلی ولا یعمل بھا بعدی ایۃ النجوی۔ (ملاحظہ ہو تفسیر ابن جریر طبری، تفسیر کبیر رازی، کشاف، درمنثور، ابن کثیر، خازن، روح البیان، معارف القرآن، ضیاء القرآن، حتی کہ مولانا مودودی نے بھی تفہیم القرآن میں اس حقیقت کا اقرار کیا ہے جنہیں خاندان نبوت کی کسی فضیلت کے اقرار کرنے کی بہت کم توفیق ہوتی ہے۔)

یہ حکم کتنے دن باقی رہا؟

اس میں اختلاف ہے بعض نے صرف ایک دن اور بعض نے دس دن لکھے ہیں۔ (تفسیر کشاف) واللہ العالم

آیات القرآن

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ اللّٰهُ
لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ
اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ
الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ
اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾

ترجمۃ الآیات

کیا تم نے ایسے لوگوں کو نہیں دیکھا جو ایسے لوگوں سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ نے غضب نازل کیا ہے وہ نہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے ہیں اور وہ جانتے بوجھتے ہوئے جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں (۱۴) اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک یہ لوگ بہت برے کام کرتے ہیں (۱۵) انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے پس وہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں تو ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے (۱۶) ان کے مال اور ان کی اولاد انہیں ذرا بھی اللہ (کے عذاب) سے نہیں بچا سکیں گے یہ لوگ دوزخ والے ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے (۱۷) جس دن اللہ ان سب کو (دوبارہ) اٹھائے گا تو وہ اس کے سامنے بھی اسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور خیال کریں گے کہ وہ کسی چیز (بنیاد) پر ہیں خبردار! یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں (۱۸) شیطان نے ان پر غلبہ پا لیا ہے اور اس نے انہیں خدا کی یاد بھلا دی ہے یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں آگاہ ہو کہ شیطانی گروہ ہی گھاٹا اٹھانے والا ہے (۱۹) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل ترین لوگوں میں سے ہیں (۲۰) اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور

میرے رسول ہی غالب آ کر رہیں گے بے شک اللہ طاقتور (اور) زبردست ہے (۲۱) تم کوئی ایسی قوم نہیں پاؤ گے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو (اور پھر) وہ دوستی رکھے ان لوگوں سے جو خدا و رسول کے مخالف ہیں اگرچہ وہ (مخالف) ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی ہی ہوں یا ان کے قبیلے والے یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی ایک خاص روح سے ان کی تائید کی ہے اور انہیں ایسے باغہائے بہشت میں داخل کرے گے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اس پر راضی ہیں یہ لوگ اللہ کا گروہ ہیں آگاہ رہو کہ اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا (اور کامیاب ہونے والا) ہے (۲۲)

تشریح الالفاظ

(۱) ایمانھم یہ یمین کی جمع ہے جس کے معنی قسم کے ہیں۔ (۲) جنۃ اس کے معنی سپر اور ڈھال کے ہیں۔ (۳) استحواذ کے معنی غلبہ اور قابو پانے کے ہیں۔ (۴) حاد اللہ محادہ کے معنی مخالفت اور عداوت کے ہیں جس طرح محادہ کے معنی محبت اور اطاعت کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱۴)۔ الم تری الی الذین... الآیۃ

اس آیت کی شان نزول

مدینہ کے منافقین بظاہر تو مسلمانوں کی جماعت میں شامل تھے مگر در پردہ وہ یہود کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور باہم مل کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منصوبہ بندیاں کرتے تھے یہی حال ہمیشہ ان لوگوں کا ہوتا ہے جو پوری یکسوئی اور دل و جان سے حق کو اختیار نہیں کرتے ایسے لوگ ہر دلعزیز بننے کے لیے بظاہر سب سے ملتے جلتے ہیں مگر دراصل وہ صرف اپنے مفادات کے علمبردار اور انہی کے وفادار ہوتے ہیں وہ جس قدر چاہیں قسمیں کھا کر اپنے برحق ہونے کا یقین دلائیں لیکن وہ جھوٹے ہوتے ہیں اور ان کی اس دوغلی روش و رفتار کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ نہ ادھر کے رہتے ہیں اور نہ ادھر کے۔ بناء بریں یہ دوستی کرنے والے منافقین اور جن مغضوب علیہم سے دوستی کر رہے ہیں وہ یہود ہیں۔ (مجمع البیان)

خدانے ان لوگوں کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ع

سزائے ایں دوناں بجز دوزخ کجا باشد؟

۱۵)۔ اتخذوا ایمانھم... الآیۃ

منافقین کا وطیرہ ہی زیادہ قسمیں کھانا ہے

منافق ہمیشہ قسمیں کھا کر اپنے مخلص ہونے کا یقین دلاتا ہے اور اپنے نظریہ کی صحت پر بڑھ چڑھ کر باتیں کرتا ہے مگر چونکہ قانون قدرت ہے کہ ع

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

مگر زود یا بدیر اس کے ڈھول کا پول کھل جاتا ہے اور وہ ذلیل ورسوا کر رہ جاتا ہے۔ ارشاد قدرت ہے کہ ان لوگوں نے اپنے مال وجان کی حفاظت کے لیے اپنی قسموں کو سپر بنا رکھا ہے تاکہ انہیں مسلمان سمجھا جائے اور اس طرح ان کے مال وجان کو تحفظ فراہم ہو جائے۔ یہ سفلہ فطرت قیامت کے دن بھی بارگاہ خداوندی میں اسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح یہاں کھاتے ہیں مگر ان کا یہ قسمیں کھانے کا ہنر و کمال ان کے کام نہیں آئے گا۔ فلھم عذاب مھین۔

۱۶)۔ لن تغنی عنھم اموالھم... الآیۃ

یہی آیت مع تفسیر سورہ ال عمران آیت ۱۸۶ گزر چکی ہے اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے تاکہ واضح ہو جائے کہ فردائے قیامت یہ اموال اور یہ اولاد جن کی خاطر آدمی دین ایمان برباد کرتا ہے قیامت کے دن کچھ بھی کام نہیں آئے گی بلکہ جس کم بخت مال واولاد کی خاطر اپنا دین برباد کیا ہوگا۔ وہ اسے جہنم میں لے جائے گی۔

۱۷)۔ استحوذ علیھم الشیطان... الآیۃ

ان لوگوں پر شیطان غالب آچکا ہے اور قابو پا چکا ہے اس لیے اس نے انہیں یاد خدا ہی بھلا دی ہے اس لیے وہ نہ زبان سے ذکر خدا کرتے ہیں اور نہ ہی دل میں اسے یاد کرتے ہیں اس لیے یہ لوگ دنیا میں بالخصوص آخرت میں گھاٹا اٹھانے والے ہیں جس دن ان پر روز روشن کی طرح واضح ہوگا کہ جن چیزوں پر انہوں نے بھروسہ کیا تھا وہ فیصلہ کی اس گھڑی میں کچھ کام آنے والی نہیں ہیں اور یہ حقیقت کھل کر ان کے سامنے آجائے گی کہ شیطان نے ان کو محض فریب دیا تھا اور ان کو چند کھوکھلے الفاظ سکھائے تھے جن سے وہ اپنے آپ کو بے قصور ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

۱۸)۔ ان الذين يحادون الله... الآية

یہ وہی آیت ہے جو اسی سورہ کی آیت ۵ میں گزر چکی ہے اور وہیں اس کی مکمل تفسیر بھی بیان کر دی گئی ہے۔فراجع

۱۹)۔ كتب الله لأغلبن... الآية

اللہ اور اس کے رسولوں کے غلبہ کے بارے میں قبل ازیں متعدد مقامات پر وضاحت کی جا چکی ہے جیسے سورہ حج آیت ۳۸، سورہ محمد آیت ۷ اور بالخصوص سورہ صافات کی آیت ۷۲ اوان جندنا لهم الغالبون وہاں یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ اہل حق کو حقیقی غلبہ تو قیامت کے دن حاصل ہوگا مگر یہاں دنیا میں بھی کبھی یہ غلبہ بھی سیف وسنان سے ہوتا ہے اور کبھی دلیل و برہان سے اور کبھی اچھے نام سے۔ کما لا یخفی۔

۲۰)۔ لا تجد قوما يؤمنون... الآية

اس جیسی ایک آیت سورہ آل عمران نمبر ۲۸ پر گزر چکی ہے۔ لا یتخذ المومنون الکافروین اولیاء... الآیۃ۔ اور اسی مقام پر اس کی مکمل و مفصل تفسیر بیان کی جا چکی ہے اعادہ و تکرار کی بجائے قارئین کرام اسی مقام کی طرف رجوع کرنے کی زحمت فرمائیں تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ ایک ہی دل میں مومن اور کافر سے دوستی اکٹھی نہیں کر سکتے۔ والضدان لا یجتمعان اور اللہ نے کسی شخص کے اندر دو دل نہیں رکھے کہ ایک میں ایمان ہو اور دوسرے میں کفار سے محبت ارشاد قدرت ہے ما جعل الله لرجل من قلبين في جوفه اللہ نے کسی شخص کے اندر دو دل قرار نہیں دیے۔(احزاب ۴)

۲۱)۔ اولئك حزب الله... الآية

شیطانی گروہ کے مقابلہ میں یہ رحمانی گروہ ہے جہاں وہ گھاٹا اٹھانے والا ہے وہاں یہ فلاح پانے والا ہے جہاں وہ خسران مبین کا مصداق ہے وہاں یہ فتح مبین کا مصداق ہے اور جہاں وہ نقصان وزیاں پانے والوں میں سے ہے وہاں یہ کامیاب و کامران ہونے والوں میں سے ہے حزب اللہ کے دلوں میں ایمان اس طرح راسخ ہے اور اللہ سے ان کو اتنا گہرا لگاؤ اور تعلق ہے کہ اسی بنیاد پر ان کی دوستیاں اور دشمنیاں قائم ہوتی ہیں یعنی وہ محبت کرتے تو اس سے جس سے اللہ محبت کرتا ہے اگرچہ وہ ان کا ذاتی مخالف ہی ہو اور نفرت کرتے ہیں تو اس سے جس سے خدا نفرت کرتا ہے اگرچہ وہ ان کا قریبی عزیز ہی ہو وذالك فضل الله يوتيه من يشاء۔ وجعلنا من حزبهِ المفلحين۔

۲۲)۔ کتب فی قلوبھم... الآیۃ

اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان نقش کر دیا ہے اور ان کی تائید اپنی ایک خاص روح سے کی ہے۔ اس روح سے کیا مراد ہے؟ اکثر حدیثوں میں تو اس سے روح ایمان مراد لی گئی ہے۔ (تفسیر صافی و نور الثقلین) اور بعض روایات میں اس سے روح القدس مراد لی گئی ہے۔ (ایضاً)

سورہ مجادلہ کا ترجمہ و تفسیر بفضلہٖ و عونہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

والحمدللہ رب العالمین

سورہ حشر کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

اسی سورہ کی دوسری آیت میں لفظ اَوّل الحشر موجود ہے جس سے اس سورہ کا یہ نام مقرر ہوا۔

عہد نزول

یہ سورہ مدنی ہے اور اکثر مفسرین کے بیان کے مطابق غزوہ بنی النضیر کے بارے میں نازل ہوئی جو ۴ھ میں واقع ہوا۔

سورۂ حشر کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ اس حقیقت کا بیان کہ آسمان و زمین کی ہر چیز خدا کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔

۲۔ بنی نضیر کے انجام سے اہل دنیا کو عبرت دلائی گئی ہے۔

۳۔ دشمن کو شکست دینے کے لیے ناگزیر جنگی تدابیر کا اختیار کرنا جائز ہے۔

۴۔ مال فئے کی تقسیم کا تفصیلی تذکرہ اور اس کے احکام اور مفتوحہ علاقہ کی زمینوں کے بندوبست کا تذکرہ۔

۵۔ پیغمبر اسلامؐ کی غیر مشروط اطاعت کے وجوب کا بیان۔

۶۔ مہاجرین و انصار کی تعریف و توصیف۔

۷۔ منافقین کی تدبیروں اور ترکیبوں کا بیان اور غزوہ بنی نضیر کے موقع پر ان کا کردار۔

۸۔ قرآن مجید کی قوت تاثیر کا زوردار الفاظ میں بیان۔

۹۔ دعوائے ایمان کے تقاضے پورے کرنے یعنی تقویٰ اختیار کرنے کا بیان۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے متعدد اسماءِ حسنیٰ کا تذکرہ جو عظمت الٰہی کی دلیل ہیں اور انہی پر اس سورہ کا اختتام ہوا ہے وغیرہ وغیرہ۔

سورہ حشر کی تلاوت کا ثواب

۱۔ پیغمبر اسلامؐ سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ حشر کی تلاوت کرے اس کے لیے کائنات ارضی و سماوی کی ہر چیز دعا کرتی ہے اور مغفرت طلب کرتی ہے اور اگر اس شب و روز میں فوت ہو گیا تو اس کی موت

شہادت متصور ہوگی۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص رات کے وقت سورہ رحمن اور حشر کی تلاوت کرے تو خدائے تعالیٰ اس کے گھر کی حفاظت کے لیے ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جو صبح تک ننگی تلوار لے کر پہرہ دیتا ہے۔ (ایضاً)

(آیاتہا ۲۴) سورۃ الحشر مدنیۃ (رکوعاتہا ۳)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ‌ۚ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝١ هُوَ الَّذِىۡۤ اَخۡرَجَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ مِنۡ دِيَارِهِمۡ لِاَوَّلِ الۡحَشۡرِ‌ؔؕ مَا ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا‌ وَظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ مَّانِعَتُهُمۡ حُصُوۡنُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ حَيۡثُ لَمۡ يَحۡتَسِبُوۡا‌ ۖ وَقَذَفَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الرُّعۡبَ‌ يُخۡرِبُوۡنَ بُيُوۡتَهُمۡ بِاَيۡدِيۡهِمۡ وَاَيۡدِى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ‌ ۖ فَاعۡتَبِرُوۡا يٰۤاُولِى الۡاَبۡصَارِ‏ ۝٢ وَلَوۡلَاۤ اَنۡ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمُ الۡجَلَاۤءَ لَعَذَّبَهُمۡ فِى الدُّنۡيَا‌ ؕ وَلَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ‏ ۝٣ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ‌ ۚ وَمَنۡ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ‏ ۝٤ مَا قَطَعۡتُمۡ مِّنۡ لِّيۡنَةٍ اَوۡ تَرَكۡتُمُوۡهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوۡلِهَا فَبِاِذۡنِ اللّٰهِ وَلِيُخۡزِىَ الۡفٰسِقِيۡنَ‏ ۝٥ وَمَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ مِنۡهُمۡ فَمَاۤ اَوۡجَفۡتُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ خَيۡلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰـكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ‌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ‏ ۝٦ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ مِنۡ اَهۡلِ الۡقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِۙ كَىۡ لَا يَكُوۡنَ دُوۡلَةًۢ بَيۡنَ

الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑦ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ⑧ۚ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ڲ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑨ۚ وَالَّذِيْنَ جَاۗءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑩ۧ

ترجمۃ الآیات

شروع کرتا ہوں)اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے اللہ ہی کی تسبیح کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ زبردست، بڑا حکمت والا ہے (۱) وہ وہی ہے جس نے اہل کتاب کے کافروں (بنی نضیر) کو پہلی بار اکٹھا کر کے ان کے گھروں سے نکال دیا۔ تمہیں گمان بھی نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ بھی خیال کرتے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ (کی گرفت) سے بچا لیں گے تو اللہ (کا قہر) ایسی جگہ سے آیا جہاں سے ان کو خیال بھی نہیں تھا اور اس نے ان کے دلوں میں (رسول کا) رعب ڈال دیا تو وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے گھروں کو خراب و برباد کر رہے تھے اور اہل ایمان کے ہاتھوں سے بھی عبرت حاصل کرواے دیدۂ بینا رکھنے والو (۲) اور اگر اللہ نے ان کے حق میں جلاوطنی نہ لکھ دی ہوتی تو وہ دنیا ہی میں ان کو عذاب دیتا اور آخرت میں تو ان کے لیے دوزخ کا عذاب ہے ہی (۳) یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ کی مخالفت

کرتا ہے تو یقیناً اللہ سخت سزا دینے والا ہے (۴) تم لوگوں نے کھجوروں کے جو درخت کاٹے یا جن کو انکی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا اور تا کہ وہ فاسقوں کو رسوا کرے (۵) اور اللہ نے ان لوگوں (بنی نضیر) سے جو مال بطور فئے اپنے رسول کو دلوایا تو تم لوگوں نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ پس اس میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا تسلط دے دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۶) تو اللہ نے ان بستیوں والوں کی طرف سے جو مال بطور فئے اپنے رسول کو دلوایا ہے وہ بس اللہ کا ہے اور پیغمبر کا اور (رسول کے) قرابتداروں (ان کے) یتیموں اور (ان کے) مسکینوں اور مسافروں کا ہے تا کہ وہ مال فئے تمہارے دولتمندوں کے درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے اور جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو۔ بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے (۷) (نیز وہ مال) ان غریب مہاجروں کے لیے ہے جن کو اپنے گھروں اور مالوں سے نکال دیا گیا یہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں اور یہی سچے لوگ ہیں (۸) (اور یہ مال) ان کے لیے بھی ہے جو ان (مہاجرین) سے پہلے ان دیار (دارالہجرت مدینہ) میں ٹھکانا بنائے ہوئے ہیں اور ایمان لائے ہوئے ہیں اور جو ہجرت کر کے ان کے پاس آتا ہے وہ اس سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جائے وہ اس کی اپنے دلوں میں کوئی ناخوشی خوشی محسوس نہیں کرتے اور وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود ضرورت مند ہوں (فاقہ میں ہوں) اور جسے اپنے نفس کے حرص سے بچالیا گیا وہی فلاح پانے والے ہیں (۹) اور جو انکے بعد آئے (ان کا بھی اس مال میں حصہ ہے) جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جنہوں نے ایمان لانے میں ہم پر سبقت کی اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے کینہ پیدا نہ کر۔ اے ہمارے پروردگار یقیناً تو بڑا شفقت کرنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۰)

تشریح الالفاظ

(۱) الحشر، حشر کے معنی جمع اور اکٹھا کرنے کے ہیں یہاں اول سے بنی نضیر کی پہلی بار اجتماعی

جلاوطنی مراد ہے۔(۲)حصونھم لہ حصن کی جمع ہے جس کے معنی محکم قلعہ کے ہیں۔(۳)یشاق، کے معنی مقابلہ اور مخالفت کرنے کے ہیں۔(۴)لینۃ کے معنی کھجور کے درخت کے ہیں۔(۵)افاء اللہ، فئے کے معنی محکم لوٹنے کے ہیں اور اصطلاح میں اس مال و جائداد کو فئے کہا جاتا ہے جو جنگ کے بغیر کافروں سے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔(۶)دولۃ کے دست بدست گردش کرنے کے ہیں۔(۷)خصاصۃ کے معنی فقرو فاقہ اور احتیاج کے ہیں۔(۸)شح نفسہ شح کے معنی ہیں وہ حرص ولالچ جس میں بخل کی بھی آمیزش ہو۔

تفسیر الآیات

۱)۔ سبح اللہ...الآیۃ

یہ آیت بعینہ سورہ حدید آیت نمبر ۱ میں مع تفسیر گزر چکی ہے لہٰذا اسی مقام کی طرف رجوع کیا جائے اعادہ وتکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

۲)۔ ھو الذی اخرج...الآیۃ

یہود کے قبیلہ بنی نضیر کی جلاوطنی کا مختصر واقعہ اور اس کا سبب

یہ یہود کے تین بڑے قبائل میں سے ایک بڑا قبیلہ تھا جو مدینہ کے مشرق میں دو میل کے فاصلہ پر آباد تھا جب پیغمبر اسلامؐ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو ان سے صلح کا معاہدہ کیا تھا کہ ان کا مال اور جان محفوظ ہوں گے نیز ان کو مذہبی آزادی بھی حاصل ہوگی اور وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نہ خود کوئی اقدام کریں گے اور نہ کسی مخالف کا ساتھ دیں گے مگر انہوں نے بار بار عہد شکنی کی حتی کہ جنگ احد کے بعد ان کے سردار کعب بن اشرف نے پیغمبر اسلامؐ کے خلاف ابوسفیان سے خفیہ معاہدہ بھی کیا جس کی آنحضرتؐ کو اطلاع مل گئی جس سے ان کی عہد شکنی کا پردہ چاک ہو گیا اور ۴ھ میں آپ بنفس نفیس چند صحابہ کے ہمراہ ایک خون بہا کی ادائیگی کے سلسلہ میں معاہدہ کے مطابق ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے۔ بظاہر انہوں نے آپ کو ایک دیوار کے سایہ میں احترام سے بٹھایا مگر در پردہ اوپر سے آپ پر بھاری بھر کم پتھر گرا کر آپ کا کام تمام کرنا چاہا مگر بالہام ربانی آپ کو اس کی اطلاع ہو گئی اب ان کی شرارتوں کی انتہا ہو گئی اس لیے آپ نے ان (بنی نضیر) کو کہلا بھیجا کہ تمہاری مسلسل غداریوں اور شرارتوں کی بناء پر تمہیں جلاوطن کیا جاتا ہے۔ لہٰذا دس دن کے اندر اندر اسلحہ کے سوا اپنا ساز و سامان لے کر یہاں سے نکل جاؤ۔ پہلے تو وہ ایسا کرنے پر آمادہ بھی ہو گئے مگر ایک تو انہیں اپنی محکم قلعہ بندی پر بڑا

فخر تھا دوسرا مدینہ منافقوں کے لیڈر عبداللہ بن ابی نے ان کو اپنی امداد کا یقین دلایا اس لیے انہوں نے تعمیل حکم سے انکار کر دیا اور قلعہ بند ہو گئے چنانچہ آنحضرت نے لشکر کشی فرمائی اور ان کا محاصرہ کر لیا اور بعض روایات کے مطابق یہ محاصرہ ۲۱ شب و روز تک جاری رہا۔ اس کے بعد وہ جلاوطنی پر راضی ہو گئے اور اونٹوں پر اپنا سامان لاد کر کچھ خیبر اور کچھ شام منتقل ہو گئے۔ (اسلامی کتب تفسیر و تواریخ کا خلاصہ)

۳)۔ ماظننتم... الآیۃ

نہ کبھی مسلمانوں نے سوچا تھا کہ کبھی ایسا بھی ہوگا اور نہ ہی کبھی یہودیوں نے یہ گمان کیا تھا کہ ان محکم قلعوں اور اسلحہ جنگ اور کثرت عددی کے ہوتے ہوئے ان کو اس طرح جلاوطن ہونا پڑے گا مگر ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ بظاہر مسلمانوں نے اور درحقیقت خدا نے ان کو جلاوطنی پر مجبور کر دیا۔ حسب ظاہر تو انہوں نے ایسے محکم قلعے تعمیر کر رکھے تھے کہ خدا کے در آنے کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی تھی مگر اللہ ان کے دلوں میں پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کا رعب ڈال کر گویا وہاں سے داخل ہوا جہاں سے ان کو وہم و گمان بھی نہیں تھا۔

۴)۔ یخربون بیوتھم... الآیۃ

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ یہود خود بھی اپنے ہاتھوں اپنے مکانات خراب و برباد کر رہے تھے اور مسلمان بھی مسلمان کیوں ان کے مکانات برباد کر رہے تھے؟ اس کی وجہ تو ظاہر ہے کہ وہ دشمن کو نقصان پہنچائیں اور ان کو وہاں سے نکلنے پر مجبور کریں ہاں البتہ یہ بات قابل غور ہے کہ یہودی خود اپنے مکانات کیوں برباد کر رہے تھے اس کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں۔ مثلاً

الف) یہ مکانات مسلمانوں کے کام نہ آئیں اور وہ ان سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

ب) چونکہ انہیں اجازت تھی کہ اپنا منقولہ مال جس قدر لے جا سکتے ہیں اکھاڑ کر اپنے ساتھ لے جائیں اس لیے وہ اپنے مکانوں کے دروازے، شہتیر اور کھڑکیاں وغیرہ اکھاڑ کر اپنے ساتھ لے گئے۔

ج) مسلمان ان کے قلعہ کے جس حصہ کو توڑتے پھوڑتے تھے وہ اپنے کسی مکان کو گرا کر قلعہ کی اصلاح کرتے تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

۵)۔ ولولا ان کتب اللہ... الآیۃ

مطلب یہ ہے کہ یہ تو خدا نے صرف جلاوطنی پر اکتفا کر کے اور مختصر تنبیہ کر کے انکے ساتھ خصوصی رعایت کی ہے ورنہ وہ سابقہ تباہ شدہ قوموں کی طرح ان پر بھی کوئی زبردست عذاب نازل کر کے ان کو نیست و

نابود کر سکتا تھا یا کم از کم مردوں کو قتل کرا دیتا اور عورتوں اور بچوں کو قید کرا دیتا جیسا کہ بنی نضیر کے ساتھ کیا تھا۔ بہر حال وہ اس قسم کے دنیاوی عذاب سے تو بچ گئے لیکن اگر انہوں نے اس رعایت سے عبرت حاصل نہ کی اور فائدہ نہ اٹھایا تو پھر آخرت میں تو ان کے لیے دوزخ کا عذاب ہے ہی اس سے تو انہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔

٦)۔ ذلك بانهم شاقوا الله... الآية

یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ محض اس لیے کہ انہوں نے خدا اور رسول کی مخالفت کی اس سے واضح ہے کہ رسول کی مخالفت خدا کی مخالفت ہے اور ایسا شخص اس کی پاداش اور انجام سے ہرگز نہیں بچ سکتا جو سخت سزا کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ لہٰذا یہود کو جو سزا دی گئی وہ اللہ کے اسی قانون کے تحت تھی اور یہی خدا اور رسول کے مخالفوں کا مقدر ہے۔

٧)۔ ماقطعتم من لينة... الآية

چونکہ محاصرہ کے وقت جنگی مصلحت کے تحت یہودیوں کے باغات میں سے کھجور وغیرہ کے کچھ درخت کاٹے گئے تھے گو اس میں اختلاف ہے کہ پیغمبر اسلام کے حکم سے کاٹے گئے تھے یا مسلمانوں نے خود جوش انتقام میں کاٹے تھے اور بعض نے انہیں ایسا کرنے سے روکا تھا۔ خداوند عالم نے ان دونوں کا بھرم رکھ لیا فرماتا ہے کہ دونوں نے ٹھیک کیا جس نے یہودیوں کو ذلیل وخوار کرنے اور انہیں نقصان پہنچانے کے لیے کاٹے اس نے بھی صحیح کیا اور جس نے مسلمانوں کے فائدہ کی خاطر ایسا کرنے سے منع کیا اس نے بھی ٹھیک کیا۔

٨)۔ وما افاء الله... الآية

کفار سے مسلمانوں کے ہاتھ آنے والے مال کی دو قسمیں ہیں

جو جنگ وجدال اور قتل وقتال کے بعد ہاتھ آئے اسے ''غنیمت'' کہا جاتا ہے اور جو جنگ وجدال اور قتل وقتال کے بغیر ہاتھ آئے اسے ''فئی'' کہا جاتا ہے اور یہاں اس سے مراد بنی نضیر کا مال ہے۔

ان دو قسموں کے مال کا حکم؟

پہلی قسم یعنی غنیمت (جس کا تذکرہ دسویں پارہ کے آغاز میں موجود ہے) کا حکم یہ ہے کہ اس کے پانچ حصے کیے جاتے ہیں یعنی اس کے چار حصے تو مجاہدین میں تقسیم کیے جاتے ہیں اور پانچواں حصہ (خمس) خدا اور رسول اور رسول کے قرابتداروں وغیرہ کا ہوتا ہے مگر جو دوسری قسم کا مال ہے یعنی فئے وہ مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا جاتا اور نہ

ہی ان کا اس میں کوئی حق ہے کیونکہ انہوں نے نہ گھوڑے دوڑائے ہیں اور نہ اونٹ۔ بلکہ وہ خدا اور رسول اور قرابتداران رسول اوران کے یتیموں، مسکینوں اور ابناءالسبیل کا حق ہے خدا کے حصہ کا مطلب یہ ہے کہ اسے رسول اپنی صوابدید کے مطابق راہ خدا میں صرف فرمائیں گے۔اور جو رسول کا حصہ ہے وہ ان کا گویا ذاتی مال ہے وہ جہاں مناسب سمجھیں اسے صرف فرمائیں خواہ اپنی ذاتی ضروریات زندگی پر صرف کریں یا اسلامی ریاست کی ضروریات پر یا مسلمانوں کی احتیاجات یا ان کے مصالح پر اور آپ کے بعد یہ حصہ ان کے قائمقام یعنی امام کا حق ہے۔

واضح رہے کہ یہاں ذوی القربی، المساکین، الیتامی اور ابن السبیل کے الفاظ میں گو عموم پایا جاتا ہے مگر وارثان علم قرآن یعنی سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام کی مسند احادیث موجود ہیں کہ ان سے مراد پیغمبر اسلام کے مقدس خانوادہ کے قرابتدار، انہی کے مسکین و یتیم اور انہی کے مستحق مسافر مراد ہیں۔ (تفسیر قمی، صافی، البرہان اور نور الثقلین وغیرہ)

یہ ان سب طبقوں کا حق ہے تاکہ وہ مال صرف ثروتمندوں میں ہی گردش نہ کرتا رہے بلکہ مساکین و مستحقین تک بھی اس کے ثمرات پہنچیں۔

۹)۔ ما آتاکم الرسول فخذوہ... الآیۃ

رسول کی اطاعت مطلقہ واجب ہے

اگرچہ یہ آیت اپنے محل وقوع کے لحاظ سے تو مالِ فئے اور اس کی تقسیم سے متعلق ہے کہ آپ جس کو جتنا چاہیں دیں اور تقسیم کے سلسلہ میں آپ جو بھی فیصلہ کریں مسلمان اسے بے چون چراں تسلیم کرلیں جسے کم ملے وہ زیادہ کا مطالبہ نہ کرے اور جسے کچھ نہ ملے وہ اعتراض نہ کرے۔مگر الفاظ کا عموم بتاتا ہے کہ یہ حکم صرف مال کی تقسیم تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ زندگی کے تمام معاملات اور حالات میں پیغمبر اسلام کے تمام احکام کی اطاعت کو بھی شامل ہے۔یہی وجہ ہے کہ جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو کے مقابلہ میں اور جس سے وہ روکیں اس سے رک جاؤ کا جملہ لایا گیا ہے جو اس بات کا قطعی قرینہ ہے کہ یہاں ہر امر ونہی میں عام اطاعت رسول مراد ہے ورنہ یوں فرماتا کہ جسے آپ کچھ نہ دیں وہ چپ رہے۔یہی وجہ ہے کہ مسلما علماء کرام ہمیشہ اس جملہ سے پیغمبر اسلامؐ کی اطاعت مطلقہ کے واجب ہونے پر استدلال کیا کرتے ہیں۔

۱۰)۔ للفقراء المھاجرین... الآیۃ

بعض مفسرین نے اسے المساکین سے بدل قرار دیا ہے کہ اس مال کے حصہ دار اور حقدار ذی

القربیٰ، یتامی، مساکین، ابن السبیل اور مفلس مہاجرین ہیں مگر اظہر یہ ہے کہ یہ للفقراء المہاجرین اور اس کے بعد والے دو عنوان۔

(۱) تبوو الدار والایمان... الآیۃ جس سے مراد انصار ہیں (۲) والذین جاء وامن بعدھم۔ جس سے مراد عام مسلمان ہیں یہ خدا کے حصہ کے مال کا مصرف اور مصداق ہیں جس کی تقسیم پیغمبر اسلامؐ کی صوابدید پر منحصر ہے یعنی پیغمبر اسلامؐ جب یہ مال فئے تقسیم کریں گے تو جو خدا کا حصہ ہے وہ ان مصارف میں اور ان لوگوں کی ضروریات میں صرف کریں گے۔ (تفسیر المیزان) تو گویا جو خدا کا حصہ ہے وہ ان لوگوں کے لیے ہے۔

یہی وجہ ہے کہ فریقین کی روایتوں سے واضح ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام نے جہاں یہ مال فئے زیادہ تر مہاجرین کو دیا تھا وہاں صرف تین انصار کو بھی دیا تھا اور خدا نے ان کی یہی تعریف کی ہے کہ انہوں نے اس تقسیم کو خوشدلانہ طور پر تسلیم کیا تھا اور مہاجرین کو اپنے اوپر ترجیح دی تھی اور خود اپنے دلوں میں بھی اس مال کی خواہش نہیں کی تھی۔ بناء بریں والذین تبروا الدار والایمان اور والذین جاء و امن بعدھم۔ یقولون مبتداء اور خبر بن کر مستانفہ جملے نہیں ہیں بلکہ ان کا عطف المہاجرین پر ہوگا اور اسی بناء پر مہاجرین کی طرح ان پر بھی پیغمبر اسلامؐ کی تقسیم پر راضی رہنا واجب ہے کہ اس مال میں سے جو خدا کا حصہ ہے وہ تقسیم فرمائیں گے اور وہ اس سے حصہ پائیں گے۔

۱۱)۔ من یوق... الآیۃ

جو لوگ نفس کے شح سے بچائے گئے وہ فلاح پانے والے ہیں شح کیا ہے؟ وہ حرص و لالچ جس میں بخل کی آمیزش ہو اسے عربی زبان میں ''شح'' کہا جاتا ہے لہٰذا یہ وہ صفت رذیلہ ہے جس میں بخل اور حرص ہر دو کی رذالتیں یکجا جمع ہیں جبکہ تنہا بخل بہت سی بداخلاقیوں کی جڑ ہے جیسے بددیانتی، خیانت، بے مروتی، بے رحمی اور کمینگی وغیرہ وغیرہ

۱۲)۔ والذین جاء وا... الآیۃ

اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو مہاجرین اور انصار کے بعد آئے وہ تابعین ہوں یا ان کے بھی بعد قیامت تک آنے والے مخلص اہل اسلام۔ مطلب یہ ہے کہ وہ چونکہ پہلے والوں کی محنتوں کا پھل کھا رہے ہیں۔ لہٰذا وہ ایمان میں اپنے اوپر سبقت لے جانے والوں کی فضیلت کے قائل ہیں اور ان کی زحمتوں کے معترف۔ اس لیے وہ اس طرح ان کے حق میں دعائیں کرتے ہیں۔ ربنا اغرلنا ولاخواننا الذین سقونا الی الایمان... الآیۃ

ایضاح

اس مقام پر بعض مترجمین ومفسرین نے بے قصور شیعان حیدر کرار کو رافضی کہہ کر بہت رگیدا ہے تو ان کے اضافہ معلومات کی خاطر عرض ہے کہ شیعہ حضرات معدودے چند لوگوں کو چھوڑ کر باقی صحابہ کرام کی تعظیم وتکریم کرنے میں اگر دوسرے مسلمان بھائیوں سے آگے نہیں ہیں تو ان سے کسی طرح پیچھے بھی نہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی صحیفہ کاملہ والی وہ دعا قابل دید ہے کہ جس میں آپ فرماتے ہیں کہ اللھم و اصحاب محمد خاصة الذین احسنوا الصحبة وابلوا البلاء الحسن فی نصرہ...الخ۔ (دعا)

مگر اس طرح مدح وثنا کے باوجود اس سے شخصیتوں میں امتیاز اور کسی منصب دینی کی اہلیت اور عدم اہلیت پر بحث کا سد باب نہیں ہوتا نہ فاسقین یا ظالمین میں سے ثابت ہونے کے بعد جو اس کا تقاضا ہے اس کی نفی لازم نہیں آتی۔ (فصل الخطاب ج ۷ ص ۳۵۲)

آیات القرآن

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ

قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۝۱۶ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِی النَّارِ خَالِدَیْنِ فِیْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ۝۱۷

ترجمۃ الآیات

کیا تم نے منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کافر اہل کتاب بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم (اپنے گھروں سے) نکالے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ (شہر سے) نکل جائیں گے اور ہم تمہارے معاملہ میں کبھی کسی کی اطاعت نہیں کریں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں (۱۱) اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر ان کی مدد کی بھی تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ان کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی (۱۲) یقیناً تم لوگوں کا ڈر ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ ہے یہ اس لیے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے (۱۳) یہ سب مل کر بھی تم سے (کھلے میدان میں) جنگ نہیں کریں گے مگر قلعہ بند بستیوں میں (بیٹھ کر) یا دیواروں کے پیچھے سے (چھپ کر) وہ آپس میں بڑے قوی ہیں اور تم خیال کرتے ہو کہ وہ متحد ہیں حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں یہ اس لیے ہے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں (۱۴) یہ ان لوگوں کی طرح ہیں جو ان سے کچھ ہی پہلے اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھ چکے ہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (۱۵) اور یہ شیطان کی مانند ہیں جو (پہلے) انسان سے کہتا ہے کہ کفر اختیار کر اور جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو وہ (شیطان) کہتا ہے کہ میں تجھ سے بیزار ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو رب العالمین ہے (۱۶) تو ان دونوں (شیطان اور اس کے مرید) کا انجام یہ ہوا کہ دونوں دوزخ میں ہیں (اور) ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے اور یہی ظالموں کی سزا ہے (۱۷)

تشریح الالفاظ

(۱) رھبه کے معنی خوف اور ڈر کے ہیں۔ (۲) محصنة حصن کے معنی مضبوط قلعہ اور پناہ گاہ کے ہیں۔ (۳) شتی یہ شتیت کی جمع ہے جس کے معنی متفرق اور جدا جدا کے ہیں۔ (۴) عاقبتھا عاقبت کے معنی انجام کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱۳) الم تر الی الذین... الآیة

قبل ازیں اسی سورہ کی آیت ۲ کی تفسیر میں یہ بات بیان کی جا چکی ہیں کہ جب بنی نضیر کی مسلسل عہد شکنیوں اور غداریوں کی وجہ سے آخر کار پیغمبر اسلامؐ نے ان کو دس دن کے اندر اپنے گھروں سے نکل جانے کا الٹی میٹم دیا تو وہ لوگ جلاوطنی پر آمادہ ہو گئے تھے مگر منافقین آڑے آ گئے اور ان کو اپنی حمایت کا یقین دلایا اور کہا کہ تم اپنی جگہ ڈٹے رہو ہم ہر طرح تمہاری مدد کریں گے۔ حالانکہ منافقین کی یہ پیشکش محض یہودیوں کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرنے کے لیے تھی کسی اخلاص پر مبنی نہ تھی۔ چنانچہ جب ان لوگوں نے نکلنے سے انکار کر دیا اور مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کیا تو کوئی بھی منافق ان کی مدد کو نہ پہنچا کیونکہ ایک اس لیے کہ وہ گو اپنی جگہ طاقتور ہیں مگر تمہارے مقابلہ میں قدرتی رعب کی وجہ سے بزدل ہیں اور دوسرا اس لیے کہ منافقین اپنی ذات کے سوا کسی کے مخلص نہیں ہوتے اور ہر دور کے مفاد پرست لوگوں کا یہی وطیرہ رہا ہے۔ اسی حقیقت کی ان آیتوں میں نشان دہی کی گئی ہے اور بعض مفسرین نے ان آیتوں کو بنی قریظہ کے واقعہ سے متعلق قرار دیا ہے کیونکہ ان کی بربادی میں بھی انہی منافقین کا ہاتھ تھا۔

۱۴)۔ لأنتم اشد رھبة... الآیة

چونکہ خدا کی قوت و طاقت بظاہر نظر نہیں آتی۔ بخلاف زورآور انسانوں کی قوت کے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک بے ایمان یا کمزور ایمان والا ظاہر پرست خدا سے نہیں ڈرتا مگر طاقتور انسان سے فوراً ڈرنے لگتا ہے۔ اس لیے خدا فرماتا ہے کہ یہ بزدل منافقین بظاہر متحد دکھائی دیتے ہیں مگر ان کے دل متفرق ہیں اور کبھی کھلے میدان میں لڑنے کی جرأت نہیں کریں گے کیونکہ جن لوگوں کا اتحاد کسی منفی مقصد کے لیے ہوتا ہے وہ اتحاد کبھی دیرپا نہیں ہوتا بلکہ وہی اتحاد برقرار رہتا ہے اور وہی دیرپا ہوتا ہے جو کسی مثبت بنیاد پر قائم ہوتا ہے اور یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ یہ لوگ سوجھ بوجھ نہیں رکھتے ورنہ اگر ان میں سمجھ بوجھ ہوتی تو سمجھ جاتے کہ ڈرنے کے

لائق صرف خدا کی ذات ہے۔

۱۵)۔ کمثل الذین... الآیۃ

یہود جن کو منافقین جنگ پر اکسا رہے ہیں ان لوگوں کی مانند ہیں جو ماضی قریب میں اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھ چکے ہیں ان ماضی قریب والوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ بعض نے ان سے بنو قینقاع مراد لیے ہیں جو یہودیوں کا ہی ایک قبیلہ تھا جسے بنی نضیر سے پہلے جلا وطن کیا گیا تھا اور بعض نے اس سے مشرکین مکہ کو مراد لیا ہے جن کو جنگ بدر میں نا قابل تلافی مالی و جانی نقصان برداشت کرنا پڑا تھا۔ (تفسیر ابن جریر وغیرہ)

۱۶)۔ کمثل الشیطان... الآیۃ

ان منافقین اور یہود کی مثال شیطان اور اس چیلوں جیسی ہے شیطان اپنے چیلوں چانٹوں کو بڑے جوش و جذبہ سے برے اور مجرمانہ اعمال پر خوب ابھارتا ہے اور جب ان برے کاموں کا برا انجام سامنے آتا ہے تو وہ حیلوں بہانوں سے اس انجام بد کی ذمہ داری قبول کرنے سے بیزاری اختیار کرتا ہے۔ پس جو لوگ زندگی میں کسی جنی و انسی شیطان کو اپنا مشیر بناتے ہیں ان کا حال اور ان کا انجام ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ مگر وہ عقل کے اندھے اس سے درس عبرت حاصل نہیں کرتے۔ آہ۔ ما اکثر العبر و اقل الاعتبار؟

آیات القرآن

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا يَسْتَوِيْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ

الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

ترجمۃ الآیات

اے ایمان والو! اللہ (کی مخالفت سے) ڈرو اور ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل (قیامت) کے لیے آگے کیا بھیجا ہے اللہ سے ڈرو بے شک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے اچھی طرح باخبر ہے (۱۸) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے ان کو اپنا آپ بھلا دیا یہی لوگ فاسق (نافرمان) ہیں (۱۹) دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہیں جنت والے کامیاب ہونے والے ہیں (۲۰) اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ وہ خدا کے خوف سے جھک جاتا اور پاش پاش ہو جاتا اور یہ مثالیں ہم اس لیے لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں (۲۱) وہی وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے ہر غائب اور حاضر کا جاننے والا ہے (اور) وہی رحمٰن و رحیم ہے (۲۲) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے وہ (حقیقی) بادشاہ، (ہر عیب سے) مقدس (پاک)، سراپا سلامتی، امن و امان دینے والا، نگہبانی کرنے والا، غالب آنے والا زور آور (یا سرکشوں کو زیر کرنے والا) اور کبریائی و بڑائی والا ہے (اور) اللہ اس شرک سے پاک ہے جو لوگ کرتے ہیں (۲۳) وہی اللہ (ہر چیز کا) ٹھیک اندازے کے مطابق پیدا کرنے والا (وجود میں لانے والا) اور صورت گری کرنے والا ہے اسی کے لیے سارے اچھے نام ہیں (اور) اسی کی تسبیح کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور وہ غالب آنے والا (اور) بڑا حکمت والا ہے (۲۴)

تشریح الالفاظ

(۱) متصدعا یہ صدع سے مشتق ہے جس کے معنی پھٹنے اور پاش پاش ہونے کے ہیں۔ (۲) القدوس اس کے معنی ہر نقص وعیب سے پاک و پاکیزہ۔ (۳) مؤمن اس لفظ کا اطلاق جب انسان پر کیا

جائے تو اس کے معنی ہوتے ہیں ایمان لانے والا اور جب خدا پر بولا جائے تو اس کے معنی ہوتے ہیں پوری مخلوق کو عموماً اور اہل ایمان کو خصوصاً امن دینے والا۔ (۴) **الجبار** کے معنی زورآور، سرکشوں کو زیر کرنے والا اور مخلوق کی اصلاح کرنے والا۔ (۵) **الخالق** کے معنی ہیں ٹھیک اندازہ اور تخمینہ لگانے والا، **الباری** عدم سے وجود میں لانے والا **المصور** اور پھر اس کی صورت گری کرنے والا۔

تفسیر الآیات

۱۷)۔ یا ایھا الذین آمنوا... الآیۃ

انسان کی پوری دنیوی اور اخروی زندگی کو آج اور کل پر تقسیم کیا جا سکتا ہے

اگر انسان کی دنیوی اور اخری زندگی کا تجزیہ کیا جائے تو اسے آج اور کل پر تقسیم کیا جا سکتا ہے موجودہ دنیا اس کا آج اور آخرت اس کا کل ہے جسے فارسی محاورے میں "فردائے قیامت" کہا جاتا ہے انسان جو کچھ نیک یا بد کام آج کرتا ہے اس کا اچھا یا برا انجام کل ضرور دیکھے گا اسی لیے حدیث نبوی میں وارد ہے **الدنیا مزرعۃ الاخرۃ ماتزرعون تحصدون** کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو کچھ آج یہاں بو کر جاؤ گے وہی کل کلاں وہاں جا کر کاٹو گے۔ (کتب حدیث)

انسان کی دینی اور دنیوی کامیابی کا راز اسی میں ہے کہ وہ دنیا میں ہمیشہ اس حقیقت کو مدنظر رکھے اور اگر اس سے غفلت برتے گا تو اس کا پورا نظام زندگی غلط ہو کر رہ جائے گا اسی لیے ارشاد قدرت ہے کہ تقویٰ الٰہی اختیار کرو فان خیر الزاد التقویٰ کیونکہ سفر آخرت کے لیے بہترین زاد تقوی ہے آدمی کو چاہیے کہ خوب غور کرے اور دیکھے کہ اس نے آج اپنے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے کیونکہ **الیوم عمل ولاحساب و غدا حساب ولاعمل**۔ آج عمل ہے مگر حساب نہیں ہے اور کل حساب تو ہوگا مگر عمل نہیں ہوگا۔ (نہج البلاغہ)

۱۸)۔ ولاتکونوا کالذین... الآیۃ

خدا فراموشی کے برے نتائج کا تذکرہ

فطرت کا تقاضا ہے کہ انسان پہلے اپنے عزم و ارادہ سے خدا کو بھولتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ گناہ کرنے لگتا ہے اور پھر ایک ایسا وقت بھی آتا ہے کہ گناہ کے گناہ اور برا ہونے کا احساس ہی اس کے دل و دماغ سے ختم ہو جاتا ہے اور یہ ارادی تقصیروں اور کوتاہیوں کا قہری نتیجہ ہے اور اسی چیز کو قرآنی اصطلاح میں کبھی ختم یعنی دل و دماغ پر مہر

کا لگ جانا اور کبھی غشاوۃ یعنی آنکھ اور کان پر پردہ پڑ جانا کہا جاتا ہے یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ پہلے وہ خدا فراموش تھا اب خود فراموش بن جاتا ہے اور اسے اپنی ذات کے نفع و نقصان اور سود و زیاں کا احساس بھی ختم ہو جاتا ہے اور اسے شعور ہی نہیں رہتا کہ اس کے لیے مفید کیا ہے اور مضر کیا بلکہ رفتہ رفتہ وہ وقت بھی آ جاتا ہے کہ وہ مفید کو مضر اور مضر کو مفید سمجھنے لگتا ہے اور اس طرح اپنے انجام سے یکسر غافل ہو جاتا ہے اسی کو خدا نے سزا کے طور پر اپنا آپ بھلانا قرار دیا ہے۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے ایک شخص کو نصیحت فرمائی تھی کہ لاتکن عدو نفسك اپنے نفس کا دشمن نہ بن بلکہ اس کے مفاد کو ہمیشہ پیش نگاہ رکھ۔ (بحار الانوار۔ ولئالئ الاخبار)

اور ایسے ہی لوگ فاسق و فاجر ہیں۔

۱۹)۔ لایستوی اصحاب النار... الآیة

دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے اور بھلا مسلم و کافر، مومن و بے ایمان، نیکوکار و بدکار اور شقی و سعید کس طرح برابر ہو سکتے ہیں؟ اور یہ واضح حقیقت کئی آیتوں میں بیان کی جا چکی ہے منجملہ ان کے ایک سورہ سجدہ کی آیت ۱۸ بھی ہے۔ بہرحال اہل جنت ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا حضرت رسول خدا نے اس آیت کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا اصحاب الجنة من اطاعنی و سلم لعلی ابن ابی طالب و اقرو الولایته و اصحاب النار من سخط الولایة و نقض العهد و قاتله بعدی۔ اہل جنت وہ ہیں جو میری اطاعت کریں گے اور علی ابن ابی طالب کی ولادیت وخلافت کو تسلیم کریں گے اور اہل دوزخ وہ ہیں جو ان کی ولایت پر ناخوش ہوں گے کیا ہوا عہد توڑ دیں گے اور میرے بعد ان سے جنگ کریں گے۔ (عیون الاخبار للصدوق)

۲۰)۔ لو انزلنا هذا القرآن... الآیة

تمثیلی زبان میں عظمت قرآن اور سخت دلی انسان کا اعلان

اس تمثیلی اور استعاراتی بیان سے جہاں عظمت قرآن کا اعلان کرنا مقصود ہے کہ اگر بالفرض کسی پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو وہ باوجود اپنی صلابت اور سختی کے اس کی تاثیر سے متاثر ہو کر نہ صرف جھک جاتا ہے بلکہ پاش پاش ہو جاتا۔ وہاں بڑے بلیغ انداز سے انسان کی بدوذوقی و باطنی اور سخت دلی کا اظہار بھی ہے کہ وہ ایسا قسی القلب ہے کہ وہ اس سے اثر پذیر نہیں ہوتا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے انسان بھی بڑا عجیب طرفہ معجون ہے ایک طرف کمزور اتنا کہ بقول حضرت امیر علیہ السلام تو لمه البقه و تقتله الشرقه و

تنة العرفة مچھر اسے رنجیدہ کر دیتا ہے پانی کا گھونٹ گلے میں پھنس جائے تو اسے مار دیتا ہے اور پسینہ اسے بدبودار بنا دیتا ہے۔(نہج البلاغہ)

اور دوسری طرف سخت جان اتنا کہ يسمع آيات الله تتلى عليه ثم يصر مستكبرا كان لم يسمعها (جاثیہ ۸) وہ اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے جو اس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں اور پھر اس طرح اپنے کفر پر از راہ تکبر اصرار کرتا ہے کہ گویا اس نے انہیں سنا ہی نہیں ہے اس حماقت اور گمراہی کی کوئی حد؟ ہم یہ مثالیں اس لیے لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں اور انہی مثالوں سے یہ پہاڑوں پر قرآن تارنے کی یہ فرضی تمثیل بھی ہے کہ اگر اس میں عقل وشعور ہوتا تو وہ قرآن سے یوں متاثر ہوتا۔

۲۱)۔ هو الله الذى... الآية

اللہ کے چند اسماء حسنیٰ کا بیان

ان آیتوں کے اندر متعدد اسماء مبارکہ کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں سے بعض نام پہلی بار یہاں آئے ہیں جیسے القدوس، السلام، المومن اور الجبار وغیرہ۔ جبکہ القدوس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے نقائص اور عیوب سے پاک و پاکیزہ ہے اور السلام کا مفہوم یہ ہے کہ وہ سراسر سلامتی ہے اور سلامتی بخش ہے۔

اور المومن کا یہاں وہ مفہوم نہیں ہے جو بندوں کے بارے میں ہوتا ہے بندہ مومن وہ ہے جو اسلامی عقائد وحقائق پر ایمان لائے اور خدائے مومن وہ ہے جو ساری کائنات کو بالعموم اور اہل ایمان کو بالخصوص امن و امان عطا فرمائے اور الجبار کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ زور آور ہے اور سرکشوں کو زیر کرنے والا ہے اور چونکہ جبر کے معنی ہڈی جوڑنے کے بھی ہیں لہٰذا اس معنی کے اعتبار سے وہ مخلوق کی اصلاح کرنے والا ہے۔ اور وہ متکبر یعنی عظمت و کبریائی کا مالک ہے اور جو کچھ مشرک لوگ اس کے بارے میں شرک کرتے ہیں وہ اس سے پاک و پاکیزہ ہے۔

۲۲)۔ هو الله الخالق البارى... الآية

خالق اور باری بظاہر مترادف اور ہم معنی سمجھے جاتے ہیں مگر ان میں ایک باریک فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ جو چیز بھی عدم سے نکل کر وجود میں آتی ہے تو اسے تین مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

۱۔تقدیر یعنی اندازہ　　۲۔ایجاد یعنی وجود دینا　　۳۔تصویر یعنی صورت گری کرنا

انہیں تین وجوہ سے خدا خالق، باری اور مصور ہے اگرچہ خدا کے لیے زمانہ کے لحاظ سے کوئی ترتیب اور کوئی تقدم وتاخر نہیں ہے مگر تصوراتی طور پر یہ نام مراحل تخلیق کے مظہر ہیں۔

۲۳)۔ له الأسماء الحسنی... الآیة

اللہ کے اسماء حسنی پر سورہ اعراف کی آیت ۱۸۰ وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا کی تفسیر میں مفصل تبصرہ کیا جا چکا ہے اور وہیں اللہ کے اسماء کے توقیفی ہونے پر بھی گفتگو کی جا چکی ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے آباء طاہرین کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت رسول خدا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ان للہ تبارك و تعالیٰ تسعة و تسعین اسما ماۃ الا واحدۃ من احصاھا دخل الجنة۔ یعنی خدائے تبارک وتعالیٰ کے ایک کم ایک سو یعنی ننانوے نام ہیں پس جو شخص ان کو شمار کرے گا یعنی ان کے مطالب ومعانی پر علمی احاطہ کرے گا اور پھر بموجب تخلقوا باخلاق اللہ وہ اچھی صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (کتاب التوحید للصدوق)

۲۴)۔ یسبح له ما فی السوات... الآیة

اس قسم کی ایک آیت سورہ اسراء آیت ۴۴ میں اور دوسری سورہ حدید آیت اور خود اسی سورہ کے آغاز میں گزر چکی ہے اور انہی مقامات پر بالخصوص سورہ اسراء آیت ۴۴ کی تفسیر میں اس تسبیح وتقدیس کی تفصیل گزر چکی ہے کہ یہ تسبیح کبھی زبان مقال سے ہوتی ہے اور کبھی زبان حال سے اور یہ کہ یہاں تسبیح سے کیا مراد ہے انہی مقامات بالخصوص سورہ اسرا کی طرف رجوع کیا جائے۔ وان من شئی الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم۔

اللھم وفقنا لان نسبح بحمدك ونقدس لك انك انت العزیز الحکیم و تب علینا انك انت التواب الرحیم

سورہ حشر کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بخیر وخوبی
اختتام پذیر ہوئی والحمد للہ رب العالمین

سورہ ممتحنہ کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

اس سورہ کی آیت ۱۰ میں چونکہ لفظ فامتحنوھن موجود ہے اسی سے یہ نام الممتحنہ ماخوذ ہے جسے حا کی زیر اور زبر دونوں سے پڑھنا جائز ہے۔ پہلی صورت میں اس کا مفہوم ہوگا امتحان لینے والی سورہ اور دوسری صورت میں اس کے معنی ہوں گے وہ عورت جس کا امتحان لیا جائے۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مدنی ہے ہاں البتہ اس کے نزول کے سن وسال میں فی الجملہ اختلاف ہے البتہ بعض خارجی قرائن جیسے حاطب بن ابی بلتعہ کا کفار مکہ کے ایک سردار کے نام خفیہ مکتوب لکھنا (جس کا تذکرہ اس سورہ میں موجود ہے) اور صلح حدیبیہ کے بعد بعض عورتوں کا مکہ سے مدینہ آنا اور دعوائے اسلام کرنا جس کے بعد اس سوال کا پیدا ہونا کہ آیا شرائط صلح کے مطابق ان کو واپس کیا جائے یا نہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ سورہ صلح حدیبیہ (جو ٦ھ میں واقع ہوئی) اور فتح مکہ (جو کہ ۸ھ کا واقعہ ہے) کے درمیان نازل ہوئی۔ واللہ العالم۔

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ کفار کے ساتھ یارانہ قائم کرنے اور ساز وباز کرنے کی سخت ممانعت کیونکہ وہ تمہارے دشمن ہیں اگر وہ تم پر غلبہ پالیں تو تم پر کچھ بھی رحم نہیں کریں گے۔

۲۔ شوہر مسلمان اور بیوی کافر یا بیوی مسلمان اور شوہر کافر اس قسم کے عقد وازدواج کا فیصلہ اور اس کے ناجائز وحرام ہونے کا بیان۔

۳۔ صلح حدیبیہ کے بعد مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آنے والی اور دعوائے اسلام کرنے والی عورتوں کے ایمانکے امتحان لینے کا بیان اور ثابت ہونے پر واپس کرنے کی ممانعت۔

۴۔ بیعت رسول کرنے والی مسلمان عورتوں کیلئے شرائط بیعت کا تذکرہ کہ کن شرائط پر ان سے بیعت لی جائے؟

۵۔ حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ ہجرت کی یاددہانی جنہوں نے اپنی پوری مشرک قوم سے اعلان برات کر دیا اور

واضح کردیا کہ جب تک تم خدائے وحدہ لاشریک لہ پر ایمان نہیں لاؤ گے تب تک میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

۶۔ ثابت قدمی کے لیے جناب خلیل خدا کی مقدس دعا کا تذکرہ۔

۷۔ آخر میں اہل اسلام کو کفار و یہود سے دوستی کرنے کی ممانعت کہ دونوں کا حشر ایک جیسا ہے۔

۸۔ البتہ جو کفار شرارت نہ کریں تو ان سے فی الجملہ تعلق رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں وغیرہ وغیرہ۔

سورہ ممتحنہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ ممتحنہ کی تلاوت کرے گا تو قیامت کے دن تمام مومن مرد اور مومن عورتیں اس کی سفارشی ہوں گی۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص اپنے فرائض و نوافل میں سورہ ممتحنہ کی تلاوت کرے گا وہ مومن ممتحن قرار پائے گا اور خدا اس کی بینائی کو تیز کرے گا اور وہ کبھی فقر و فاقہ میں مبتلا نہیں ہوگا اور نہ وہ خود جنون میں مبتلا ہوگا اور نہ اس کی اولاد۔ انشاء اللہ (ایضاً۔ ثواب الاعمال)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّیۡ وَ عَدُوَّکُمۡ اَوۡلِیَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَیۡہِمۡ بِالۡمَوَدَّۃِ وَ قَدۡ کَفَرُوۡا بِمَا جَآءَکُمۡ مِّنَ الۡحَقِّ ۚ یُخۡرِجُوۡنَ الرَّسُوۡلَ وَ اِیَّاکُمۡ اَنۡ تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ رَبِّکُمۡ ؕ اِنۡ کُنۡتُمۡ خَرَجۡتُمۡ جِہَادًا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِیۡ ٭ۖ تُسِرُّوۡنَ اِلَیۡہِمۡ بِالۡمَوَدَّۃِ ٭ۖ وَ اَنَا اَعۡلَمُ بِمَاۤ اَخۡفَیۡتُمۡ وَ مَاۤ اَعۡلَنۡتُمۡ ؕ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡہُ مِنۡکُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ ﴿۱﴾ اِنۡ یَّثۡقَفُوۡکُمۡ یَکُوۡنُوۡا لَکُمۡ اَعۡدَآءً وَّ یَبۡسُطُوۡۤا اِلَیۡکُمۡ اَیۡدِیَہُمۡ وَ اَلۡسِنَتَہُمۡ بِالسُّوۡٓءِ وَ وَدُّوۡا لَوۡ تَکۡفُرُوۡنَ ﴿ؕ۲﴾ لَنۡ تَنۡفَعَکُمۡ اَرۡحَامُکُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُکُمۡ ۚۛ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ۚۛ یَفۡصِلُ

بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ③ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ④ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑤ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ⑥

سورہ ممتحنہ مدنی ہے اور اس کی ۱۳ آیات اور ۲ رکوع ہیں

ترجمۃ الآیات

شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمن کو اپنا ایسا (جگری) دوست نہ بناؤ کہ ان سے محبت کا اظہار کرنے لگو حالانکہ وہ اس (دین) حق کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا ہے اور وہ رسول خدا کو اور خود تم کو محض اس بنا پر جلا وطن کرتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لائے ہو (یہ سب کچھ کرو) اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری خوشنودی حاصل کرنے کے لیے (اپنے گھروں سے) نکلے ہو؟ تم چھپ کر ان کو دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم میں سے ایسا کرے وہ راہ راست سے بھٹک گیا (۱) اگر یہ لوگ تم پر قابو پا جائیں تو وہ تمہارے دشمن ہی ہوں گے اور برائی کے ساتھ (تمہیں آزار پہنچانے کے لیے) تمہاری طرف اپنے ہاتھ بڑھائیں گے اور اپنی زبانیں بھی اور وہ چاہیں گے کہ کاش تم کافر ہو جاؤ (۲) تمہارے رشتہ دار اور تمہاری اولاد قیامت کے دن تمہارے کام نہ آئیں گے

اللہ تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے اچھی طرح دیکھ رہا ہے (۳) یقیناً تم لوگوں کے لیے (جناب) ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں ایک عمدہ نمونہ ہے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے بیزار ہیں اور ان سے بھی جن کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو ہم تمہارے (اور تمہارے دین کے) منکر ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت اور بغض پیدا ہو گیا یہاں تک کہ تم اللہ واحد (لاشریک لہ) پر ایمان لاؤ۔ ہاں البتہ ابراہیمؑ نے اپنے (منہ بولے) باپ (اور (اصل چچا) سے صرف یہ کہا تھا کہ میں تمہارے لیے مغفرت طلب کروں گا مگر میں اللہ کے سامنے تمہارے لیے کسی نفع کا مالک و مختار نہیں ہوں اے ہمارے پروردگار! ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کیا ہے اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے (۴) اے ہمارے پروردگار! ہمیں کافروں کے لیے فتنہ نہ بنا اور ہمیں بخش دے اے ہمارے پروردگار! یقیناً تو غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے (۵) بے شک تمہارے لیے ان لوگوں کے اندر عمدہ نمونہ موجود ہے جو اللہ اور روز آخرت کا امیدوار ہے (اعتقاد رکھتا ہے) اور جو روگردانی کرے تو اللہ بے نیاز ہے اور حمد کا سزاوار ہے (٦)

تشریح الالفاظ

(۱) یشقفو کم ثقف۔ یثقف ثقفا کے معنی فتحمند اور کامیاب ہونے کے ہیں۔ (۲) یفصل بینکم۔ فصل کے معنی فیصلہ کرنے کے ہیں اور جدائی ڈالنے کے ہیں۔ (۳) اسوہ اس کے معنی نمونہ اور اقتداء کے ہیں۔ (۴) انبنا۔ یہ اناب ینیب انابۃ سے ہے جس کے معنی رجوع کرنے کے ہیں۔ (۵) ومن یتول تولّی کے معنی روگردانی کرنے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ یا ایھا الذین آمنوا... الآیۃ

اس سورہ کی شان نزول

حکیم الامت پیغمبر اسلام کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب کسی مہم پر جانے کا ارادہ کرتے تھے تو اسے مخفی رکھتے

تھے تاکہ دشمن تیاری نہ کر سکے۔ چنانچہ جب کفار مکہ نے صلح حدیبیہ کا معاہدہ توڑ دیا اور آنحضرت نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور اس کے لیے تیاری شروع کی تو حسب دستور اسے صیغہ راز میں رکھا مگر ایک بدری صحابی حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خفیہ مکتوب لکھ کر کفار مکہ کے ایک سردار کو اطلاع دینا چاہی جو مکہ سے آئی ہوئی سارہ نامی ایک عورت کے ذریعہ بھیجا گیا جس کی علام الغیوب خدا نے جبرائیل امین کے ذریعہ سے پیغمبر اسلامؐ کو اطلاع دی اور آپ نے حضرت علیؑ اور زبیر بن العوام کو بھیجا کہ جہاں اس قسم کی ایک مسافر عورت ملے اس سے وہ مکتوب واپس لے لو اور اسے چھوڑ دو چنانچہ آپ گئے اور اثناء راہ میں وہ عورت ملی مگر پہلے تو اس نے ایسے کسی مکتوب کے اپنے پاس ہونے کا انکار کیا مگر قتل کی دھمکی دینے پر اپنے بالوں کے جوڑے سے وہ خط نکال کر دے دیا جسے لے کر حضرت علیؑ واپس آئے پس جب خط برآمد ہو گیا اور راز فاش ہو گیا تو آنحضرتؐ نے حاطب کو بلوایا اور اس سے اس خط لکھنے کا سبب پوچھا۔ موصوف نے پہلے اپنے مومن ہونے کا یقینا دلایا کہ جب سے اسلام لایا ہوں کبھی کفر نہیں کیا وغیرہ وغیرہ لیکن چونکہ میرا کچھ مال اور سارے اہل وعیال مکہ میں ہیں تو میں نے سردار مکہ کو اس لیے خفیہ خط لکھ کر آپ کے ارادہ کی اسے اطلاع دی تا کہ وہ میرے احسان کے بدلے میرے مال اور اہل وعیال کا خیال رکھے اس پر آیتیں نازل ہوئیں جن میں خداوند عالم نے اہل ایمان کو سخت تنبیہ کی ہے کہ وہ کفار کے ساتھ دوستانہ اور یارانہ تعلقات نہ رکھیں اور ان کو اپنے جیسا صاف دل خیال نہ کریں بلکہ ان کے دل مسلمانوں کے بغض وعناد سے لبریز ہیں اگر ان کو ذرا سا بھی موقع مل جائے تو تمہیں تہ تیغ کر دیں اور تمہیں سب وشتم کا نشانہ بھی بنائیں اور کچھ بھی رو رعایت نہ کریں۔ (تمام کتب تفسیر)

ایضاح

جناب حاطب نہ صرف صحابی ہیں بلکہ بدری بھی ہیں مگر ان سے ایسی سنگین غلطی صادر ہوتی ہے کہ جس کی پاداش میں قرآن مجید کی ایک پوری سورہ نازل ہوتی ہے اس کے باوجود یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ الصحابہ کلھم عدول۔ ع

کر دم اشارتے و مکرر نمی کنم!

۲)۔ ان کنتم خرجتم جھادا فی سبیلی... الآیۃ

اگر تم نے میری راہ میں جدوجہد کرنے اور میری خوشنودی حاصل کرنے کے خاطر ہجرت کی ہے اور اعلاء کلمہ حق کے لیے اپنے اموال اور اہل عیال چھوڑے ہیں تو پھر میرے دشمنوں (کفار) سے محبت اور دوستی

کیسی؟ کیا ایک دل میں میری اور میرے دشمنوں کی محبت اکٹھی ہوسکتی ہے؟ اس طرح تمام مسلمانوں کو یہ سبق دیا جا رہا ہے کہ جب کفر واسلام کا مقابلہ ہو اور ان کے الگ الگ محاذ بن جائیں تو اس صورت میں مسلمانوں کی یہ شرعی اور اخلاقی ذمہ داری ہوتی ہے کہ ان کی تمام ہمدردیاں اور سرگرمیاں اسلام کے مفاد میں ہوں اور غیر اسلامی محاذ سے تمام تعلقات اور تمام مراسم مہر ومحبت توڑ لیں اور کسی بھی مصلحت کے تحت کوئی ایسا کام واقدام نہ کریں جس سے اسلامی محاذ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اگرچہ غیر اسلامی محاذ میں ان کے عزیز واقارب ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ ایک طرف دین حق کو ماننا اور دوسری طرف اس کے منکرین سے قلبی تعلق رکھنا ایسی دو متضاد چیزیں ہیں جو کبھی ایک جگہ اکٹھی نہیں ہوسکتیں اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ وہ راہ راست سے بھٹک گیا ہے۔

۳)۔ ان یثقفو کم... الآیۃ

اس آیت میں حسب ظاہر یہ خطاب صحابہ کرام اور ان میں سے بھی مہاجرین کو ہے اور خواب غفلت میں سوئے ہوئے تمام مسلمانوں کو جگانے کی خاطر خدائے حکیم بڑی تفصیل سے واضح کر رہا ہے کہ کفار ومشرکین کس طرح تمہارے دشمن ہیں۔

الف)　اگر وہ تم پر ظفر یاب ہونے اور غالب آنے میں کامیاب ہوجائیں تو وہ تمہارے دشمن ہی ثابت ہوں گے۔

ب)　وہ اپنے ہاتھ تمہاری طرف بڑھائیں گے تاکہ تمہیں تہ تیغ کریں۔

ج)　اپنی زبانیں تمہاری طرف بڑھائیں گے تاکہ بدزبانی کرکے اور تمہیں گالیاں دے کر تمہیں اذیت پہنچائیں۔

د)　اور وہ چاہتے ہیں کہ کاش تم لوگ کافر ہوجاؤ۔

ارباب عقل بتائیں کہ کسی کے ازلی دشمن ہونے کی اس سے بڑھ کر اور کیا علامتیں ہوتی ہیں؟ بعد ازیں ان لوگوں سے خیر سگالی اور کسی خوشگوار اقدام کی توقع رکھنا پانی میں آگ کا انگارہ تلاش کرنے کے مترادف ہے!

۴)۔ لن تنفعکم ارحامکم... الآیۃ

یہ اسی حاطب بن ابی بلتعہ کی اس سنگین حرکت کی طرف اشارہ ہے جس نے اپنا مال اور اپنے اہل و عیال کو دشمنوں کی دستبرد سے بچانے کی خاطر یہ خلاف اسلام اقدام کیا تھا۔ ارشاد قدرت ہے کہ قیامت کے دن نہ مال وجائیداد کام آئے گی اور نہ انساب و اولاد یوم یفر المرء من اخیہ و امہ و ابیہ و صاحبتہ و بنیہ۔ (القرآن)

اس دن آدمی اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے دور بھاگے گا یوم لا

ینفع مال و لابنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم ۔ اس دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد ہاں اگر فائدہ دے گا تو قلب سلیم اور قلب سلیم والا وہ ہوگا جس کے اندر ایمان ہوگا اور باہر نیک کام ان الذین آمنوا و عملو الصالحات اولئك هم اصحاب الجنة

۵)۔ قد کانت لکم اسوۃ حسنة... الآیة

قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر مذکور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے پہلے اپنی قوم وقبیلہ کو پیغام توحید پہنچایا اوران پر حجت تمام کی مگر جب وہ لوگ کفر وانکار پر اڑے رہے تو آپ نے ان سے اعلان برات کر دیا۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کا اعلان کوئی آسان کام نہیں ہوتا کیونکہ ایسا کرنے میں خونی رشتہ توڑنے کی اذیت کے علاوہ منکرین کو یہ دعوت بھی دی جاتی ہے کہ وہ اہل حق کو اذیت پہنچائیں اور ہر ممکن طریقہ سے انہیں ستائیں۔ مگر جب ایمان اوراس کے تقاضے مجبور کریں تو ایک داعی حق مومن کو وہ تمام تعلقات توڑنے پڑتے ہیں جو اس کے ایمان میں خلل انداز ہوں یا ایمانی تقاضوں کے خلاف ہوں۔ چنانچہ حضرت خلیلؑ اور ان کے اطاعت شعار ساتھیوں نے اپنی قوم سے اعلان برات کر کے قیامت تک اہل حق کے لیے ایک روشن مثال قائم کر دی۔

فرمایا انا برا ء منکم کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودوں سے بیزار ہیں کفرنا بکم اس جملہ کے معنی حضرت امیر علیہ السلام سے یوں مروی ہیں تبراء نامنکم (صافی) ہم تم سے تبرا کرتے ہیں کیونکہ تم ہمارے پروردگار کی توحید کے منکر ہو لہٰذا ہمارے اور تمہارے درمیان عداوت اور بغض پیدا ہو گیا ہے اور جب تک تم خدائے واحد لاشریک پر ایمان نہیں لاؤ گے تب تک یہ عداوت باقی رہے گی اوراسی چیز کا دوسرا نام الحب للہ والبغض فی اللہ ہے کہ اگر کسی سے محبت کی جائے تو بھی اللہ کے لیے اور اگر کسی سے عداوت کی جائے تو بھی اللہ کے لیے۔ ولنعم ماقیل

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

اس لیے خدا فرماتا ہے کہ تمہارے لیے جناب ابراہیم اوران کے ساتھیوں کے اندر ایک عمدہ نمونہ عمل موجود ہے جس کی تمہیں تقلید وتاسی کرنی چاہیے۔

نیز اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ محبت اور دوستی کی بنیاد قومیت اور وطنیت پر نہیں ہے بلکہ اس کی بنیاد ایمان واعتقاد پر ہے۔

۶)۔ الا قول ابراھیم... الآیۃ

اوپر چونکہ اہل ایمان کو جناب ابراہیم اوران کے ساتھیوں کی تقلید وتاسی کا حکم دیا گیا تھا یہاں الا قول ابراھیم کہہ کر یہ وضاحت کی جارہی ہے کہ باقی سب باتوں میں تو ان کی اقتداء کرو۔سوائے اس ایک بات کے جوانہوں نے اپنے (مشرک) چچا آزر سے کہی تھی کہ میں تمہارے لیے مغفرت طلب کروں گا کہ اس میں ان کی اقتداء نہ کرو اور اپنے کافر ومشرک رشتہ داروں کے لیے بخشش کی دعا نہ کرو جوانہوں نے بھی ایک وعدہ کی بناء پر یہ بات کہی تھی جس کی پوری وضاحت سورہ توبہ کی آیت ۱۱۴ وما کان استغفار ابراھیم لأبیه الا عن موعدة وعدھا ایاه فلما تبین له انه عدو لله تبرا منه۔ الآیۃ کی تفسیر میں کردی گئی ہے۔ لہٰذا اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۷)۔ ربنا علیك توکلنا... الآیۃ

یہ ہے جناب خلیل اور آپ کے مخلص ساتھیوں کی وہ دعا جو انہوں نے اپنی قوم سے تعلقات توڑتے وقت بارگاہ خداوندی میں کی تھی کہ ہم نے یہ اقدام تیرے سہارے اور بھروسہ پر کیا ہے اور سب سے منہ موڑ کر صرف تیری طرف رجوع کیا ہے۔ بارالٰہا! ہمیں کافروں کے لیے فتنہ نہ بنا اس فتنہ وآزمائش کی کئی صورتیں ہوسکتیں ہیں۔

الف) کافران پر غالب آکر ان کو ذلیل کریں اور اپنے ظلم وجور کا ان کو تختہ مشق بنائیں۔

ب) کافر ومشرک ہم پر غالب آکر اسے اپنی حقانیت کی دلیل بنائیں اور اس طرح کچھ کمزور ایمان والے لوگ مرتد ہوجائیں۔

ج) اہل ایمان انکے ظلم وجور سے گھبرا کر اپنے دین وایمان کا سودا کر بیٹھیں۔

د) مومنین ان لوگوں کے ظلم وزیادتی سے دل برداشتہ ہو کر کوئی ایسا قدم اٹھائیں جو ان کے شایان شان نہ ہو اور انہیں کسی ایسی مصیبت میں مبتلا نہ کردے کہ کفار خوش ہوں اور اسے اہل ایمان کے باطل نواز ہونے کی دلیل بنائیں۔

الغرض یہاں فتنہ وآزمائش کی ہر امکانی صورت سے پناہ مانگی گئی ہے اور قرآنی الفاظ ان تمام صورتوں کو شامل ہیں۔

۸)۔ لمن کان یرجوا الله... الآیۃ

اس خلیلی اسوہ حسنہ سے وہ شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے جس کا اعتقاد ہو کہ (قیامت کا) ایک ایسا دن آنے والا ہے جس میں وہ رب العالمین کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اور اپنے اعمال کی جزا و سزا پائے گا اور جو بدعقیدہ آدمی اس سے روگردانی کرے گا تو وہ اپنا نقصان کرے گا خدا تو ساری کائنات سے بے نیاز ہے اور سزاوار حمد و ثنا ہے۔ انتم الفقراء الی اللہ و اللہ هو الغنی الحمید۔

آیات القرآن

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٧ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝٨ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝٩ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝١٠ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا

اللّٰہَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِہٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰۤی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَہُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُہْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْہِنَّ وَاَرْجُلِہِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْہُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَہُنَّ اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَۃِ کَمَا یَئِسَ الْکُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾

ترجمۃ الآیات

بہت ممکن ہے کہ اللہ تمہارے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جن سے (آج) تمہاری دشمنی ہے کبھی محبت پیدا کردے اور اللہ بڑی قدرت والا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (۷) اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی اور نہ ہی تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے کہ تم ان کے ساتھ نیکی کرو اور ان کے ساتھ انصاف کرو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (۸) اللہ تو صرف تمہیں ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے دین کے بارے میں تم سے جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی اور جو ان سے دوستی کرے گا وہی ظالم ہیں (۹) اے ایمان والو! جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کا امتحان لے لیا کرو اللہ ان کے ایمان کی (اصلیت) کو بہتر جانتا ہے پس اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو پھر انہیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو۔ نہ وہ (مومن عورتیں) ان (کافروں) کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) ان عورتوں کے لیے حلال ہیں اور ان (کافر شوہروں) نے (حق مہر وغیرہ کے سلسلہ میں) جو کچھ خرچ کیا ہے وہ انہیں ادا کر دو اور تمہارے لیے کوئی مضائقہ نہیں

ہے کہ تم ان سے نکاح کر وجبکہ تم ان کے مہر ان کو ادا کر دو اور تم (بھی) کافر عورتوں کو (اپنے نکاح میں) روکے نہ رکھو اور تم نے (ان پر جو مہر) خرچ کیا ہے وہ (ان سے) واپس مانگ لو اور کافر بھی (مسلمان بیویوں سے مہر واپس) مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا ہے یہ اللہ کا فیصلہ ہے جو تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ بڑا جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے (۱۰) اور اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی (کفر یا ارتداد کی وجہ سے) کافروں کے پاس چلی جائے پھر تم ظفر یاب ہو جاؤ (تو مال غنیمت میں سے) ان لوگوں کو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں اتنا مال دو جتنا انہوں نے خرچ کیا ہوا اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو (۱۱) اے نبی! جب مومن عورتیں بیعت کرنے کے لیے آپ کے پاس آئیں تو ان سے ان شرائط پر بیعت لو کہ وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان کوئی بہتان گھڑ کر (اپنے شوہروں پر) نہیں باندھیں گی (کسی غیر کے بچے کو شوہر کا بچہ قرار نہیں دیں گی) اور نہ ہی کسی نیکی کے کام میں آپ کی نافرمانی کریں گی ان سے بیعت لے لیجیے اور اللہ سے ان کے لیے دعائے مغفرت کیجیے۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۲) اے ایمان والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ نے اپنا غضب نازل کیا وہ آخرت سے اس طرح ناامید ہیں جس طرح کافر لوگ قبروں میں گڑے ہوئے مردوں (کے دوبارہ زندہ ہونے) سے ناامید ہیں (۱۳)

تشریح الالفاظ

(۱) ان تقسطوا قسط کے معنی عدل و انصاف کرنے کے ہیں۔ (۲) ظاھروا مظاہرہ کے معنی ایک دوسرے کی پشت پناہی اور مدد کرنے کے ہیں۔ (۳) بعصھم الکوافر۔ عضم عصمت کی جمع ہے جس سے عقد نکاح مراد ہے نیز عصمت کے معنی بچاؤ اور گناہ سے بچنے کے ملکہ کے بھی ہیں۔ (۴) فعاقبتم یہ عقاب سے نہیں بلکہ عقبی بمعنی کام کا بدلہ اور ہر چیز کا آخر اور انجام سے ہے یعنی فتحمندی اور بعض نے اسے عقب سے قرار دیا ہے۔

تفسیر الآیات

۹) عسى الله... الآية

اللہ تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان محبت قائم کرنے پر قادر ہے یہ فتح مکہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے بعد بہت سے وہ مشرک جن سے محبت کرنے کی خدا نے ممانعت کی تھی وہ اسلام لائیں گے اور جب وجہ عداوت ختم ہوجائے گی تو پھر ان سے محبت کی جائے گی۔

۱۰)۔ لاینھا کم الله... الآية

اسلام رواداری کا دین ہے

جو کچھ اس آیت شریفہ میں بیان کیا گیا ہے وہ اس بات کی ناقابل رد دلیل ہے کہ اسلام عدل و انصاف، اخوت و ہمدردی اور تحمل ورواداری کا دین ہے اس میں قومی یا مذہبی تعصب نام کی کسی چیز کی کوئی گنجائش نہیں ہے وہ ہرایک سے عدل وانصاف اور نیکی کرنے کا حکم دیتا ہے خواہ فریق ثانی دشمن ہو یا دوست اور مسلم ہو یا کافر اور وہ قتل وقتال اور جنگ وجدال کو دو ناگزیر صورتوں کی سوا جائز نہیں جانتا۔

ایک اپنی ذات سے دفاع کے لیے اور دوسرے کسی مظلوم کو ظالم کے پنجۂ ظلم واستبداء سے چھڑانے کے لیے چنانچہ پہلے سلسلہ میں ارشاد قدرت ہے اذن للذين يقاتلون بأنهم ظلموا وان الله على نصرهم لقدير... الآية۔ جن مسلمانوں سے کفار لڑتے ہیں چونکہ ان پر ظلم وزیادتی کی جارہی ہے اس لیے ان کو جہاد کی اجازت دی جاتی ہے اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے (سورہ حج ۳۹) نیز فرماتا ہے وقاتلوا في سبيل الله الذين يقاتلو نكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور خبردار زیادتی نہ کرنا کیونکہ خدا زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور دوسرے سلسلہ میں ارشاد قدرت ہے۔ وان طائفتان من المومنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت احداهما على الآخرى فقاتلوا التى تبغي حتى تفيء الى امر الله (الحجرات ۸) جب اہل اسلام کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو اور اگر ایک گروہ دوسرے گروہ پر زیادتی کرے تو تم زیادتی کرنے والے کے خلاف جنگ کرو یہاں تک کہ وہ حکم خدا (صلح) کی طرف پلٹ آئے اور اسلام لوگوں کے مال وجائیداد پر تسلط واستیلاء کی خاطر، یا تخریب کاری اور مردم آزاری

کی خاطر ہرقسم کے جنگ وجدال کو ناجائز جانتا ہے چنانچہ قرآن کہتا ہے **ولا تعثوا فی الارض مفسدین** (ہود ۸۳) اور روئے زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو نیز قرآن کہتا ہے کہ **تلك الدار الآخرۃ نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الأرض ولا فسادا والعاقبة للمتقین** (قصص ۸۳) یہ آخرت والا گھر ہم نے ان لوگوں کے لیے بنایا ہے جو زمین میں تکبر کرنے اور فساد پھیلانے کا ارادہ بھی نہیں کرتے اور آخرت تو ہے ہی متقین کے لیے۔

لہٰذا اسلام ان غیر مسلم لوگوں سے جو مسلمانوں سے برسر پیکار نہیں ہیں میل ملاپ رکھنے کی ممانعت نہیں کرتا بلکہ حکم دیتا ہے کہ ان سے حسن سلوک کرو، ان پر کوئی افتاد پڑے تو ان کی مدد کرو اور اگر ان کا کوئی مقدمہ تمہاری عدالت میں پیش ہو تو ان سے عدل وانصاف کرو۔ ہاں البتہ جہاں تک دوستی اور وہ بھی جگری کا تعلق ہے تو وہ صرف اسی سے جائز ہے جو اللہ کا دوست ہو یا کم از کم اللہ کا دشمن نہ ہو۔

۱۱)۔ انما ینھاکم... الآیة

اللہ تمہیں صرف ان کافروں سے میل ملاپ رکھنے کی ممانعت کرتا ہے جو دین کے معاملہ میں تم سے جنگ کرتے ہیں تمہیں جلاوطن کرتے ہیں اور تمہارے اخراج میں ایک دوسرے کی کمک اور مدد کرتے ہیں اور جو ان سے میل ملاپ رکھے وہ ظالم متصور ہوگا اور یہ بات عدل وعقل کے تمام تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

۱۲)۔ یاایھا الذین آمنوا... الآیة

صلح حدیبیہ کے بعد پیدا شدہ حالات میں بعض عائلی قوانین کا تذکرہ

قبل ازیں سورہ فتح کی آیت ۱۰ کی تفسیر میں صلح حدیبیہ کی شرائط کی تفصیل گزر چکی ہے کہ ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ پیغمبر اسلام کا کوئی آدمی کفار کے پاس چلا گیا تو وہ اسے واپس نہیں کریں گے اور جب ان کا کوئی آدمی آنحضرت کے پاس چلا گیا تو وہ اسے واپس کرنے کے پابند ہوں گے اور صلح کی تکمیل کے بعد مکہ سے ایک قریشی عورت مکہ سے اسلام لاکر اور ہجرت کرکے آنحضرت کے پاس آ گئی اور اسی کے پیچھے اس کا شوہر بھی آ گیا اور شرائط صلح کے مطابق آپ سے اپنی بیوی کو واپس کرنے کا مطالبہ کیا اس موقع پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور ان میں ان عورتوں کے احکام بھی ہیں جن کے خاوند کافر ہیں اور ان عورتوں کے احکام بھی مذکور ہیں جن کے شوہر مسلمان ہیں اور وہ مرتد ہوگئی تھیں۔ (تمام کتب تفسیر)

۱۳) فامتحنوھن... الآیة

جو عورتیں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئیں اور اسلام کا دعویٰ کریں تو اللہ تو ان کے اسلام کی حقیقت کو کما حقہ جانتا ہے مگر تم امتحان لو پس اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ مسلمان ہیں تو پھر انہیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو۔ کیونکہ مسلمان عورت کا عقد وازدواج کافر سے حلال نہیں ہے۔ یہ بات تو واضح ہے البتہ قابل غور بات یہ ہے کہ

امتحان لینے کا طریقہ کار کیا ہے؟

بعض مفسرین تو کہتے ہیں کہ اس عورت کا کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پڑھنا کافی ہے کیونکہ پیغمبر اسلام کسی شخص کے اسلام کے ثبوت کے لیے اسی ظاہری اقرار کو کافی سمجھتے تھے۔ چنانچہ قرآن کہتا ہے کہ **ولاتقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا... الآیۃ** (النساء ۹۴) جو شخص تمہیں سلام کرے تم اسے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔ (تفسیر کاشف)

مگر اکثر مفسرین نے امتحان کا طریقہ کار یہ قرار دیا ہے کہ اس سے پوچھا جائے گا کہ وہ اپنے گھر سے خاوند کو ناپسند کرنے یا کسی سے محبت کرنے یا دنیا کی طلب میں تو یہاں نہیں آئی؟ اگر وہ کہے کہ ان میں سے کوئی چیز بھی مجھے یہاں نہیں لائی بلکہ صرف خدا اور رسول کی محبت مجھے کھینچ کر وہاں سے یہاں لائی ہے تو اس سے قسم لی جائے گی اور جب وہ قسم کھائے گی تو پھر وہ مومنہ سمجھی جائے گی۔ (مجمع البیان وغیرہ)

اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے کافر شوہر نے اس کا جو زرِ مہر ادا کیا تھا وہ بیت المال سے ادا کر دیا جائے گا اور اس عورت سے اس کی رضا مندی سے کوئی بھی مسلمان حق مہر ادا کر کے عقد کر سکتا ہے۔

۱۴)۔ ولاتمسکوا بعصم... الآیۃ

اور اگر کسی مسلمان کی بیوی کافر ہے تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اسے روکے رکھے کیونکہ ایک مسلمان کا ایک کافر و مشرک عورت سے نکاح ممنوع ہے خواہ پہلے ہو چکا ہو یا اب کرنا چاہیے بلکہ لازم ہے کہ اسے آزاد کر دے تاکہ وہ اپنی مرضی کے مطابق کسی کافر سے عقد کر سکے۔ پھر یہ بات بھی واضح کی گئی ہے کہ اے مسلمانو! تم اپنی کافرہ بیویوں سے اپنا ادا کردہ حق مہر واپس مانگ سکتے ہو اور کافر بھی اپنی مسلمان عورتوں سے اپنا ادا کردہ حق مہر طلب کر سکتے ہیں۔

۱۵)۔ وان فاتکم... الآیۃ

اگر کسی مسلمان شخص کی بیوی مرتد ہو کر اور بھاگ کر کافروں کے پاس چلی جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ پہلے تو کفار کو چاہیے کہ وہ اس کے خاوند کا زرِ مہر واپس کریں اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو مسلمانوں کو چاہیے

کہ وہ مال غنیمت سے یا مال فئے سے یا اس رقم سے جو مسلمان ہونے والی عورتوں کے کافر خاوندوں کو مسلمانوں نے ادا کرنی ہے اس سے اس عورت کے شوہر کو ادا کریں۔

۱۶)۔ فعاقبتم... الآیة

یہاں معاقبہ کا مفہوم متعین کرنے میں مفسرین میں سخت اختلاف ہے بعض نے اس عاقبتم کو عقوبت بمعنی سزا سے مشتق قرار دیا ہے کہ تمہیں کافروں سے ان کے کیے کی سزا کے طور پر جو مال مل جائے تو اسے اپنے قبضہ میں لے لو اور اس سے ایسی عورتوں کے خاوندوں کا ادا کردہ زرمہر ادا کرو اور بعض نے اسے عقبیٰ بمعنی انجام اور غنیمت سے مشتق قرار دیا ہے کہ جب کفار سے جنگ کے نتیجہ میں تم ظفریاب ہو تو اس مال غنیمت سے اس عورت کے خاوند کا زرمہر ادا کرو اور بعض نے اسے عقب بمعنی پیچھے سے مشتق قرار دیا ہے یعنی جب تم اس کافرہ عورت کو آزاد کر کے کسی اور مسلمان عورت سے عقد نکاح کرو تو اس کافرہ عورت کا جو حق مہر تم نے ادا کیا تھا وہ امام وقت تمہیں ادا کریں گے۔ (تفسیر مجمع البیان و تفسیر صافی)

ایضاح

کفر و ارتداد کے باقی تفصیلی مسائل کو اگر دونوں مسلمان میاں بیوی مرتد ہو جائیں یا ان میں سے ایک یا دونوں کافر میاں بیوی مسلمان ہو جائیں یا ان میں سے ایک اسلام لائے معلوم کرنے کے لیے فقہی کتب کی طرف رجوع کیا جائے۔

۱۷)۔ یا ایہا النبی... الآیة

عورتوں سے بیعت لینے کا تذکرہ اور اس کے شرائط اور کیفیت کا بیان

فتح مکہ کے بعد جب جوق در جوق لوگ حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تو جہاں پیغمبر اسلامؐ نے مسلمان مردوں سے بیعت لی وہاں عورتوں سے بھی بیعت لی مگر اسلام نے عورت کی شرافت نسوانی کے تحفظ کی خاطر مرد اور عورت میں جو حد فاصل قائم کی ہے وہ یہاں بھی بحال رکھی گئی ہے مردوں سے بیعت لینے کا طریقہ یہ تھا کہ بیعت کرنے والا شخص اپنا ہاتھ بڑھاتا تھا اور آنحضرتؐ اپنا مقدس ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ کر اس سے اقرار لیتے تھے۔ مگر آپ عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے بلکہ ان سے بیعت لینے کا طریقہ یہ تھا کہ پانی کا ایک پیالہ منگواتے اور پہلے اس میں اپنا ہاتھ ڈبوتے اور پھر عورتوں سے کہتے کہ تم اپنا ہاتھ ڈبوؤ۔ (الکافی الصافی)

عورتوں سے شرائط بیعت کا تذکرہ

اس آیت میں وہ چھ شرطیں بیان کی گئی ہیں جن کا اقرار لے کر کسی عورت سے بیعت لی جاتی تھی اور اسے اسلام میں داخل کیا جاتا تھا۔ نیز پیغمبر اسلام کا دستور تھا کہ جب کسی عورت سے بیعت لیتے تو اس سے چند شرائط کا اقرار لیتے جو قرآن مجید میں تفصیل سے مذکور ہیں جیسے

۱۔ وہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔

۲۔ وہ شوہر یا کسی اور کا مال نہیں چرائیں گی۔

۳۔ زنا کاری نہیں کریں گے۔

۴۔ زمانہ جاہلیت کی طرح اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔

۵۔ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے گھڑ کر کوئی بہتان (اپنے شوہروں پر) نہیں باندھیں گی یعنی کسی حرامی بچہ کو جنم دے کر غلط طور پر شوہر کی طرف منسوب نہیں کریں گی یہ ایک محاورہ ہے کیونکہ پیٹ ہاتھوں کے درمیان اور فرج پاؤں کے درمیان ہوتی ہے۔ جہاں بچہ تشکیل پاتا ہے۔

۶۔ نیکی کے کسی کام میں آنحضرت کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ پیغمبر اسلامؐ سے پوچھا گیا کہ اس معروف سے کیا مراد ہے؟ فرمایا (کسی مصیبت میں) اپنے رخسار پر ہاتھ نہیں ماریں گی، چہرہ نہیں نوچیں گی، بال نہیں اکھڑیں گی، گریبان چاک نہیں کریں گی، کپڑا سیاہ نہیں کریں گی اور واویلا نہیں کریں گی۔ (تفسیر صافی)

آپ کو حکم دیا گیا کہ ان عورتوں سے بیعت بھی لیں اور ان کے لیے خدا سے مغفرت بھی طلب کریں آپ نے ملاحظہ کیا کہ ان چھ شرائط میں سے بنیادی شرطیں دو ہیں پہلی یہ کہ وہ شرک نہیں کریں گی اور چھٹی یہ کہ نیکی کے کسی کام میں رسول خدا کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ باقی سب ان ہی میں داخل ہیں۔

۱۸)۔ یاایها الذین آمنوا...الآیة

اے ایمان والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر خدا کا قہر و غضب نازل ہو چکا ہے اس سے کون لوگ مراد ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد عام کفار و مشرکین و منافقین اور یہود ہیں اور بعض نے اس سے صرف یہود مراد لیے ہیں جو آخرت سے اس طرح مایوس ہیں جس طرح کافر قبروں میں گڑے ہوئے مردوں سے مایوس ہیں کہ وہ واپس نہیں آسکتے اور نہ ہی زندہ ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ قیامت کے منکر ہیں بخلاف اہل ایمان کے کہ

وہ اپنے مرنے والوں سے اس طرح مایوس نہیں ہیں بلکہ ان کو یقین ہے کہ وہ دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے اور عین ممکن ہے کہ وہاں ایک جگہ رہنے کی وجہ سے ان سے ملاقات بھی ہو جائے۔ انشاءاللہ

اللھم اجعلنا من الناجین الفائزین بالفوز العظیم، بحق النبی والہ الطاھرین

سورۃ الممتحنہ کا ترجمہ وتفسیر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ والحمدللہ رب العالمین

سورۃ الصّف کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی چوتھی آیت میں یہ کلمہ ''صف'' موجود ہے یقاتلون فی سبیله صفا اسی سے اس سورہ کا یہ نام ماخوذ ہے۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مدنی ہے مگر صحیح تاریخ نزول معلوم نہیں ہے لیکن بعض داخلی قرائن سے مترشح ہوتا ہے کہ جنگ احد کے متصل عہد میں نازل ہوئی ہے۔واللہ العالم۔

سورۃ الصّف کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ قول وفعل کی یک رنگی اور ہم آہنگی پر زور اور قول وفعل کے درمیان تضاد کی ممانعت۔

۲۔ راہ خدا میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح جم کر جہاد کرنے کی تعریف۔

۳۔ مسلمانوں کو فہمائش کی گئی ہے کہ وہ اپنے پیغمبر کے ساتھ وہ سلوک نہ کریں جو سلوک جناب موسیٰ وعیسیٰ کے ساتھ ان کی قوم بنی اسرائیل نے ان کی بے قدری کر کے کیا تھا۔

۴۔ دین اسلام کے دوسرے ادیان پر غلبہ کی بشارت اور اس شمع ہدایت کو بجھانے کی کوشش کرنے والوں کو ناکامی کی نذارت۔

۵۔ جناب عیسیٰؑ کا اپنی قوم کو احمدؐ نامی ایک عظیم الشان رسول کے آنے کی بشارت دینا۔

۶۔ ایک ایسے کاروبار کی تعلیم کہ جس میں دنیا وآخرت کا نفع ہی نفع ہے اور وہ خدا اور رسول پر ایمان لانا اور خدا کی راہ میں مال وجان سے جہاد کرنا ہے۔

۷۔ مسلمانوں کو یہ دعوت دی گئی ہے کہ وہ جناب عیسیٰ کے حواریوں کی طرح دین اسلام کی نصرت اور اس کی نشر واشاعت کے لیے آگے بڑھیں۔

۸۔ ہر چیز کے تسبیح خدا کرنے کا تذکرہ۔

۹۔ اسلامی فتوحات کی پیشنگوئی۔

۱۰۔ خدا پرافترا پردازی کرنے کی مذمت وغیرہ وغیرہ۔

سورۃ الصّف کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خداؐ سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ عیسیٰ (الصّف) کی تلاوت کرے گا تو جب تک وہ دنیا میں رہے گا تو جناب عیسیٰؑ اس کے لیے دعا و استغفار کریں گے اور قیامت کے دن وہ آپ کا رفیق ہوگا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ صف کی تلاوت کرے ورا پنے فرائض اور نوافل میں اس کی تلاوت پر مداومت کرے تو خدا اسے (بروز قیامت) اپنے ملائکہ اور اپنے انبیاء و مرسلین کی صف میں کھڑا کرے گا۔ (ایضا و ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۱۴) (سورۃ الصّف مدینۃ) (رکوعاتہا ۲)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۶ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى

الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۷﴾ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۹﴾

ترجمۃ الآیات

شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور وہ (سب پر) غالب ہے (اور بڑا حکمت والا ہے (۱) اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو (۲) اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناراضی کی بات ہے کہ تم کہو ایسی بات جو کرو نہیں (۳) بے شک خدا ان (مجاہدوں) کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں یوں صف بستہ ہو کر (پرا جما کر) جنگ کرتے ہیں کہ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں (۴) اور وہ وقت یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ میری قوم! تم کیوں مجھے اذیت دیتے ہو؟ حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں۔ پس جب وہ لوگ ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو (اور بھی) ٹیڑھا کر دیا اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا (انہیں منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا) (۵) اور وہ وقت یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں میں اس تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے آئی ہے (اور جو موجود ہے) اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہو گا پھر جب وہ کھلی نشانیاں (معجزے) لے کر ان کے پاس آئے تو ان لوگوں نے کہا یہ تو کھلا ہوا جادو ہے (۶) اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہے اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (انہیں منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا) (۷) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ (پھونکوں) سے بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو کامل کر کے رہے گا اگرچہ کافر لوگ ناپسند ہی کریں (۸) وہ وہی ہے جس

نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین ناپسند کریں (۹)

تشریح الالفاظ

(۱) مقتا اس کے معنی بغض و عداوت اور ناراضی کے ہیں۔ (۲) بنیان مرصوص کے معنی سیسہ پلائی ہوئی محکم دیوار کے ہیں۔ (۳) زاغوا زاغ یزیغ کے معنی کجروی اور ٹیڑھے پن کے ہیں۔ (۴) لیظھرہ اظہار کے معنی غالب کرنے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ سبح للہ... الآیۃ

یہ آیت سورہ حدید کے آغاز میں مع تفسیر گزر چکی ہے اور پھر سورہ حشر کے آغاز میں بھی گزر چکی ہے لہذا وہیں اس کی تفسیر وتشریح دیکھ لی جائے۔ انشاء اللہ

۲)۔ یا ایھا الذین آمنوا لم تقولون... الآیۃ

اس آیت کی شان نزول

کئی مسلمان باہم بیٹھ کر لاف زنی کیا کرتے تھے کہ اگر ہمیں معلوم ہو جاتا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے تو ہم ضرور وہ عمل کرتے اور اس پر سب کچھ قربان کر دیتے۔ خدا نے اپنے رسول مکرم کے ذریعہ سے انہیں بتایا کہ راہ خدا میں پرا جما کر جہاد کرنا سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے مگر وہ جنگ احد میں میدان جہاد سے بھاگ گئے۔ (مجمع البیان، درمنثور سیوطی وغیرہ) اور حضرت امیر علیہ السلام اور معدودے چند اصحاب صفا کے سوا اور کوئی میدان جنگ میں ثابت قدم نہیں رہا۔

قول وفعل میں ہم آہنگی کی مدح اور تضاد کی مذمت

قول وفعل میں جو فرق ہے وہ کسی وضاحت کا محتاج نہیں ہے سب جانتے ہیں کہ کہنا بڑا آسان ہوتا ہے مگر اس پر عمل کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایمان مستقر (جو کہ دنیا وآخرت میں مومن کے ساتھ ہوتا ہے) اور ایمان مستودع (جو چندروزہ زندگی میں ساتھ ہوتا ہے اور مرتے

وقت الگ ہوجاتا ہے) کا باہمی فرق بیان کیا تو حاضرین ڈر گئے اور سوال کیا ہمیں کس طرح معلوم ہو کہ ہمارا ایمان کس قسم کا ہے۔ فرمایا من كان فعله لقوله موافقا فاثبت له الشهادة ومن كان فعه لقوله مخالفا فانما ذالك مستودع جس شخص کا عمل اس کے قول کے مطابق ہوا سکے ثابت الایمان ہونے کی گواہی دے دو اور جس کا عمل اس کے قول کے خلاف ہو تو سمجھ لو کہ اس کا ایمان عارضی اور امانتی ہے۔ (اصول کافی باب الکفر والایمان)

علماء حق اور علماء سوء کی پہچان کا میزان

اور قول و عمل کی اسی یکرنگی اور ان کے تضاد کو علماء حق اور علماء سوء کی پہچان کا بھی معیار قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اصول کافی باب صفۃ العلماء میں اس مضمون کی متعدد حدیثیں موجود ہیں کہ العالم من صدق فعله قوله و من لم يصدق فعله قوله فليس بعالم کہ عالم دراصل وہ ہے جس کا عمل اس کے قول کی تصدیق کرے یعنی وہ جو کچھ زبان سے کہے اس پر عمل کر کے بھی دکھائے اور جس کا عمل اس کے قول کی تصدیق نہ کرے وہ عالم کہلانے کا روادار نہیں ہے۔ اے کاش! کہ قوم اپنے علماء و خطباء کو امام علیہ السلام کے بیان کردہ میزان پر تولتی اور پرکھتی تاکہ کھرے اور کھوٹے میں امتیاز ہوجاتا۔

خطباء اور شعراء دونوں ہی زیادہ بدنام ہیں

اگرچہ مشاہدہ یہی ہے کہ عام لوگ بھی کردار کی بجائے گفتار کے غازی زیادہ ہوتے ہیں مگر دو قسم کے لوگ اس معاملہ میں کچھ زیادہ ہی بدنام ہیں۔ ایک شعراء جن کے بارے میں خود خدا فرماتا ہے کہ انهم يقولون مالا يفعلون کہ یہ لوگ کہتے وہ ہیں جو کرتے نہیں (سورۂ شعراء) اور خطباء و واعظین کے بارے میں بلبل شیراز نے آج سے بہت عرصہ پہلے کہا تھا کہ

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند
مشکلے دارم زدانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

یہی وجہ ہے کہ حدیثوں میں جھوٹ بولنے، وعدہ خلافی کرنے اور امانت میں خیانت کرنے کو منافقت کی علامتیں قرار دیا گیا ہے۔ (کتاب الخصال والبخاری)

خلاصہ یہ کہ کائنات کی ہر چیز جو کچھ ہوتی ہے وہی دکھائی دیتی ہے لکڑی لکڑی ہوتی ہے اور لوہا لوہا ہوتا ہے مگر حضرت انسان ہے جو ہوتا کچھ اور ہے اور ظاہر کچھ اور کرتا ہے۔ مگر ضرورت ہے کہ انسان بھی ایسا ہی بنے اور اپنے قول و فعل میں مطابقت پیدا کرے۔

۳)۔ ان اللہ یحب الذین... الآیۃ

ابھی اوپر واضح کیا جا چکا ہے کہ اللہ کی راہ میں صف بستہ ہو کر اور سیسہ پلائی ہوئی محکم دیوار کی طرح پیر جما کر جہاد کرنا خدا کے نزدیک پسندیدہ ترین عمل ہے اور قرآن مجید میں جہاد کو مخلص مومن اور منافق کی پہچان کا میزان قرار دیا گیا ہے۔ لیعلم اللہ الذین آمنوا والذین نافقوا۔ مگر تاریخ اسلام شاہد ہے کہ ایسے مجاہد فی سبیل اللہ ہر دور میں کبریت احمر سے بھی کمتر رہے ہیں۔

۴)۔ واذقال موسی لقومہ... الآیۃ

اقوام عالم کی تاریخ گواہ ہے کہ ساری کائنات میں قوم موسیٰ (بنی اسرائیل) سے بڑھ کر کوئی قوم تندخو، اکھڑ مزاج اور احسان فراموش قوم نظر نہیں آتی۔ بنی اسرائیل نے کس کس طرح جناب موسیٰ کو اذیتیں پہنچائیں اور کس کس طرح تنگ کیا؟ اس داستان راستان کی مختلف کڑیاں خود قرآن مجید میں جا بجا بکھری پڑی ہیں کبھی مطالبہ کیا ارنا اللہ جھرۃ ہمیں کھلم کھلا خدا دکھا کبھی کہا اذھب انت و ربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون۔ آپ جہاد کے لیے جائیں اور اپنے خدا کو بھی اپنے ہمراہ لے جائیں ہم تو یہیں بیٹھے ہیں، کبھی یہ مطالبہ کیا اجعل لنا الھا کما لھم الھۃ ہمارے لیے بھی اسی طرح کا خدا بنائیں جس طرح ان لوگوں (بت پرستوں) کے خدا ہیں اور کبھی کہا لن نصبر علی طعام واحد ہم ایک ہی قسم کی غذا (من وسلویٰ) پر اکتفا نہیں کر سکتے ہمارے لیے تڑکے والی مسور کی دال کا انتظام کریں وغیرہ وغیرہ۔ ان لوگوں کی انہی بدتمیزیوں اور بداخلاقیوں سے تنگ آکر حضرت موسیٰ کو کہنا پڑا لم توذوننی وقد تعلمون انی رسول اللہ الیکم۔ تم مجھے کیوں اذیت دیتے ہو حالانکہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف خدا کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں۔

۵)۔ فلما زاغوا... الآیۃ

اس آیت سے بعبارۃ النص واضح ہوتا ہے کہ خدا کسی قوم یا فرد کو نہ ٹیڑھا کرتا ہے اور نہ گمراہ کرتا ہے جب تک وہ لوگ اپنے سوء اختیار اور اپنی کجروی سے ٹیڑھے یا گمراہ نہ ہوں تو پھر اللہ بھی ان سے اپنی توفیق سلب کر لیتا ہے اور انہیں اپنی گمراہی میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے اور ایسے نااہلوں کو زبردستی

ہدایت نہیں دیتا۔ اسی مفہوم کو یہاں یوں ادا کیا گیا ہے کہ فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم جب وہ خود ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے بھی ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا یعنی انہیں ٹیڑھے پن میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا اللہ صرف ان لوگوں کو توفیق ہدایت دیتا۔ جن کے دلوں میں ہدایت حاصل کرنے کی تڑپ اور خواہش ہوتی ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا اور اس بات کی کئی بار اسی موضوع کی متعلقہ آیات کی تفسیر میں وضاحت کی جا چکی ہے واللہ لایھدی القوم الفاسقین۔

۶)۔ واذقال عیسی... الآیۃ

جناب عیسیٰ کی کہی ہوئی باتیں

اس آیت میں حضرت عیسیٰؑ نے تین باتیں کہی ہیں ایک یہ کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں دوسری یہ کہ میں اس توراۃ کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے آئی ہے اور اب بھی موجود ہے کہ اس کے احکام اور پیشنگوئیاں سب برحق ہیں اور تیسری یہ کہ تمہیں بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی آمد کی جو میرے بعد آئے گا اور جس کا نام احمد ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد پیغمبر اسلامؐ ہیں جن کا ذکر خیر جناب موسیٰ کی توراۃ اور جناب عیسیٰ کی انجیل اور دوسرے انبیاء کے صحف و کتب میں موجود ہے۔ ارشاد قدرت ہے: النبی الأمی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والأنجیل (الاعراف ۱۵۷) اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ توراۃ جو خدا نے جناب موسیٰ پر اور وہ انجیل جو خدا نے جناب عیسیٰ پر نازل کی تھی ان میں پیغمبر اسلامؐ کا ذکر خیر موجود تھا۔ لہٰذا اگرچہ مروجہ و مدونہ توراۃ و انجیل میں آپ کا ذکر خیر نہیں ملتا تو اس کی وجہ ظاہر ہے کہ یہود و نصاریٰ کے علماء نے ان کتابوں میں تحریف کر کے ان کا حلیہ بگاڑ دیا ہے بلکہ وہ اصلی کتابیں تلف ہو چکی ہیں اور موجودہ اناجیل وغیرہ انکے علماء کی لکھی ہوئی ہیں جیسا کہ خود علماء یہود و نصاریٰ کو اس بات کا اقرار ہے اور اس سلسلہ میں دوسری کتابوں کے علاوہ خود قاموس الکتاب المقدس دیکھی جاسکتی ہے جو کہ ۲۷ عدد اہل علم و قلم کی علمی و قلمی زحمتوں کا نتیجہ ہے اور مسلمانوں نے اس موضوع پر بیسیوں علمی کتابیں لکھ کر روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے کہ یہ کتابیں محرف اور مبدل ہیں اس سلسلہ میں عربی زبان میں یہ کتابیں بہترین اور قابل دید ہیں الرحلۃ المدرسیۃ ۳ جلدی حضرت شیخ جواد بلاغی النجفی اور اظہار الحق شیخ رحمت اللہ ہندی اور البشارات والمقارنات جناب شیخ محمد صادق طہرانی اور اردو دان حضرت تفہیم القرآن جلد ۵ میں اس آیت کی تفسیر میں جملہ تفصیلات پڑھ کر اطمینان قلب حاصل کر سکتے ہیں۔

۷)۔ فلما جاءھم... الآیة

ارشاد قدرت ہے کہ جب یہی پیغمبر اسلام جن کی بشارتیں سابقہ انبیاء اور بالخصوص جناب عیسیٰ دے کر گئے تھے آیات بینات یعنی معجزات قاہرات کے ساتھ ان لوگوں کے پاس آگئے تو انہوں نے کہہ دیا یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

قسمت کی بدنصیبی کہ ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

۸)۔ ومن اظلم ممن... الآیة

اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ کے رسول کو جھوٹا مدعی نبوت، اس پر نازل شدہ کلام کو من گھڑت اور اس کے معجزات کو جادو کہے حالانکہ اسے اسلام کی دعوت دی جا رہی ہے حسب ظاہر تو اس سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں اور دراصل وہ کفار و مشرکین مراد ہیں جن پر پیغمبر اسلام کی حقانیت روز روشن سے بھی زیادہ واضح تھی مگر ان بدبختوں کو اسلام لانے کی توفیق نہ ہوئی ارشاد قدرت ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم (البقرہ ۱۴۶) وہ آنحضرت کو اس طرح پہچانتے تھے جس طرح اپنی اولاد کو پہچانتے تھے مگر یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونھا۔ وہ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں اور پہچان کر انکار دیتے ہیں۔

تہی دستاں قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

۹)۔ یریدون لیطفؤا نور اللہ... الآیة

یہ دونوں آیتیں قریباً انہی الفاظ کے ساتھ سورہ توبہ آیت ۳۲، ۳۳ میں گزر چکی ہیں اور اسی مقام پر ان کی مکمل و مفصل تفسیر بیان کی جا چکی ہے اور دین اسلام کے باقی ادیان عالم پر غلبہ کا حقیقی مفہوم بھی واضح کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ تھوڑی سے زحمت کر کے مقام مذکور کی طرف رجوع فرمائیں۔ وفیہ کفایہ لمن لہ درایۃ۔

آیات القرآن

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ

اَلِیْمٍ ﴿۱۰﴾ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَۙ ﴿۱۱﴾ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَیُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُۙ ﴿۱۲﴾ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَاؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآىٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَكَفَرَتْ طَّآىٕفَةٌۚ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ۠ ﴿۱۴﴾

ترجمۃ الآیات

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت بتاؤں جو (اگر کرو تو) تمہیں دردناک عذاب سے بچالے (۱۰) (اور وہ یہ ہے کہ) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرو یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو (۱۱) (اگر ایسا کرو گے تو) اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ان باغہائے بہشت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور ان پاکیزہ مکانوں میں داخل کرے گا جو ہمیشہ رہنے والے باغات میں ہوں گے یہی بہت بڑی کامیابی ہے (۱۲) اور ایک اور چیز بھی ہے جسے تم پسند کرتے ہو (وہ اس کے علاوہ ہے) یعنی اللہ کی مدد اور قریبی فتح و کامیابی اور ایمان والوں کو بشارت دے دیجیے (۱۳) اے ایمان والو! اللہ کے (دین کے) انصار و مددگار بنو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کہ اللہ کی طرف بلانے میں کون میرا مددگار ہے؟ حواریوں نے (جواب میں) کہا ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں تو بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر اختیار کیا تو جو ایمان لائے تھے

ہم نے ان کے دشمن کے مقابلہ میں ان کی تائید کی پس وہ غالب ہو گئے (۱۴)

تشریح الالفاظ

(۱)ھل ادلکم کے معنی رہنمائی کرنے اور بتانے کے ہیں۔(۲)جنات یہ جنت کی جمع ہے جس کے معنی باغ کے ہیں۔(۳)عدن کے معنی ہمیشگی والی قیام گاہ کے ہیں۔(۴)فایدنا اس کے معنی تائید و مدد کرنے کے ہیں۔(۵)ظاھرین ظھور کے ایک معنی غلبہ پانے کے بھی ہیں جبکہ اس کا صلہ علی ہو اور یہاں اس کے یہی معنی مراد ہیں۔

تفسیر الآیات

۱۰)۔ایھا الذین آمنوا...الآیۃ

ایک کامیاب تجارت اور کاروبار کا تذکرہ

دنیا کا تجربہ اور مشاہدہ شاہد ہے کہ معاش کے تمام ذرائع و وسائل میں سے جو سب سے زیادہ مضبوط ذریعہ ہے اس کا نام تجارت ہے جس میں ایک حدیث کے مطابق رزق کے نو حصے ہیں جبکہ باقی سب ذرائع میں ایک حصہ ہے۔کاروبار میں خسارہ اس وقت ہوتا ہے جب کاروبار بتانے والا غلط کار ہو یا کاروبار کرنے والا اناڑی ہو ورنہ خسارے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یہاں جس اخروی تجارت کا تذکرہ کیا جا رہا ہے اس کا بتانے والا خدا ہے جسے بتایا جا رہا ہے وہ مصطفی ہے اور جن لوگوں نے یہ کاروبار کرنا ہے وہ مومنین باصفا ہیں خدا اور رسول سے تو کسی قسم کی غلطی کے صادر ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔باقی رہے اہل ایمان تو اگر وہ حزم و احتیاط سے کام کریں گے تو اس تجارت میں نفع ہی نفع ہے۔نقصان کا امکان نہیں ہے۔ہاں البتہ عام دنیوی تجارت اور اس اخروی تجارت میں باہمی اور بنیادی فرق یہ ہے کہ دنیا کے کاروبار کا نفع بھی یہیں ظاہر ہوتا ہے اور نقصان بھی یہیں۔مگر اس اخروی تجارت کا نفع اور نقصان مرنے کے بعد ظاہر ہوگا نفع کیا ہے؟

(۱) مغفرت گناہاں، (۲) ابدی جنت، (۳) اس کے پاکیزہ مکانات (۴) ہمیشگی کے باغات (۵) جہنم کے دردناک عذاب سے ابدی نجات اور نقصان کیا ہے؟ جہنم میں داخلہ۔

نیز تجارت کے چند ارکان ہوتے ہیں۔

۱) کاروبار کرنے والا (بائع)

۲) جس کے ساتھ یہ کاروبار کیا جائے (مشتری)

۳) مال تجارت یعنی وہ مال جس سے کاروبار کیا جارہا ہے۔

۴) نفع اور نقصان چنانچہ یہاں کاروبار کرنے والے اہل ایمان ہیں۔

اور جس کے ساتھ وہ کاروبار کر رہے ہیں وہ خدائے رحمن ہے۔

جو مال تجارت ہے وہ ان لوگوں کا خدا و رسول پر ایمان لانا اور اس کے جملہ تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔ (جس میں سب اصول کا عقیدہ اور فروع پر عمل کرنا شامل ہے) اور مال و جان سے خدا کی راہ میں جہاد کرنا یعنی اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے عام حالات میں تو صرف مال خرچ کرنا اور ضرورت پڑنے پر جان بھی قربان کرنے سے دریغ نہ کرنا۔

اور جہاں تک نفع کا تعلق ہے تو ابھی اوپر اس کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے باقی رہا نقصان تو واضح ہو کہ اس کاروبار میں اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں **لیس لا نفسکم ثمن الا الجنۃ فلا تبیعو ھا اِلّا بھا** تمہاری جانوں کی قیمت جنت کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ لہٰذا ان کو جنت کے علاوہ کسی چیز کے عوض فروخت نہ کرو۔ (نہج البلاغہ) **وذالك هو الفوز العظيم**

۱۱)۔ واخری تحبونھا... الآیۃ

یعنی اس تجارت کا دوسرے مذکورہ بالا فوائد اور منافع کے علاوہ ایک اور بھی فائدہ ہے اور وہ ہے خدا کی نصرت و امداد اور قریبی فتح و فیروزی جس سے عام مفسرین نے فتح مکہ مراد لی ہے اور ایک حدیث کے مطابق اس سے امام زمانہ کی آمد مراد ہے۔ (تفسیری صافی)

۱۲)۔ یاایھا الذین آمنوا... الآیۃ

اے ایمان والو! اللہ کے دین کے مخلص انصار و مددگار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے کہا تھا۔ یہ آیت قبل ازیں سورہ آل عمران میں نمبر ۵۲ پر مع تفسیر گزر چکی ہے اور وہیں حوارین کو حواری کہنے کی وجہ بھی تفصیل سے بیان کی جا چکی ہے۔ لہٰذا اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۱۳)۔ فامنت طائفۃ... الآیۃ

جناب عیسیٰ کی آمد پر بنی اسرائیل کئی گروہوں میں بٹ گئے بعض ان پر صحیح ایمان لائے کہ وہ اللہ کے

خاص بندے اوراس کے رسول ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ خود خدا ہیں یا خدا کے بیٹے ہیں اور بعض بدبختوں نے انہیں جادوگر کہااوران کی ولادت کے پاکیزہ ہونے میں بھی کلام کیا۔

۱۴)۔ فایدنا... الآیۃ

ایک کامیاب تجارت اور کاروبار کا تذکرہ

ارشاد قدرت ہے کہ ہم نے اہل ایمان کی تائید کی اور وہ ہماری مدد کی برکت سے دلیل و برہان کے ساتھ باطل نواز گروہوں پر غالب ہوگئے سچ ہے کہ حقا علینا نصر المومنین۔ چونکہ خداوند عالم ہمیشہ اہل حق کی نصرت کرتا ہے تو خدا اب بھی اپنے دستور کے مطابق اہل اسلام کی نصرت کرے گا اور وہ کافروں اور منکروں پر غالب آئیں گے۔ انشاء اللہ۔ نصر من اللہ و فتح قریب

سورہ صف کا ترجمہ اور تفسیر اپنے اختتام کو پہنچی۔

والحمد للہ رب العالمین

سورہ جمعہ کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی آیت ۹ میں لفظ الجمۃ مذکور ہے اذا نودی للصلاۃ من یوم الجمعۃ اس سے اس کا نام الجمعۃ تجویز ہوا۔

عہد نزول

یہ سورہ مدنی ہے مگر اس کے نزول کے صحیح سن وسال کے بارے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا مگر یہ بات تو طے شدہ ہے کہ آنحضرت نے مدینہ پہنچنے کے بعد ہی نماز جمعہ پڑھانا شروع کر دی تھی اور بعض حضرات کی تحقیق یہ ہے کہ اس سورہ کا دوسرا رکوع بہت پہلے نازل ہوا اور پہلا رکوع بعد میں نازل ہوا۔ واللہ العالم

سورہ جمعہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ اس حقیقت کا اظہار کہ آسمان اور زمین کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔

۲۔ پیغمبر اسلامؐ کی بعثت کا تذکرہ۔

۳۔ پیغمبر اسلامؐ کے خصوصی وظائف اور فرائض کا بیان۔

۴۔ اہل کتاب کے اپنی دینی ذمہ داریوں سے سبکدوش نہ ہوسکنے کا تذکرہ اور در پردہ مسلمانوں کو ایسا نہ کرنے کی تنبیہ۔

۵۔ یہود کے اس زعم باطل کی تردید کہ وہ محب ومحبوب خدا ہیں اور پھر اس چیز کا معیار موت کی تمنا کرنے کو قرار دیا گیا ہے۔

۶۔ موت کے اٹل ہونے کا تذکرہ۔

۷۔ نماز جمعہ کا تاکیدی حکم۔

۸۔ نماز جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفروخت کی ممانعت۔

۹۔ ان مسلمانوں کی سرزنش جو نماز جمعہ کے دوران تجارتی یا کھیل کود کا باجا سن کر پیغمبر اسلامؐ کو چھوڑ کر ادھر چلے جاتے تھے۔

۱۰۔ نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد کسب معاش کے لیے زمین میں پھیل جانے کا حکم وغیرہ وغیرہ۔

سورہ جمعہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ جمعہ کی تلاوت کرے گا اسے اسلامی شہر میں نماز جمعہ پڑھنے اور نہ پڑھنے والوں کی تعداد سے دس گنا زیادہ ثواب ملے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص ہمارا شیعہ کہلاتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ شب جمعہ اپنی نماز (فریضہ) کی پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ اعلیٰ اور نماز ظہر میں (اگر نماز جمعہ نہ پڑھ سکے) سورہ جمعہ اور منافقین پڑھے جب وہ ایسا کرے گا تو گویا وہ رسول خدا والا عمل کرے گا اور اس کا صلہ وثواب جنت ہوگا۔ (ایضاوثواب الاعمال)

(آیاتہا ۱۱) (سورۃ الجمعۃ مدنیۃ) (رکوعاتہا ۲)

آیات القرآن

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۞ هُوَالَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۞ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞ ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۞ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللهِ ۭ وَاللهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ

مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ۝ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝

ترجمۃ الآیات

شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے وہ سب چیزیں جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اس اللہ کی تسبیح کرتی ہیں جو بادشاہ ہے (اور نقائص سے) پاک ہے زبردست ہے (اور) بڑا حکمت والا ہے (۱) وہ (اللہ) وہی ہے جس نے امی قوم میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اس (اللہ) کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاکیزہ بناتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ اس سے پہلے یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے (۲) اور (آپ کو) ان لوگوں میں سے دوسروں کی طرف بھی بھیجا جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں اور وہ زبردست (اور) بڑا حکمت والا ہے (۳) یہ اللہ کا فضل و کرم ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل وکرم والا ہے (۴) اور جن لوگوں (یہود) کو توراۃ کا حامل بنایا گیا مگر انہوں نے اس کو نہ اٹھایا ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس نے بڑی بڑی کتابیں اٹھائی ہوئی ہوں اور کیا بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا (انہیں منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا) (۵) آپ کہیے! اے یہودیو! اگر تمہارا خیال ہے کہ سب لوگوں کو چھوڑ کر تم ہی اللہ کے دوست ہو تو پھر موت کی تمنا کرو اگر تم (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو (۶) اور وہ ہرگز اس کی تمنا نہیں کریں گے اپنے ان (برے) اعمال کی وجہ سے جو وہ آگے بھیج چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو اچھی طرح جانتا ہے (۷) آپ کہہ دیجئے! کہ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ بہرحال تم سے مل کر رہے گی پھر تم اس (خدا) کی بارگاہ میں لوٹائے جاؤ گے جو غائب اور حاضر کا جاننے والا ہے پھر وہ تمہیں بتائے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو (۸)

تشریح الفاظ

(۱)الامیین یہ امی کی جمع ہے جس کے معنی ام القریٰ یعنی مکہ کی طرف منسوب کے ہیں یعنی اہل مکہ نیز جاہل کو بھی اس بناء پر امی کہا جاتا ہے کہ وہ ماں کی طرف منسوب ہے کہ جیسے جاہل پیدا ہوا تھا ویسا ہی اب ہے مگر یہاں اس کے پہلے معنی مراد ہیں۔(۲)حملو التوراۃ کے معنی جن پر توراۃ کا بوجھ لادا گیا مگر وہ اسے نہ اٹھا سکے یعنی اس کی تعلیمات پر عمل نہ کر سکے۔(۳)اسفارا یہ سفر کی جمع ہے جس کے معنی بڑی کتاب کے ہیں۔ (۴)ملاقیکم اس کے معنی وہ ضرور تم سے ملاقات کرنے والی ہے یعنی یقینا آنے والی ہے۔

تفسیر الآیات

۱)۔ یسبح للہ... الآیۃ

یہ سورہ مسبحات میں سے ہے یعنی ان سورتوں میں سے ہے جن کا آغاز سبح یا یسبح سے ہوتا ہے اور اس میں آسمان و زمین کی ہر چیز کے تسبیح خدا کرنے کا جو تذکرہ کیا گیا اس کی بارہا مرتبہ توضیح و تشریح کی جا چکی ہے بالخصوص سورہ اسراء کی آیت ۴۴ اور سورہ حدید کی پہلی آیت کی تفسیر میں ہیں۔ لہٰذا ان مقامات کی طرف رجوع کیا جائے اور جہاں تک اللہ کے ان مقدس ناموں کی تشریح کا تعلق ہے جو یہاں مذکور ہیں تو وہ سورہ حشر میں کی جا چکی ہے۔

۲)۔ ھو الذی... الآیۃ

امی کے معنی کی تشریح

قبل ازیں سورہ بقرہ، سورہ انعام اور سورہ اعراف وغیرہ میں اس حقیقت کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ امی کے جس طرح ایک معنی منسوب الی الام یعنی جاہل کے ہیں اسی طرح اس کے دوسرے معنی منسوب الیٰ ام القریٰ مکہ کی طرف منسوب یعنی مکہ کا رہنے والا کے بھی ہیں جیسا کہ ارشاد قدرت ہے۔لتنذر ام القریٰ ومن حولہا۔ تا کہ آپ ام القریٰ یعنی مکہ اور اس کے اردگرد کے لوگوں کو ڈرائیں اور یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ جب کسی لفظ کے ایک سے زائد معنی ہوں تو پھر موقع ومحل اور متعلقہ شخصیت کو مدنظر رکھ کر اس کے معنی متعین کیے جاتے ہیں۔ اب اہل انصاف ہی فرمائیں کہ اس آیت کے یہ معنی کئے جائیں کہ "خدا وہ ہے جس نے جاہلوں میں

ایک جاہل کو رسول بنا کر بھیجا'' تو آیا اس سے خدا اور رسول کی مدح ظاہر ہوتی ہے یا قدح؟ لہٰذا یہاں مناسب معنی یہی ہیں کہ خدا وہ ہے جس نے مکہ کے رہنے والوں میں مکہ کے ہی ایک رہنے والے کو رسول بنا کر بھیجا۔ چنانچہ مروی ہے کہ جب حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ النبی الامی کے کیا معنی ہیں؟ تو امام نے فرمایا کہ عام لوگ کیا کہتے ہیں؟ راوی نے عرض کیا کہ وہ کہتے ہیں آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ امام نے یہ سن کر فرمایا ان پر خدا کی لعنت ہو اگر ان کی بات درست ہے تو پھر خدا کا یہ کلام کس طرح درست ہوگا کہ یتلوا علیهم آیاته کہ رسول خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت یعنی قرآن وسنت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر وہ خود ان پڑھ ہے تو پھر لوگوں کو کس طرح پڑھاتا ہے؟ پھر فرمایا کہ آپ بہتر (یا فرمایا) تہتر زبانوں میں لکھ بھی سکتے تھے اور پڑھ بھی سکتے تھے۔ (علل الشرائع)

۳)۔ یتلوا علیهم آیاته... الآیة

اس آیت مبارکہ میں پیغمبر اسلام کے کم از کم چار شرعی وظائف اور منصبی فرائض بیان کیے گئے ہیں اور چونکہ اس قسم کی ایک آیت قبل ازیں کئی مقامات پر گزر چکی ہے سورہ بقرہ آیت ۱۲۹ دعائے خلیل کے ضمن میں یتلوا علیهم آیاتك۔ الایة دوسرے اسی سورہ کی آیت ۱۵۱ میں یتلوا علیکم ایاتنا... الآیة اور تیسرے سورہ آل عمران آیت ۱۶۴ یتلوا علیهم آیاته... الآیة اور انہی مقامات پر ان فرائض چہارگانہ کی مکمل وضاحت کر دی گئی ہے۔

۴)۔ وآخرین منهم... الآیة

ان آخرین میں وہ سب لوگ داخل ہیں خواہ عرب ہوں یا غیر عرب جو قیامت تک پیدا ہوں گے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی نبوت ورسالت تمام بنی نوع انسان بلکہ تمام کائنات کو شامل ہے آپ بموجب کافة للناس نہ صرف تمام انسانوں کے رسول ہیں بلکہ وما ارسلناك الا رحمة للعالمین کے مصداق ہیں۔ مروی ہے کہ ایک بار جب پیغمبر اسلام نے اس آیت کی تلاوت کی تو آپ سے پوچھا گیا کہ یہ آخرین کون ہیں؟ تو آپ نے سلمان محمدی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا لو کان الایمان فی الثریا لناله رجال من هؤلاء کہ اگر ایمان کہکشاں میں بھی ہو تو اس کی قوم کے آدمی وہاں سے بھی اسے حاصل کر لیں گے یعنی یہ عجم بھی آپ کی امت میں شامل ہیں۔ (تفسیر صافی)

بہرحال یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ آپ زمانی اور مکانی اعتبار سے قیامت تک سب لوگوں کے رسول ہیں اور ان کی نبوت ورسالت کسی خاص زمان ومکان تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ چشمہ فیض قیامت تک برابر

جاری وساری رہے گا۔

۵)۔ مثل الذین حملوا ... الآیۃ

یہودیوں کی مذمت

اس آیت میں یہودیوں کا ذکر کیا جارہا ہے جنہیں توراۃ جیسی عظیم کتاب ہدایت کا حامل بنایا گیا اب ان کا فرض منصبی یہ تھا اوران کی ذمہ داری یہ تھی کہ اس کی مقدس تعلیمات پر عمل کرتے مگرانہوں نے اس پر عمل نہ کیا اور چاہیئے تو یہ تھا کہ اس میں جن انبیاء کی نبوتوں کا بالخصوص پیغمبراسلام کی بعثت اور نبوت کا تذکرہ کیا گیا تھا کی آمد پران پر ایمان لاتے مگر وہ ان پر ایمان نہیں لائے تو پھر ماننا پڑتا ہے کہ ان کی مثال اس گدھے جیسی ہے جس پر بھاری بھرکم کتابیں لدی ہوئی ہوں۔

نہ محقق بود نہ دانشمند
چار پائے بروکتابے چند

درس عبرت

اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر قرآن مجید جیسی عظیم الشان کتاب رشد و ہدایت پر عمل نہیں کرے گا تو اس کی مثال بھی اس گدھے جیسی ہی ہوگی جس پر چند کتابیں لدی ہوئی ہوں کہ وہ ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا اور یہی مثال اس عالم دین کی ہے جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا۔ حدیث میں وارد ہے کہ رب تال للقرآن و القرآن یلعنه کئی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ (بغرض ثواب) قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں مگر قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔ (جامع الاخبار) کیوں اس لیے کہ وہ جو کچھ پڑھتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے۔

۶)۔ بئس مثل القوم ... الآیۃ

ارشاد قدرت ہے کہ جو بدبخت لوگ آیات الٰہیہ کو جھٹلاتے ہیں ان کی مثال اور حالت مذکورہ بالا لوگوں سے بھی بدتر ہے۔ اعاذنا الله منه

۷)۔ یاایها الذین هادوا ... الآیۃ

چونکہ یہودی یہ لاف زنی کیا کرتے تھے کہ نحن ابناء الله واحباؤه (المائدہ ۱۸) ہم اللہ کے

بیٹے اور اس کے محبوب ہیں اور وہ بڑھ بھی مارتے تھے کہ لن یدخل الجنۃ الامن کان ھودا کہ جنت میں صرف وہی داخل ہوگا جو یہودی ہوگا۔ نیز ان کا یہ زعم باطل بھی تھا کہ بنی اسرائیل کے علاوہ اور کسی خاندان سے کوئی شخص نبی نہیں ہوسکتا وغیرہ وغیرہ تو ان لوگوں کے ان تمام دعوؤں کو صرف یہ کہہ کر ختم کر دیا گیا کہ اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو کیونکہ محبوب کی ملاقات سے بڑھ کر اور کیا بات زیادہ پسندیدہ ہوسکتی ہے اور جنت میں داخلہ سے زیادہ خوش آئند بات کیا ہوسکتی ہے؟ باوجود اس تازیانہ لگانے کے کہ وہ ہرگز اس کی تمنا نہیں کریں گے اپنے ان برے کاموں کی وجہ سے جو وہ کر چکے ہیں انہوں نے پھر بھی موت کی تمنا نہیں کی ایک روایت میں وارد ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر وہ موت کی تمنا کرتے تو روئے زمین پر ایک یہودی بھی زندہ نہ رہتا۔

۸)۔ قل ان الموت الذی... الآیۃ

ارشاد قدرت ہے کہ کوئی موت کی تمنا کرے یا نہ کرے کوئی مرنا پسند کرے یا نہ کرے۔ بہرحال موت ایک اٹل حقیقت ہے اور ایک دن ہر متنفس نے یہاں سے رخت سفر باندھ کر عالم آخرت کی طرف جانا ضرور ہے کیونکہ خالق حکیم نے اس عالم آب وگل کا نظام کچھ اس نہج پر چلایا ہے کہ جس نے بھی ایک بار اس عالم ناپائیدار میں قدم رکھا ہے اس نے چارونا چار ایک نہ ایک دن اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف منتقل ضرور ہونا ہے۔ ولنعم ماقیل

جو زندہ ہے وہ موت کی تکلیف سہے گا
جب احمد مرسلؐ نہ رہے کون رہے گا؟

آیات القرآن

يَآيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ يَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ فَاسۡعَوۡا اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الۡبَيۡعَ ؕ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝۹ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانۡتَشِرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِيۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۝۱۰ وَاِذَا رَاَوۡا تِجَارَةً اَوۡ لَهۡوَا اۨنۡفَضُّوۡۤا اِلَيۡهَا وَتَرَكُوۡكَ قَآئِمًا ؕ قُلۡ مَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ مِّنَ اللَّهۡوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ ۝۱۱

ترجمة الآيات

اے ایمان والو! جب تمہیں جمعہ کے دن والی نماز کے لیے پکارا جائے (اس کی اذان دی جائے) تو اللہ کے ذکر (نماز جمعہ) کی طرف تیز چل کر جاؤ اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو(۹) پھر جب نماز تمام ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (روزی) تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ(۱۰) اور (کئی لوگوں کی حالت یہ ہے کہ) جب کوئی تجارت یا کھیل تماشہ دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ دیتے ہیں آپ کہہ دیجئے! کہ جو کچھ (اجر و ثواب) اللہ کے پاس ہے وہ کھیل تماشہ اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے(۱۱)

تشریح الالفاظ

(۱)**نودی** جب پکارا جائے یعنی اذان دی جائے۔(۲)**سعی** کے معنی اس تیز چلنے کے ہیں جو دوڑنے کی حد تک نہ ہو۔(۳)**وذروا البیع** یہ وذر یذر وذرا سے جمع کا صیغہ امر ہے جس کے معنی چھوڑنے کے ہیں (اور یہ معنی صرف امر اور مضارع میں ہوتے ہیں)۔(۴)**قضیت الصلوۃ** کے معنی جب نماز تمام ہو جائے اور ختم ہو جائے۔(۵)**فضل اللہ** سے مراد اللہ کا رزق ہے۔(۶)**انفضوا** کے معنی ٹوٹ پڑنے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۹)۔ یا ایہا الذین آمنوا...الآیۃ

نماز جمعہ کے احکام و آداب

یہاں ندا سے مراد اذان ہے اور جمعہ کے دن والی نماز سے مراد نماز جمعہ ہے اور ذکر اللہ سے بھی نماز مراد ہے اور سعی سے مراد تیز تیز چلنا ہے مطلب یہ ہوا کہ خداوند عالم اہل ایمان کو یہ حکم دے رہا ہے کہ جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کی اذان دی جائے تو نہ صرف یہ کہ خرید و فروخت چھوڑ دو بلکہ ہر وہ کام چھوڑ دو جو اس نماز کی

ادائیگی سے مانع ہو اس سے واضح ہوتا ہے کہ نماز جمعہ کس قدر اہم ہے مگر اس آیت میں اس نماز کے شرائط کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ وہ کیا ہیں؟ لہٰذا اس سلسلہ میں احادیث کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

نماز جمعہ کی شرائط کا بیان

نماز جمعہ واجب مطلق نہیں ہے بلکہ واجب مشروط ہے یعنی اس کے وجوب کی چند شرطیں ہیں جن کے بغیر یہ نماز نہ واجب ہوتی ہے اور نہ ہی منعقد ہوتی ہے اور وہ کل پانچ ہیں۔

۱۔ جامع الشرائط پیش نماز موجود ہو جو با جماعت یہ نماز پڑھائے۔

۲۔ عدد کی علی التحقیق کم از کم پانچ افراد موجود ہوں یعنی ایک پیشنماز اور چار مقتدی اور اگر سات ہوں تو افضل ہے۔

۳۔ دو خطبے جو نماز جمعہ سے پہلے پڑھے جائیں گے۔

۴۔ جماعت کہ بالاتفاق نماز جمعہ جماعت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

۵۔ بناء بر مشہور دو جمعوں کے درمیان فاصلہ کا ہونا جو کہ تین میل اور تین فرلانگ ہے کہ اس کے اندر دوسرا جمعہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ باقی رہی یہ شرط کہ پڑھانے والا نبی و امام ہو یا ان کا کوئی نائب خاص یا عام؟ تو اگرچہ اس میں خاصا اختلاف ہے مگر ہمارے نزدیک یہ شرط ثابت نہیں ہے لہٰذا ہر جامع الشرائط پیشنماز یہ نماز پڑھا سکتا ہے۔ واللہ العالم

چند آدمیوں پر جمعہ واجب نہیں

(۱) بہت بوڑھے پر (۲) عورتوں پر (۳) اندھے پر

(۴) مسافر پر (۵) بیمار پر جس کے لیے حاضر ہونا دشوار ہو وغیرہ۔

نماز جمعہ واجب عینی ہے

اگر نبی و امام موجود ہوں اور مبسوط الید بھی ہوں تو پھر تو تمام شیعہ فقہاء کا اتفاق ہے کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ واجب عینی ہے اور نماز ظہر ساقط ہے لیکن موجودہ دور میں جبکہ امام زمانہ پردہ غیب میں روپوش ہیں تو اس کے وجوب و عدم وجوب میں خاصا اختلاف ہے اور مشہور قول تین ہیں۔

۱) یہ واجب عینی ہے۔

۲) اس کا پڑنا جائز نہیں ہے۔

۳) واجب تخییری ہے کہ آدمی کو اختیار ہے کہ جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھے یا نماز ظہر مگر ظہر واقوی پہلا قول ہے کہ یہ نماز واجب عینی ہے اور اس کی صحیح اور مقررہ شرائط کے ساتھ ادائیگی کے بعد نماز ظہر ساقط ہو جاتی ہے لہٰذا وہ نہ بہ نیت وجوب پڑھی جائے گی اور نہ بہ نیت احتیاط۔

باقی رہے اس کے وجوب عینی کی تفصیلی دلائل اور نماز جمعہ کے دوسرے متعلقہ مسائل اور غسل جمعہ کے وجوب و استحبات کی بحث تو یہاں ان تفصیلات کے بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے اس سلسلہ میں ہماری فقہی کتاب قوانین الشریعہ کی پہلی جلد یا ہمارے رسالہ نماز جمعہ اور اسلام کا مطالعہ کیا جائے۔

واضح رہے کہ نماز جمعہ کا وقت بالکل مختصر ہے عرفی زوال ہوتے ہی اسے ادا کرنا ضروری ہے افضل واحوط یہ ہے کہ انسان کا سایہ ایک ہاتھ یا ۲/۷ قدم ہونے تک پڑھ لیا جائے اور اس سے موخر نہ کیا جائے۔ واللہ الموفق

۱۰)۔ وذروا البیع... الآیۃ

فقہا اسلام کا اتفاق ہے کہ جمعہ کے دن اذان جمعہ یعنی زوال آفتاب کے بعد خرید وفروخت حرام ہے۔ بلکہ ہر وہ شغل اشغال ناجائز ہے جو اس نماز کی ادائیگی سے مانع ہو۔ روایت میں وارد ہے کہ زمانہ رسول میں جب جمعہ کی اذان ہو جاتی تھی تو ایک منادی ندا کرتا تھا کہ **حرم البیع حرم البیع** خرید وفروخت حرام ہوگئی خرید و فروخت حرام ہوگئی۔ (تفسیر صافی بحوالہ الفقیہ)

مخفی نہ رہے کہ فاسعوا الی ذکر اللہ کے بعد یہ نماز جمعہ کی اہمیت کا دوسرا بڑا قرینہ ہے۔

۱۱)۔ فاذا قضیت الصلاۃ... الآیۃ

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد تلاش رزق میں زمین میں پھیل جانا جائز ہے

اگرچہ **فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ** صیغہ امر ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ نماز جمعہ کے ختم ہوتے ہی تلاش رزق میں زمین میں پھیل جانا واجب ہے کیونکہ یہ بات اپنے مقام (علم الاصول) میں طے ہو چکی ہے کہ صیغہ امر اگرچہ وجوب میں حقیقت ہے مگر وہ کبھی استحباب اور اباحت میں بھی استعمال ہوتا ہے اور جو صیغہ امر حرمت اور ممانعت کے بعد آئے وہ بالاتفاق اباحت و اجازت کے لیے ہوتا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اب وہ حرمت والا حکم ختم ہو گیا ہے۔ بنابریں نماز جمعہ کے ختم ہو جانے کے بعد خرید و فروخت کرنا اور دوسرے جائز مشاغل میں مشغول ہونا جائز ہے اور اسی طرح طلب رزق میں زمین میں ادھر ادھر جانا بھی مباح ہے کیونکہ جائز حدود کے اندر رہ کر معاش کے لیے دوڑ دھوپ کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ عبادت بھی

ہے اور اللہ کا فضل بھی۔ ہاں البتہ جب کسی دینی تقاضے کی خاطر آدمی کو پکارا جائے تو پھر ہر کام چھوڑ کر اس داعی کی آواز پر لبیک کہنی چاہیے۔

۱۲)۔ واذكروا الله... الآية

مطلب یہ ہے کہ صرف نماز ہی میں خدا کو یاد نہ کرو بلکہ ہر حال میں اس کو یاد رکھو اور بکثرت اس کا ذکر کرو۔ تا کہ فلاح پاؤ حضرت پیغمبر اسلامؐ سے منقول ہے فرمایا من ذكر الله مخلصا في السوق عند غفلة الناس و شغلهم بما فيه كتب الله له الف حسنه و يغفر الله له يوم القيامة مغفرة لم تخطر على قلب بشر۔ جو شخص خلوص نیت کے ساتھ اس وقت بازار میں خدا کا ذکر کرے جب لوگ غفلت میں مبتلا ہوں تو خدا اس کے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور قیامت کے دن اس کی اس طرح مغفرت فرمائے گا جس کا کسی آدمی کو گمان بھی نہیں ہوگا۔ (مجمع البیان)

۱۳)۔ واذا راوا تجارة... الآية

تمام کتب تفسیر وحدیث میں ایک واقعہ درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہجرت کے بعد ایک بار حضرت رسول خداؐ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ڈھول تاشے بجنے کی آواز آئی اور یہ اس بات کی علامت تھی کہ شام سے تجارتی قافلہ آ گیا ہے اور صحابہ کرام ادھر ادھر دوڑ گئے اور آنحضرتؐ کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے آپ نے فرمایا اگر یہ بھی باقی نہ رہ جاتے (بلکہ سارے چلے جاتے) تو عذاب الٰہی کی آگ کے شعلے بھڑک اٹھتے۔ (تمام کتب تفسیر وحدیث)

ایضاح

اس واقعہ سے اکثر صحابہ کرام کے حالات وصفات پر جو تیز روشنی پڑتی ہے وہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔ نیز یہ جو کہا جاتا ہے کہ اگر بزرگوں سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کا تذکرہ نہیں کرنا چاہیے۔ یہ سراسر مبالغہ اور اندھی عقیدت ہے یہاں خود خداوند عالم اس صریحی غلطی کا ذکر کر رہا ہے جو بہت سے صحابہ کرام سے ہوئی تھی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غلطی بہرحال غلطی ہوتی ہے خواہ کوئی بڑا کرے یا کوئی چھوٹا کرے۔ صحابہ کرام کے بارے میں نقطہ اعتدال یہ ہے کہ وہ کوئی آسمانی مخلوق نہ تھے بلکہ وہ زمینی مخلوق تھے اور معصوم بھی نہ تھے۔ لہٰذا ان سے ہر قسم کی غلطی ہو سکتی ہے مگر اس کے باوجود ان پر سب وشتم کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۴)۔ والله خير الرازقين... الآية

کئی بدعقیدہ احمق اس قسم کی آیتوں جیسے خیر الرازقین اور احسن الخالقین سے اس بات پر استدل کیا کرتے ہیں کہ خدا کے علاوہ بھی کئی رازق اور خالق ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حقیقی خالق ورازق صرف خداوند عالم ہی ہے ارشاد قدرت ہے **هل من خالق يرزقكم من السماء والارض** (القرآن) کیا خدا کے سوا بھی کوئی خالق ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے روزی دیتا ہے؟ ارباب علم وعقل جانتے ہیں کہ مخلوق کی طرف یہ نسبت مجازی ہے۔

مطلب یہ ہے جو لوگ دنیا میں بظاہر رزق رسائی کا ذریعہ ہیں جیسے تنخواہ دینے اور اجرت دینے والے وغیرہ یا کسی قسم کی صنعت اور کاریگری کا مظاہرہ کرتے ہیں اللہ ان سب سے بہتر خالق ورازق ہے۔ اس موضوع کی جملہ تفصیلات دیکھنے کے خواہشمند ہماری کتاب اصول الشریعہ کا مطالعہ فرمائیں۔

بفضلہٖ وعونہٖ سورہ جمعہ کا ترجمہ وتفسیر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ **والحمد للہ علی احسانہ**

سورہ منافقون کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں المنافقون کا لفظ موجود ہے۔ اذا جاءك المنافقون نیز ساری سورہ میں منافقین کے ہی حالات بیان کیے گئے ہیں۔ اس لیے اس کا یہ نام تجویز ہوا۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مدنی ہے اور غالباً غزوہ بنی مصطلق کے بعد نازل ہوئی ہے جو کہ ۶ ھ میں واقع ہوا۔ واللہ العالم

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ اگرچہ سورۃ البقرہ سے لے کر یہاں تک جابجا منافقین کا تذکرہ موجود ہے جو مار آستین کی طرح اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے تھے مگر اب ان کے نام کا پورا سورہ نازل ہوا جس میں ان کے کردار سے بحث کی گئی ہے۔

۲۔ منافقین اگرچہ عملی طور پر ایمان کا کوئی تقاضا تو پورا نہیں کرتے تھے مگر اپنا بھرم قائم رکھنے کے لیے قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ وہ خدا اور رسول کو مانتے ہیں۔

۳۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بالکل جھوٹے ہیں اور قسموں کو صرف اپنے نفاق کے چھپانے اور اپنے مقاصد کے حاصل کرنے کے لیے ڈھال بناتے ہیں۔

۴۔ یہ دنیا کی محبت میں بری طرح گرفتار ہیں۔

۵۔ وہ مال واولاد کی محبت میں مبتلا ہو کر یاد خدا سے غافل ہو چکے ہیں۔

۶۔ اسی طرح منافقوں کی کئی دوسری علامات بیان کی گئی ہیں۔

۷۔ عزت بس خدا اور رسول اور خالص اہل ایمان کے لیے ہے۔

۸۔ اہل ایمان کو مال واولاد کی محبت میں گرفتار ہو کر یاد خدا سے غافل ہونے کی مناہی۔

۹۔ خدا مقررہ مدت میں تاخیر نہیں کرتا۔

۱۰۔ مسلمانوں کو اسباب نفاق سے بچنے کی تلقین وغیرہ وغیرہ۔

سورہ منافقون کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خداؐ سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ المنافقوں کی تلاوت کرے گا تو وہ مرض نفاق سے بری ہو جائے گا۔ (مجمع البیان)

نیز سورہ جمعہ کی تلاوت کی فضیلت میں نماز جمعہ یا ظہر کی پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں سورہ منافقون کی تلاوت کرنے کا تذکرہ کیا جاچکا ہے۔ فراجع

(آیا تہا ۱۱) (سورۃ المنافقین مدینۃ) رکوعا تہا ۲)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اِذَا جَآءَکَ الۡمُنٰفِقُوۡنَ قَالُوۡا نَشۡہَدُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُ اللّٰہِ ۘ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُہٗ ؕ وَاللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ لَکٰذِبُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوۡۤا اَیۡمَانَہُمۡ جُنَّۃً فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ اِنَّہُمۡ سَآءَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ اٰمَنُوۡا ثُمَّ کَفَرُوۡا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ فَہُمۡ لَا یَفۡقَہُوۡنَ ﴿۳﴾ وَاِذَا رَاَیۡتَہُمۡ تُعۡجِبُکَ اَجۡسَامُہُمۡ ؕ وَاِنۡ یَّقُوۡلُوۡا تَسۡمَعۡ لِقَوۡلِہِمۡ ؕ کَاَنَّہُمۡ خُشُبٌ مُّسَنَّدَۃٌ ؕ یَحۡسَبُوۡنَ کُلَّ صَیۡحَۃٍ عَلَیۡہِمۡ ؕ ہُمُ الۡعَدُوُّ فَاحۡذَرۡہُمۡ ؕ قٰتَلَہُمُ اللّٰہُ ۫ اَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۴﴾ وَاِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ تَعَالَوۡا یَسۡتَغۡفِرۡ لَکُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ لَوَّوۡا رُءُوۡسَہُمۡ وَرَاَیۡتَہُمۡ یَصُدُّوۡنَ وَہُمۡ مُّسۡتَکۡبِرُوۡنَ ﴿۵﴾ سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ اَسۡتَغۡفَرۡتَ لَہُمۡ اَمۡ لَمۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ ؕ لَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿۶﴾ ہُمُ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ لَا تُنۡفِقُوۡا عَلٰی مَنۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنۡفَضُّوۡا ؕ وَلِلّٰہِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلٰکِنَّ

الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ۝۷ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ط وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۝۸

ترجمۃ الآیات

شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے (اے رسول) جب منافق لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یقینا آپ اس کے رسول ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق بالکل جھوٹے ہیں (۱) انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے پس اس طرح وہ خود اللہ کی راہ سے رکتے ہیں اور دوسروں کو روکتے ہیں بیشک بہت برا ہے وہ کام جو یہ کر رہے ہیں (۲) یہ اس لیے ہے کہ یہ پہلے (بظاہر) ایمان لائے پھر کفر کیا تو ان کے دلوں پر (گویا) مہر لگا دی گئی ہے لہٰذا وہ کچھ نہیں سمجھتے ہیں (۳) اور جب آپ انہیں دیکھیں گے تو ان کے جسم (اور ان کے قد و قامت) آپ کو اچھے لگیں گے اور اگر وہ بات کریں گے تو آپ ان کی بات (توجہ) سے سنیں گے (مگر وہ عقل و ایمان سے خالی ہیں) گویا (کھوکھلی) لکڑیاں ہیں جو (دیوار وغیرہ سے) ٹیک لگا دی گئی ہیں وہ ہر چیخ کی آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں یہی (اصلی) دشمن ہیں ان سے بچ کے رہو اللہ ان کو غارت کرے یہ کہاں الٹے پھرائے جا رہے ہیں (۴) اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اللہ کا پیغمبر تمہارے لیے مغفرت طلب کرے تو وہ اپنا سر پھیر لیتے ہیں اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ تکبر کرتے ہوئے (آنے سے) رک جاتے ہیں (۵) ان کے لیے برابر ہے کہ آپ ان کے لیے مغفرت طلب کریں یا طلب نہ کریں اللہ ہرگز ان کو نہیں بخشے گا بے شک اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا (اور انہیں منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا) (۶) یہی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول خدا کے پاس ہیں ان پر (اپنا مال) خرچ نہ کرو تا کہ وہ منتشر ہو جائیں حالانکہ آسمان اور زمین کے خزانے اللہ ہی کے ہیں مگر منافق لوگ سمجھتے نہیں ہیں (۷) وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینہ گئے تو عزت والے لوگ وہاں سے ذلیل لوگوں کو نکال دیں

گے حالانکہ ساری عزت تو صرف اللہ، اس کے رسول اور مومنین کے لیے ہے لیکن منافق لوگ (یہ حقیقت) جانتے نہیں ہیں (۸)

تشریح الالفاظ

(۱) جنة کے معنی سپر اور ڈھال کے ہیں۔ (۲) فصدوا لازم بھی ہے اور متعدی بھی لہٰذا اس کے معنی رکنے اور روکنے کے ہیں۔ (۳) خشب مسندة یہ خشب کی جمع ہے جس کے معنی موٹی لکڑی کے ہیں اور مسندة کے معنی ہیں ٹیک لگائی ہوئی۔ (۴) لووا، لوی، یلوی کے معنی سر پھیرنے اور سر جھٹکنے کے ہیں۔ (۵) الاعز منها الاذل اعز کے معنی ہیں بڑی عزت والا اور اذل کے معنی ہیں بڑا ذلیل منافق مالدار ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو عزت والا اور اہل ایمان کو غریب و نادار ہونے کی وجہ سے ذلیل سمجھتے تھے۔

تفسیر الآیات

۱)۔ اذا جائك المنافقون... الآية

زیادہ قسمیں کھانا نفاق کی علامت ہے

منافقین کی بہت سی دوسری علامتوں کے علاوہ ایک علامت یہ بھی ہے کہ چونکہ وہ بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں اور پھر سننے والوں کو قسمیں کھا کر یقین دلاتے ہیں اور جو مخلص ہوتا ہے وہ زبان سے کم اور دل سے زیادہ بولتا ہے اور قسمیں کھا کر اپنی بات کا یقین نہیں دلاتا بلکہ عمل کر کے یقین دلاتا ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں لسان المومن من وراء قلبه و قلب المنافق من وراء لسانه (یعنی مومن کی زبان اس کے دل کے تابع ہوتی ہے یعنی وہ وہی بات کہتا ہے جس کا وہ قلبی عقیدہ رکھتا ہے اور منافق کا دل اس کی زبان کے تابع ہوتا ہے اور چونکہ اس کی زبان حالات اور مفادات کے مطابق ادلتی بدلتی رہتی ہے۔ لہٰذا اس کا نہ کوئی دل ہوتا ہے اور نہ کوئی عقیدہ۔ (نہج البلاغہ)

یہی وجہ ہے کہ چونکہ منافق آدمی مصلحت کے تحت اپنے مفادات کا تحفظ کرتا ہے اس لیے وہ حق و ناحق اور جائز و ناجائز کی بحث میں ہی نہیں پڑتا۔ مگر مخلص آدمی جب ایک بار ایمان لاتا ہے تو گویا وہ خدا و رسول سے ایک سنجیدہ عہد و پیمان کرتا ہے کہ وہ زندگی بھر اسلام و ایمان کے تقاضوں پر عمل کرے گا۔ چنانچہ وہ زندگی کے ہر موڑ پر اپنے دل و دماغ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے کئے ہوئے عہد کے تقاضے پورے کرتا ہے مگر جو منافق

ہوتا ہے اس کا کردار مخلص کے کردار کے برعکس ہوتا ہے وہ مصلحت کوشی کے تحت کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ کا رسول ہے مگر چونکہ اس کی یہ زبانی گواہی اس کے قلبی نظریہ کے مطابق نہیں ہے لہٰذا خدا فرماتا ہے کہ تم جھوٹے ہو۔

مروی ہے کہ ایک بار طاوٗس یمانی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ لوگ کون ہیں جنہوں نے گواہی تو سچی دی تھی مگر وہ لوگ جھوٹے تھے امام نے فرمایا وہ منافقین تھے جب انہوں نے پیغمبر اسلام سے کہا تھا نشھد انك لرسول الله (احتجاج طبرسی وغیرہ)

۲)۔ اتخذوا ایمانهم... الآیة

ان لوگوں نے اپنی قسمیہ یقین دہانیوں کو اپنے مال و جان کی حفاظت کی ایک ڈھال بنایا ہوا ہے کہ انہیں مسلمان سمجھ کر ان کو مال و جان اور ناموس کا کوئی گزند نہ پہنچایا جائے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہ خود بھی اللہ کی راہ سے رکتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں یعنی وہ ضال بھی ہیں اور مضل بھی (گمراہ بھی ہیں اور گمراہ کرنے والے بھی) وذالك هو الضلال المبين اور یہی کھلی ہوئی گمراہی ہے۔

۳)۔ ذالك بانهم آمنوا... الآیة

منافقوں کی اس روش و رفتار کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے اسلام کا اظہار کیا اور لوگوں میں مسلمان سمجھے جانے لگے پھر ایسے کام کیے کہ لوگوں پر یہ راز کھل گیا کہ یہ تو دراصل کافر ہی تھے اور ایک لمحہ کے لیے بھی دل و جان سے ایمان نہیں لائے تھے۔ ہاں البتہ صرف دھوکہ دہی کے لیے کفر چھپا کر اسلام کا اظہار کیا تھا۔ ارشاد قدرت ہے فطبع علی قلوبھم کہ یہ لوگ جادہ رشد و ہدایت پر نہیں آئیں گے گویا کہ ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے۔ واضح رہے کہ اس قسم کی ایک آیت سورہ نساء آیت ۱۳۷ پر مع تفسیر گزر چکی ہے تفصیل کے خواہشمند وہاں رجوع کریں۔

۴)۔ واذا رأيتهم تعجبك اجسامهم... الآیة

ارشاد ہے کہ جب منافقوں کے ظاہری قدر قامت اور ڈیل و ڈول پر نگاہ کرو گے تو وہ تمہیں بڑے خوشنما معلوم ہوں گے اور جب وہ چکنی چپڑی اور ظاہری حالات کے مطابق خوشامدانہ باتیں کریں گے تو تم توجہ سے سنو گے۔ مگر یہاں صرف ظاہر ہی ظاہر ہے نہ ان کے دلوں میں نور ایمان ہے اور نہ زبان میں صداقت تو گویا وہ اندر سے عقل، ایمان اور سچائی کی رمق سے اس طرح کھوکھلے ہیں جس طرح سوکھی اور اندر سے کھوکھلی لکڑیاں جنہیں دیوار کے سہارے کھڑا کیا گیا ہو۔

۵)۔ یحسبون کل صیحۃ علیھم... الآیۃ

جو چیز آدمی کو دلیر بناتی ہے وہ ہے اپنی صداقت وسچائی کا یقین اور اسی چیز کا منافقین میں فقدان ہے لہٰذا وہ ایسے بزدل اور ڈرپوک ہیں کہ بموجب چور کی داڑھی میں تنکا ہر زور دار اور چیخ کی آواز کو اپنے لیے عذاب سمجھ کر سہم جاتے ہیں ارشاد قدرت ہے یہی مار آستین حقیقی دشمن ہیں ان سے بچ کے رہو کہ کہیں تمہیں کوئی گزند نہ پہنچا ئیں۔قاتلھم اللہ انی یوفکون؟ یہ بددعا کے انداز میں ان کی مذمت ہے۔

۶)۔ واذا قیل لھم... الآیۃ

جب کوئی ناصح مہربان ان سے کہتا ہے کہ پیغمبر اسلام کی بارگاہ میں آؤ تاکہ وہ تمہارے لیے مغفرت کی دعا کریں تو چونکہ وہ منافق ہیں اور وہ آپ کو اللہ کا رسول نہیں جانتے اس لیے تمسخر سے سر جھٹک دیتے ہیں اور تکبر کرتے ہوئے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے رک جاتے ہیں۔

۷)۔ سواء علیھم... الآیۃ

ارشاد قدرت ہے اے میرے حبیب! ان بدبختوں کے لیے برابر ہے کہ آپ ان کے لیے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں اللہ ہرگز ان کو نہیں بخشے گا کیونکہ بخشش گناہ کی شرط اولین ایمان ہے کہ جب ایماندار آدمی سے کوئی قصور سرزد ہو اور وہ نادم ہو کر توبہ واستغفار کرے یا نبی وامام اس کی سفارش کریں تو خدا معاف کر دیتا ہے اور منافقین میں اسی ایمان کا ہی فقدان ہے تو پھر بخشش کس طرح ہوسکتی ہے؟ واضح رہے کہ اس قسم کی ایک آیت مع تفسیر سورہ توبہ آیت ۸۰ میں گزر چکی ہے۔ فراجع

۸)۔ یقولون لا تنفقوا... الآیۃ

مدینہ میں چونکہ دو قسم کے مسلمان رہتے تھے۔

(۱) مہاجرین (۲) انصار

مہاجرین زیادہ تر غریب نادار تھے اور انصار زیادہ تر مالدار اور ان مہاجرین کا ظاہری سہارا یہی انصار تھے اس لیے منافقین بڑے لطائف الحیل سے انصار کو اس بات پر آمادہ کرتے تھے کہ تم اپنا مال ان مہاجرین پر خرچ نہ کرو یہاں تک کہ وہ فقر وفاقہ اور بھوک وپیاس سے تنگ آ کر آپ کے پاس سے منتشر ہو جائیں۔ ارشاد قدرت ہے کہ منافق یہ بات کہتے ہیں حالانکہ آسمان وزمین کے سب خزانے اللہ ہی کے ہیں وہی قسیم الرزق ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے کہ نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ الدنیا۔ جس کو چاہے زیادہ عطا

کرے اور جسے چاہے کم دے لیکن منافق اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

۹)۔ یقولون لئن رجعنا... الآیة

اوپر والے اور اس جملہ کا ایک خاص پس منظر ہے کہ جب غزوہ بنی مصطلق سے جناب پیغمبر اسلام مظفر ومنصور ہو کر واپس لوٹے اور ان لوگوں سے بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا اور آپ نے استحقاق کے مطابق مہاجرین کو زیادہ حصہ دیا اور بروایتے اس غزوہ سے واپسی پر ایک کنویں پر ایک مہاجر اور ایک انصاری کے درمیان لڑائی ہو گئی تو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور اس نے اس موقعہ پر دو جملے کہے ایک تو انصار سے کہا لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ جس کی اوپر تفسیر گزر چکی ہے اور دوسرا منافقوں سے کہا کہ لئن رجعنا الی المدینۃ کہ جب ہم لوٹ کر مدینہ جائیں گے تو جو بڑا عزت والا ہے وہ یعنی خود وہ بڑے ذلیل کو یعنی پیغمبر اسلام کو (العیاذ باللہ) مدینہ سے نکال دے گا جسے بعض اصحاب نے سنا اور رسول خدا تک پہنچایا جس سے اس کے نفاق کا پردہ چاک ہو گیا مگر جب آنحضرتؐ نے اسے بلا کر پوچھا تو اس نے بڑی قسمیں کھائیں کہ اس نے ایسا کچھ نہیں کہا اور رحمت دو عالم نے درگزر فرمایا اور اسے کوئی سزا نہ دی۔ (کتب تفسیر) اس شقی ازلی کے اس قول کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کی باطل بین نگاہ میں عزت وذلت کا معیار روپیہ تھا۔ ارشاد قدرت ہے کہ ساری کی ساری عزت تو بس خدا کے لیے، اس کے رسول کے لیے اور مخلص اہل ایمان کے لیے ہے مگر منافق لوگ اس حقیقت کو سمجھ نہیں سکتے۔

آیات القرآن

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۹ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝۱۰ وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۱

ترجمۃ الآیات

اے ایمان والو! تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہیں خدا کی یاد سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے گا وہی لوگ گھاٹا اٹھانے والے ہیں (۹) اور جو کچھ ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اس سے (میری راہ میں) خرچ کرو قبل اس سے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے اور پھر وہ کہے کہ میرے پروردگار! تو نے مجھے کیوں نہ تھوڑی سی مدت تک مہلت دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوکار بندوں میں سے ہو جاتا (۱۰) اور جب کسی شخص کی مدت پوری ہو جائے تو خدا مزید مہلت نہیں دیتا اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو (۱۱)

تشریح الالفاظ

(۱) تلھکم۔ الھی یلھی الھاء کے معنی ہیں غافل کرنا۔ (۲) اجل قریب کے معنی ہیں تھوڑی سی مدت۔ (۳) فاصدق اس کے معنی صدقہ دینے اور خیرات کرنے کے ہیں۔ (۴) اجلھا۔ اجل کے معنی موت اور مقررہ وقت کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱۰)۔ یاایھا الذین آمنوا...الآیۃ

چونکہ مال و اولاد انسان کے لیے بڑی آزمائش ہیں جیسا کہ ارشاد قدرت ہے کہ انما اولاد کم و اموالکم فتنۃ اور اکثر و بیشتر انہی دو چیزوں کی محبت میں گرفتار آدمی ہی خدا و رسول کی مخالفت مول لیتا ہے اور انہی کی وجہ سے اپنی آخرت کو برباد کرتا ہے اس لیے ارشاد قدرت ہے کہ اے ایمان والو! خیال رکھنا کہ کہیں مال و اولاد تمہیں خدا کی یاد اور اس کی عبادت و اطاعت سے غافل نہ کر دے اور بعد میں کف افسوس ملنا پڑے جبکہ افسوس کرنا کوئی فائدہ نہ دے۔

۱۱)۔ وانفقوا من ما...الآیۃ

مطلب یہ ہے کہ مہلت اور فرصت کے اوقات کو غنیمت سمجھو اور موت کے آثار ظاہر ہونے سے پہلے ہمارے دیئے ہوئے رزق سے ذخیرہ آخرت کے طور پر میری راہ میں کچھ خرچ کرو اور ایسے نیک کام کرو کہ جن

سے اللہ کے صالح ونیکوکار بندوں میں شامل ہو جاؤ تا کہ موت کے وقت یہ نہ کہنا پڑے کہ اے پروردگار تھوڑی مہلت دے دے کہ میں صدقہ دے دوں اور نیک عمل کر کے نیکوکاروں میں شامل ہوسکوں۔ واضح رہے کہ ایسی ایک آیت سورہ ابراہیم آیت ۴۴ میں مع تفسیر گزر چکی ہے وہاں رجوع کیا جائے۔

۱۲)۔ ولن یوخر اللہ نفسا... الآیۃ

قبل ازیں متعدد مقامات پر اس بات کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ اجل کی دو قسمیں ہیں: (۱) حتمی اجل (۲) غیر حتمی اجل اور یہ کہ دوسری قسم میں فی الجملہ تقدیم وتاخیر اور کمی بیشی ہوسکتی ہے اور ہوتی رہتی ہے مگر پہلی میں (جو یہاں مراد ہے) کسی قسم کی تقدیم وتاخیر نہیں ہوسکتی۔ مخفی نہ رہے کہ اس قسم کی ایک آیت سورہ ال عمران آیت ۱۴۵ اور سورہ اعراف آیت ۳۴ میں مع تفسیر گزر چکی ہے شائقین تفصیل ان مقامات کی طرف رجوع فرمائیں۔

خدا کی توفیق اور اس کی نصرت سے سورہ منافقوں کا ترجمہ وتفسیر بخیر وخوبی اتمام پذیر ہوئی۔ والحمد للہ

سورہ تغابن کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی آیت نمبر ۹ میں لفظ یوم التغابن مذکور ہے جس سے اس سورہ کا نام سورہ تغابن تجویز ہوا۔

عہد نزول

اکثر علماء مفسرین کے نزدیک یہ سورہ مدنی ہے یعنی مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور اغلب یہ ہے کہ مدینہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔

سورہ تغابن کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ اس حقیقت کا تذکرہ کہ کائنات ارضی وسماوی کی ہر چیز خدا کی تسبیح وتقدیس کرتی ہے کیونکہ خدا اس کائنات اور اس کی ہر چیز کا خالق ومالک ہے۔

۲۔ تخلیق کی منزل میں سب لوگ یکساں ہیں پھر کچھ خوش نصیب اپنے اختیار سے مومن اور کچھ بدبخت اپنے سوء اختیار سے کافر بن گئے۔

۳۔ پوری کائنات اور اس کی کوئی چیز عبث اور بے مقصد پیدا نہیں ہوئی بلکہ خدائے حکیم نے اسے برحق اور بامقصد پیدا کیا ہے۔

۴۔ خدا نے انسان کو بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا ہے۔

۵۔ خدا کے ہر خفی وجلی کے عالم ہونے کا تذکرہ۔

۶۔ گزشتہ زمانہ کے منکرین خدا اور رسل کے انجام بد کا تذکرہ۔

۷۔ حیات بعد الموت کے واقع ہونے کا بیان۔

۸۔ خدا و رسول اور ان کے ساتھ نازل ہونے والے نور پر ایمان لانے کا حکم؟

۹۔ قیامت کے دن سب لوگ جمع ہوں گے تو کوئی فائدہ حاصل کرے گا اور کوئی نقصان اٹھائے گا اسی لیے اسے یوم التغابن کہا جاتا ہے۔

۱۰۔ بعض بیویوں اور اولاد کی بے جا محبت انسان کے لیے تباہ کن ہوتی ہے اور ان میں سے کچھ دشمن ہوتے ہیں ان سے بچ کر رہنے کی ضرورت ہے۔
۱۱۔ مال و اولاد انسان کے لیے بڑا فتنہ یعنی بڑی آزمائش ہیں لہٰذا آدمی کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔
۱۲۔ ہر مصیبت باذن اللہ آتی ہے۔
۱۳۔ تقوائے الٰہی اختیار کرنے اور خدا و رسول کی اطاعت کرنے کا حکم۔
۱۴۔ خدا کو قرضہ حسنہ دینے کی دعوت وغیرہ وغیرہ

سورہ تغابن کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ تغابن کی تلاوت کرے گا اس سے ناگہانی موت دور کی جائے گی۔ (مجمع البیان)
۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ تغابن کی اپنی نماز فریضہ میں تلاوت کرے گا قیامت کے دن یہ اس کی سفارش کرے گی اور اس ذات کی بارگاہ میں گواہی دے گی جو اس کی گواہی کو نافذ کرے گا اور پھر ہمیشہ اس (قاری) کے ساتھ رہے گی یہاں تک وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۱۸) (سورۃ التغابن مدینۃ) رکوعاتہا ۲)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الۡاَرۡضِ ۚ لَهُ الۡمُلۡكُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ ① هُوَ الَّذِيۡ خَلَقَكُمۡ فَمِنۡكُمۡ كَافِرٌ وَّمِنۡكُمۡ مُّؤۡمِنٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ وَصَوَّرَكُمۡ فَاَحۡسَنَ صُوَرَكُمۡ ۚ وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ③ يَعۡلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَيَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَمَا تُعۡلِنُوۡنَ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ④ اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ نَبَؤُا الَّذِيۡنَ

كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑤ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْۤا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۫ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑥ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑦ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْۤ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑧ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑨ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑩

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے وہ سب چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اس اللہ کی تسبیح کرتی ہیں جو (حقیقی) بادشاہ ہے اور اسی کے لیے (ہر) تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۱) وہ وہی ہے جس نے تم (سب) کو پیدا کیا پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے (۲) اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اس نے تمہاری صورت گری کی تو تمہاری بہت اچھی صورتیں بنائیں اور اسی کی طرف (سب نے) لوٹ کر جانا ہے (۳) وہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ اسے بھی جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور اللہ تو سینوں کے بھیدوں کا بھی خوب جاننے والا ہے (۴) کیا تمہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جنہوں نے اس سے پہلے کفر کیا اور اپنے کئے (کفر) کا وبال چکھا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (۵) یہ اس لیے ہوا کہ ان کے

رسول کھلی ہوئی دلیلیں لے کر ان کے پاس آتے رہے تو انہوں نے کہا کیا بشر ہماری رہبری کریں گے پس (اس طرح) انہوں نے کفر اختیار کیا اور روگردانی کی اور اللہ نے (بھی ان کی) کوئی پروانہ کی (کیونکہ) اللہ بے نیاز (اور) سزاوار حمد وثنا ہے (۶) کافر لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ (مرنے کے بعد) دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے آپ کہئے! ہاں میرے پروردگار کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہیں بتایا جائے گا جو کچھ تم نے کیا ہوگا اور یہ کام اللہ کے لیے بالکل آسان ہے (۷) تو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے اچھی طرح باخبر ہے (۸) (اس دن کو یاد کرو) جس دن اللہ تمہیں اجتماع والے دن جمع کرے گا یہی دن باہمی گھاٹا اٹھانے کا دن ہوگا اور جو اللہ پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اللہ اس سے اس کی برائیاں (گناہ) دور کرے گا اور اسے ان باغہائے بہشت میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں رواں دواں ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے (۹) اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے (۱۰)

تشریح الالفاظ

(۱) **وبال امرهم**۔ وبال کے معنی برے انجام اور شدت وبختی کے ہیں۔ (۲) **بالبینات**۔ یہ بینہ کی جمع ہے جس کے معنی دلیل، برہان اور حجت کے ہیں۔ (۳) **التغابن**۔ یہ باب تفاعل کا مصدر ہے جس کے معنی ایک دوسرے کو گھاٹا دینے اور باہم خسارہ دینے کے ہیں۔ (۴) **المصیر** کے معنی جائے بازگشت کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ یسبح لله... الآية

یہ سورہ بھی مسبحات میں سے ہے اور آسمان کی ہر چیز کس طرح زبان حال یا زبان مقال سے خالق ذوالجلال کی تسبیح کرتی ہے اس کی تشریح سورہ اسراء آیت ۴۴ اور سورہ حدید کی پہلی آیت اور کئی دوسری آیات کی تفسیر میں بیان کردی گئی ہے ان مقامات کی طرف رجوع کیا جائے۔ اعادہ وتکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

۲)۔ له الملك... الآية

ساری کائنات میں بلا شرکت غیرے اسی کا اقتدار اور اسی کی بادشاہی ہے اور وہ اس کائنات کو پیدا کر کے فارغ بھی نہیں ہو گیا بلکہ ہر لحظہ وہ اس کا نظام چلا رہا ہے **ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم** اور وہ ایسا عظیم الشان ہے کہ زمین و آسمان کا انتظام و انصرام کرنا اسے تھکا تا نہیں ہے اور وہ اتنے بڑے اقتدار کا مالک اور مدبر ہونے کے باوجود کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس کی وجہ سے وہ قابل مذمت ٹھہرے بلکہ وہ اپنی عدالت کے تحت ایسے مدبرانہ وحکیمانہ کام کرتا ہے جن کی وجہ سے وہ سزاوار حمد وستائش قرار پاتا ہے اور اس پر یہ پابندی کسی بالا طاقت نے نہیں لگائی کیونکہ اس سے بالاتر کوئی طاقت ہے ہی نہیں بلکہ خود اس نے اپنی حکمت، کمال ذات اور عدالت کی بناء پر عائد کی ہے اور گو وہ ہر چیز پر قادر ہے مگر وہ کرتا صرف وہی کام ہے جو اس کے عدل وحکمت کے عین مطابق ہوتا ہے۔

۳)۔ **ھو الذی خلقکم... الآیۃ**

انسان فاعل مختار ہے

سب کو یعنی کوئی مومن ہے یا کافر یا پھر نیکوکار ہے یا بدکار پیدا تو سب کو خدا نے کیا ہے جس میں انسان کا کوئی دخل نہیں ہے اور پھر نیک اور بدکام کے کرنے کی صلاحیت اور قوت بھی سب کو خدا نے ہی دی ہے مگر اب ان قوتوں اور صلاحیتوں کے استعمال کرنے کا اختیار خداوند عالم نے بندہ کو دیا ہے کہ چاہے تو اپنے حسن اختیار سے اپنے خالق کا اقرار کر کے مومن بن جائے اور چاہے تو اپنے سوء اختیار سے اپنے خالق کا انکار کر کے کافر قرار پائے اور اس طرح جزا یا سزا کا اپنے آپ کو مستحق ٹھہرائے۔ بہرحال منزلِ تخلیق اور عطاءِ صلاحیت میں سب لوگ یکساں ہیں کوئی کافر یا مومن نہیں ہے البتہ ان صلاحیتوں کو صحیح یا غلط طور پر استعمال کرنے کی وجہ سے یہ ایمان وکفر اور نیکی اور بدی کا تفرقہ وجود میں آیا ہے اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام بنی نوع انسان یعنی تمام اولاد آدمی ایک عالمگیر برادری ہے اور سب انسان اس کے افراد ہیں اور وہ زبان و بیان، رنگ و بو اور وطن و ملک اور قومیت کی بنا پر پر نہیں بلکہ کفر واسلام کی وجہ سے دو گروہوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔

۴)۔ **خلق السموات... الآیۃ**

اس آیت کا یہ ابتدائی حصہ سورہ نحل آیت ۴ میں مع تفسیر گزر چکا ہے کہ خالق علیم وحکیم نے زمین وآسمان ہوں یا ان کے درمیان کی چیزیں اس نے حق کے ساتھ پیدا کی ہیں اور کوئی چیز بھی نہ بے فائدہ اور بے مقصد پیدا کی ہے اور نہ ہی کوئی چیز اتفاقاً پیدا ہوئی ہے **وما خلقنا السماء و الأرض وما بینھما باطلا**

(ص ۲۷)اور نہ ہی کوئی چیز بے ہنگم طریقہ پر بنائی گئی ہے بلکہ خالق حکیم نے ہر چیز کو اس طرح بنایا ہے جس طرح اسے عقلا بنانا چاہیے تھا۔ماترى فى خلق الرحمن من تفاوت!!

۵)۔ وصورکم...الآیة

انسان تخلیق کائنات کا شاہکار ہے

اللہ نے تمہاری صورت گری کی اور انسان کو بہترین صورت عطا فرمائی یعنی نہ صرف اس کی جسمانی ساخت اور ڈیل ڈول بہت عمدہ بنائی بلکہ عقلی اور دماغی قوتیں اور صلاحیتیں بھی بہترین عطا فرمائیں اور اسی بیرونی و اندرونی حسن و زیبائی کی وجہ سے انسان کو اشرف المخلوقات اور افضل الموجوات کہا جاتا ہے اور اسے کائنات کی ہر چیز پر حکمرانی کرنے کا حق دیا گیا ہے یہاں تفصیل میں جانے کی گنجائش نہیں ہے ورنہ اگر انسان کے اندرونی و بیرونی اعضا میں سے ایک ایک عضو کی ساخت اور اس کے محل وقوع کی تشریح کی جائے تو پوری ایک کتاب مرتب ہوسکتی ہے حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ انسانی صورت کے بارے میں فرمایا اکرم صورۃ علی اللہ یعنی انسانی شکل وصورت اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز صورت ہے۔(تفسیر صافی) اور پھر اسی ذات ستودہ صفات کی طرف سب نے پلٹ کر جانا ہے تاکہ وہ تخلیق کائنات کے اس شاہکار کے ایمان وکفر اور نیک و بداعمال کا محاسبہ کرسکے اور پھر اسے جزا وسزا دے سکے اور اسی مقصد کے لیے قیامت کا دن مقرر کیا گیا ہے۔

۶)۔ یعلم ما فی السماوات...الآیة

خداوند عالم نے اس آیت میں اپنے علم کی وسعت وہمہ گیری بیان کی ہے کہ اس نے انسان جیسی اعلیٰ و اشرف مخلوق پیدا کرکے اس کو مطلق العنان نہیں چھوڑ دیا کہ اس کا جو جی چاہے وہ کرتا پھرے؟ بلکہ اپنے انبیاء و مرسلین کے ذریعہ سے اسے دین کی نعمت سے نوازا ہے عقائد کیا رکھنے ہیں وہ بتادیئے۔اعمال کیا کرنے ہیں وہ واضح کردیئے۔الغرض پوری انفرادی اور اجتماعی زندگی کس طرح بسر کرنی ہے اس کا طریقہ کار بھی واضح وآشکار کر دیا ہے اور اس پر یہ بھی واضح کردیا کہ اس کے ہر ہر کلام وکام کی نگرانی ہورہی ہے اور اللہ اس کے تمام ظاہری اور پوشیدہ اعمال کو دیکھ رہا ہے اور اسی کے مطابق اسے جزا وسزا دی جائے گی۔

۷)۔ الم یاتکم نبا الذین...الآیة

بعض گذشتہ اقوام کے کفر کا انجام

عہد قدیم میں انبیاء کے ذریعہ سے جو تاریخ مرتب ہوئی وہ آنے والے انسانوں کے لیے درس عبرت ہے مثلاً قوم عاد و ثمود اور قوم لوط وغیرہ کے پاس رسول آئے اور اپنی نبوت و صداقت کے واضح اور کھلے ہوئے دلائل و براہین کے ساتھ آئے مگر ان لوگوں نے دلیل رکھنے کے باوجود ان کی نبوتوں کا انکار کیا جس کی وجہ سے وہ سزا کے مستوجب قرار پائے اور اسی دنیا میں اپنے برے اعمال کے وزر و وبال کا مزہ چکھا اور اپنے کئے کی پوری سزا تو آخرت میں دردناک عذاب کی صورت میں بھگتیں گے اس انداز میں پیغمبر اسلام کا نہ صرف انکار کرنے والوں بلکہ ان کے خلاف اعلان جنگ کرنے والوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اگر انہوں نے اپنی روش نہ بدلی تو پھر ان کا انجام بھی وہی ہوگا جو ان جیسی قوموں کا پہلے ہو چکا ہے۔

۸)۔ فقالوا ابشر... الآیۃ

بشریت نبوت و ہدایت کے منافی نہیں ہے

تاریخ انبیاء تاریخ اسلام بلکہ خود قرآن گواہ ہے کہ ہر دور کے کفار و مشرکین نے اپنے دور کے انبیاء و مرسلین کی نبوتوں کے انکار کی یہی بنیاد قرار دی کہ وہ بشر و انسان ہیں لہٰذا وہ کس طرح منصب نبوت و ہدایت پر فائز ہو سکتے ہیں اور ہم کس طرح ان سے ہدایت حاصل کر سکتے ہیں؟ اس منصب کے لیے تو کوئی فرشتہ ہونا چاہیے اور خدا و انبیاء نے ہمیشہ ان کے جواب میں یہی فرمایا کہ انسانوں کو ہدایت کرنے کی بہترین صورت ہی یہی تھی کہ انسان کامل کو ہی علم و عمل کے زیور سے آراستہ کر کے ان کی ہدایت کے لیے بھیجا جائے تا کہ ان کا اسوہ حسنہ اور عمل و کردار بنی نوع انسان کے لیے مشعل راہ اور ذریعہ ہدایت بن سکے اور خدا کی طرف سے بندوں پر حجت تمام ہو سکے۔ مخفی نہ رہے کہ بشریت انبیاء کا یہ فلسفہ قبل ازیں متعدد مقامات پر متعلقہ آیات کی تفسیر میں بیان کیا جا چکا ہے۔

۹)۔ زعم الذین کفروا... الآیۃ

قرآن مجید میں جہاں بھی کفار کے بعث بعد الموت پر کسی ایراد کا ذکر کیا گیا ہے جیسے یہ کہ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی میں مٹی ہو جائیں گے اور ہمارے اعضاء بکھر جائیں گے تو کون ہمیں دوبارہ زندہ کرے گا؟ تو وہاں ان کے اس ایراد کا مکمل جواب دیا گیا ہے کہ دوبارہ وہی قادر مطلق پیدا کرے گا جس نے پہلے پیدا کیا ہے وہ ہر چیز کا مکمل علم رکھتا ہے۔ لہٰذا وہ جانتا ہے کہ کون سا جز و کہاں ہے؟ اور پھر وہ ان کے اکٹھا کرنے پر قادر بھی ہے مگر یہاں چونکہ منکرین کے کسی شبہ کا کوئی تذکرہ نہیں تھا بلکہ صرف ان کے اس خیال کا ذکر کیا گیا تھا کہ وہ دوبارہ

نہیں اٹھائے جائیں گے تو ان کے اس خیال کے ابطال کے لیے قسم کھا کر اس حقیت کا اظہار کیا جارہا ہے کہ ضرور ایسا ہوگا اور یہ کام خدا کے لیے بالکل آسان ہے۔

۱۰)۔ فآمنوا باللّٰہ... الآیۃ

یہاں جس نور پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے اس سے عام مفسرین اسلام نے قرآن مجید مراد لیا ہے جو لوگوں کو جہل وکفر کے اندھیرے سے نکال کر نور ایمان کی طرف ہدایت کرتا ہے قد جاءکم من اللّٰہ نور و کتاب مبین جو اپنے اعجاز بیان اور مجسمہ ہدایت ہونے کی وجہ سے خود روشن ہے اور دوسرے حقائق ومعارف کو روشن کرنے والا ہے جیسا کہ نور کی لغوی تعریف ہے اور ہماری بعض روایات میں اس سے امام علیہ السلام مراد لیے گئے ہیں جن پر حقیقی ہادی اور رہنما ہونے کی وجہ سے نور کا اطلاق کیا گیا ہے۔ (تفسیر صافی وبرہان)

۱۱)۔ یوم یجمعکم... الآیۃ

باہمی گھاٹے کی وضاحت

عام لوگ دنیا میں کسی کام میں کامیاب ہونے کو جیت اور ناکام ہونے کو ہار سمجھتے ہیں مگر یہ ہار جیت حقیقی نہیں ہے حقیقی ہار جیت آخرت میں ہوگی جہاں انسانی عقیدہ وعمل اور اس کی روش ورفتار کا نتیجہ سامنے آئے گا اور ان پر واضح ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں فائدہ یا گھاٹے کا سودا کیا تھا؟ چونکہ تغابن باب تفاعل کا مصدر ہے جس کی وجہ سے اس میں دو یا دو سے زائد افراد کی شرکت لازم ہے کہ اس دن بعض لوگ دوسرے بعض کو گھاٹا دیں گے کس طرح؟ اس کی کیفیت روایت میں یوں مروی ہے کہ ہر شخص کے آخرت میں دو مکان ہیں ایک جنت میں اور دوسرا جہنم میں تو جب کوئی خوش قسمت آدمی جنت میں داخل ہوگا تو دوسرے بدبخت کا وہ جنت والا مکان بھی اسے دے دیا جائے جو اس کے داخل جہنم ہونے کی وجہ سے خالی ہوا ہے اور جو جہنم میں جائے گا اسے اپنے مکان کے علاوہ دوسرے شخص کا جہنم والا مکان بھی دے دیا جائے جو اس کے داخل جنت ہونے کے وجہ سے خالی ہوا ہے۔ گویا اس طرح اس دن جنتی اور جہنمی باہم معاملہ کریں گے اور اس طرح واضح ہوجائے گا کہ جیتا کون ہے اور ہارا کون؟۔ (تفسیر ابن جریر وغیرہ)

مگر تفسیر مجمع البیان میں ایک اور طرح اس کی تشریح کی گئی ہے یعنی جب کوئی بھی جنتی جنت میں داخل ہوگا تو اسے جہنم کی وہ جگہ بھی دکھائی جائے گی کہ اگر وہ بدکار رہوتا تو وہاں ہوتا تاکہ اس کا جذبہ شکر اور بڑھ جائے اور جب کوئی دوزخی دوزخ میں داخل ہوگا تو اسے جنت والی وہ جگہ دکھائی جائے گی کہ اگر وہ نیکوکار رہوتا تو وہاں ہوتا تاکہ اس کی حسرت میں اضافہ ہوجائے۔ (مجمع البیان)

۱۲)۔ ومن یومن باللہ...الآیۃ

الغرض جو آدمی ایمان لایا ہوگا اور نیک عمل کیے ہوں گے تو خداوند عالم اس کے گناہوں اور اس کی برائیوں کو اس سے دور کرے گا اور اسے جنت الفردوس میں داخل کرے گا اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے اور جو کفر اختیار کریں گے اور آیات الٰہی کی تکذیب کریں گے وہ دوزخ میں جائیں گے اور پھر ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور یہ بڑی بری جائے بازگشت ہے۔

آیات القرآن

مَاۤ اَصَابَ مِنۡ مُّصِیۡبَۃٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ وَمَنۡ یُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ یَہۡدِ قَلۡبَہٗ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۱۱﴾ وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّیۡتُمۡ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۳﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِکُمۡ وَاَوۡلَادِکُمۡ عَدُوًّا لَّکُمۡ فَاحۡذَرُوۡہُمۡ ۚ وَاِنۡ تَعۡفُوۡا وَتَصۡفَحُوۡا وَتَغۡفِرُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَاَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ ؕ وَاللّٰہُ عِنۡدَہٗۤ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ وَاسۡمَعُوۡا وَاَطِیۡعُوۡا وَاَنۡفِقُوۡا خَیۡرًا لِّاَنۡفُسِکُمۡ ؕ وَمَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا یُّضٰعِفۡہُ لَکُمۡ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ شَکُوۡرٌ حَلِیۡمٌ ﴿ۙ۱۷﴾ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱۸﴾

ترجمۃ الآیات

کوئی مصیبت (کسی پر) نہیں آتی مگر اللہ کے اذن و اجازت سے اور جو شخص اللہ پر ایمان

لائے اللہ اس کے دل کو صحیح راستہ دکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز کا بڑا جاننے والا ہے (۱۱) اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی پھر اگر تم روگردانی کرو گے تو ہمارے رسول پر کھول کر پیغام پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے (۱۲) اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے بس ایمان لانے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے (۱۳) اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور تمہاری بعض اولادیں تمہاری دشمن ہیں بس تم ان سے ڈرتے رہو (ہوشیار رہو) اور اگر معاف کرو، درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے (۱۴) تمہارے مال، تمہاری اولاد ایک بڑی آزمائش ہیں اور اللہ ہی ہے جس کے پاس بڑا اجر ہے (۱۵) اور جہاں تک ہو سکے اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور سنو اور اطاعت کرو اور (مال) خرچ کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (۱۶) اگر خدا کو قرضہ حسنہ دو تو اللہ اسے تمہارے لیے کئی گنا بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اللہ بڑا قدردان (اور) بڑا بردبار ہے (۱۷) وہ غائب اور حاضر کا جاننے والا، زبردست (اور) بڑا حکمت والا ہے (۱۸)

تشریح الالفاظ

(۱) البلاغ المبین کے معنی ہیں صاف صاف اور واضح طور پر پہنچانا۔ (۲) تصفحوا صفح کے معنی درگزر کرنے کے ہیں۔ (۳) ماستطعتم استطاعت کے معنی قدرت و طاقت کے ہیں۔ (۴) المفلحون فلاح کے معنی دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہونے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱۳)۔ ما اصاب من مصیبة... الآیة

سورہ حدید کی آیت ۲۲ ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم... الآیة کی تفسیر میں اس آیت کی تفسیر مذکور ہے اور اسی مقام پر پوری وضاحت کی جا چکی ہے کہ مصیبت تین قسم کی ہوتی ہے۔

۱۔ ایک وہ جو کسی گناہ کی سزا کے طور پر آتی ہے۔

۲۔ دوسری وہ جو رفع درجات کے لیے آتی ہے۔

۳۔ تیسری وہ جو ابتلاء وامتحان کے طور پر آتی ہے۔ لہٰذا ان امور کی تفصیلات کے معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات زحمت کر کے اس مقام کی طرف رجوع فرمائیں۔

۱۴)۔ ومن یومن باللہ... الآیۃ

جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں تو اللہ ان کی دستگیری کرتا ہے اور اپنا خصوصی فضل وکرم ان کے شامل حال کرتا ہے اور اپنی توفیق سے نوازتا ہے کہ وہ مصائب کی یلغار میں بھی حق پر ثابت قدم رہتے ہیں اور پھر خدا ان کا انجام بخیر کرتا ہے اور جو بدبخت کفر اختیار کرتے ہیں تو خدا ان سے اپنی توفیق سلب کر لیتا ہے اور انہیں اپنے حال میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے اس لیے ان کا انجام برا ہوتا ہے۔

۱۵)۔ واطیعوا اللہ... الآیۃ

یہ آیت قریباً انہی الفاظ کے ساتھ سورہ مائدہ آیت ۹۲ میں مع تفسیر گزر چکی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پیغمبر اسلام کا شرعی فریضہ صرف صاف اور صریح انداز میں خدا کا پیغام پہنچانا ہے یعنی منوانا ان کی ذمہ داری نہیں ہے یہ کام اہل اسلام کا ہے کہ وہ ہر حالت دکھ ہو یا سکھ، رنج ہو یا راحت خدا و رسول کی اطاعت کریں اور اس سے ہرگز روگردانی نہ کریں۔

۱۶)۔ اللہ لا الہ الا ھو... الآیۃ

یہ بات تو عیاں راچہ بیان کی مصداق ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے وہی خالق، وہی مالک اور وہی کارساز ہے تو کوئی بھی کام ہو اور کوئی بھی مشکل ہو تو اہل ایمان کو ممکنہ جد و جہد اور سعی وکوشش کے ساتھ اسی کی ذات پر توکل و بھروسہ کرنا چاہیے **ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ** جو اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں اللہ ان کے لیے کافی ہوتا ہے۔

۱۷) یاایھا الذین آمنوا... الآیۃ

آدمی کا سب سے زیادہ تعلق بیوی بچوں سے ہوتا ہے

دنیا میں انسان کا سب سے زیادہ تعلق بیوی اور اولاد (اور بالخصوص اولاد) سے ہوتا ہے اور ان کی محبت میں وہ اکثر اوقات اصول کی حدیں توڑ دیتا ہے اور ایک اچھا خاصا بااصول انسان اولاد کے معاملہ میں بے اصول بن جاتا ہے۔ ناجائز ذرائع آمدنی اختیار کر کے دولت کماتا ہے ان کی خاطر جائز اور ضروری کاموں پر روپیہ خرج نہیں کرتا بلکہ بخل اختیار کرتا ہے۔ حالانکہ اگر اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا جائے تو وہ دنیا و آخرت میں کئی گنا کر کے

واپس لوٹا تا ہے۔ بہرحال بعض بیویاں اور بعض ناخلف اولادیں آدمی کا خانہ خراب کر دیتی ہیں اور آخرت کو برباد۔ لہٰذا آدمی کو ہرحال میں چوکس وہوشیار رہنا چاہیے کہ کہیں بیوی بچے اس کے ایمان پر ڈاکہ نہ ڈالیں جیسا کہ اس آیت کی شان نزول میں وارد ہے کہ کچھ لوگ اسلام لانے کے بعد مکہ سے مدینہ ہجرت کرنا چاہتے تھے مگر ان کے بیوی بچوں نے انہیں ایسا نہ کرنے دیا۔ (مجمع البیان وصافی) لیکن اس کے باوجود خدائے غفور ورحیم ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں سے عفو ودرگزر کرنے کی تعلیم دیتا ہے کیونکہ وہ غفور ورحیم ہے۔

۱۸)۔ انما اموالکم... الآیۃ

یہ آیت انہی الفاظ کے ساتھ قبل ازیں سورہ انفال آیت ۲۸ میں مع تفسیر گزر چکی ہے اور وہیں اس بات کی مکمل وضاحت کر دی گئی ہے کہ مال واولاد کس طرح انسان کے لیے ذریعہ امتحان اور محل ابتلا وآزمائش ہیں بلکہ ابھی اوپر بھی بقدر ضرورت اس بات پر تبصرہ کر دیا گیا ہے۔

۱۹)۔ فاتقوا اللہ ما استطعتم... الآیۃ

سورہ ال عمران میں آیت ۱۰۲ میں اتقوا اللہ حق تقاتہ میں قدرے شدت ہے اور یہاں فاتقوا اللہ ما استطعتم میں قدرے خفت ہے۔ اور ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے ہرحال میں بقدر قوت و طاقت آدمی کا فرض ہے کہ اللہ کی نافرمانی اور عصیاں کاری سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے۔ ہاں البتہ برداشت سے زیادہ خدائے عادل کسی کو کوئی تکلیف نہیں دیتا۔ بہرحال اہل ایمان کا شرعی وظیفہ ہے کہ وہ خدا و رسول کی بات سنیں اور پھر اس پر عمل کرکے ان کی اطاعت کریں اور اپنے پاک و پاکیزہ مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ بھی کریں اور بخل سے کام نہ لیں اور یہی خوش قسمت لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

۲۰)۔ ان تقرضوا اللہ... الآیۃ

یہ آیت قریباً انہی الفاظ کے ساتھ قبل ازیں تین (۳) مقامات پر مع تفسیر گزر چکی ہے جیسے سورہ بقرہ آیت ۲۴۵، سورہ مائدہ آیت ۱۱۲ اور سورۂ حدید آیت ۱۱۔ بہرحال یہ عجیب شان خدائی ہے کہ آسمان وزمین کے خزانوں کا مالک ہوکر اور کائنات کا روزی رساں ہوکر اپنے عاجز بندوں سے قرضہ حسنہ طلب کرتا ہے اور پھر کئی گنا واپس لوٹانے کا وعدہ بھی کرتا ہے اور توبہ کرنے والوں کے گناہ معاف کرنے اور نیکوکاروں کا شکریہ ادا کرنے کا عہد بھی کرتا ہے۔ یا ایھا الانسان ما غرك بربك الكريم؟؟ وہ غائب اور حاضر کا عالم ہے (ہر چیز) پر غالب ہے اور بڑا حکمت والا ہے۔

سورہ طلاق کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ میں زیادہ تر طلاق کے احکام مذکور ہیں اس لیے اس کا نام سورہ طلاق ہوا۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مدنی ہے یعنی مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے اس سورہ کے مضامین اور دیگر بعض داخلی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ سورہ بقرہ میں طلاق اور اس کی عدت وغیرہ کے جو بعض احکام بیان کیے گئے ہیں ان کے بعد یہ سورہ نازل ہوئی ہے جس میں ان احکام کی تفصیلات مذکور ہیں۔

سورہ طلاق کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ زمانہ جاہلیت چونکہ ابتداء سے انتہا تک بگاڑ کا شکار تھا اس کا عائلی نظام بالکل تباہ ہو چکا تھا مرد اپنی بیوی کو بے شمار بار طلاق دے کر رجوع کر سکتا تھا اس طرح عورت ایک کھلونا بن کر رہ گئی تھی۔ اسلام نے ان رسم ورواج کی جہاں تک ممکن تھا اصلاح کی ہے اور جہاں وہ رسمیں قابل اصلاح نہ تھیں وہاں ان کو ختم کر کے نئے احکام نافذ کیے ہیں چنانچہ طلاق کے سلسلہ میں یہ اصلاح کی کہ شوہر دو بار طلاق دے کر تو رجوع کر سکتا ہے مگر تیسری بار طلاق بائن ہو جاتی ہے لہٰذا اب رجوع نہیں کر سکتا۔

۲۔ زمانہ عدت میں عورتیں اپنے شوہروں کے گھر میں رہنے کا حق رکھتی ہیں اور بعض استثنائی صورتوں کے سوا ان کو اس حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ اگر منکوحہ عورت کو مقاربت سے پہلے طلاق دے دی جائے تو اس پر عدت نہیں ہے وہ اسی وقت عقد ثانی کر سکتی ہے۔ اسی طرح یائسہ پر بھی عدت نہیں ہے۔

۴۔ دو عادل گواہوں کی موجودگی کے بغیر طلاق نہیں ہو سکتی۔

۵۔ عدت گزارنے والی مطلقہ عورت کا نان ونفقہ کس کے ذمہ ہے؟ اس کا بیان۔

۶۔ اگر حاملہ عورت کو طلاق دی جائے تو اس کی عدت اور نان ونفقہ کے احکام کا بیان۔

۷۔ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اس کی عدت کا بیان۔

۸۔ طلاق کے سلسلہ میں تقویٰ الٰہی اختیار کرنے کی حکیمانہ ہدایت۔

۹۔ اگر عورت بچے کو دودھ پلانے پر اجرت کا مطالبہ کرے تو اسے معاوضہ ادا کرنا چاہیے۔

۱۰۔ اللہ پر بھروسہ کرنے کی ہدایت۔

۱۱۔ خدا اور رسول کے احکام کی پابندی کرنے کے اچھے انجام کا اور ان کی نافرمانی کرنے کے برے انجام کا بیان وغیرہ۔

سورہ طلاق کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ طلاق کی تلاوت کرے گا اس کی موت سنت رسول پر واقع ہوگی۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ طلاق اور سورہ تحریم کی اپنی نماز فریضہ میں تلاوت کرے گا تو خداوند عالم اسے قیامت کے حزن و ملال سے محفوظ رکھے گا اور اسے جہنم سے بچائے گا اور اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۱۲) (سورۃ الطلاق مدینۃ) (رکوعاتہا ۲)

آیات القرآن

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللهِ ؕ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ① فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۬ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ② وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا

يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝۳ وَالّٰۗـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰۗـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝۴ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝۵ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَاۗرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۭ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝۶ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۭ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝۷

ترجمة الآيات

شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے اے نبی! جب تم لوگ (اپنی) عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انہیں عدت کے حساب سے طلاق دو اور پھر عدت کا شمار کرو اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ خود نکلیں مگر یہ کہ وہ کسی کھلی ہوئی بے حیائی کا ارتکاب کریں اور یہ اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں اور جو اللہ کے حدود سے تجاوز کرے گا تو وہ خود اپنے اوپر ظلم کرے گا تم نہیں جانتے شاید اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کردے (ا) تو جب وہ اپنی (مقررہ) عدت کی مدت کو پہنچ جائیں تو ان کو تو قاعدہ (اور شائستہ طریقہ) سے (اپنے نکاح میں) روک لو یا پھر قاعدہ (اور اچھے طریقہ)

سے جدا کر دو اور اپنے میں سے دو عادل آدمیوں کو گواہ بناؤ اور خدا کے لیے صحیح گواہی دو ان باتوں سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اور جو کوئی خدا سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے (مشکل سے نجات کا) راستہ پیدا کر دیتا ہے (۲) اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے سان گمان بھی نہیں ہوتا ہے اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرتا ہے وہ (اللہ) اس کے لیے کافی ہے بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے اور اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے (۳) اور تمہاری (مطلقہ) عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اگر ان کے بارے میں تمہیں کوئی شک ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور یہی حکم ان عورتوں کا ہے جنہیں (باوجود حیض کے سن و سال میں ہونے کے کسی وجہ سے) حیض نہ آتا ہو اور حاملہ عورتوں کی میعاد وضع حمل ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس کے معاملہ میں آسانی پیدا کر دیتا ہے (۴) یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دیتا ہے اور اس کے اجر کو بڑا کرتا (بڑھاتا) ہے (۵) ان (مطلقہ عورتوں) کو (زمانہ عدت میں) وہاں رکھو جہاں اپنی حیثیت کے مطابق تم خود رہتے ہو اور انہیں ضرر نہ پہنچاؤ تا کہ ان پر تنگی کرو۔ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو پھر ان پر خرچ کرو یہاں تک ان کا وضع حمل ہو جائے پھر اگر تمہارے لیے (بچہ) کو دودھ پلائیں تو تم انہیں ان کی اجرت دو اور مناسب طریقہ پر باہم طے کر لو اور اگر تمہیں باہم کوئی دشواری پیش آئے (اور باہمی اتفاق نہ ہو سکے) تو پھر کوئی اور عورت اسے دودھ پلائے گی (۶) وسعت والے کو چاہیے کہ کہ اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس کی روزی تنگ ہو تو جتنا اللہ نے اسے دیا ہے اس میں سے خرچ کرے اللہ نے جتنا کسی کو دیا ہے اس سے زیادہ اسے تکلیف نہیں دیتا عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی اور کشادگی پیدا کرے گا (۷)

تشریح الالفاظ

(۱) احصوا العدۃ یہ احصا سے ہے جس کے معنی احاطہ اور شمار کرنے کے ہیں۔ (۲) بفاحشۃ مبینۃ اس سے بالعموم زنا کاری مراد لی گئی ہے۔ (۳) قدرا قدر کے معنی اندازہ اور تخمینہ کے ہیں۔ (۴) اسکنوھن۔ اسکان کے معنی رہنے کے لیے جگہ دینے اور ٹھہرانے کے ہیں۔ (۵) وجدکم وجد کے معنی

وسعت اور حیثیت کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ یاایھا النبی... الآیة

شریعت اسلامیہ میں طلاق کا مفہوم اور اس کے اقسام اور ان کے مختصر احکام کا بیان

قبل ازیں سورہ بقرہ اور سورہ احزاب میں طلاق کا مفہوم، اس کے اقسام اور ان کے کچھ احکام اور عدت طلاق اور عدت وفات رکھنے کی علت اور اس کے احکام پر فی الجملہ تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ ہاں البتہ وہاں یہ مسائل متفرق طور پر بیان کیے گئے ہیں اور یہاں اجتماعی طور پر۔ لہٰذا یہاں طلاق کی جن شقوں کا اجمالی تذکرہ کیا گیا ہے ان کی بقدر ضرورت کچھ تفصیل بیان کی جاتی ہے مگر پہلے طلاق کے شرعی مفہوم کی وضاحت ضروری ہے۔ سو واضح رہے کہ رشتہ عقد ازدواج جو اسلام کی نگاہ میں ایک انتہائی مقدس رشتہ اور مرد و عورت کے درمیان ایک شریفانہ معاہدہ ہے جس کی طرفین کو پابندی کرنی پڑتی ہے اور یہ معاہدہ کوئی ایسا کچا دھاگہ نہیں ہے جو بات بات پر ٹوٹ جائے یا اسے توڑ دیا جائے ہاں البتہ مخصوص حالات میں بامر مجبوری اسے توڑا جا سکتا ہے جسے طلاق کہا جاتا ہے جو کہ ابغض الحلال عند اللہ کی مصداق ہے اسلام میں نہ زمانہ جاہلیت کی طرح مرد کو یہ اختیار ہے کہ ان گنت بار عورت کو طلاق دے اور پھر رجوع کرے حتی کہ عورت ایک کھلونہ بن کر رہ جائے اور نہ ہی یہود و نصاریٰ کی طرح ایسی سختی ہے کہ جو مرد و عورت ایک بار اس بندھن میں بندھ جائیں تو پھر وہ زندگی بھر جدا نہ ہو سکیں بلکہ اسلام زندگی کے دوسرے مسائل کی طرح یہاں بھی اعتدال کا قائل ہے۔

طلاق کی اقسام

طلاق کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ طلاق بدعت یعنی وہ طلاق جو قانون شریعت کے خلاف دی جائے۔

۲۔ طلاق سنت یعنی وہ طلاق جو قانون شریعت کے مطابق دی جائے۔ اس قسم کی پھر دو قسمیں ہیں۔

۳۔ (الف) ایک بائن جس کے بعد شوہر رجوع نہیں کر سکتا۔

۴۔ (ب) طلاق رجعی جس کے بعد شوہر عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے۔

یہاں پہلے اس رجعی طلاق کے احکام بیان کیے جا رہے ہیں اور یا ایھا النبی میں گو خطاب امت مسلمہ

کے سربراہ پیغمبر اسلام کو ہے مگر یہ حکم پوری امت مسلمہ کے لیے ہے۔

اس طلاق کے بعض شرائط کا بیان

ا۔ اس طلاق کی صحت کی پہلی شرط یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہے تو ایسے وقت کا انتظار کرے جس سے عدت شمار ہوسکے اور وہ وقت یہ ہے کہ عورت حیض ونفاس سے پاک ہو اور اس پاکی کے دوران شوہر نے اس سے مباشرت نہ کی ہو۔ کیونکہ حیض ونفاس کے دوران یا جس پاکی کے دوران شوہر نے مقاربت کی ہو اس اثنا میں دی ہوئی طلاق باطل متصور ہوتی ہے اور پھر عدت کی گنتی کی جائے جو کہ عند التحقیق تین طہر ہے تیسرے طہر میں داخل ہوتے ہی عدت ختم ہوجاتی ہے اگرچہ احوط یہ ہے کہ اس کے اختتام تک انتظار کیا جائے۔

۲)۔ واحصوا العدة...الآیة

طلاق رجعی کی عدت اور عدت وفات کا بیان

اس طلاق کے بعض احکام بیان کرنے سے پہلے عدت رکھنے کی علت اور اس کی مقدار پر تھوڑا سا تبصرہ کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ عدت کے اسباب تین ہیں۔

(۱) دخول کے بعد طلاق، (۲) وطی بالشبہ، (۳) شوہر کی وفات

پھر پہلی دو (۲) صورتوں میں اس عدت کی مدت تین طہر ہے (حیض سے پاک ہونا جبکہ پہلا طہر وہ شمار ہوگا جس میں طلاق دی جائے اور تیسرا وہ ہوگا جب عورت دوسرے حیض سے پاک ہوگی) اور اگر مطلقہ حاملہ ہو تو وضع حمل ہوتے ہی عدت ختم ہوجاتی ہے اور عدت وفات چار ماہ اور دس دن ہے اور اگر یہ عورت حاملہ ہو تو پھر چار ماہ اور دس دن اور وضع حمل میں سے جو مدت زیادہ طویل ہوگی اس کا لحاظ رکھا جائے گا جسے ابعد الاجلین کہا جاتا ہے اور اس عدت رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ عدت نہ رکھنے سے نسب اور میراث کا سلسلہ خلط ملط نہ ہوجائے کیونکہ اگر طلاق یا وفات کے فوراً بعد عورت عقد ثانی کرنے کی مجاز ہوتی اور نو ماہ کے اندر اندر اس کے ہاں بچہ پیدا ہوجاتا تو پھر اس بات کا فیصلہ نہ ہوسکتا کہ وہ بچہ پہلے شوہر کا ہے یا دوسرے کا تو اس طرح جہاں بچہ کا نسب مشکوک ہوجاتا ہے وہاں میراث کا قانون بھی خراب ہوجاتا اور ترکے کی تقسیم کے وقت تنازعہ کھڑا ہوجاتا۔ نیز رجعی طلاق میں عدت کے اندر میاں بیوی کے درمیان مصالحت کا بھی امکان ہے جس سے نہ صرف دو فردوں کی بلکہ دو خاندانوں کی عداوت اور نفرت ختم ہوجاتی ہے۔ نیز وفات کی صورت میں عورت چونکہ انتہائی رنجیدہ ہوتی ہے جو کہ انسانیت کا تقاضا ہے تو فوراً نئی شادی کرنا اس فطری تقاضے کے خلاف ہے۔

ایضاح

مخفی نہ رہے کہ یائسہ عورت یعنی وہ عورت جو اس سن وسال کو پہنچ جائے جس کے بعد عورت کو حیض نہیں آتا تو اس کے لیے عدت نہیں کیونکہ اس کی طلاق بائن ہوتی ہے جو بناء بر مشہور عام عورتوں میں پچاس سال اور سیدانیوں میں ساٹھ سال ہے اور اگر شک ہو کہ اس سن کو پہنچی ہے کہ نہیں تو پھر تین طہر عدت گزارے گی اور یہی حکم اس عورت کا ہے جس کو کسی وجہ سے حیض نہ آئے حالانکہ وہ اس سن وسال میں ہے کہ اسے حیض آنا چاہیے۔

۳)۔ الا ان یاتین... الآیۃ

ہاں البتہ ایک صورت میں ایسی مطلقہ عورتوں کو مکان سے نکالا جا سکتا ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ جب عورت کسی کھلی ہوئی بے حیائی کا کام کرے۔ اس سے مراد کیا ہے؟ اس میں قدرے اختلاف ہے۔ مشہور یہ کہ اس سے زنا کاری مراد ہے۔ مگر روایتوں میں اس سے شوہر کو سب وشتم کا نشانہ بنانا اور اس کے اعزا واقارب کو دکھ پہنچانا بھی مراد لیا گیا ہے۔ (تفسیر صافی) جو اللہ کی ان حدود سے تجاوز کرے گا وہ شرعا ظالم متصور ہوگا ولعنۃ اللہ علی الظالمین۔ بہرحال ایسی عورتوں کو ضرر وزیاں پہنچانا اور انہیں تنگ کرنا شرعا حرام ہے۔

۴)۔ فاذا بلغن اجلھن... الآیۃ

اس طلاق رجعی کے بعض مخصوص احکام ہیں جن کا ذیل میں اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے

یہ رجعی طلاق دوبار دی جاتی ہے۔

۱۔ اس کے بعد شرعی حکم یہ ہے کہ یا تو دستور کے مطابق عمدہ طریقہ کے ساتھ رجوع کر کے اسے اپنی زوجیت میں رکھ لیا جائے اور یا پھر تیسری طلاق دے کر اور اپنی مالی حیثیت کے مطابق اسے کچھ مال و متاع یا نقدی وزیور دے کر اچھے طریقہ پر ہمیشہ کے لیے رخصت کر دیا جائے۔

۲۔ اس طلاق کے دوران عورت چونکہ شوہر سے نان ونفقہ اور رہائشی مکان کی حقدار ہوتی ہے کیونکہ ہنوز اس کی زوجہ کے حکم میں ہے لہٰذا شوہر پر واجب ہے کہ اسے اپنی حیثیت کے مطابق مکان فراہم کرے اور اسے مکان سے نہ نکالے اور نہ ہی عورت کو چاہیے کہ وہاں سے نکلے۔

۵)۔ واشھدوا ذوی عدل... الآیۃ

اس طلاق کی دوسری شرط یہ ہے کہ دو عادل گواہوں کی موجودگی میں دی جائے کہ اس کے بغیر دی گئی طلاق صحیح نہیں ہے۔ واضح رہے کہ نکاح میں دو گواہ مقرر کرنا سنت ہیں جو حدیث سے ثابت ہیں مگر طلاق میں دو عادل گواہ مقرر کرنا واجب ہیں جو کہ قرآن کی اس نص صریح سے ثابت ہیں۔ مگر برادران اسلامی کی حالت پر تعجب ہے کہ وہ نکاح میں گواہوں کو ضروری جانتے ہیں اور طلاق میں ضروری نہیں جانتے۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے قاضی ابو یوسف سے فرمایا تھا کہ خداوند عالم نے طلاق کے سلسلہ میں دو عادل گواہ مقرر کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے اور نکاح کے معاملہ میں ایسا کوئی حکم نہیں دیا مگر تم لوگ اس کے برعکس نکاح میں گواہوں کو ضروری سمجھتے ہو اور طلاق میں ضروری نہیں جانتے۔ (الکافی) **ایں چه بو العجبی است** قاضی موصوف کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا اور پھر لوگوں پر بھی لازم ہے کہ ضرورت کے وقت اللہ کی خاطر صحیح گواہی دیں اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ خود شوہر یا اس کا کوئی نمائندہ زبانی صیغہ طلاق بھی جاری کرے جو کہ احتیاط واجب کی بناء پر عربی زبان میں ہونا چاہیے کہ **زوجتی طلاق یازوجة موکلی طالق**

۶)۔ ومن یتق اللہ... الآیۃ

تقویٰ الٰہی اختیار کرنے کے یہاں کم از کم چار فوائد بیان کیے گئے ہیں۔

۱۔ خدا اس کے لیے مشکلات اور مہلکات سے نجات کا راستہ پیدا کر دیتا ہے۔

۲۔ اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے سان و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اگرچہ کچھ ہاتھ پاؤں ہلانا ضروری ہے کیونکہ **لیس للانسان الا ماسعی** کی صداقت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

۳۔ اس کی برائیوں اور گناہوں کو دور کرتا ہے۔

۴۔ اس کے اجر و ثواب کو بڑا کرتا ہے اور کئی گنا بڑھاتا ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ تقوی کی حقیقت کیا ہے؟ اس پر کئی بار تبصرہ کیا جا چکا ہے۔

۷)۔ ومن یتوکل... الآیۃ

جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے ارشاد قدرت ہے **الیس اللہ بکاف عبدہ** کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں ہے؟ یعنی کافی ہے اور یقینا کافی ہے اور اللہ یقینا اپنے اوپر بھروسہ کرنے والوں کو کبھی مایوس نہیں کرتا اور ان کے اعتماد کو کبھی بھی ٹھیس نہیں لگاتا اور خدا نے ہر چیز کی ایک تقدیر اور اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ توکل کے مفہوم کی کئی بار وضاحت کی جا چکی ہے۔

۸)۔ وان کن اولات حمل... الآیۃ

اگر مطلقہ عورت حاملہ ہو خواہ مطلقہ رجعیہ ہو یا بائنہ تو اس کے وضع حمل تک اس کے نان ونفقہ کی ادائیگی پہلے خاوند پر واجب ہے اور اس کے بعد جہاں تک بچہ کے دودھ پلانے کا تعلق ہے تو اگر عورت اجرت کا مطالبہ کرے تو دستور کے اچھے طریقہ کے مطابق دونوں فریق جو طے کریں اس کی ادائیگی لازم ہے اور اگر اس طرح ان میں مفاہمت اور اتفاق نہ ہو سکے اور کوئی دشواری پیش آئے تو پھر کسی اور عورت کی خدمات حاصل کی جائیں اور اس سے دودھ پلوایا جائے۔ بہر حال والد کو اپنی حیثیت کے مطابق بچہ کی رضاعت کا معاوضہ ادا کرنا چاہیے اور بخل سے کام نہیں لینا چاہیے اور اگر شوہر غریب و نادار ہو تو پھر اپنی مالی حیثیت کے مطابق اجرت دے کیونکہ خدائے عادل وحکیم کسی شخص کو اس کی طاقت برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور تسلی رکھو کہ خدا ہر دشواری کے بعد آسانی اور ہر تنگی کے بعد آسائش اور ہر زحمت کے بعد راحت پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے ان مع العسر یسراً۔ اِنَّ مع العسر یُسراً۔

آیات القرآن

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝۸ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝۹ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۛ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝۱۰ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝۱۱ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ڏ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝۱۲

ترجمۃ الآیات

اور کتنی ہی ایسی بستیاں ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی تو ہم نے ان کا سخت محاسبہ کیا اور انہیں انوکھی (سخت) سزا دی (۸) پس انہوں نے اپنے کئے (کرتوت) کا وبال چکھا اور ان کے کام کا انجام گھاٹا تھا (۹) اللہ نے (آخرت میں) ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے تو اللہ (کی مخالفت) سے ڈرو۔ اے عقلمندو جو ایمان لائے ہو خدا نے تمہاری طرف ذکر نازل کیا ہے (۱۰) یعنی ایک ایسا رسول جو اللہ کی واضح آیتیں تمہیں پڑھ کر سناتا ہے تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں (کفر و شرک) کی تاریکیوں سے نکال کر (ایمان کے) نور کی طرف لائے اور جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا تو اللہ اسے ایسے باغہائے بہشت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بے شک اللہ نے ایسے (مومن) کو بہت اچھی روزی دی ہے (۱۱) اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور انہی کی طرح زمین بھی ان کے درمیان حکم (خدا) نازل ہوتا رہتا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ اللہ ہر چیز پر بڑی قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ اللہ نے ہر چیز کا (علمی) احاطہ کر رکھا ہے (۱۲)

تشریح الالفاظ

(۱) عتت یہ عتا یعتو عتیا وعتوا سے مشتق ہے جس کی معنی تکبر اور سرکشی کرنے کے ہیں۔ (۲) نکرا اس کے معنی انوکھے عذاب اور سخت عذاب کے ہیں۔ (۳) مثلھن کا مفہوم یہ ہے کہ زمینیں بھی تعداد میں آسمانوں کے برابر ہیں یعنی سات ہیں۔ (۴) الامر سے خدا کا حکم مراد ہے جو تکوینی بھی ہوسکتا ہے اور تشریعی بھی اور ان دونوں کا مجموعہ بھی۔

تفسیر الآیات

۹)۔ وکاین من قریۃ... الآیۃ

دستور الٰہی یہ ہے کہ وہ سرکش قوموں کو سزا دیتا ہے

یہ مضمون قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بیان ہو چکا ہے کہ جس بستی کے رہنے والے خدا اور رسول سے

سرکشی وسرتابی کرتے ہیں ان کا خدا سخت محاسبہ کرتا ہے اور مختلف قسم کی سزائیں دیتا ہے بھوک سے، قحط سالی سے تیرو تلوار سے اور دیگر بعض آفات وبلیات سے اور بالآخر انہیں ہلاک کر دیتا ہے اور آخرت میں تو بہر حال اس نے ایسے لوگوں کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ بناء بریں یہاں پہلے عذاب سے دنیوی عذاب مراد ہے اور یہاں **و کاین من قریۃ** میں مضاف محذوف ہے یعنی **کاین من اهل قریۃ** کئی بستیوں والے لوگ ایسے ہیں کہ جو خدا اور اس کے رسول کی حکم عدولی اور ان کے احکام سے سرکشی کرتے ہیں تو ہم انہیں مزہ چکھاتے ہیں اور ان کا انجام دنیا و آخرت میں خسارہ اور گھاٹا ہے اور یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ خداوند عالم ایسے سرکش لوگوں کے قصص وحکایات اس لیے بیان کرتا ہے تاکہ بعد میں آنے والے لوگ اس سے عبرت حاصل کریں اور ان لوگوں جیسے کرتوتوں سے اجتناب کریں۔

۱۰)۔ فاتقوا اللہ... الآیۃ

خداوند عالم ان عقلمندوں کو تقوی اختیار کرنے کا حکم دے رہا ہے جو ایمان لا چکے ہیں بناء بریں یہاں **الذین آمنو۔ ا۔** اولی الالباب کی صفت ہے یا اس کا بیان ہے کہ یہاں خدا ان خردمندوں سے خطاب کر رہا ہے جو اہل ایمان ہیں کہ اللہ سے ڈرو اور ہرگز ایسے کام نہ کرو جن کی پاداش میں تم سے پہلے کئی قومیں تباہ و برباد ہو چکی ہیں۔

۱۱)۔ قد انزل اللہ الیکم... الآیۃ

یہاں ذکر سے کیا مراد ہے؟

خداوند عالم انہی صاحبان ایمان وعقل سے خطاب کر کے فرما رہا ہے کہ میں نے تمہاری طرف ذکر نازل کیا ہے اب اس ذکر سے کیا مراد ہے؟ بعض مفسرین نے اس سے قرآن، بعض نے جبرائیل اور بعض نے پیغمبر اسلام مراد لیا ہے۔ (مجمع البیان وغیرہ) اور حق یہی آخری بات ہے کہ کیونکہ اس کے بعد بلافصل **رسولا یتلوا علیکم آیاتہ... الآیۃ** موجود ہے ذکر اور رسولا کے درمیان واؤ وغیرہ کے ساتھ کوئی فاصلہ بھی نہیں ہے۔ لہٰذا یا تو یہاں کوئی حرف عطف محذوف ماننا پڑے گا (جو کہ خلاف ضابطہ ہے) تب ذکر الگ ہوگا اور رسول الگ یا پھر رسولا کو ذکر کا بدل تسلیم کرنا پڑے گا اور دونوں سے ایک ہی ہستی کو یعنی پیغمبر اسلام کو مراد لینا پڑے گا اور چونکہ یہی تفسیر وارثان قرآن سے منقول ہے۔ لہٰذا یہی مفہوم صحیح تسلیم کرنا پڑے گا۔ چنانچہ **فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون** کی تفسیر میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے

فرمایا کہ اہل الذکر سے اہلبیت نبوتؐ مراد ہیں کیونکہ ذکر سے حضرت رسول خداؐ مراد ہیں اور ہم ان کی اہلبیت ہیں اور پھر امام نے اسی آیت سے استدلال فرمایا کہ خدا نے آیت فاتقوا اللہ یا اولی الالباب قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولا یتلوا علیکم آیاته میں رسول کو ذکر سے تعبیر فرمایا ہے۔ (تفسیر صافی)

ایضاح

خدا نے پیغمبر اسلام کو اس لیے بھیجا ہے تا کہ وہ قرآن مجید کی آیتیں پڑھ کر ان کے ذریعہ سے خوش قسمت اہل ایمان کو کفر وشرک اور شک وشبہ اور جہالت وضلالت کی تاریکیوں سے نکال کر اسلام و ایمان اور علم و عمل کے نور کی طرف لے آئے۔

۱۲)۔ ومن یومن باللہ... الآیة

ایمان لانے اور نیک کام کرنے والوں کے ساتھ نیک سلوک کا تذکرہ

یہاں خداوند عالم ایمان لانے اور نیک کام کرنے والوں کے ساتھ نیک سلوک اور احسان کرنے کا تذکرہ کر رہا ہے کہ انہیں ایسے باغہائے بہشت میں رکھا جائے گا جن کے نیچے سے نہریں، رواں دواں ہوں گی اور وہاں انہیں منہ مانگی مرادیں حاصل ہوں گی وغیرہ وغیرہ

۱۳)۔ اللہ الذی خلق سبع... الآیة

سات آسمانوں کے ساتھ زمینوں کی پیدائش کا تذکرہ

قرآن مجید میں سات آسمانوں کا ذکر تو کئی بار کیا گیا ہے مگر زمینوں کی تعداد بھی ان کے برابر ہے یعنی سات ہے اس کا تذکرہ پہلی بار اس آیت میں کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ع

ستاروں کے آگے جہاں اور بھی ہیں

کیونکہ یہاں بناء بر مشہور اس ملکیت اور تشبیہ سے تعداد اور کمیت میں مثلیت مراد ہے نہ کہ کیفیت میں کیونکہ آسمان وزمین کی خلقت کی کیفیت تو جدا جدا ہے ایک جیسی نہیں ہے اگر چہ بعض لوگوں نے یہاں اس مثلیت سے خلقت میں مثلیت مراد لی ہے کہ زمین بھی مخلوق خدا ہونے میں آسمان کی مانند ہے کہ اس کا خالق بھی خدا ہے۔ بہر حال اگر بنا بر مشہور اس مثلیت سے تعداد میں برابری تسلیم کی جائے تو پھر ان سات زمینوں سے کون سی زمینیں مراد ہیں؟ اس میں شدید اختلاف ہے ایک روایت و برادران اسلامی کی کتابوں میں جناب ابن عباس سے

مروی ہے۔(روح المعانی وغیرہ)

اور ہماری کتابوں میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے اس میں تو اس دور کے لوگوں کی سمجھ بوجھ کے مطابق ان سات آسمانوں اور ان سات زمینوں کو اس طرح اوپر نیچے بتایا گیا ہے کہ پہلی زمین کے اوپر جو آسمان ہے وہ پہلی زمین والوں کا آسمان ہے اور دوسرے آسمان والوں کے لیے زمین ہے اسی طرح دوسرا آسان پہلے آسمان والوں کا آسمان ہے اور تیسرے آسمان والوں کی زمین ہے اور بعض نے اس سے ہفت اقلیمیں یعنی سات براعظم مراد لیے ہیں جن کو بڑے سمندر ایک دوسرے سے جدا کرتے ہیں اور بعض نے اس سے مشہور سات سیارے یعنی زہرہ مریخ وغیرہ مراد لیے ہیں اور بعض نے صاف لفظوں میں اعتراف کیا ہے کہ علم الافلاک ابھی تک اس تعداد کو دریافت نہیں کر سکا اس لیے یہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ اس آیت کا مفہوم کیا ہے؟ (تذکیر القرآن) **ولعل الله یحدث بعد ذالك امرا**۔ بہرحال قرآن کوئی سائنسی اور فلکیاتی کتاب نہیں ہے کہ ان چیزوں کے بارے میں ہمیں تحقیقی معلومات فراہم کرے بلکہ اس کا کام انسانی ذہن کے مطابق انسان کو موجود سے موجد اور مصنوع سے صانع کی ہستی اور اس کے اقرار کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ **وبس والله العالم بحقيقة الحال**۔

۱۴)۔ يتنزل الأمر... الآية

ان آسمانوں اور زمینوں کے درمیان سے حکم خدا نازل ہوتا رہتا ہے اس حکم سے تکوینی حکم مراد ہے یعنی اس عالم کون وفساد کے تغیرات وتبدلات جیسے کسی کی موت اور کسی کی حیات کسی کا فقر اور کسی کا غنا اور کسی کی عزت اور کسی کی ذلت وغیرہ وغیرہ امور جو فرشتے لے کر زمین پر آتے ہیں اور پھر نافذ کرتے ہیں۔ نیز اس حکم سے تشریعی حکم بھی مراد ہو سکتا ہے یعنی خدا کے شرعی اوامر ونواہی جو پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں جبرائیل امین لاتے ہیں اور پھر آپ لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور دونوں حکم یعنی تکوینی وتشریعی بھی مراد ہو سکتے ہیں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ خدا ہر چیز پر بڑی قدرت رکھتا ہے اور اس کی قدرت محدود نہیں ہے اور یہ کہ وہ کائنات کی ہر چیز کا علمی احاطہ کیے ہوئے ہے جس طرح کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں ہے اسی طرح کوئی چیز اس کے علمی احاطہ سے بھی خارج نہیں ہے الغرض نہ اس کی قدرت کی کوئی حد ہے اور نہ اس کے علم کی کوئی حد۔ **سبحان من هو هكذا ولا هكذا غيره**

سورہ تحریم کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ میں واقعہ تحریم بیان کیا گیا ہے اور اس کی پہلی آیت میں لفظ لم تحرم موجود ہے اس لیے اس سورہ کا یہ نام مقرر ہوا ہے۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مدنی ہے یعنی مدینۃ النبی میں نازل ہوئی ہے اور بناء بر مشہور اس کا عہد نزول ۸۔۷ ہجری ہے۔

سورہ تحریم کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ پیغمبر اسلام نے بعض ناگزیر وجوہ کی بناء پر بعض حلال چیزوں سے پرہیز کرنے کی قسم کھائی تھی جس سے آپ کے مشقت میں پڑنے کا اندیشہ تھا اس لیے ارشاد ہوا کہ قسم کا کفارہ ادا کر کے اسے استعمال میں لائیں۔

۲۔ بعض ازواج النبی کو سخت تنبیہ۔

۳۔ بعض ازواج کو پیغمبر اسلام کا راز افشا کرنے پر سرزنش۔

۴۔ اہل ایمان پر فرض ہے کہ اپنے اہل وعیال کو آتش دوزخ سے بچائیں۔

۵۔ گناہوں سے توبۃ النصوح کرنے کا حکم۔

۶۔ کفار ومنافقین سے جہاد کا حکم۔

۷۔ اچھے شوہروں کی بری بیویوں اور برے شوہروں کی اچھی بیویوں کا تذکرہ اور مثال۔

۸۔ جناب مریم اور ان کی پاک دامانی کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ

سورہ تحریم کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ لم تحرم ما احل اللہ لك کی تلاوت کرے گا اسے توبۃ النصوح کرنے کی توفیق ہوگی۔ (مجمع البیان)

۲۔ قبل ازیں سورہ طلاق اور سورہ تحریم کی مشترکہ تلاوت کا ثواب سورہ طلاق کی تلاوت کے ثواب کے

ضمن میں بیان کیا جاچکا ہے۔فراجع

(آیاتہا ۱۲) (سورۃ التحریم مدینۃ) (رکوعاتہا ۲)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ① قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ② وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ③ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ④ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ⑤ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ⑥ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑦

ترجمۃ الآیات

شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے اے نبی! جو چیز اللہ نے آپ کے لیے حلال قرار دی ہے آپ اسے اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے

لیے (اپنے اوپر) کیوں حرام ٹھہراتے ہیں اور اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (۱) بے شک اللہ نے تمہاری قسموں (کی گرہ کے) کھولنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے اللہ تمہارا مولیٰ (سرپرست و کارساز ہے) اور وہ بڑا جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے (۲) (وہ وقت یاد رکھنے کے لائق ہے) جب نبی نے اپنی بعض بیویوں سے راز کی ایک بات کہی اور جب اس نے وہ بات (کسی اور کو) بتا دی اور اللہ نے آپ کو اس (خیانت کاری) سے آگاہ کر دیا تو آپ نے اس (بیوی) کو کچھ بات جتا دی اور کچھ سے اعراض کیا (چشم پوشی کی) تو جب آپ نے اس (بیوی) کو یہ بات بتائی تو اس نے (ازراہ تعجب) کہا کہ آپ کو اس کی کس نے خبر دی؟ فرمایا مجھے بڑے جاننے والے (اور) بڑے باخبر (خدا) نے خبر دی ہے (۳) اگر تم دونوں (اللہ کی بارگاہ میں) توبہ کرلو (تو بہتر ہے) کیونکہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں اور اگر تم ان (پیغمبر) کے خلاف ایکا کرو گی (تو تم پیغمبر کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گی) کیونکہ یقیناً اللہ ان کا حامی ہے اور جبرائیل اور نیکوکار مومنین اور اس کے بعد سب فرشتے ان کے پشت پناہ (اور مددگار) ہیں (۴) اگر پیغمبر تمہیں طلاق دے دیں تو بہت جلد اللہ ان کو تمہارے بدلے تم سے اچھی بیویاں دے دے گا جو (پکی و سچی) مسلمان ہوں گی اور باایمان، اطاعت گزار اور فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں عبادت گزار، روزہ دار اور شوہر دیدہ اور ابکار (کنواریاں) (۵) اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آتش دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اس پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو تندخو اور درشت مزاج ہیں انہیں جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے (۶) اے کافرلوگو! آج تم عذر و معذرت نہ کرو تمہیں اسی کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے (۷)

تشریح الالفاظ

(۱) مرضاۃ یہ مصدر میمی ہے جس کے معنی رضا اور خوشنودی کے ہیں۔ (۲) فرض کے معنی مقرر کرنے کے ہیں۔ (۳) تحلۃ بروزن تفعلہ یہ باب تفعیل کے مصدر کا دوسرا وزن ہے جیسے کرم یکرم سے تکریم و تکریمہ اور کمل یکمل سے تکمیل و تکملہ جس کے معنی کھولنے کے ہیں۔ (۴) ایمان یہ یمین کی جمع ہے جس کے معنی

قسم کے ہیں یعنی اللہ نے تمہاری قسموں کی گرہ کھولنے کا طریقہ بیان کر دیا ہے۔(۵)اظھرہ اللہ علیہ اظہر کا صلہ جب علی آئے تو اس کے معنی اطلاع دینے اور آگاہ کرنے کے ہوتے ہیں۔(۶)عرف کے معنی بیان کرنے کے ہیں۔(۷)قد صغت قلوبکما یہ صغا یصغو اور صغا یصغی صغوا سے مشتق ہے جس کے معنی میلان اور جھکاؤ کے ہیں جو نیکی کی طرف بھی ہوسکتا ہے اور برائی اور گناہ کی طرف بھی مگر یہاں ایک قطعی قرینہ موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں اس کے معنی برائی اور گناہ کی طرف جھکاؤ کرنے کے ہیں کیونکہ ان دونوں بیویوں کو توبہ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے کیونکہ نیکی کی طرف جھکاؤ کرنا تو خود نیکی ہے اس سے توبہ کرنے کے کیا معنی؟ توبہ تو گناہ یا اس کی طرف جھکاؤ سے کی جاتی ہے اس لیے ہمارے مترجمین کا بامحاورہ یہ ترجمہ درست ہے کہ تمہارے دلوں میں کجی آ گئی ہے یا تمہارے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں۔(۸)تظاھرا علیہ یہ اصل میں تتظاہر تھا ایک تا کو حذف کر دیا گیا ہے اور اس کے معنی ایک دوسرے کی مدد کرنے اور کسی کے خلاف ایکا کرنے کے ہیں۔(۹)مولاہ مولی کے لفظ کے قریباً بیس معنی ہیں جن میں سے ایک معنی سرپرست دوسرے حاکم اور تیسرے معنی حامی و مددگار کے ہیں اور یہاں آخری معنی موزوں ہیں۔(۱۰) غلاظ یہ غلیظ کی جمع ہے جس کے معنی تندخو اور درشت مزاج کے ہیں۔(۱۱)شداد یہ شدید کی جمع ہے جس کے معنی مضبوط اور قوی کے ہیں۔(۱۲)وقودھا الناس وقود کے معنی ایندھن کے ہیں یعنی وہ آگ جس کا ایندھن کافرین و مشرکین اور ان کے خود ساختہ پتھر کے معبود ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ یاایھا النبی... الآیۃ

اس آیت کی شان نزول

اس آیت سے یہ تو ضرور واضح ہوتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج میں سے کسی کی سخت ناراضی کی وجہ سے یا ان کی کسی خفیہ سازش سے متاثر ہو کر کوئی حلال چیز اپنے اوپر حرام کر لی تھی اور اس کام کے نہ کرنے کی قسم کھائی تھی مگر اس میں شدید اختلاف ہے کہ وہ ناراضی کس محترمہ کی تھی اور کیوں؟ اور پھر آپ نے وہ کیا حلال چیز تھی جو اپنے اوپر حرام کی تھی؟ اس بات کی وضاحت سے پہلے یہ بات واضح کر دینا مناسب معلوم ہوتی ہے کہ بے شک ازواج النبی پیغمبر اسلام سے رشتہ ازدواج کی وجہ سے مومنوں کی مائیں ہیں، لائق احترام ہیں اور وہ عام عورتوں جیسی نہیں ہیں۔ مگر بایں ہمہ زمینی حقائق یہ ہیں کہ وہ کوئی آسمانی مخلوق نہیں اور نہ

ہی معصوم عن الخطاء ہیں بلکہ اسی زمین کی مخلوق ہیں اور عام نسوانی کمزوریوں جیسے باہمی حسد اور رقابت کے جذبات سے منزہ ومبرا نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ازواج النبی کی دو پارٹیاں تھیں ایک پارٹی کی سربراہی جناب عائشہ وحفصہ کرتی تھیں اور دوسری پارٹی کی سربراہ کوئی اور خاتون تھیں اور اس آیت کی شان نزول اسی پارٹی بازی کا ہی شاخسانہ ہے چنانچہ اس سلسلہ میں دو روایتیں کتب تفسیر وحدیث میں ملتی ہیں۔

پہلی روایت یہ ہے کہ حضرت رسول خداؐ کا یہ دستور تھا کہ آپ نماز عصر سے فارغ ہو کر اپنی ازواج کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور تھوڑی تھوڑی دیر تک ہر محترمہ کے پاس ٹھہرتے اور چونکہ آپ کو شہد کا شربت بہت پسند تھا اور اتفاق سے جناب زینب بنت جحش کے پاس شہد کسی نے تحفہ بھیجا تھا اور انہیں آپ کو اس پسند کا علم تھا اس لیے وہ بڑے اہتمام سے شربت بناتیں اور پیش کرتیں جس کی وجہ سے آپ وہاں معمول سے قدرے زیادہ توقف فرماتے تھے وہ اس مزید قیام پر خوش ہو جاتیں مگر یہ قیام دوسری پارٹی کے لیے ناقابل برداشت ہوتا چنانچہ جناب عائشہ وحفصہ نے یہ منصوبہ بنایا کہ جب آنحضرت وہاں سے اٹھ کر ان میں سے جس کے ہاں آئیں تو وہ کہے کہ ہمیں آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے (جو کہ ایک بدبودار گوند تھی) اور ظاہر ہے کہ آپ کو یہ بات پسند نہ تھی کہ آپ کے جسم اقدس سے خوشبو کے سوا اور کوئی بو آئے۔ چنانچہ جب ان سب نے منصوبہ کے مطابق یکے بعد دیگرے آپ سے یہی کہا کہ یارسول اللہ! آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے تو آپ نے جناب عائشہ سے فرمایا کہ میں نے مغافیر تو نہیں کھایا البتہ زینب کے ہاں شہد کا شربت پیا ہے اور اگر تمہیں ناپسند ہے تو بخدا میں اس کے بعد یہ شربت نہیں پیوں گا اور انہوں نے یہ بات آگے بتا دی جس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور خداوند کریم نے ازراہ شفقت وعنایت فرمایا اے میرے نبی! جو چیز آپ کو پسند ہے اسے اپنی بعض ازواج کی رضا جوئی کی خاطر کیوں اپنے اوپر حرام قرار دیتے ہو اور اس نعمت سے کیوں اپنے آپ کو محروم کرتے ہو؟ اور اگر اس کے استعمال نہ کرنے کی قسم کھائی ہے تو اس کا کفارہ ادا کر دو۔ خدا تو غفور ورحیم ہے وہ گناہ بھی معاف کر دیتا ہے اور یہ تو کوئی گناہ بھی نہیں ہے بلکہ صرف ترک اولیٰ ہے۔

اور دوسری روایت یہ ہے کہ جب پیغمبرؑ نے مختلف ممالک کے بادشاہوں کو دعوت اسلام کے سلسلہ میں خطوط بھیجے تو اس سلسلہ میں آپ نے ایک دعوت نامہ اسکندریہ کے سربراہ مقوقس کو بھی ارسال کیا جس نے آپ کے قاصد کی بڑی آؤ بھگت کی اور واپسی پر جہاں ایک عریضہ آپ کی خدمت میں ارسال کیا وہاں اعلیٰ خاندان کی دو کنیزیں بھی بھیجیں جس میں سے ایک کا نام ماریہ اور دوسری کا نام سیرین تھا جو آپ نے جناب حسان بن ثابت کو عنایت فرمائی اور ماریہ کو (جو کہ مدینہ پہنچنے سے پہلے اسلام لا چکی تھی) کو آزاد کر کے اس سے

عقدنکاح کیا اور انہی کے بطن سے آپ کا فرزند ابراہیم پیدا ہوا جو اٹھارہ ماہ کی مختصر عمر میں وفات پا گیا۔

بہرحال ایک دن جبکہ جناب حفصہ کی باری تھی وہ کسی کام کے سلسلہ میں آنحضرتؐ سے اجازت لے کر اپنے والد کے ہاں چلی گئیں اور اتفاقاً جناب ماریہ وہاں آگئیں اور آپ نے وہاں ان سے جنسی اختلاط فرمایا ہنوز دروازہ بند تھا کہ جناب حفصہ بھی آگئیں اور باہر بیٹھ کر دروازہ کھلنے کا انتظار کرتی رہیں جب دروازہ کھلا اور جناب حفصہ نے جناب ماریہ کو حجرہ میں اسطرح دیکھا تو تاب ضبط نہ رہی اور یوں گویا ہوئیں۔ یارسول اللہ! میری باری، میرا حجرہ، میرا بستر اور پھر ماریہ سے تخلیہ؟ آپ نے قسم کھا کر فرمایا آئندہ ان سے تخلیہ نہیں کروں گا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

ایضاح

اگرچہ یہ دونوں روایتیں فریقین کی کتب تفسیر وحدیث میں پائی جاتی ہیں مگر برادران اسلامی کا زیادہ رجحان پہلی روایت کی طرف ہے اور ہمارے علامہ طبرسی نے مجمع البیان میں اور علامہ ابوالفتوح رازی نے روح البیان میں اسے ہی پہلے درج کیا ہے۔ جبکہ حضرت شیخ طوسی نے تبیان میں دوسرے نمبر پر درج کیا ہے۔

بہرنوع ہمارے مفسرین نے دونوں روایتیں نقل کی ہیں اور جسے بھی قبول کرلیا جائے بات ایک ہی ہے۔

افادہ

کسی چیز کو حرام قرار دینے کے دوطریقے ہیں ایک یہ کہ خدا کی کسی چیز کو مطلقاً حرام قرار دیا جائے کہ یہ حرام ہے تو یہ نہ صرف یہ کہ بہت بڑا گناہ ہے بلکہ کفر ہے ارشاد قدرت ہے یاایھا الذین آمنوا لاتحرموا طیبات مااحل اللہ لکم۔ اے ایمان والو! اللہ کی حلال کردہ پاک و پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ کرو۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کوئی شخص وقتی ضرورت اور کسی خاص حکمت ومصلحت کے تحت قسم کھا کر اپنے اوپر حرام کرے اور اپنے آپ کو اس سے محروم کرے اور اس کے استعمال سے اجتناب کرے مگر اسے واقعاً اور شرعاً حرام نہ سمجھے تو پھر یہ ترک اولیٰ ہے مگر بالاتفاق یہ گناہ اور حرام نہیں ہے ور ہماری موجودہ صورت حال اسی دوسری قسم کی ہے۔ کمالا یخفی۔

۲)۔ قد فرض اللہ... الآیۃ

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے بامر مجبوری بعض ناراض زوجاؤں کی رضا جوئی کی خاطر اپنی بعض مرغوب چیزوں کو استعمال نہ کرنے کی پابندی اپنے اوپر عائد کی تھی جس کی وجہ سے آپ کو تکلیف ہوتی تھی تو خداوند عالم از راہ شفقت ومہربانی فرمارہا ہے کہ آپ نے بیویوں کی خوشی کی خاطر ایسا کیوں کیا

ہے؟اور اگر کوئی بیوی ناراض ہوتی ہے تو ہوتی رہے ہمیں آپ کی راحت مطلوب ہے نہ کہ ان کی چاہت!!

۳)۔ واذاسر االنبی...الآیۃ

پیغمبر اسلامؐ نے وہ راز کی کیا بات بعض بیویوں سے کہی تھی؟

اس میں اختلاف ہے کہ وہ راز کی کونسی بات تھی جو پیغمبر اسلام نے اپنی بعض ازواج سے کہی تھی اور جب انہوں نے اس راز کو فاش کر دیا اور خدا نے جہاں اپنے پیغمبر کو اس افشا راز کی اطلاع دی تو وہاں ان کی سرزنش میں یہ آیتیں بھی نازل کیں آیا اس راز کا تعلق گذشتہ واقعہ سے ہے یا کسی اور واقعہ سے؟ بظاہر قرآن مجید کے الفاظ سے اس کا کوئی سراغ نہیں ملتا ہاں البتہ بعض مفسرین یہ کہتے ہیں کہ اس راز کا تعلق اسی سابقہ واقعہ سے ہے کہ پہلی روایت کے مطابق جناب عائشہ نے اور دوسری روایت کے مطابق جناب حفصہ نے پیغمبر اسلام کا وہ راز افشاء کر دیا اور بعض کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ نے راز کے طور پر جناب حفصہ سے کہا تھا ان اباك یلی الخلافۃ من بعدی کہ تمہارا باپ میرے بعد خلفیہ بنے گا لیکن یہ بات کسی کو بتانا نہیں ہے مگر انہوں نے بتادی یہ روایت بھی بعض سنی وشیعہ کتابوں میں پائی جاتی ہے مگر اس کا ان حضرات کی خلافت کے جواز یا عدم جواز سے کوئی تعلق نہیں ہے زیادہ سے زیادہ اسے ایک پیشینگوئی کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح آپ نے یہ فرمایا تھا کہ قیامت سے پہلے دجال آئے گا اور لشکر سفیانی خروج کرے گا وغیرہ وغیرہ اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ میرے بعد تمہارا باپ میرا خلیفہ بن بیٹھے گا ورنہ ظاہر ہے کہ اگر یہ آپ کی خلافت کا اظہار ہوتا تو پھر تو اسے اس طرح علی الاعلان کرتے جیسا کہ میدان خم غدیر میں حضرت علیؑ کی خلافت کا اعلان کیا تھا بھلا اسے بطور راز بیان کرنے اور اسے چھپانے اور اظہار نہ کرنے اور اظہار کرنے پر خدا کے سرزنش کرنے کا کیا جواز ہے؟ اس مقام پر صاحب تدبر قرآن نے بڑی پتے کی بات کہی ہے وہ لکھتے ہیں:

''ہمارے مفسرین نے اس راز سے پردہ اٹھانے کی جو کاوش کی ہے اس کی بنیاد اول تو ان روایات پر ہے جن میں واضح تضاد ہے پھر یہ کاوش اس تعلیم کے بھی خلاف ہے جو اس آیت میں دی گئی ہے جب خود پیغمبر اسلامؐ نے اس کو زیادہ کھودنے کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی اور اللہ نے آپ کی یہ بات پسند فرمائی تو کسی دوسرے کے لیے یہ کس طرح جائز ہے کہ اس کے بخیے ادھیڑے۔'' (تدبر قرآن ج ۸)

۴)۔ ان تتوبا الی اللہ... الآیۃ

ان دو بیویوں سے بالاتفاق مراد جناب عائشہ وحفصہ ہیں جیسا کہ قریب قریب سب کتب تفاسیر اور

کتب حدیث میں مذکور ہے بالخصوص بخاری ومسلم میں خود جناب عمر بن الخطاب کی زبانی مروی ہے کہ ان سے یہی دو ازواج النبی مراد ہیں۔ بہر حال ارشاد الٰہی ہے کہ چونکہ تمہارے دل ٹیڑھے ہوگئے ہیں اور طاعت رسول سے منحرف ہو چکے ہیں لہٰذا اگر توبہ کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم پیغمبر اسلام کے خلاف ایکا کروگی تو نقصان خود تمہارا ہوگا ان کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

۵)۔ فان الله هو مولاه... الآیة

کیونکہ پیغمبر اسلامؐ تنہا نہیں ہیں اللہ ان کا حامی و مددگار ہے پھر جبرائیل ان کا حامی ہے اور صالح المومنین بھی ان کے مددگار ہیں اور ان سب کے بعد ملائکہ بھی ان کے پشت پناہ اور مددگار ہیں۔ متعدد کتب فریقین میں حضرت رسولخداؐ سے مروی ہے کہ فرمایا صالح المومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ (ملاحظہ ہو تفسیر درمنثور، سیوطی، تفسیر ثعلبی، شواہد التنزیل، تفسیر ابن جریر)

مخفی نہ رہے کہ **قد صغت قلوبکما** کے مفہوم کی مزید تحقیق اوپر تشریح الالفاظ کے ضمن میں کر دی گئی ہے۔

۶)۔ عسیٰ ربه... الآیة

آیت کا انداز بیان ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے اپنی بعض بیویوں کو ان کی روش و رفتار کی بناء پر طلاق دینے کی دھمکی دی تھی۔ جس پر انہوں نے کہا تھا کہ اگر ہمیں طلاق دی تو پھر آپ کو ہم جیسی بیویاں شاید نہ مل سکیں گی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ بعید نہیں ہے کہ اگر رسول تم کو طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار ان کو آپ جیسی ہی نہیں بلکہ ہر لحاظ سے بہتر بیویاں دے دے۔ جو مسلمان ہوں گی، مومنہ ہوں گی، فرمانبردار ہوں گی۔ تا آخر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اوصاف ایک رسول کی بیویوں میں ہونے چاہئیں وہ شاید اس خطاب کی مخاطب بیویوں میں نہیں پائے جاتے؟ آیت کے آخر میں جو شوہر دیدہ اور کنواریاں کا لفظ ہے اس سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ اس سے ان بعض زوجاؤں کے سر پر غرور کو جھکانا مطلوب ہے جن کا سب سے بڑا سرمایہ فخر و ناز یہی تھا کہ جب وہ حضرت رسول خدا کی زوجیت میں آئیں تو وہ باکرہ تھیں۔ ارشاد قدرت ہے کہ میں تمہارے عوض رسول کو جو نئی بیویاں دوں گا ان میں کچھ شوہر دیدہ ہوں گی اور کچھ کنواریاں۔

۷)۔ یا ایها الذین... الآیة

اپنے آپ کو اور اپنے اہل عیال کو آتش دوزخ سے بچانے کا طریقہ کیا ہے؟

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچانے کا طریقہ کار تو قریباً سب لوگ جانتے ہیں کہ عقیدہ صحیح رکھا جائے اور اوامر الٰہیہ پر عمل کیا جائے اور نواہی سے اجتناب کیا جائے البتہ قابل غور بات یہ ہے کہ اہل وعیال کو کس طرح آتش دوزخ سے بچایا جائے تو علماء محققین کی تحقیق یہ ہے کہ اس کا طریقہ کار انہیں مقررہ شرائط کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی المنکر کیا جائے اور انہیں وعظ ونصیحت اور زجر وتوبیخ کے ساتھ پابند شرع بنانے کی کوشش کی جائے اس سے زیادہ کی خدا کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا**۔ خدا کسی کو طاقت برداشت سے زیادہ کی تکلیف نہیں دیتا۔

اس ارشاد الٰہی سے واضح ہوتا ہے کہ ہر شخص پر لازم ہے کہ اپنی بیوی بچوں کو دینی تعلیم دے اور انہیں اوامر شرعیہ اور نواہی الٰہیہ۔ الغرض فرائض شرعیہ سے آگاہ کرے اور پھر حتی المقدور اوامر واحکام پر عمل کرنے اور منہیات سے احتراز کرنے کی کوشش وکاوش کرے اور اگر پھر بھی وہ اسلامی احکام پر عمل نہ کریں تو کم از کم یہ شخص تو اپنی شرعی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائے گا اور فردائے قیامت اپنے اہل وعیال کی وجہ سے نہیں پکڑا جائے گا۔ ورنہ بصورت دیگر اگر اس نے بیوی اور اولاد کی دینی تعلیم اور عملی تربیت کا اہتمام نہ کیا اور اس طرح اس کے بیوی بچے برباد ہو گئے تو وہ اسے بھی اپنے ساتھ لے ڈوبیں گے۔

۸)۔ یا ایھا الذین... الآیۃ

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیامت کے دن کفار اپنے کفر وشرک کے جواز پر جب عذر ومعذرت کا دفتر کھولیں گے تو ارشاد رب العزت ہوگا اے کافر لوگو! آج عذر ومعذرت نہ کرو کیونکہ آج محاسبہ ومعاقبہ کا دن ہے۔ توبہ وانابہ اور عذر ومعذرت کا دن نہیں ہے آج تمہیں اپنے کرتوتوں کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس طرح ان کا ناطقہ بند ہو جائے گا اور پھر پکڑ کر دوزخ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

آیات القرآن

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ

اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۸﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۹﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾

ترجمۃ الآیات

اے ایمان والو! اللہ کی بارگاہ میں (سچے دل سے) خالص توبہ کرو۔ امید ہے کہ تمہارا پروردگار تم سے تمہاری برائیاں دور کردے گا اور تمہیں ایسے بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جس دن خدا (اپنے) نبی کو اور ان لوگوں کو جو آپ کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا (اس دن) ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں جانب تیز تیز چل رہا ہوگا (اور) وہ کہہ رہے ہوں گے اے ہمارے پروردگار! ہمارے لیے ہمارا نور مکمل کر اور ہماری مغفرت فرما بے شک تو ہر چیز پر بڑی قدرت رکھتا ہے (۸) اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجیے اور ان پر سختی کیجیے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جائے بازگشت ہے (۹) اور اللہ کافروں کے لیے نوح اور لوط کی بیویوں کی مثال بیان کرتا ہے جو دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں پس انہوں نے ان کے ساتھ خیانت (غداری) کی تو وہ دونوں نیک بندے اللہ کے مقابلہ میں انہیں کچھ بھی فائدہ

نہیں پہنچا سکے اوران دونوں (بیویوں) سے کہا گیا کہ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ اور داخل ہونے والوں کے ساتھ (۱۰) اور اللہ اہل ایمان کے لیے (ایک) فرعون کی بیوی (آسیہ) کی مثال پیش کرتا ہے جبکہ اس نے کہا اے میرے پروردگار! میرے لیے جنت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے (کافرانہ) عمل سے نجات دے اور مجھے ظالم قوم سے نجات دے (۱۱) اور (دوسری) مریم بنت عمران کی مثال بیان کرتا ہے جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی ایک (خاص) روح پھونک دی اور اس نے اپنے پروردگار کی باتوں (پیاموں) اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی (۱۲)

تشریح الالفاظ

(۱) توبة نصوحا اس کے معنی خالص اور سچی اور پختہ توبہ کے ہیں (۲) لایخزی الله اخزی یخزی اخزاء یہ خزی سے مشتق ہے جس کے معنی ذلت ورسوائی کے ہیں۔ (۳) واغلظ علیھم اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے ساتھ کلام کرنے میں سختی کریں۔ (۴) من القانتین قنت وقنوت کے معنی اطاعت و فرمانبرداری کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۹) یا ایھا الذین آمنو... الآیة

توبہ النصوح کا مفہوم کیا ہے؟

توبة النصوح کا مطلب ہے سچے دل سے خالص توبہ کرنا جس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ گنہگار کو صرف گناہ کا احساس نہ ہو بلکہ اس پر قلبی طور پر نادم و پشیمان بھی ہو کیونکہ الندم توبة یہی پشیمانی ہی توبہ ہے اور آئندہ کے لیے اس گناہ کے ترک کا عزم بالجزم رکھتا ہو اور اس قلبی احساس اور اس پر ندامت کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جو حقوق اللہ یا حقوق الناس اس کی غفلت شعاری کی وجہ سے پائمال ہوئے ہیں ان کی ادائیگی اور تلافی کرنے میں صحیح طور پر جدوجہد کرے اور صاحبان حق کا حق ان تک پہنچائے یا پھر ان سے معذرت کرے اور اگر خدا کا حق ضائع کیا ہے تو اس کی قضا بجالائے۔ الغرض جس قسم کا کوئی گناہ کیا ہے اسی طرح اس کا تدارک کرے اور کوشش کرے کہ آئندہ گناہوں کو

طلاق بائن دے دے۔ یہی سچی توبہ ہے کہ یتوب ثم لا یعود کہ توبہ کرے اور پھر گناہ کا اعادہ نہ کرے اور سب کچھ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر کرے تاکہ وہ اس کے برائیاں اور گناہوں کے برے آثار اس سے دور کردے اور اسے باغہائے بہشت میں داخل کرے کیونکہ توبہ ہی آخرت کی روشنی ہے جیسا کہ قبل ازیں کئی مقامات پر توبہ کا طریقہ، اس کے شرائط وغیرہ کا تفصیل سے تذکرہ کیا جا چکا ہے۔

۱۰)۔ یوم لا یخزی اللہ النبی... الآیۃ

جس دن خدا اپنے نبی اور ان کے ساتھ صحیح معنوں میں ایمان لانے والوں کو رسوا نہیں کرے گا یہ پیغمبر اسلام کے دشمنوں پر تعریض ہے کہ اس دن وہ ذلیل و رسوا ہوں گے ورنہ رحمۃ للعالمین کی رسوائی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اب رہے دشمن تو وہ بہرحال رسوا ہوں گے خواہ کافر ہوں یا مشرک یا پھر منافق کیونکہ اس دن منافقوں کے نفاق کا پردہ چاک ہو جائے گا اور پھر وہ سب دشمنان اسلام و پیغمبر اسلام اپنے کفر و شرک اور نفاق کے وبال میں گرفتار ہوں گے۔ جبکہ پیغمبر اسلام اور مخلص مومنین اپنے نور ایمان کی روشنی میں قیامت کے اندھیروں سے صحیح و سلامت گزر کر جنت الفردوس تک پہنچیں گے۔

۱۱)۔ نورھم یسعی بین ایدیھم... الآیۃ

اس قسم کی ایک آیت سورہ حدید میں آیت نمبر ۲، پر مع تفسیر گزر چکی ہے اور اسی مقام پر اس نور کی اور اس کے آگے آگے اور دائیں جانب تیز تیز چلنے کی تشریح کی جا چکی ہے۔ لہٰذا اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۱۲)۔ یا ایھا النبی جاھد الکفار... الآیۃ

بعینہ یہی آیت سورہ توبہ میں آیت نمبر ۷۳ پر مع تفسیر گزر چکی ہے اور اسی مقام پر جہاد کا مفہوم اور اس کی دو قسموں (جہاد بالسیف اور جہاد باللسان) کا تذکرہ بھی کیا جا چکا ہے اور یہ بھی کہ پیغمبر اسلام کو کافروں اور منافقوں سے جس جہاد کا حکم دیا گیا ہے اس سے کافروں سے جہاد بالسیف اور منافقوں سے جہاد باللسان مراد ہے۔ لہٰذا تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات مذکورہ بالا مقام کی طرف رجوع فرمائیں۔

۱۳)۔ ضرب اللہ مثلا... الآیۃ

خدا کے ہاں ایمان و عمل صالح کام آتا ہے نہ کہ سببی و نسبی رشتہ داریاں

اس تمثیل کا مقصد بظاہر یہ تلخ حقیقت بیان کرنا ہے کہ اللہ کے ہاں کسی انسان کا اپنا ایمان اور نیک کام ہی کام آتا ہے صرف بزرگوں سے نسبت یا انبیاء و مرسلین یا عباد اللہ الصالحین سے سببی یا نسبی رشتہ داریاں کام نہیں

آتیں۔ دیکھئے جناب نوح و جناب لوط اللہ کے دو معزز نبی ہیں مگر ان کی بیویاں ان سے خیانت و غداری کرتی ہیں اور دشمنان خدا سے قلبی تعلق رکھتی ہیں اور اپنے شوہروں کی نبوت پر ایمان نہیں لاتیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جہنم کی مستحق قرار پاتی ہیں اور اس سے ظاہر ہے کہ ان کے شوہروں کی نبوت ان کے کسی کام نہیں آتی۔ صاف ظاہر ہے کہ اس تمثیل میں پیغمبر اسلامؐ کی انہی بعض ازواج پر تعریض ہے جن کا قبل ازیں سابقہ آیات میں پیغمبر اسلامؐ کے خلاف منصوبہ بندی اور آپ کا راز افشا کر کے آپ کی امانت میں خیانت کرنے کا تذکرہ کیا جا چکا ہے اور ان حرکتوں پر انہیں توبہ کرنے کا حکم بھی دیا جا چکا ہے مگر حسب الحکم ان کے توبہ کرنے کا قرآن میں کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ ع

صلائے عام ہے یاران نکتہ دان کے لیے؟؟

۱۴)۔ وضرب اللہ مثلا ... الآیۃ

اس تمثیل میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ اگر کسی شخص کا ذاتی کردار بلند ہو اور اس میں ایمان اور نیک کام کرنے کی صفت پائی جائے تو اس کی کسی بے ایمان اور بدکار آدمی سے کسی قسم کی نسبی و سببی رشتہ داری اسے کوئی ضرر و زیاں نہیں پہنچاتی۔ جیسا کہ جناب آسیہ بنت مزاحم اور اس کے خاوند فرعون کے حالات و واقعات سے عیاں ہے کہ بیوی ایمان دار اور باکردار ہے اور خاوند بے ایمان اور بدکار مگر وہ اپنے ایمان و عمل کی وجہ سے جنت کی مستحق قرار پاتی ہے اور اس کے شوہر کی بے ایمانی اور بدکاری اسے کوئی ضرر و زیاں نہیں پہنچاتی۔

۱۵)۔ ومریم ابنت عمران ... الآیۃ

یہ دوسری قسم کی تمثیل کی دوسری مثال ہے جناب مریم وہ مقدس اور پاک نہاد خاتون ہیں جو کسی مرد کی زوجیت میں نہیں آئیں اور چونکہ انہوں نے اپنی ناموس کی حفاظت کی اس لیے بچپن سے جوانی تک بلکہ موت تک اس طرح بے داغ رہیں کہ کسی مرد نے ان کو چھوا بھی نہیں۔ ہاں البتہ خدا نے معجزاتی طور پر ان کو فرزند ارجمند یعنی جناب عیسیٰ عطا فرمایا۔ پیغمبر اسلام سے مروی ہے فرمایا مردوں میں سے تو بہت سے مرد کامل ہوئے مگر صنف نازک سے صرف چار عورتیں کامل ہیں۔

(۱) آسینہ بنت مزاحم زوجہ فرعون، (۲) مریم بنت عمران، (۳) خدیجہ بنت خویلد، (۴) اور فاطمہ بنت محمد (مجمع البیان)

نیز آپؐ سے منقول ہے فرمایا تمام جنتی خواتین میں افضل ترین چار عورتیں ہیں (اور پھر یہی چار نام لیے)۔ (کتاب الخصال و تفسیر صافی)

بہر حال ان تمثیلوں سے یہ حقیقت واضح و آشکار ہو جاتی ہے کہ اصل جو ہر آدمی کا ذاتی کردار اور اس کی

ذاتی روش ورفتار ہے کسی بدکار کی کسی نیکوکار سے کوئی نسبت اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

خلاصہ کلام یہ کہ القريب من الله من قربته الاخلاق و الاعمال حتى ولو كان اقرب الناس لا شقى الاشقياء والبعيد من الله من ابعدته السيئات والاثام حتى و لو كان اقرب الناس لاتقى الاتقياء۔ (تفسیر کاشف)

آج بتاریخ ۲۳ ماہ صیام ۱۴۲۴ھ بمطابق ۱۹ نومبر ۲۰۰۳ء بوقت اڑھائی بجے دن

سورہ التحریم کا ترجمہ اوراس کی تفسیر بفضلہ وعونہ مکمل ہوئی اوراس کے ساتھ ہی اٹھائیسواں پارہ مکمل ہو گیا۔ والحمدللہ

سورۃ الملک کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ الملک مذکور ہے تبارك الذی بیدہ الملك اسی وجہ سے یہی اس سورہ کا نام قرار پایا۔

عہد نزول

اتنا تو ثابت ہے کہ یہ سورہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے مگر آنحضرتؐ کی مکی زندگی کے ادوار ثلاثہ میں سے کس دور میں نازل ہوئی ہے؟ اس کے متعلق یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ اس کے مضامین ومطالب کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔ واللہ العالم

سورۃ الملک کے مطالب ومضامین کی مختصر فہرست

۱۔ خدائے لم یزل ولا یزال کی عظمت وجلالت کا اظہار۔

۲۔ فلسفہ موت وحیات کا بیان۔

۳۔ کائنات کے اس طرح منظم اور محکم ہونے کا اعلان کہ اس میں کوئی خلل نہیں ہے۔

۴۔ آسمان دنیا کی ستاروں سے آرائش کا بیان۔

۵۔ کفر اختیار کرنے کے برے نتائج کا بیان جو آخرت میں نکلیں گے۔

۶۔ دوزخیوں کا اس وقت اپنے جرائم کا اقرار کرنا۔

۷۔ اللہ سے ڈرنے والے اور مسلک حق پر چلنے والوں کی جزائے خیر کا تذکرہ۔

۸۔ اللہ کے لیے بآواز بلند یا آہستہ بات کرنا یکساں ہے۔

۹۔ خلقت زمین کے فوائد کا بیان۔

۱۰۔ بندہ کسی وقت بھی اپنے خدا سے بے نیاز نہیں ہے۔

۱۱۔ اللہ کی بعض نعمتوں کا اجمالی بیان۔

۱۲۔ قیامت کو جھٹلانے والوں کے برے انجام کا اجمالی بیان۔

۱۳۔ قیامت کب برپا ہوگی اس کا صحیح علم صرف اللہ کو ہے۔

۱۴۔ ہر وقت اللہ سے ڈرنے کی ضرورت۔

۱۵۔ اللہ کی ذات پر توکل و اعتماد کرنے کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

سورۃ الملک کی تلاوت کرنے کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خداؐ سے منقول ہے فرمایا جو شخص سورہ ملک کی تلاوت کرے وہ ایسا ہے جیسے اس نے شب قدر اللہ کی عبادت کرتے ہوئے جاگ کر گزاری ہے۔ (مجمع البیان)

۲۔ نیز آنحضرتؐ سے مروی ہے فرمایا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ سورہ ملک ہر بندہ مومن کے دل میں موجود ہو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا سورہ ملک کا ایک نام مانعہ بھی ہے جو عذاب قبر سے بچاتی ہے جو اسے رات کے وقت پڑھے وہ بکثرت ذکر خدا کرنے والا متصور ہوگا اور غافلوں میں سے نہیں لکھا جائے گا۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص رات کو سونے سے پہلے فریضہ میں سورہ ملک کی تلاوت کرے گا وہ صبح تک اللہ کی امان میں ہوگا اور قیامت کے دن جنت میں داخل ہونے تک اللہ کی حفظ و امان میں رہے گا۔ (ایضاً)

(آیاتہا ۳۰) (سورۃ الملک مکیہ) (رکوعاتہا ۲)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ تَبٰرَكَ الَّذِىۡ بِيَدِهِ الۡمُلۡكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرُۙ ۝١ الَّذِىۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَيٰوةَ لِيَبۡلُوَكُمۡ اَيُّكُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡغَفُوۡرُۙ ۝٢ الَّذِىۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِىۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰى مِنۡ فُطُوۡرٍ ۝٣ ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ كَرَّتَيۡنِ يَنۡقَلِبۡ اِلَيۡكَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا

وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۖۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْۤ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝

ترجمۃ الآیات

شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے بابرکت ہے وہ (خدا) جس کے ہاتھ (قبضہ قدرت) میں (کائنات کی) بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (۱) جس نے موت وحیات کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل کے لحاظ سے سب سے زیادہ اچھا کون ہے؟ وہ بڑا زبردست (اور) بڑا بخشنے والا ہے (۲) جس نے اوپر نیچے سات آسمان بنائے تم خدائے رحمن کی تخلیق میں کوئی خلل (اور بے نظمی) نہیں پاؤ گے پھر نگاہ اٹھا کر دیکھو تمہیں کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟ (۳) پھر دوبارہ نگاہ دوڑاؤ۔ تمہاری نگاہ تھک کر (ناکام) تمہاری طرف لوٹ آئے گی (۴) بے شک ہم نے قریبی آسمان کو (تاروں) کے چراغوں سے آراستہ کیا ہے اور انہیں شیطانوں کو سنگسار کرنے (مار بھگانے) کا ذریعہ بنایا ہے اور ہم نے ان (شیطانوں) کے لیے دہکتی ہوئی آگ کا عذاب بھی تیار کر رکھا ہے (۵) اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا کفر (انکار) کیا ان کے یے جہنم کا

عذاب ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے (٦) جب وہ اس میں جھونکے جائیں گے تو وہ اس کی زوردار (اور مہیب) آوازیں سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی (٧) (گویا) وہ غیظ وغصہ سے پھٹی جاتی ہوگی جب اس میں کوئی گروہ جھونکا جائے گا تو اس کے داروغے ان سے پوچھیں گے کہ تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا (ہادی) نہیں آیا تھا؟ (٨) وہ کہیں گے ہاں بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا مگر ہم نے (اسے) جھٹلایا اور کہا کہ اللہ نے کوئی بھی چیز نازل نہیں کی تم بڑی گمراہی میں مبتلا ہو (٩) اور کہیں گے کاش ہم (اس وقت) سنتے یا سمجھتے تو (آج) دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے (١٠) پس وہ (اس وقت) اپنے گناہ کا اعتراف کر لیں گے پس لعنت ہو ان دوزخ والوں پر (١١) بے شک جو لوگ اپنے پروردگار سے ان دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لیے مغفرت ہے اور بڑا اجر وثواب ہے (١٢) اور تم اپنی بات آہستہ کرو یا بلند آواز سے کرو وہ (خدا) تو سینوں کے رازوں کو بھی جانتا ہے (١٣) کیا جس نے پیدا کیا ہے وہ نہیں جانتا حالانکہ وہ بڑا باریک بین اور بڑا باخبر ہے (١٤)

تشریح الالفاظ

(١) طباقا کے معنی مطابقت کے ہیں یعنی اوپر تلے۔ (٢) کرتین کے لفظی معنی تو دوبار کے ہیں مگر اس سے مراد کثرت اور تکرار ہے یعنی بار بار۔ (٣) خاسئا خسا، یخسا فسئاً سے ماخوذ ہے جس کے لفظی معنی دھتکارے ہوئے کے ہیں اور یہاں ناکام ونامراد مراد ہے۔ (٤) حسیر کے معنی تھکنے کے ہیں۔ (٥) شھیق اس کے معنی گدھے کی آواز کے ہیں یا اس جیسی کریہہ آواز اور چیخ وپکار کو بھی شہیق کہا جاتا ہے۔ (٦) فسحقا۔ سحق بمعنی لعنت ہے جس کی معنی رحمت خداوند سے دوری کے ہیں۔

تفسیر الآیات

١) ۔ تبارك الذى... الآية

بیدہ الملک کا مفہوم اور اس کی تحقیق

لفظ ید کے متعدد معنوں میں سے ایک ہاتھ بھی ہیں بناء بریں معنی یہ ہوں گے کہ بابرکت ہے وہ (خدا)

جس کے ہاتھ میں ساری کائنات کی بادشاہی ہے مگر اللہ تو چونکہ جسم وجسمانیات سے منزہ ومبرا ہے لہٰذا یہاں ید سے علماءاعلام نے بطور مجاز واستعارہ قبضہ قدرت مراد لیا ہے یعنی ساری کائنات اسی کے قبضہ قدرت اور اختیار میں ہے اور یہ جو بعض مطلق العنان اور بے لگام مقررین کہا کرتے ہیں کہ یہاں اللہ کے ہاتھ سے حضرت علی علیہ السلام مراد ہیں جن کا لقب ید اللہ ہے تو یہ بدترین تفسیر بالرائے ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں ہے ایسی تفسیر بالرائے کرنے والوں کو جہنم کے عذاب سے ڈرنا چاہیے جس کی دھمکی پیغمبر اسلامؐ نے دی ہے کہ من فسر القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده من النار۔ (متفق علیہ)

۲)۔ الذی خلق الموت... الآیة

موت وحیات کی تخلیق کا فلسفہ

بعض مفسرین نے یہاں موشگافی کرتے ہوئے یہ بحث چھیڑی ہے کہ آیا موت وجودی چیز ہے یا عدمی اور اگر بناء برمشہور عدمی ہے یعنی عدم الحیوۃ کا نام ہے تو پھر اس سے تخلیق کا تعلق کس طرح ہے؟ اس کا جواب واضح ہے کہ عدم محض کا نام موت نہیں ہے بلکہ اس میں ایک وجودی پہلو بھی پایا جاتا ہے یعنی جسم وروح کے تعلق کو قطع کرکے روح کو دوسرے مقام کی طرف منتقل کرنے کا نام موت ہے۔ ظاہر ہے کہ جسم کا یہ تعلق قائم کرنے اور قطع کرنے والا خدائے قدیر ہی ہے کوئی دوسرا نہیں ہے۔ بہر حال یہ بحث تو ایک دوراز کار بات ہے۔ دراصل قابل غور بات یہ ہے کہ خدائے علیم وحکیم نے انسان کو موت وحیات کی دو آہنی زنجیروں میں کیوں اس طرح جکڑا ہے کہ نہ یہاں آنے میں اسے کوئی اختیار ہے اور نہ یہاں سے جانے میں کوئی اختیار بلکہ

لائی حیات آئے، قضا لے چلی، چلے
اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے

تو اس سوال کا اس آیت میں جواب دیا گیا ہے کہ خدائے حکیم تمہاری آزمائش کرنا چاہتا ہے کہ ایکم احسن عملا کہ تم میں سے عمل کے لحاظ سے سب سے زیادہ اچھا کون ہے؟ یعنی وہ انسان سے اس طرح معاملہ کرتا ہے جیسے کوئی ممتحن اس سے کرتا ہے جس کا امتحان لینا مقصود ہوتا ہے لیکن خدا یہ آزمائش اپنے جاننے کے لیے نہیں کرتا کیونکہ اس کا علم تو ازلی وابدی اور کلی واحاطی ہے بلکہ لوگوں کی اچھائی اور برائی کی صلاحیتوں کو لوگوں پر اجاگر کرنے کے لیے کرتا ہے تاکہ اس کے فاعل مختار ہونے کا فطری جوہر نمایاں ہو جائے اور اس کا جنت یا جہنم کا مستحق ہونا واضح ہو جائے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ احسن عملا کا مفہوم کیا ہے کیونکہ یہاں

یہ نہیں کہا گیا کہ کس کا عمل زیادہ ہے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ کس کا عمل زیادہ اچھا ہے یعنی اس آزمائش کا تعلق عمل کی کمیت ومقدار سے نہیں ہے بلکہ اس کی کیفیت ونوعیت سے ہے حدیث نبوی میں اس کی وضاحت یوں کی گئی ہے کہ ایکم احسن عقلا عن محارم اللہ واسرع فی طاعۃ اللہ یعنی تا کہ خدا تمہیں آزمائے کہ عقل کے لحاظ سے عقل کس کی عمدہ ہے محرمات شرعیہ سے زیادہ پرہیز کرنے والا کون ہے اور اللہ کی اطاعت کرنے میں زیادہ جلدی کرنے والا کون ہے۔(تفسیر صافی)

ایک اور روایت صادقی میں اس کی تفسیر یوں مروی ہے فرمایا لیس یعنی اکثر عملا و لکن اصوبکم عملا اللہ یہ نہیں دیکھنا چاہتا کہ تم میں سے کس کا عمل زیادہ ہے بلکہ وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کس کا عمل زیادہ صحیح ہے۔(ایضا)

اور ظاہر ہے کہ اس صحت کا دارومدار خوف وخشیہ الٰہی اور نیت کی درستگی وپختگی پر ہے۔الغرض خدائے حکیم اس چندروزہ حیات مستعار میں نیکی کرنے میں اپنے بندوں کا مقابلہ کرا کے انہیں انعام میں جاگیر جنت عطا کرنا چاہتا ہے۔وبس

۳)۔ الذی خلق سبع... الآیۃ

کائنات ارضی وسماوی ایسی منظم ومربوط ہے کہ اس میں کہیں کسی قسم کے خلل اور بدنظمی کا نام ونشان موجود نہیں ہے

جہاں تک سات آسمانوں کی تخلیق کا تعلق ہے تو اس پر قبل ازیں کئی بار تبصرہ کیا جا چکا ہے اور اگر آج سائنسی تحقیقات سے سات سے زیادہ آسمانوں کا وجود ثابت ہو جائے تو وہ اس آیت سے متصادم نہیں ہے کیونکہ فلسفہ کا مسلمہ اصول ہے کہ کسی چیز کے اثبات سے اس کے غیر کی نفی نہیں ہوتی۔الغرض خدا نے صرف سات آسمان ہی نہیں بنائے اور صرف زمین ہی نہیں بنائی بلکہ پوری کائنات ارضی وسماوی بنائی ہے مگر دراصل جو چیز قابل دیدوداد ہے وہ یہ ہے کہ کائنات کی کوئی چیز بھی ایک دوسری سے غیر مربوط، غیر متناسب اور بے ہنگم نہیں بنائی کہیں تضاد نظر نہیں آتا بلکہ انتہائی منظم اور کامل ہے اس کی تخلیق میں جس قدر بھی غور کیا جائے اس میں کوئی نقص، کوئی خلل اور کوئی عیب نظر نہیں آتا بلکہ سب چیزیں کامل نظم وضبط اور انتہائی ارتباط وتناسب کے ساتھ نظر آتی ہیں۔ارشاد قدرت ہے دوبارہ سہ بارہ بلکہ بار بار نگاہ دوڑاؤ تمہاری نگاہیں تھک ہار کر بے نیل مرام واپس آجائیں گی مگر نظام قدرت میں کہیں خلل وخرابی نہیں پائیں گی۔ذالك تقدير العزيز العليم۔

۴)۔ ولقد زینا السماء الدنیا...الآیة

اس قسم کی ایک آیت قبل ازیں سورہ صافات آیت نمبر ۶ اور سورہ فصلت آیت نمبر ۱۲ پر مع تفسیر گزر چکی ہے اور انہی مقامات پر آسمان دنیا کے ستاروں سے مزین ہونے اور شیطانوں کو شہابوں سے اوپر جانے سے مار کر بھگائے جانے کا تذکرہ کیا جا چکا ہے جو ستاروں سے نکل کر کائنات میں بڑی سرعت کے ساتھ چکر لگاتے رہتے ہیں اور زمین پر بھی گرتے رہتے ہیں لہٰذا ان مقامات کی طرف رجوع کریں۔ اعادہ و تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

۵)۔ وللذین کفروا...الآیة

کوئی انسان خدائے رحمن کا کفر و انکار کرے یا کوئی جن اس کے لیے جہنم کا عذاب تیار ہے اور ایسے لوگ جب جہنم کے نزدیک جائیں گے تو اس کی مہیب آواز اور دھاڑ بھی سنیں گے جس سے ان کے خوف و ہراس میں اور اضافہ ہو جائے گا اور پھر داروغہ ہائے جہنم ان سے کچھ سوال و جواب بھی کریں گے کہ آیا تمہارے پاس منجانب اللہ کوئی ہادی و راہنما اور عذاب خدا سے ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ جواب اثبات میں دیں گے مگر وہ اقرار کریں گے کہ انہوں نے ان کو نہ صرف جھٹلایا تھا بلکہ انہیں گمراہ بھی قرار دیا تھا اور اس وقت اعتراف کریں گے اگر ہم اس وقت ان کی آواز حق سنتے اور عقل اور سمجھ بوجھ سے کام لیتے تو آج یہ روز بد دیکھنا ہمیں نصیب نہ ہوتا۔ مگر اس وقت کا اعتراف گناہ اور اپنی روش پر پچھتاوا کوئی فائدہ نہ دے گا کیونکہ وہ ان کے اعمال کی سزا کا وقت ہوگا کسی عمل کے کرنے کا وقت نہیں ہوگا بالکل اسی طرح کی ایک آیت سورہ انعام نمبر ۱۳۱ پر اور ایک آیت سورہ زمر میں نمبر ۷۱ پر مع تفسیر گزر چکی ہے تفصیل دیکھنے کے خواہشمند حضرات ان مقامات کی طرف رجوع فرمائیں۔ مخفی نہ رہے کہ جہنم اور اس کے عذاب کا جا بجا قرآن مجید میں جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ آج کے انسان کے لیے دنیا میں نا قابل مشاہدہ ہے اور بات حکمت الٰہی کے عین مطابق ہے تا کہ بندے ان دیکھے خدا کا اقرار کریں اور ان دیکھے ثواب کی امید اور ان دیکھے عذاب کے خوف سے آزادانہ طور پر اس کی اطاعت کریں۔

۶)۔ ان الذین یخشون...الآیة

خدائے رحمن سے ڈرنے والوں کے اچھے انجام کا بیان

کافرین و مجرمین کے برے انجام اور ان کے عذاب و عقاب کا تذکرہ کرنے کے بعد خدائے حکیم یہاں متقیوں اور پرہیزگاروں کے اجر و ثواب کا تذکرہ کر رہا ہے تا کہ اس طرح ترہیب و ترغیب میں جمع ہو جائے

اورنذارت وبشارت کا فریضہ بطریقہ احسن ادا ہوجائے۔

۷)۔ واسروا قولکم... الآیۃ

آدمی اس لیے آہستہ بات کرتا ہے کہ کوئی سن نہ لے مگر ارشاد قدرت ہے کہ تم آہستہ بات کرو یا بلند آواز سے کرو خدائے لطیف وخبیر بہرحال تمہاری ہر بات کو سنتا ہے بلکہ بات تو بجائے خود وہ تو تمہارے سینوں کے بھیدوں سے بھی آگاہ ہے وھو یعلم السر و اخفی واضح رہے کہ اس قسم کی ایک آیت قبل ازیں سورہ ہود میں مع تفسیر گزر چکی ہے۔

۸)۔ الا یعلم من خلق... الآیۃ

یہ آیت جہاں سابقہ آیت میں بیان کردہ مطلب کی دلیل ہے کہ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ جو خالق ہے اسے اپنی مخلوق کے حالات سے آگاہی نہ ہو۔ نیز اس میں کافروں کی اس غلط سوچ کی رد بھی ہے جو گمان کرتے تھے کہ اللہ ہمارے بہت سے اقوال و اعمال سے آگاہ نہیں ہے۔ ارشاد قدرت ہے کیا جس نے پیدا کیا ہے وہ نہیں جانتا؟ حالانکہ وہ باریک بین اور بڑا باخبر ہے؟ اور کائنات کی ہر غائب و حاضر اور ہر چھوٹی و بڑی چیز سے آگاہ ہے۔ وھو اللطیف الخبیر۔

آیات القرآن

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝۱۵ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝۱۶ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ۝۱۷ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝۱۸ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ؕۘ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ ۝۱۹ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ۝۲۰ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ

وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾

ترجمۃ الآیات

وہ (اللہ) وہی ہے جس نے زمین کوتمہارے لیے رام کر دیا تو تم اس کے کاندھوں (راستوں) پر چلو اور اس (اللہ) کے (دیئے ہوئے) رزق سے کھاؤ پھر اسی کی طرف (قبروں سے) اٹھ کر جانا ہے (۱۵) کیا تم اس (اللہ) سے بے خوف ہو گئے جس (کی حکومت) آسمان میں ہے کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے پھر وہ ایک دم تھرتھرانے لگے (۱۶) کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ آسمان والا تم پر پتھر برسانے والی ہوا بھیج دے پھر تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ میرا ڈارنا کیسا ہوتا ہے؟ (۱۷) اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی (حق کو) جھٹلایا تھا تو میری سخت گیری کیسی تھی؟ (۱۸) کیا یہ لوگ اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھتے جو پروں کو پھیلائے ہوئے (اڑتے ہیں) اور وہ (کبھی ان کو) سمیٹ بھی لیتے ہیں انہیں (خدائے) رحمن کے سوا اور کوئی (فضا میں) تھامے ہوئے نہیں ہے بے شک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے (۱۹) آخر وہ کون ہے جو خدائے رحمن کے مقابلہ میں تمہارا لشکر بن کر تمہاری مدد

کرے؟ کافر لوگ بالکل دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں (۲۰) (بتاؤ) وہ کون ہے جو تمہیں روزی دے اگر وہ (اللہ) اپنی روزی روک لے؟ بلکہ یہ لوگ سرکشی اور (حق سے) نفرت پر اڑے ہوئے ہیں (۲۱) بھلا جو شخص منہ کے بل گرتا ہوا چل رہا ہو وہ زیادہ ہدایت یافتہ (اور منزل مقصود پر زیادہ پہنچنے والا) ہے یا وہ جو سیدھا راہ راست پر چل رہا ہے؟ (۲۲) آپ کہہ دیجئے! وہی تو (خدا) ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل (و دماغ) بنائے۔ (مگر) تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو (۲۳) آپ کہہ دیجئے! کہ وہ (اللہ) وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور (قیامت کے دن) تم اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤ گے (۲۴) اور وہ (کافر لوگ) کہتے ہیں کہ (بتاؤ) یہ وعدہ وعید کب پورا ہوگا؟ اگر تم سچے ہو (۲۵) آپ کہہ دیجئے کہ (اس کا) علم تو بس اللہ کے پاس ہے اور میں تو صرف ایک کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں (۲۶) پس وہ جب اس (قیامت) کو قریب آتے دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور (ان سے) کہا جائے گا کہ یہی وہ ہے جس کا تم مطالبہ کیا کرتے تھے (۲۷) آپ کہہ دیجئے! کہ کیا تم نے غور کیا ہے اگر (تمہاری خواہش کے مطابق) خدا مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا (ہماری خواہش کے مطابق) ہم پر رحم فرمائے (بہرحال) کافروں کو دردناک عذاب سے کون پناہ دے گا؟ (۲۸) آپ کہہ دیجئے! وہ خدائے رحمان ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں اور اسی پر توکل (بھروسہ) کرتے ہیں عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کھلی ہوئی گمراہی میں کون ہے؟ (۲۹) آپ کہیے! کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر تمہارا پانی زمین کی تہہ میں اتر جائے تو پھر تمہارے لیے (شیریں پانی کا) چشمہ کون لائے گا؟ (۳۰)

تشریح الالفاظ

(۱) **ذلولا** ذلول کے معنی رام شدہ اور مسخر کرنے کے ہیں۔ (۲) **مناکب** یہ منکب کی جمع ہے جس کے معنی کاندھے کے ہیں یہاں زمین کا بالائی حصہ اور اس کے راستے مراد ہیں۔ (۳) **یخسف بکم۔ خسف** کے معنی زمین میں دھنسانے کے ہیں۔ (۴) **تمور۔ مور** کے معنی تھرتھرانے، کانپنے اور ہچکولے کھانے کے ہیں۔ (۵) **حاصبا** اس کے معنی پتھر برسانے والی ہوا کے ہیں۔ (۶) **لجوا۔ لج یلج لجا** کے معنی ضد سے

جھگڑنا، اصرار کرنا وغیرہ۔(۷)عتوا۔ عتو کے معنی سرکشی کے ہیں۔(۸)زلفة کے معنی نزدیک آنے کے ہیں۔(۹)سیئت وجوہ الذین کفروا کے معنی کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے۔(۱۰)معین کے معنی آب کثیر کے بھی ہیں اوراس چشمہ کے بھی جو آنکھوں سے دکھائی دے۔

تفسیر الآیات

۹)۔ ھو الذی جعل...الآیة

خداوند عالم کے احسانات میں سے ایک خصوصی احسان یہ بھی ہے کہ اس نے زمین کو رام کیا

یہ زمین جو ہمارے لیے رام ہے کہ ہم جس طرح چاہتے ہیں اس سے کام لیتے ہیں اس پر بآسانی چلتے پھرتے ہیں، اس پر مکان بناتے ہیں اور ان میں رہتے سہتے ہیں اور اس سے فصلیں اگاتے ہیں اور روزی کماتے ہیں وغیرہ وغیرہ تو یہ اپنے آپ ہمارے لیے مسخر اور رام نہیں ہوئی بلکہ کسی محسن حقیقی نے اسے ہمارے لیے رام کیا ہے کہ ہم اس سے یہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں مگر یہ بھی ساتھ ساتھ واضح کر دیا ہے کہ بے شک تم اس پر چلو پھرو اس سے اگے ہوئے اور خدا کے دیئے ہوئے رزق سے کھاؤ لیکن یاد رکھو تم یہاں مطلق العنان نہیں ہو بلکہ کسی کے بندے ہو اور تم نے ایک دن اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور اس کے سامنے اپنے ہر ہر قول و فعل کا جواب دینا ہے۔

۱۰)۔ ءَاَمنتم من فی السماء...الآیة

آسمان والے خدا سے ڈرتے رہنے کی تلقین

اس خدائی تنبیہ کا مقصد یہ ہے کہ بے شک خدا نے تمہارے لیے زمین کو مسخر کر دیا ہے اور اسے تمہارے رہنے سہنے اور روزی کمانے اور دوسرے بہت سے فوائد حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا ہے مگر یاد رکھو کہ یہ سب کچھ اس کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے لہٰذا تمہیں اس کی نافرمانی کر کے اس کے قہر و غضب سے بھی ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں وہ قارون کی طرح تمہیں زمین میں نہ دھنسا دے یا پتھر برسانے والی ہوا بھیج کر قوم لوط کی طرح تمہارا کچومر نہ نکال دے۔ مخفی نہ رہے کہ اس قسم کی ایک آیت قبل ازیں سورہ اسراء آیت ۶۸ میں مع تفسیر گزر چکی ہے۔

ایضاح

واضح رہے کہ یہاں دو آیتوں میں جو وارد ہے کہ تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے؟ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ خدا آسمان میں سکونت پذیر ہے کیونکہ وہ لا مکان ہے اور جسم وجسمانیات اور مکان ومکانیات سے مبرا ہے لہٰذا یہ لفظ یہاں (۲) دو وجہ سے استعمال کیا گیا ہے ایک وجہ یہ ہے کہ اس کی آسمان میں حکومت ہے اور اگرچہ اس کی پوری کائنات پر حکومت ہے مگر آسمان کی بلندی اور اس کی عظمت کی وجہ سے خصوصی طور پر اس پر اس کی حکومت کا تذکرہ کیا گیا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ جب بھی خدا کی طرف رجوع کرنا چاہے تو آسمان کی طرف منہ کرتا ہے اور جب خدا سے کوئی دعا مانگتا تو ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور جب کسی مشکل میں پھنس جائے تو ہر طرف سے مایوس ہو کر آسمان کی طرف منہ کر کے خدا سے داد و فریاد کرتا ہے ویسے بھی آسمان بہت سے خیرات وبرکات کا مرکز ہے ورنہ فاینما تولوا فثم وجه الله تم جدھر بھی منہ کرو ادھر ہی اللہ ہے۔ بہرحال مقصد یہ ہے کہ اللہ کے احسانات کا شکر ادا کرنا چاہیے اور زمین وآسمان کے اس توازن اور نظام کے بگڑنے سے جو نتائج نکل سکتے ہیں اس سے اس کی پناہ مانگنی چاہیے۔

۱۱)۔ ولقد کذب الذین... الآیۃ

حق کو جھٹلانے والی قوموں کے برے انجام کا تذکرہ

اس آیت میں ان قوموں کے برے انجام اور ان کی تباہی وبربادی سے کفار ومشرکین اور مجرمین کو عبرت دلائی جارہی ہے جنہوں نے حق کا انکار کیا اور رسولوں کو جھٹلایا اور آخر کار اپنی اس غلط روش ورفتار کی پاداش میں اپنے فطری انجام کو پہنچیں جن کی بربادی کی داستان خونچکاں تباہ شدہ عمارتوں کے کھنڈرات سے اور ان کی ٹوٹی پھوٹی ہوئی ہڈیوں سے سنی جاسکتی ہے جو آج بھی زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ ع

مانه کر دیم شما حذر بکنید!

واضح رہے کہ اس قسم کی ایک آیت قبل ازیں سورہ توبہ آیت ۶۹ اور سورہ سبا آیت ۴۵ میں مع تفسیر گزر چکی ہے۔

۱۲)۔ اولم یروا... الآیۃ

پرندوں کا فضاؤں میں اڑنا بھی قادر مطلق کی قدرت کا کرشمہ ہے

''اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر پرندے ہوا وفضا میں اڑتے ہیں، جانور زمین پر چلتے ہیں اور مچھلیاں پانی میں تیرتی ہیں تو یہ سب کچھ بظاہر طبیعی اسباب کا نتیجہ ہے مگر مسبب الاسباب کون ہے؟ آخر ان اسباب کا سلسلہ خدا تک ہی نہیں پہنچتا؟ پرندوں کی قوت پرواز اور ان کا وہ ہوا کی موجوں کو چیرتے ہوئے جانا ان کا وہ اتنی بلندیوں پر اپنے جسم کا توازن قائم رکھنا یہ سب انسان کے لیے کیسے عبرت انگیز مشاہدات ہیں اور ان سے کیسا سبق حق تعالیٰ کی صناعیت کا ملتا ہے''؟ (تفسیر ماجدی)

واضح رہے کہ اس قسم کی ایک آیت سورہ نحل میں ۷۹ پر مع تفسیر گزر چکی ہے۔

۱۳)۔ امن هذا الذی... الآية

مشکل وقت آنے پر خدا کے سوا اور کوئی اسے نہیں ٹال سکتا

یہ آیت بھی آیت نمبر ۱۶ و ۱۷ کے مضمون سے متعلق ہے خدا تعالیٰ نے پہلے اس بات سے منکرین کو ڈرایا تھا کہ اگر وہ انہیں زمین میں دھنسانا چاہے یا پتھر برسانے والی ہوا چلانا چاہے تو اس کے سوا انہیں اور کوئی نہیں بچا سکتا اور اب استفہام انکاری کی صورت میں ان کی زجر وتوبیخ کی جا رہی ہے کہ اگر خدا ان پر کوئی عذاب نازل کرنا چاہے تو ان کے دیوی دیوتاؤں یا ان کی جماعت یا قوم وقبیلہ یا پھر کوئی لاؤلشکر اللہ کے مقابلہ میں کوئی بھی ان کی مدد نہیں کر سکتا اور اس عذاب الٰہی کو نہیں ٹال سکتا اور اسی طرح اگر وہ بارش بند کر کے اور زمین کو بنجر کر کے روزی کا دروازہ بند کر دے تو اس کے سوا اسے کوئی کھول نہیں سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ کافر لوگ نہ صرف یہ کہ دھوکہ میں گرفتار ہیں بلکہ وہ سرکشی اور حق سے نفرت پر جمے ہوئے اور اڑے ہوئے ہیں اور اتنی واضح بات بھی نہیں سمجھ رہے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی اللہ کے عذاب سے بچانے والا نہیں ہے۔

۱۴)۔ افمن یمشی مکبا... الآية

کافر و مومن کی مثال

اس آیت میں خدائے حکیم نے ایک کافر اور ایک مومن کی مثال دے کر ان کا باہمی فرق واضح کیا ہے کہ ایک شخص منہ اوندھا کیے گرتا پڑتا چل رہا ہے نہ دائیں بائیں نگاہ کرتا ہے اور نہ سامنے نظر اٹھا کر دیکھتا ہے بس منہ اوندھائے چل رہا ہے نہ اسے راستہ کے نشیب وفراز کا پتہ ہے اور نہ منزل مقصود پر نگاہ ہے اور خطرہ ہے کہ کسی گڑھے میں گر کر ہلاک ہو جائے اور دوسرا شخص دلائل کے افراط وتفریط سے محفوظ سیدھا راستہ معلوم کر کے اس پر نظر اٹھا کر سیدھا چل رہا ہے اور ادھر ادھر اور آگے دیکھ بھی رہا ہے آیا پہلا (کافر) زیادہ ہدایت یافتہ ہے

یا دوسرا (مومن) اوران میں سے کون منزل مقصود تک زیادہ اور جلد پہنچنے والا ہے؟ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا یہ مثال ان دوشخصوں کی ہے کہ جن میں سے ایک ولایت علیؑ کے راستہ پر گامزن ہے اور دوسرا اس سے بھٹکا ہوا ہے۔(الکافی)

۱۵)۔ قل هو الذی... الآیة

انسان کا خالق اور اسے گوناگوں صلاحیتیں عطا کرنے والا خدا ہے

یہ حقیقت کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ جب ساری کائنات کا خالق صرف خدا ہے۔قل اللّٰہ خالق کل شئی تو لامحالہ اس اشرف المخلوقات انسان کا خالق و مالک اسے سننے، دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں اور صلاحیتیں عطا کرنے والا بھی خدائے واحد لاشریک ہی ہے تاکہ وہ جو کچھ کان سے سنے اور آنکھ سے دیکھے اسے دل و دماغ پر پیش کرے اور پھر سوچ سمجھ کر صحیح بات کو قبول کرے اور غلط بات کو ترک کر دے اور کور کورانہ روش سے احتراز کرے اور ہر سنی ہوئی اور ہر دیکھی ہوئی بات کو قبول نہ کرے مگر اکثر انسان ایسا نہیں کرتے اور بہت کم ہیں وہ لوگ جو اللہ کی ان عطا کردہ نعمتوں کو ان کے صحیح مصرف میں صرف کر کے اور صحیح طریقہ پر انہیں استعمال کر کے اس کی ان نعمتوں کا حقیقی طور پر شکر ادا کرتے ہیں۔

۱۶)۔ ویقولون متی هذا الوعد... الآیة

کفار کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟

کافر یہ بات کسی سنجیدگی کے ساتھ اور حقیقت حال کو سمجھنے کے لیے نہیں کہتے تھے کہ اگر اس کا صحیح وقت معلوم ہو جائے تو وہ اپنی اصلاح احوال کریں اور ایمان لے آئیں اور اس کے لیے کوئی تیاری کریں بلکہ از راہ تمسخر و استہزا ایسا کہتے تھے۔

کفار کے اس تمسخر آمیز سوال کا بڑی سنجیدگی کے جواب دیا جا رہا ہے کہ اس کا حقیقی علم صرف خداوند عالم کے پاس ہے جو عالم الغیب والشہادہ ہے اور اس نے کسی کو اس سے آگاہ نہیں کیا ہے اور میں تو صرف منجانب اللہ ڈرانے والا (اور بشارت دینے والا) ہوں کوئی عالم الغیب نہیں ہوں کہ تمہیں اس کے واقع ہونے کا صحیح وقت بتاؤں؟

۱۷)۔ فلما راءوہ... الآیة

ارشاد قدرت ہے کہ جب یہ لوگ قیامت اور اس کے عذاب کو قریب آتا ہوا دیکھیں گے تو ان کے چہرے بگڑ جائیں گے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد قدرت ہے **وجوہ یومئذ علیہا غبرۃ ترھقھا قترۃ**۔ بناء بریں **رأوہ** میں ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع قیامت کا دن اور اس کا عذاب ہے یعنی ان سے کہا جائے گا کہ اور ظاہر ہے کہ فرشتے کہیں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا تم مطالبہ کیا کرتے تھے کہ یہ وعدہ وعید کب پورا ہوگا؟ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ قیامت کے دن جب حضرت امیر علیہ السلام کے دشمن ان کی قدر و منزلت دیکھیں گے تو ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے تو اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ اس منزل و مقام کا تو تم دعویٰ کیا کرتے تھے؟ (تفسیر صافی وغیرہ)

۱۸)۔ قل أرایتم... الآیۃ

کفار و مشرکین چونکہ پیغمبر اسلامؐ اور آپ کے ساتھیوں کی موت کی تمنا کرتے تھے اور آپ کے متعلق **ریب المنون** یعنی گردش زمانہ کا انتظار کرتے تھے کہ کبھی تو آپ گردش زمانہ کا شکار بن کر لقمہ اجل بن جائیں گے ان کے جواب میں ارشاد ہو رہا ہے کہ تمہاری خواہش کے مطابق خدا خواہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا ہماری تمنا کے مطابق ہم پر رحم فرما کر ہمیں زندہ و سلامت رکھے اس سے تمہیں کیا فائدہ ہے؟ تمہارے لیے تو دردناک عذاب مقدر ہو چکا ہے اس سے تمہیں کون بچائے گا اور کون پناہ دے گا؟ لہٰذا تم ہماری بجائے اپنی فکر کرو۔ ع

ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا!

۱۹)۔ قل ھو الرحمان... الآیۃ

جب کوئی داعی حق دلیل و برہان کے ساتھ کسی کو دعوت حق دے مگر مخاطب دلیل سے حق کا اقرار نہ کرے تو پھر داعی اس کے باطن کو جھنجھوڑتا ہے یہ آیت اسی قسم کی ہے اگر آدمی کا ضمیر بالکل مر نہ گیا ہو اور احساس سود و زیاں بالکل ختم نہ ہو گیا ہو تو یہ طریقہ کار اسے ہلا کر رکھ دیتا ہے چنانچہ کفار سے کہا جا رہا ہے کہ ہم اپنے رحمان و رحیم خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی پر توکل و بھروسہ کرتے ہیں اور تم نہ خدا پر ایمان رکھتے ہو اور نہ ہی اس پر توکل کرتے ہو اب تم ہی بتاؤ کہ ہدایت یافتہ کون ہے اور گمراہ کون ہے اور اچھا انجام کس کا ہوگا؟ **سوف تعلمون**؟

۲۰)۔ قل أرایتم... الآیۃ

اوپروالی آیتوں میں منکرین کومختلف قسم کے عذابوں سے ڈرانے کے بعدایک اوردھمکی دی جارہی ہے کہ اسی پانی پرغورکروجوتم کنوؤں سے نکال کر پیتے ہواوراپنے مویشیوں کوبھی پلاتے ہواگر یہ پانی زمین کی گہرائی میں اتر جائےتواللہ کےسواکوئی طاقت ہے جوتمہارے لیےصاف اورشرین پانی کا چشمہ لائے؟ توجس ذات کےقبضہ میں وہ پانی ہےجس پرہرزندہ کی زندگی کادارومدار ہےتوتم کس طرح اس سے بےخوف ہوتے ہو؟ اور کیوں نہیں سوچتے کہ عبادت کا مستحق کون ہے۔ خدایا تمہارے خود ساختہ اصنام؟ مالكم كيف تحكمون؟

سورۃ الملک کا ترجمہ وتفسیر بعونہ تعالیٰ وحسن توفیقہ اختتام پذیرہوئی

والحمدللہ رب العالمین ۲۶ ماہ صیام ۱۴۲۴ھ

بمطابق ۱۳نومبر ۲۰۰۳ءسوانو بجےشب

سورۃ القلم کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

اس سورہ کو جس طرح سورہ قلم کہا جاتا ہے اسی طرح اسے سورہ "ن" بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی پہلی ہی آیت میں یہ دونوں لفظ موجود ہیں۔ن والقلم ومایسطرون۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مکہ مکرمہ میں اور وہ بھی بناء بر مشہور آنحضرتؐ کے وہاں کے ادوار ثلاثہ میں سے ابتدائی دور کے آخر میں نازل ہوئی ہے جبکہ مکہ میں آپکی مخالفت میں خاصی شدت آچکی تھی۔

سورۃ القلم کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ قلم کی قسم کھا کر اس کی اہمیت وافادیت کا ثبوت دیا گیا ہے۔
۲۔ مخالفین کے اعتراضات اور بالخصوص آپ کو مجنون کہنے والوں کے جوابات۔
۳۔ آنحضرتؐ کے صاحب خلق عظیم ہونے کا تذکرہ۔
۴۔ نام لئے بغیر آپ کے ایک بہت بڑے مخالف کی بری صفات اور بدکرداری کا تذکرہ۔
۵۔ ایک باغ والوں کی مثال اور ان کی ناشکر گزاری کا انجام؟
۶۔ اطاعت گزاروں اور نافرمانوں کے انجام کے مختلف ہونے کا بیان۔
۷۔ خدا کے شریکوں کی نفی
۸۔ قیامت کی شدت وسختی کا بیان اور کشف ساق کی حقیقت
۹۔ دشمنان دین کیلئے نعمتوں کی فراوانی تمہید عذاب ہوتی ہے۔
۱۰۔ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر وضبط کی تلقین۔
۱۱۔ جناب یونسؑ کے ترک اولی کا تذکرہ۔
۱۲۔ کافرین کی تیز وتند نگاہوں کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ۔

سورۃ القلم کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خداؐ سے منقول ہے فرمایا جو شخص سورہ ن والقلم کی تلاوت کرے گا خدا اسے تمام اخلاق حسنہ رکھنے والوں کی تعداد کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔(مجمع البیان)

۲۔ بروایت علی بن میمون حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص اپنی نماز فریضہ یا نافلہ میں سورہ ن والقلم کی تلاوت کرے گا تو خدا اسے زندگی میں فقر و فاقہ سے محفوظ رکھے گا اور مرنے کے بعد اسے فشار قبر سے پناہ دے گا۔(ایضاً و ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۵۲) (سورۃ القلم مکیہ) (رکوعاتہا ۲)

آیاتُ القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿ نٓ وَ الۡقَلَمِ وَ مَا یَسۡطُرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ بِمَجۡنُوۡنٍ ۚ﴿۲﴾ وَ اِنَّ لَکَ لَاَجۡرًا غَیۡرَ مَمۡنُوۡنٍ ۚ﴿۳﴾ وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبۡصِرُ وَ یُبۡصِرُوۡنَ ۙ﴿۵﴾ بِاَىيِّكُمُ الۡمَفۡتُوۡنُ ﴿۶﴾ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ ۪ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ ﴿۷﴾ فَلَا تُطِعِ الۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۸﴾ وَدُّوۡا لَوۡ تُدۡہِنُ فَیُدۡہِنُوۡنَ ﴿۹﴾ وَ لَا تُطِعۡ کُلَّ حَلَّافٍ مَّہِیۡنٍ ﴿ۙ۱۰﴾ ہَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیۡمٍ ﴿ۙ۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلۡخَیۡرِ مُعۡتَدٍ اَثِیۡمٍ ﴿ۙ۱۲﴾ عُتُلٍّۭ بَعۡدَ ذٰلِکَ زَنِیۡمٍ ﴿ۙ۱۳﴾ اَنۡ کَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِیۡنَ ﴿ؕ۱۴﴾ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُہٗ عَلَی الۡخُرۡطُوۡمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا بَلَوۡنٰہُمۡ کَمَا بَلَوۡنَاۤ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّۃِ ۚ اِذۡ اَقۡسَمُوۡا لَیَصۡرِمُنَّہَا مُصۡبِحِیۡنَ ﴿ۙ۱۷﴾ وَ لَا یَسۡتَثۡنُوۡنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَیۡہَا طَآئِفٌ مِّنۡ رَّبِّکَ وَ ہُمۡ نَآئِمُوۡنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصۡبَحَتۡ کَالصَّرِیۡمِ ﴿ۙ۲۰﴾ فَتَنَادَوۡا مُصۡبِحِیۡنَ ﴿ۙ۲۱﴾ اَنِ اغۡدُوۡا عَلٰی حَرۡثِکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰرِمِیۡنَ ﴿۲۲﴾ فَانۡطَلَقُوۡا وَ ہُمۡ یَتَخَافَتُوۡنَ ﴿ۙ۲۳﴾ اَنۡ لَّا یَدۡخُلَنَّہَا الۡیَوۡمَ

عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌۙ۝۲۴ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ۝۲۵ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا لَضَآلُّوْنَۙ۝۲۶ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ۝۲۷ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ۝۲۸ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۝۲۹ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ۝۳۰ قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ۝۳۱ عَسٰى رَبُّنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَاۤ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ۝۳۲ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۠۝۳۳

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ نون! قسم ہے قلم کی اور اس کی جو کچھ لوگ لکھتے ہیں۔ (۱) کہ آپ اپنے پروردگار کے فضل وکرم سے دیوانے نہیں ہیں۔ (۲) اور بے شک آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔ (۳) اور بے شک آپ خلقِ عظیم کے مالک ہیں۔ (۴) عنقریب آپ بھی دیکھیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔ (۵) کہ تم میں سے کون جنون میں مبتلا ہے۔ (۶) بے شک آپ کا پروردگار بہتر جانتا ہے کہ اس کی راہ سے بھٹکا ہوا کون ہے؟ اور وہی انہیں خوب جانتا ہے جو ہدایت یافتہ ہیں۔ (۷) تو آپ جھٹلانے والوں کا کہنا نہ مانیں (۸)۔ وہ (کفار) تو چاہتے ہیں کہ آپ (اپنے فرضِ منصبی کی ادائیگی میں) ڈھیلے پڑ جائیں تو وہ بھی (مخالفت میں) ڈھیلے ہو جائیں۔ (۹) اور آپ ہرگز ہر اس شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت (جھوٹی) قسمیں کھانے والا ہے (اور) ذلیل ہے۔ (۱۰) جو بڑی نکتہ چینی کرنے والا (اور) چلتا پھرتا چغل خور ہے۔ (۱۱) کارِ خیر سے بڑا منع کرنے والا، حد سے بڑھنے والا (اور) بڑا گنہگار ہے۔ (۱۲) سخت مزاج ہے اور ان (سب بری صفتوں) کے علاوہ وہ بد اصل بھی ہے۔ (۱۳) یہ سب کچھ اس بناء پر ہے کہ وہ مالدار اور اولاد والا ہے۔ (۱۴) جب اس کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو اگلے لوگوں کے افسانے ہیں۔ (۱۵) ہم عنقریب اس کی سونڈ (ناک)

پر داغ لگائیں گے۔(۱۶) ہم نے ان (کفارِ مکہ) کو اسی طرح آزمائش میں ڈالا ہے جس طرح ایک باغ والوں کو آزمائش میں ڈالا تھا جب انہوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ صبح سویرے ضرور اس کا پھل توڑ لیں گے۔(۱۷) اور انہوں نے کوئی استثناء نہیں کیا تھا (انشاءاللہ نہیں کہا تھا)۔(۱۸) پھر (راتوں رات) جب کہ وہ لوگ ابھی سوئے ہوئے تھے آپ کے پروردگار کی طرف سے ایک آفت چکر لگا گئی۔(۱۹) تو وہ (باغ) کٹی ہوئی فصل کی طرح ہو گیا۔(۲۰) پس انہوں نے صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کو آواز دی۔(۲۱) کہ اگر تم نے پھل توڑنا ہے تو سویرے سویرے اپنی کھیتی کی طرف چلو۔(۲۲) تو وہ اس حال میں چل پڑے کہ چپکے چپکے ایک دوسرے سے کہتے جاتے تھے۔(۲۳) کہ خبردار! آج تمہارے پاس اس باغ میں کوئی مسکین نہ آنے پائے۔(۲۴) اور وہ اس (مسکین کو کچھ نہ دینے) پر قادر سمجھ کر نکلے۔(۲۵) اور جب باغ کو (برباد) دیکھا تو کہا کہ ہم راستہ بھول گئے ہیں۔(۲۶) بلکہ ہم محروم ہو گئے ہیں۔(۲۷) جو ان میں سے بہتر آدمی تھا اس نے کہا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ (خدا کی) تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ (۲۸) (تب) انہوں نے کہا کہ پاک ہے ہمارا پروردگار بے شک ہم ظالم تھے۔(۲۹) پھر وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باہم لعنت ملامت کرنے لگے۔(۳۰) (اور) کہنے لگے وائے ہو ہم پر! بے شک ہم سرکش ہو گئے تھے۔ (۳۱) امید ہے کہ ہمارا پروردگار ہمیں اس (باغ) کے بدلے اس سے بہتر باغ عطا کر دے ہم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتے ہیں۔(۳۲) اسی طرح عذاب آتا ہے اور آخرت کا عذاب تو (اس سے بھی) بہت بڑا ہے کاش کہ یہ لوگ جانتے۔(۳۳)

تشریح الالفاظ

(۱) **یسطرون**۔ یہ سطر سے مشتق ہے جس کے معنی لکھنے کے ہیں۔(۲) **ممنون**۔ یہ من سے مشتق ہے جس کے معنی قطع ہونے کے بھی ہیں اور احسان جتانے کے بھی ہیں اس لئے اس لفظ کے مختلف ترجمے کئے جاتے ہیں ۔(۳) **لو تدھن**۔ یہ ادہان سے مشتق ہے جس کے معنی نرمی اختیار کرنے اور ڈھیلے پڑنے کے ہیں دوسرے لفظوں میں یہ روش منافقت سے ملتی جلتی ہے کہ دل میں کچھ ہو اور ظاہر کچھ اور کیا جائے۔(۴) **ھمّاز**۔ جو کہ مبالغہ کا صیغہ ہے اس کے معنی بڑے نکتہ چین کرنے والے کے اور بڑے طعن و تشنیع کرنے والے کے

ہیں۔(۵)معتدٍ۔کے معنی ہیں حد سے تجاوز کرنے والا۔(٦)عتل۔کے معنی سخت اور اکھڑ مزاج کے ہیں۔ (۷)زنیم۔کے معنی بداصل اور لئیم اور کمینہ کے ہیں۔(۸)سَنِسِمُه۔وسم کے معنی داغ دینے کے ہیں۔(۹)الخرطوم۔ کے معنی ہاتھی کی سونڈ کے ہیں یہاں مراد ناک کے ہیں۔(۱۰)لیصرمنھا۔صرم کے معنی پھل توڑنے کے ہیں۔(۱۱)الصریم۔صریم کے معنی کٹے ہوئے غلہ کے ہیں اور اس زمین کے بھی ہیں جس سے فصل کاٹ لی گئی۔(۱۲)حرد۔کے معنی عزم وارادہ کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)نٓ۔والقلم وما یسطرون....الآیۃ

ن کی لفظ حروف مقطعات میں سے ہے جو ان متشابہات میں سے ہیں جن کی حقیقی تاویل خدا اور راسخون فی العلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا جیسا کہ اس بات کی کئی بار وضاحت کی جا چکی ہے ہاں البتہ بعض اخبار وآثار میں اس سے جنت کی ایک نہر بھی مراد لی گئی ہے۔یہ پیغمبر اسلامؐ کا ایک نام ہے ان پانچ ناموں میں سے جو قرآن میں مذکور ہیں جیسے محمد،احمد عبداللہ،یس اور نون اور یہ کہ اس سے وہ سیاہی مراد ہے جس سے لوح محفوظ کے مندرجات لکھے گئے تھے۔(مجمع البیان وصافی وغیرہ)واللہ العالم۔

اس طرح وہ قلم جس کی یہاں قسم کھائی جا رہی ہے اس میں بھی اختلاف ہے کہ اس سے کون سا قلم مراد ہے بعض اخبار میں اس سے وہ نورانی قلم مراد لیا گیا ہے جس سے لوح محفوظ میں ما کان اور ما یکون لکھا گیا ہے بعض نے اس سے وہ قلم مراد لیا ہے جس سے قرآن مجید لکھا جاتا ہے اور بعض نے اس سے عام قلم مراد لیا ہے جس سے لوگ لکھتے ہیں یہی قلم ہے جو علوم وفنون کی نشر واشاعت کا ذریعہ ہے،اسی سے قرآں وسنت کے حقائق رقم کئے جاتے ہیں اور اسی کے توسط سے کائناتی اسرار ورموز سپرد قرطاس کئے جاتے ہیں اور اسی سے علم وحکمت کے موتی بکھیرے جاتے ہیں اور اگر کوئی بدبخت ضال ومضل آدمی قلم کو غلط استعمال کرکے اس کے تقدس کو مجروح کرے اور خلق خدا کو گمراہ کرے اور غلط باتوں کو حوالہ قرطاس کرے تو اس سے قلم کی حقیقی افادیت مجروح نہیں ہوتی جیسے کہ خداوند عالم کی بے شمار نعمتوں کو غلط مصرف میں صرف کرنے سے ان نعمتوں کی افادیت متاثر نہیں ہوتی۔

بہرحال بعض دانشوروں کے بقول قلم کا تقدس ماں بہن کی عصمت سے کم نہیں ہے دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ سب اہل قلم کو اس کی عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سے وہ کچھ لکھنے لکھوانے کی توفیق مرحمت فرمائے جس سے اس کا تقدس مجروح نہ ہو۔

۲)مَآ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ...الآیة

پیغمبر اسلامؐ میں جنوں کا کوئی نام ونشان نہیں ہے

یہ جواب قسم ہے چونکہ کفار ومشرکین جہاں حضرت رسول خداؐ پر اور بہت سی افترا پردازایاں اور تہمت سازیاں کرتے تھے وہاں ایک بہتان یہ بھی باندھتے تھے کہ آپ مجنوں ہیں (العیاذ باللہ) تو خدائے رحیم یہاں قلم اور جو کچھ اس سے لوگ لکھتے ہیں کی قسم کھا کر فرمارہا ہے کہ اللہ کے فضل واحسان سے آپ ہرگز مجنون نہیں ہیں۔ اور بہت جلد یعنی کل فردائے قیامت جب حقیقت حال واضح ہوگی تو تم بھی دیکھ لوگے اور وہ لوگ بھی کہ کون جنون میں مبتلا تھا؟ خالق دوجہاں کی توحید کا قرار کرنے اور اس کے اوامر ونواہی پر عمل کرنے والے یا خدا کے منکر، اصنام واوہام کی پرستش کرنے والے اور شیطان کے غلام بے دام؟

بہرحال اللہ بہتر جانتا ہے کہ گم کردہ راہ کون ہے اور ہدایت یافتہ کون؟

انجا کہ عیاں است چہ حاجت بیان راست

۳)وَاِنَّ لَكَ لَاَجۡرًا...الآیة

پیغمبر اسلامؐ کیلئے لازوال اجر وثواب ہے

آپ خلق خدا کو چاہ ضلالت سے نکال کر جادہ رشد وہدایت پر لانے اور چلانے کے سلسلہ میں جو زحمتیں برداشت کررہے ہیں اور جب کفار ومشرکین آپ پر تہمت تراشیاں کرتے ہیں اور کاہن ومجنون کہتے ہیں تو آپ یہ اذیتیں بھی سہہ رہے ہیں اور پورے عزم وثبات سے اپنے فرض منصبی کو ادا کررہے ہیں اور چونکہ آپ کی اس تبلیغ اور ہدایت کے آثار قیامت تک باقی رہنے والے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ آپ کو وہ لازوال اجر وثواب عطا فرمائے گا جس کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ نیز چونکہ آپ اپنی محنت اور کارکردگی کی وجہ سے اس اجر وثواب کے واقعی مستحق ہیں۔ لہٰذا اس کا احسان آپ کو جتایا نہیں جائے گا۔

۴)وانك لعلی خلق عظیم...الآیة

پیغمبرؐ اسلام خلق عظیم کے مالک ہیں

خلق کیا ہے؟ علماء اخلاق نے اس کی تعریف یہ کی ہے کہ الخلق ملكة نفسانيه يسهل على المتصف بها الاتيان بالافعال الجميلة۔ یعنی خلق نفس انسانی کے اس ملکہ کا نام ہے کہ وہ جس میں

پایا جائے اس کیلئے افعال جمیلہ اور اخلاق حسنہ کا بجالانا آسان ہوجاتا ہے۔ حضرت رسول خداؐ صرف بااخلاق ہی نہیں بلکہ قرآنی لفظوں میں خلق عظیم کے مالک ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ اخلاق کا تعلق انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں سے ہے تو گویا خدائے علیم وحکیم نے آپ کو خلق عظیم سے نواز کر انسانی زندگی کے ہر ہر شعبہ میں آپ کی سیرت وکردار اور روش ورفتار کی عظمت وبلندی پر اپنی مہر تصدیق لگادی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب بعض لوگوں نے بعض ازواج النبی سے آپ کے اخلاق عالیہ کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ نے یہ جامع جواب دیا تھا کہ **کان خلقه القرآن** کہ آپ کا خلق قرآن تھا۔ یعنی جن اچھے اخلاق کے اختیار کرنے کا قرآن نے حکم دیا ہے آپ ان سب سے متصف تھے اور قرآن نے جن برے خصائل وعادات سے منع کیا ہے آپ کا دامن ان برے اخلاق کی آلودگی سے پاک تھا۔

اخلاق عالیہ کی قدرے وضاحت

اعلیٰ اخلاق صرف اسی چیز کا نام نہیں ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کی روش ورفتار کو دیکھ کر اس کے مطابق اپنا رویہ اختیار کرے یعنی بھلائی کے بدلے بھلائی اور برائی کے بدلے برائی کرے۔ بلکہ اخلاق عالیہ رکھنے والے انسان کا رویہ دوسرے لوگوں کے رویہ ورفتار سے بلند تر ہونا چاہیے کوئی اس سے بھلائی کرے یا برائی وہ بہرحال ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرے۔ حضرت رسولؐ چونکہ ایک بااصول انسان کامل تھے اسلئے ان کا اخلاق یہی دوسری قسم کا اخلاق تھا اور آپ کا یہ اعلیٰ درجہ کا اخلاق آپ کے دعویٰ کی تصدیق تھا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں کیونکہ اللہ کے ایک نمائندہ کا اخلاق ایسا ہی ہونا چاہیے کہ ع

وہ دغا کرتے رہے اور یہ وفا کرتے رہے

دشمن گالیاں بک بک کے اور تہمتیں لگالگا کر اور اذیتیں پہنچا پہنچا کے تھک جاتے ہیں مگر خلق عظیم کا مالک دعا کرتے ہوئے نہیں تھکتا کہ **رب اهد قومي انهم لايعلمون**! خاتم النبیین کے اخلاق عالیہ کی یہ وہ معراج کمال ہے کہ جس تک انبیاء ومرسلین کی بھی رسائی نہیں ہے۔

فاق النبين فی خلق وفی خلق
ولم يدانوه فی علم ولا كرم
فانه شمس فضل هم كواكبها
يظهرن انوار هاللناس فی ظلم

(بوصیری)

۵)فلا تطع المکذبین۔۔۔الآیۃ

تکذیب کرنے والوں کی بات نہ ماننے کا فلسفہ یہ ہے کہ وہ اس قابل ہی نہیں کہ انکا کہنا مانا جائے کیونکہ آپ حق کے علمبردار ہیں اور دلیل و برہان پر قائم ہیں اور ایسے انسان جس کے قول وفعل میں کوئی تضاد نہیں ہے اور وہ بے اصول، بے دلیل اور باطل نواز لوگ ہیں جن کا کل سرمایہ کذب وافتراء اور قول وفعل کا تضاد ہے آپ بااصول ہیں اور ان کا کوئی اصول نہیں ہے وہ کبھی ایک بات کہتے ہیں اور کبھی دوسری بات۔

۶)وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ۔۔۔الآیۃ

کفار یہ چاہتے تھے کہ پیغمبر اسلامؐ اپنی دعوت حق میں کچھ نرمی کریں یعنی وہ اپنے پروردگار کی توحید کی طرف بلانے اور ان کے معبودوں کی مذمت کرنے میں سختی نہ کریں تو ہم بھی آپ کی مخالفت میں کمی کردیں گے بلکہ بعض آثار سے واضح ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اس سلسلہ میں چند احمقانہ تجاویز بھی پیش کی تھیں منجملہ ان کے ایک یہ تھی کہ آنحضرتؐ کبھی ہمارے معبودوں کی پرستش کرلیا کریں اور کبھی ہم ان کے معبود کی عبادت کرلیں گے۔ مگر قرآن اور بانی اسلام نے اس مداہنت کو مسترد کردیا اور ایسی دوغلی پالیسی اختیار کرنے سے صف انکار کردیا اور واضح کردیا کہ اصول پر سودے بازی کرنے کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

۷)ولا تطع کل حلّافٍ۔۔۔الآیۃ

ولید بن مغیرہ کی سخت مذمت

قرآن مجید کے انداز بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کوئی خاص بدبخت شخص ہے جس میں بیک وقت یہ تمام رزائل اور برے خصائل پائے جاتے ہیں وہ حلاف ہے یعنی بہت قسمیں کھانے والا ہے اور ذلیل بھی ہے وہ بڑا نکتہ چین بھی ہے اور بڑا چغل خور بھی اور وہ قرآں جیسی عظیم الشان کتاب کے مطالب کو اساطیر الاولین بھی کہتا ہے اور وہ یہ سب کچھ اس بناء پر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ مالدار اور کثیر الاولاد ہے اس انداز بیان سے (کہ نام لئے بغیر اس شخص کے اتنے برے خصائل بیان کردیئے گئے ہیں) واضح ہوتا ہے کہ یہ شخص اپنی ان بری عادات کی وجہ سے مکہ میں اس قدر مشہور تھا کہ اس کا نام لینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی کیونکہ اسکے یہ برے صفات سنکر وہاں کا ہر شخص یہ سمجھ جاتا ہے کہ اس سے کون شخص مراد ہے؟ اگرچہ مفسرین میں فی الجملہ اختلاف ہے کہ اس سے کون شخص مراد ہے؟ اور انہوں نے اس سلسلہ میں تین نام گنوائے ہیں مگر مشہور ومنصور قول یہی ہے کہ اس سے مکہ کا مشہور بدمعاش سردار ولید بن مغیرہ مراد ہے۔ واللہ العالم۔

فائدہ

اس واقعہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص بدعقیدہ اور بدکردار ہو تو اسے برے القاب اور ناپسندیدہ صفات کے ساتھ یاد کرنا شرعاً جائز ہے۔

۸) انا بلوناھم۔۔۔الآیۃ

کفار مکہ کیلئے ایک تمثیل اور ایک خاص باغ والوں کا قصہ

یہاں اس تمثیل میں کفار و مشرکین کے اکابر اور سرداران قریش کو سرزنش کرنا مقصود ہے جن کو خدا نے مال و دولت اور اولاد و احفاد کی دولت سے نوازا تھا مگر انہوں نے خدا کا شکر بجا لانے اور پیغمبر اسلام کی تصدیق کرنے کی بجائے اباء و انکار اور کفر و استکبار کی راہ اختیار کی تو انہیں متنبہ کیا جا رہا ہے کہ تم سے پہلے بھی کئی لوگ گزر چکے ہیں کہ جن کو ہم نے اپنے انعامات سے نوازا تھا مگر جب انہوں نے کفران نعمت جیسے عظیم جرم کا ارتکاب کیا تو ہم نے ان سے وہ سب نعمتیں چھین لیں اور انہیں ذلیل و رسوا کر دیا۔ چنانچہ اگر تم نے بھی اپنی موجود روش و رفتار نہ بدلی تو پھر تمہارا انجام بھی ان لوگوں سے مختلف نہ ہوگا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ ملک یمن کے دارالحکومت صنعاء کے نزدیک ایک نیکوکار اور رحم دل آدمی رہتا تھا جس کا ایک بڑا عالیشان باغ تھا جس کی آمدنی سے وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضرورت کے مطابق رکھ کر باقی سب مال غریبوں اور مسکینوں پر خیرات کر دیتا تھا۔ پس جب اس کا انتقال ہوا تو اس نے اپنے بعد تین بیٹے وارث چھوڑے جن کا مزاج بدقسمتی سے اپنے والد کے برعکس تھا وہ سخی تھا اور یہ کنجوس تھے وہ رحم دل تھا یہ سخت دل انہوں نے کہا کہ والد کے وقت ہماری نفری کم تھی اور اب ہمارے اہل و عیال زیادہ ہو گئے ہیں لہٰذا ہم والد کی طرح خیرات نہیں کر سکتے ہم تو باغ کی ساری آمدنی خود استعمال کریں گے اور غریبوں کو بالکل کچھ نہیں دیں گے چنانچہ ان کا وہ انجام ہوا جو قرآن مجید میں مذکور ہے اور ترجمہ سے بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے۔ (تفسیر مجمع البیان، روح المعانی)

۹) کذالك العذاب۔۔۔الآیۃ

خدا طرح اپنا عذاب نازل کرتا ہے اور قیامت کا عذاب تو بہرحال اس سے بڑا ہے ارشاد قدرت ہے لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ اگر تم شکرانہ نعمت کروگے تو میں تمہاری نعمتوں میں اضافہ کردوں گا اور اگر تم نے کفران نعمت کیا تو میرا عذاب اور میری گرفت بھی بڑی سخت ہے۔

ایضاح

اس قسم کا عبرت انگیز دو باغوں کا ایک واقعہ سورہ کہف رکوع ۵ میں بھی گزر چکا ہے اس مقام پر اس کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے کہ جو فائدہ سے خالی نہیں ہے۔

درس عبرت

اس واقعہ سے یہ درس ملتا ہے کہ اگر خداوند عالم کسی بندہ کو مال و دولت کی نعمت سے نوازے تو اسے چاہیے کہ اس سے غریبوں اور مسکینوں کا حصہ بھی نکالے اس طرح خدا اسے مزید برکت دے گا اور اس عطیہ کو اپنی قابلیت کا نتیجہ سمجھ کر بخل سے کام نہ لے ورنہ سب کچھ چھن جائے گا۔

آیات القرآن

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۭ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ تَسْئَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ

كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿٤٨﴾ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٢﴾

ترجمۃ الآیات

بے شک پرہیزگاروں کیلئے ان کے پروردگار کے ہاں نعمت وآسائش کے باغات ہیں۔(۳۴) کیا ہم فرمانبرداروں کو مجرموں کی مانند کردیں گے؟(۳۵) تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟ (۳۶) کیا تمہارے پاس کوئی (آسمانی) کتاب ہے جس میں تم (یہ) پڑھتے ہو؟ (۳۷) کہ تمہارے لئے اس میں وہ کچھ ہے جو تم پسند کرتے ہو؟ (۳۸) یا کیا تم نے ہم سے کچھ قسمیں لی ہیں کہ قیامت میں تمہارے لئے وہی کچھ ہے جس کا تم حکم لگاؤ گے (فیصلہ کروگے؟)(۳۹) ان سے پوچھئے کہ ان میں سے کون ان (بے بنیاد باتوں) کا ضامن ہے؟ (۴۰) یا انکے کچھ آدمی (ہمارے) شریک ہیں؟ تو اگر وہ سچے ہیں تو پھر اپنے وہ شریک پیش کریں۔(۴۱) (وہ دن یاد کرنے کے لائق ہے) جب پنڈلی کھولی جائے گی (یعنی سخت وقت ہوگا) اور ان (کافروں) کو سجدہ کیلئے بلایا جائے گا تو (اس وقت) وہ سجدہ نہیں کرسکیں گے۔(۴۲) ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی (اور ان پر ذلت چھائی ہوگی۔ حالانکہ انہیں اس وقت (بھی دنیا میں) سجدہ کی دعوت دی جاتی تھی جب وہ صحیح وسالم تھے۔(۴۳) پس (اے رسول) آپ مجھے اور اس کو چھوڑ دیں جو اس کتاب کو جھٹلاتا ہے ہم انہیں اس طرح بتدریج تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔(۴۴) اور میں انہیں مہلت دے رہا ہوں۔ بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔ (۴۵) کیا آپ ان سے کوئی اجرت طلب کرتے ہیں کہ وہ اس تاوان کے بوجھ تلے دبے جاتے ہیں؟(۴۶) یا کیا ان کے پاس غیب ہے سو جسے وہ لکھ رہے ہیں؟ (۴۷) پس آپ اپنے پروردگار کے فیصلے تک صبر کریں اور مچھلی والے (جنابِ یونس) کی طرح نہ ہوں جب اس نے اس حال میں (اپنے پروردگار کو) پکارا کہ وہ غم وغصہ سے بھرا ہوا تھا (یا مغموم تھا)۔(۴۸) اگر ان کے پروردگار کا

فضل وکرم ان کے شاملِ حال نہ ہوتا تو انہیں اس حال میں چٹیل میدان میں پھینک دیا جاتا کہ وہ مذموم ہوتا۔(۴۹) مگر اس کے پروردگار نے اسے منتخب کرلیا اور اسے (اپنے) نیکوکار بندوں سے بنا دیا۔(۵۰) اور جب کافر ذکر (قرآن) سنتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی (تیز و تند) نظروں سے آپ کو (راہِ راست) سے پھسلا دیں گے اور کہتے ہیں کہ یہ ضرور دیوانہ ہے۔(۵۱) حالانکہ وہ (قرآن) تو تمام جہانوں کیلئے نصیحت ہے۔(۵۲)

تشریح الالفاظ

(۱) تخیرون۔ کے معنی ہیں جو کچھ تمہیں پسند ہے۔(۲) زعیم۔ کے معنی ضامن اور کفیل کے ہیں۔(۳) یکشف عن ساق۔ کے لفظی معنی ہیں جس دن پنڈلی کھولی جائے گی یعنی جب معاملہ بہت سخت ہوجائے گا۔(۴) ترھقھم ۔رھق یرھق کے معنی لاحق اور شامل ہونے کے ہیں۔(۵) املی لھم۔ املاء کے معنی مہلت اور ڈھیل دینے کے ہیں۔(۶) وھو مکظوم۔ کے معنی مصیبت زدہ کے بھی ہیں اور غم وغصہ سے بھرے ہوئے کے بھی (۷) بالعراء عراء کے معنی لق ودق صحراء کے ہیں۔(۸) لیزلقونك۔ زلق کے معنی پھسلانے اور متزلزل کرنے کے ہیں (۹) الذکر۔ اس سے مراد قرآن مجید ہے۔(۱۰) ان ھو۔ بناء بر مشہور ھو کا مرجع قرآن ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مرجع رسول خداؐ ہیں۔

تفسیر الآیات

۱۰) اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ۔۔۔ الآية

متقین کے اچھے انجام کا بیان

سابقہ آیتوں میں مجرمین کے عذاب وعقاب کے تذکرہ کے بعد حسب دستور یہاں متقین کے اجر و ثواب اور نعمت وآسائش کے باغات میں ہمیشگی قیام کرنے کا تذکرہ فرما رہا ہے سچ ہے کہ **والعاقبة للمتقين**۔

۱۱) افنجعل المسلمین۔۔۔ الآية

کفار کے نظریہ کی رد

کفار کا خیال تھا کہ پہلے تو قیامت آئے گی نہیں اور اگر آ بھی گئی جیسا کہ پیغمبر اسلام کہتے ہیں تو جس

طرح دنیا میں مال اولاد اور دوسری نعمتوں کے لحاظ سے ہماری حالت مسلمانوں سے عمدہ ہے اسی طرح آخرت میں بھی ہماری حالت ان سے بہتر ہی ہوگی یا کم از کم ان جیسے تو ضرور ہوں گے انہیں ہم پر کوئی فضیلت نہیں ہوگی ان کے جواب میں ارشاد قدرت ہے کہ کیا ہم اپنے فرمانبرداروں کو مجرموں اور نافرمانوں کے برابر کردیں گے ؟ حاشا وکلا ایسا کرنا ہمارے عدل اور ہماری حکمت کے سراسر خلاف ہے لہٰذا تمہارا فیصلہ خلاف عقل وعدل ہے اس لئے پہلے گروہ کا انجام بخیر ہوگا اور دوسرے کا برا اور یہی عدل وانصاف کا تقاضا ہے۔

۱۲)ام لکم کتاب ۔۔۔الآیۃ

ان آیات کے مطالب کا خلاصہ یہ ہے

ان تین چار آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ خداوند حکیم ان لوگوں کی مزید زجر وتوبیخ کرتے ہوئے اور ان کو لاجواب کرنے انکا ناطقہ بند کرنے کی خاطر مزید فرمارہا ہے کہ عقل وخرد کا فیصلہ تو تمہارے خلاف ہے کہ کبھی مسلم ومجرم برابر نہیں ہوسکتے تو تمہارے پاس کوئی نقلی دلیل ہے یعنی کوئی ایسی آسمانی کتاب ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ تمہارے لئے دنیا وآخرت میں وہ کچھ ہے جو تم پسند کرتے ہو تو قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ؟؟

یا اللہ تعالیٰ سے تم نے قسمیں کھا کر کوئی عہد وپیمان کیا ہوا ور پھر یہ عہد وپیمان بھی قیامت کیلئے ہو کہ تمہارے لئے وہی کچھ ہوگا جس کا تم حکم لگاؤ گے اور اپنے لئے فیصلہ کروگے تمہارا کون نمائندہ اس کا مدعی اور اس کے ثابت کرنے کا ضامن ہے؟ یا پھر ایک صورت اور ہوسکتی ہے کہ اگر تمہارے پاس خدا کے کچھ ایسے شریک موجود ہیں جو خدائی فیصلوں میں اس کے ساتھ شریک ہیں اور پھر خدا ان کے فیصلے تسلیم بھی کرتا ہے تو پھر ان شریکوں کو پیش کرو جو اس معاہدہ کی گواہی دیں اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو؟ واضح رہے کہ اس قسم کی چند آیات قبل ازیں چند مقامات پر مع تفسیر گزر چکی ہیں جیسے سور فاطر آیت ۴۰، سورہ زخرف آیت ۲۰، اور سورہ سباء آیت ۲۷۔ لہٰذا مزید تفصیل کیلئے وہاں رجوع کیا جائے۔

۱۳)یَوۡمَ یُکۡشَفُ ۔۔۔الآیۃ

کشف ساق سے کیا مراد ہے؟

کچھ لوگ سوچے سمجھے بغیر کہہ دیا کرتے ہیں کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ اپنی پنڈلی سے کپڑا ہٹائے گا اور کافروں کو اس کا سجدہ کرنے کیلئے بلائے گا مگر جب وہ سجدہ نہیں کرسکیں گے تو انہیں پکڑ کر جہنم میں جھونک

دے گا حالانکہ یہ بات عقل وشرع کے سراسر خلاف ہے پہلے تو خدا جسم وجسمانیات سے منزہ ہے لہٰذا اس کیلئے پنڈلی اور اس سے کپڑا اٹھانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اور دوسرے قیامت کا دن دنیاوی نیک یا بداعمال کی جزاوسزا کا دن ہے اس میں سجدہ کرنے یا کسی دوسری عبادت کے بجالانے کا کیا امکان ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ کشف ساق کلام عرب میں شدت وسختی کے اظہار کا ایک محاورہ ہے کیونکہ جب آدمی نے کوئی مشکل کام کرنا ہو یا جلد راستہ طے کرنا ہو تو وہ اپنا پاجامہ یا تہمند تھوڑا سا اونچا کر لیتا ہے جس سے پنڈلیاں ظاہر ہوجاتی ہیں بناء بریں سخت وقت میں سجدہ کا یہ مطالبہ محض زجر وتوبیخ کیلئے ہوگا چنانچہ جو لوگ دار دنیا میں جبکہ وہ صحیح وسالم تھے اور سجدہ نہیں کرتے تھے آج بھی ان کی پشت اس طرح سخت ہوجائے گی کہ اگر نمائشی سجدہ کرنا بھی چاہیں گے تو نہیں کرسکیں گے۔ لہٰذا ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی اور ان پر ذلت ورسوائی چھارہی ہوگی اور پھر اسی حالت میں جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔

۱۴) فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ۔۔۔الآية

اے رسولؐ! آپ مجھے اور اس کتاب کو جھٹلانے والوں کو چھوڑ دیں یعنی ان کا معاملہ میرے سپرد کر دیں میں خود ان سے نپٹ لوں گا اور میں خود ان سے انتقام لوں گا اور آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو ان کے شر اور ضرور زیاں سے بچاؤں گا اور میں ان کو استدراج وحکمت عملی سے اس طرح آہستہ آہستہ تباہی وبربادی کی طرف لے جاؤں گا کہ انہیں خبر بھی نہ ہوگی یعنی پہلے نعمتوں سے نوازوں گا جس سے ان کی خدا فراموشی میں اضافہ ہوگا اور مزید نافرمانی کریں گے اور پھر ان کی اس روش ورفتار کی پاداش میں ایک دم ان پر عذاب نازل کر کے ان کو اپنی سخت گرفت میں لے لوں گا۔

واضح رہے کہ قبل ازیں سورہ اعراف کی آیت ۱۸۰ میں استدراج اور املا وامہال کے مفہوم کی مکمل وضاحت کی جاچکی ہے تفصیل معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات اس مقام کی طرف رجوع کریں۔

۱۵) اَمْ تَسْأَلُهُمْ اَجْرًا۔۔۔الآية

یہ دو آیتیں انہی الفاظ کے ساتھ قبل ازیں سورہ طور آیت ۴۰۔۴۱ میں مع تفسیر گزر چکی ہیں لہٰذا اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۱۶) فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ۔۔۔الآية

جناب یونسؑ کا قصہ

اے رسولؐ! اپنے پروردگار کے فیصلہ تک صبر کریں اور مچھلی والے یعنی جناب یونسؑ کی طرح جلد بازی سے کام نہ لیں۔ جناب یونسؑ کی داستان قبل ازیں قرآن مجید کے متعدد مقامات پر تفصیل سے گزر چکی ہے اور ان کے ترک اولی کی تفصیل اور توجیہ بھی بیان کی جا چکی ہے جیسے خود سورہ یونس آیت ۹۸، سورہ انبیاء آیت ۸۷ اور سورہ الصافات آیت ۱۴۰ اور اس کے بعد والی آیات وغیرہ۔ لہٰذا ان حالات وواقعات کے تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔ مذکورہ بالا مقامات کی طرف رجوع کیا جائے۔

۱۷) وَاِنۡ يَّكَادُ الَّذِيۡنَ ۔۔۔ الآیۃ

اس آیت میں کفار ومشرکین کی باطنی کیفیت بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے بغض وعداوت کی وجہ سے جو ان کو پیغمبر اسلامؐ سے ہے ان کی طرف اس طرح تیز وتند نگاہوں سے گھور گھور کر دیکھتے ہیں بالخصوص جب آپ قرآن مجید پڑھ کر سنا رہے ہوتے ہیں کہ گویا آپ کو کھا جائیں گے اور آپ کو متزلزل کر دیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ اسے اس طرح تیز وتند نگاہوں سے پھسلا دیتے کہ وہ ان سے خوفزدہ ہو کر اور ڈر کر اپنا دعویٰ ہی چھوڑ دیتا اس سے اصل مقصد ان کی تند نگاہوں کی شدت وحدت کا بیان کرنا ہے وبس۔ اور بعض مفسرین نے اس سے نظر بد مراد لی ہے جس کی تاثیر نا قابل انکار ہے اور اس موضوع پر قبل از ل مفصل گفتگو کی جا چکی ہے۔ فراجع

۱۸) وَمَا هُوَ ۔۔۔ الآیۃ

مشہور یہ ہے کہ **ھو** کی ضمیر کا مرجع قرآن مجید ہے کہ جس سے کفار اسقدر سیخ پا ہوتے ہیں تو وہ تمام جہانوں کیلئے نصیحت ہے اور بعض مفسرین نے اس کا مرجع پیغمبر اسلامؐ کی ذات گرامی صفات کو قرار دیا ہے کہ جس رسول سے وہ اس قدر بغض وعناد رکھتے ہیں اور اسے دیوانہ کہتے ہیں وہ تو سب جہانوں کیلئے مجسم یاددہانی اور نصیحت ہیں۔ قرآن مجید کے کئی اور مقامات پر آنحضرتؐ کو ذکر کہا گیا ہے۔ جیسے **قدانزل الله الیکم ذکرا رسولا**۔ (مجمع البیان) واللہ العالم

سورہ قلم کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بفضلہٖ تعالیٰ اور اس کے حسن توفیق سے اختتام پذیر ہوئی والحمد للہ

۲۹ ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

سورہ الحاقہ کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کا آغاز لفظ الحاقہ سے ہوا ہے اسی سے اس کا یہ نام تجویز ہوا ہے۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے کہ اور مضامین اور انداز بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت رسول خداؐ کی مکی زندگی کے تین ادوار میں سے پہلے دور میں نازل ہوئی ہے اور وہ بھی اس وقت جب کہ آپ کی مخالفت شروع ہو چکی تھی مگر ہنوز اس میں شدت پیدا نہیں ہوئی تھی۔

سورہ الحاقہ کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ قیامت کے بہت سے ناموں میں سے ایک نام الحاقہ بھی ہے۔

۲۔ خدا نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ قیامت ضرور برپا ہوگی۔

۳۔ قیامت کے جھٹلانے والوں کے برے انجام کا بیان۔

۴۔ قیامت کے ہولناک مواقع و مناظر کا تذکرہ۔

۵۔ نامۂ ہائے اعمال کا دائیں اور بائیں ہاتھ میں دیا جانا۔

۶۔ قوم ثمود و عاد کی بربادی کا تذکرہ۔

۷۔ حاملان عرش الٰہی کا تذکرہ۔

۸۔ قرآن کے کلام اللہ ہونے اور کسی شاعر و کاہن کا کلام نہ ہونے کا بیان۔

۹۔ رسول خدا کو بھی کلام اللہ میں اپنی طرف سے کچھ گھٹانے بڑھانے کا کوئی حق نہیں ہے۔

۱۰۔ اگر رسول خداؐ نبوت و رسالت کا غلط دعویٰ کرتے تو ان کو سخت ترین سزا دی جاتی۔

۱۱۔ قرآن یقیناً کلام خدا ہے اور جھٹلانے والوں کو آخر کار پچھتانا پڑے گا۔

سورہ الحاقہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خداؐ سے منقول ہے فرمایا جو شخص سورہ حاقہ کی تلاوت کرے گا تو اس کا آسان حساب لیا

جائے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا سورہ حاقہ بکثرت پڑھا کرو کیونکہ نمازہائے فریضہ ونافلہ میں اس کی تلاوت کرنا خدا اور رسول پر ایمان لانے کی علامت ہے اور اس کے قاری کا ایمان یوم اللقا تک کبھی سلب نہیں ہوگا۔ (ایضاً، ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۵۲) (سورۃ الحاقہ مکیہ) (رکوعاتہا ۲)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَآقَّةُ ۝۱ مَا الْحَآقَّةُ ۝۲ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝۳ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝۴ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝۵ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝۶ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝۷ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝۸ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝۹ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝۱۰ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝۱۱ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝۱۲ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝۱۳ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۝۱۴ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝۱۵ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۝۱۶ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۭ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۝۱۷ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝۱۸ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝۱۹ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝۲۰ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۲۱ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۲۲ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝۲۳ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي

الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ۝۲۴ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ۬ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۝۲۵ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۝۲۶ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۝۲۷ مَاۤ اَغْنٰى عَنِّیْ مَالِیَهْ ۝۲۸ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۝۲۹ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝۳۰ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۝۳۱ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝۳۲ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۝۳۳ وَلَا یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۝۳۴ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ ۝۳۵ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ۝۳۶ لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ۝۳۷

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا۔ برحق واقع ہونے والی۔ (۱) کیا ہے وہ برحق واقع ہونے والی۔ (۲) اور (اے مخاطب) تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ برحق واقع ہونے والی۔ (۳) قبیلۂ ثمود اور عاد نے کھڑ کھڑانے والی (قیامت) کو جھٹلایا۔ (۴) پس ثمود تو ایک حد سے بڑھے ہوئے حادثہ سے ہلاک کئے گئے۔ (۵) اور بنی عاد ایک حد سے زیادہ تیز و تند (اور سرد) آندھی سے ہلاک کئے گئے۔ (۶) اللہ نے اسے مسلسل سات رات اور آٹھ دن تک ان پر مسلط رکھا تم (اگر وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ اس طرح گرے پڑے ہیں کہ گویا وہ کھجور کے کھوکھلے تنے ہیں۔ (۷) تو تمہیں ان کا کوئی باقی بچ جانے والا نظر آتا ہے؟ (۸) اور فرعون اور اس سے پہلے والوں اور الٹی ہوئی بستیوں (والوں) نے (یہی) خطا کی۔ (۹) (یعنی) اپنے پروردگار کے رسول کی نافرمانی کی تو اس (اللہ) نے ان کو حد سے بڑھی ہوئی گرفت میں لے لیا۔ (۱۰) اور پانی جب حد سے بڑھ گیا تو ہم نے تم کو (یعنی تمہارے آباء و اجداد کو) کشتی میں سوار کیا۔ (۱۱) تاکہ ہم اس (واقعہ) کو تمہارے لئے یادگار بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان اسے محفوظ رکھیں۔ (۱۲) سو جب ایک بار صور پھونکا جائے گا۔ (۱۳) اور زمین اور پہاڑوں کو ایک ہی دفعہ پاش پاش کر دیا جائے گا۔

(۱۴) تو اس دن واقع ہونے والی (قیامت) واقع ہوجائے گی۔ (۱۵) اور آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اس دن بالکل کمزور ہوجائے گا۔ (۱۶) اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے اور آپ کے پرورگار کے عرش کو اس دن آٹھ (فرشتے) اٹھائے ہوں گے۔ (۱۷) اس دن تم (اپنے پروردگار کی بارگاہ میں) پیش کئے جاؤ گے اور تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہ رہے گی۔ (۱۸) پس جس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا آؤ پڑھو میرا نامۂ اعمال۔ (۱۹) میں سمجھتا تھا کہ میں اپنے حساب کتاب سے دوچار ہونے والا ہوں۔ (۲۰) وہ ایک پسندیدہ زندگی میں ہوگا۔ (۲۱) (یعنی) اس عالیشان بہشت میں ہوگا۔ (۲۲) جس کے تیار پھلوں کے خوشے جھکے ہوئے ہوں گے۔ (۲۳) (ان سے کہا جائے گا) کھاؤ اور پیو مزے اور خوشگواری کے ساتھ ان اعمال کے صلے میں جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کئے ہیں۔ (۲۴) اور جس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا کہ کاش میرا نامۂ اعمال مجھے نہ دیا جاتا۔ (۲۵) اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کتاب کیا ہے؟ (۲۶) اے کاش وہی موت (جو مجھے آئی تھی) فیصلہ کُن ہوتی۔ (۲۷) (ہائے) میرے مال نے مجھے کوئی فائدہ نہ دیا۔ (۲۸) (آہ) میرا اقتدار ختم ہوگیا۔ (۲۹) (پھر حکم ہوگا) اسے پکڑو اور اسے طوق پہناؤ۔ (۳۰) پھر اسے جہنم میں جھونک دو۔ (۳۱) پھر اسے ایک ایسی زنجیر میں جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے جکڑ دو۔ (۳۲) (کیونکہ) یہ بزرگ و برتر خدا پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔ (۳۳) اور غریب کو کھانا کھلانے پر آمادہ نہیں کرتا تھا۔ (۳۴) پس آج یہاں اس کا کوئی ہمدرد نہیں ہے۔ (۳۵) اور نہ ہی اس کے لئے پیپ کے سوا کوئی کھانا ہے۔ (۳۶) جسے خطا کاروں کے سوا اور کوئی نہیں کھاتا۔ (۳۷)

تشریح الالفاظ

(۱) الحآقه یہ حق یحق حقا سے مشتق ہے جس کے معنی وجوب اور ثبوت کے ہیں یعنی یقیناً و برحق واقع ہونے والی یعنی قیامت (۲) بالقارعه۔ قرع کے معنی کھرکھڑانے والی اور ایک دوسری سے ٹکرانے والی یعنی قیامت (۳) بالطاغیة۔ کے معنی طغیان و سرکشی کے ہیں اور حد سے بڑے حادثہ کے بھی۔ (۴) عاتیه حد سے بڑھی ہوئی۔ (۵) حسوما۔ کے معنی مسلسل اور پے در پے کے ہیں۔ (۶) صرعیٰ۔ یہ صریع کی جمع ہے جس کے

معنی پچھاڑے اورگرے ہوئے کے ہیں (۷)اعجاز۔یہ عجز کی جمع ہے جس کے معنی جڑاورتنے کے ہیں۔(۸)موتفکات۔یہ موتکفہ کی جمع ہے جس کے معنی الٹی ہوئی بستی کے ہیں۔(۹)حاویہ۔کے معنی کھوکھلے اوراندر سے خالی کے ہیں۔(۱۰)اخذۃ رابیۃ۔کے معنی زیادہ گرفت کرنا اورپکڑنے کے ہیں۔(۱۱)تعیھا۔وعی یعی۔کے معنی یادکرنے اورحفظ کرنے کے ہیں۔(۱۲)دکتا۔یہ دك یدك دکا سے ہے جس کے معنی پاش پاش اورریزہ ریزہ کرنے کے ہیں۔(۱۳)واھیۃ یہ وھی یھی سے مشتق ہے جس کے معنی بودا اورکمزور ہونے کے ہیں۔(۱۴)ھاؤم۔یہ اسم فعل ہے جس کے معنی آؤ اورپکڑلو کے ہیں۔(۱۵)کتابیہ اورحسابیہ اورسلطانیہ۔اصل کتابی،حسابی اورسلطانی ہیں یاسکتہ کیلئے بڑھائی گئی ہے۔(۱۶)قطوف۔یہ یفطف۔کی جمع ہے جس کے معنی تیار پھل کے خوشے کے ہیں۔(۱۷)دانیۃ۔کے معنی قریب اورنزدیک کے ہیں۔(۱۸)غسلین۔کے معنی پیپ کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)اَلْحَاقَّةُ۔۔۔الآیۃ

الحاقہ کی وضاحت

یہ لفظ حق یحق سے ماخوذ ہے جس کے معنی وجوب وثبوت کے ہیں اور چونکہ قیامت عقلاً وشرعاً واجب الوقوع ہے اس لئے اس کے دوسرے بہت سے ناموں میں سے ایک نام الحاقہ بھی ہے۔اہل عرب کا دستور ہے کہ کسی چیز کی اہمیت اجاگر کرنے کیلئے وہ مخاطب سے سوال کرتے ہیں جیسا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ وماادراك مالیلۃ القدر۔یہاں یہ سوال پوچھا گیا ہے وماادرك ماالحاقہ؟ تاکہ قیامت کی شدت وہولنا کی کی اہمیت واضح ہوجائے اورمخاطب اس کا تزکرہ سننے کیلئے پوری طرح متوجہ ہوجائے۔ الغرض کفارومشرکین جس قدرشدومد کے ساتھ قیامت کا انکار کرتے تھے اوراسے ناممکن قراردیتے تھے اسلام نے اسی شدومداوراہتمام کے ساتھ اس کا تصور پیش کیا ہے اوراس کے ہولناک حالات اورہیبت ناک مناظر اورمتقین اورمجرمین کے انجام خیروشر کا تذکرہ کیا ہے۔

مخفی نہ رہے کہ حاقہ کی طرف قارعہ اورواقعہ بھی قیامت کے ہی نام ہیں۔

افادہ

کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو کھلا کھلم زبان سے قیامت کا انکار کرتے ہیں اور کچھ وہ ہوتے ہیں جو گو زبان سے تو انکار نہیں کرتے مگر ان کا عمل وکردار اس کی تکذیب کرتا ہے اور ان کی روش ورفتار سے واضح ہوتا ہے کہ وہ ساری اہمیت دنیا کو دیتے ہیں اور قیامت کے منکر ہیں ایسے سب لوگ عنداللہ قیامت کے جھٹلانے والے ہیں۔

۲) كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ۔۔۔الآیۃ

قیامت کی اہمیت کو مزید واضح کرنے کیلئے اسے جھٹلانے والوں کے عبرت ناک انجام کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ قبیلہ ثمود وعاد نے کھٹکھٹانے اور پاش پاش کرنے والی (قیامت) کو جھٹلایا تو ثمود کو حد سے بڑھے ہوئے حادثہ یعنی کڑک ،زلزلہ اور گرج سے ہلاک وبرباد کیا گیا اور ثمود کو حد سے زیادہ تیز وتند اور سرد آندھی چلا کر تباہ وبرباد کیا گیا جو مسلسل سات راتوں اور آٹھ دنوں تک ان پر مسلط رہی یعنی بدھ کی صبح یہ آندھی کا عذاب شروع ہوا اور دوسرے بدھ کی شام تک جاری رہا جس نے اس قبیلہ کی کھجور کے کھوکھلے تنے کی طرح نیست ونابود کر کے رکھ دیا کہ اگر آپ وہاں موجود ہوتے تو تمہیں ان میں سے کوئی بھی باقی رہنے والا نظر نہ آتا۔

ایضاح

واضح رہے کہ بعض مفسرین نے بالطاغیۃ کی با کو سببیہ اور طاغیہ کو طغیان وسرکشی سے قرار دیتے ہوئے اسے بنی ثمود کی ہلاکت کا موجب قرار دیا ہے کہ وہ اپنی طغاوت وسرکشی کے سبب سے ہلاک ہوئے (مجمع البیان)

جبکہ عام مفسرین نے اسے حد سے بڑھا ہوا حادثہ قرار دیتے ہوئے اسے ہلاکت کی کیفیت سے متعلق قرار دیا ہے۔نیز مخفی نہ رہے کہ قبیلہ ثمود وعاد کے حالات اور ان کی ہلاکت کی تفصیل قبل ازیں سورہ اعراف آیت ۶۵ اور سورہ ہود آیت ۵۰ تا ۶۸ وغیرہ میں بیان کی جا چکی ہے۔ان مقامات کی طرف رجوع کیا جائے۔

۳)وَجَاۤءَ فِرْعَوْنُ۔۔۔۔الآیۃ

فرعون اور اس سے پہلے بعض مکذب قوموں کا تذکرہ

فرعون اور اس سے پہلے والوں اور الٹی بستیوں والی یعنی قوم لوط نے بڑی غلطی کی یعنی اپنے پروردگار کے رسولوں کو جھٹلایا تو خدا نے بھی ان سب کو حد سے بڑھی ہوئی گرفت میں لے کر بڑی سختی سے کچل ڈالا۔ چنانچہ فرعون کے حالات اور اس کی ہلاکت کی کیفیت قبل ازیں متعدد مقامات پر بالخصوص سورہ اعراف

آیت ۱۰۳ تا ۱۱۳، اور قوم لوط کا تذکرہ کئی مقامات پر بالخصوص سورہ اعراف آیت ۸۰ تا ۸۴ میں تفصیل سے کیا جاچکا ہے وہاں رجوع کیا جائے۔

۴) إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ۔۔۔۔الآیۃ

جب جناب نوح کے دور میں پانی یعنی طوفان حد سے بڑھ گیا اور جل تھل ایک ہو گئے تو ہم نے تمہیں یعنی تمہارے آباؤ اجداد کو کشتی پر سوار کیا تا کہ اس واقعہ کو تمہارے لئے یادگار بنادیں اور یادرکھنے والے کان اسے یادرکھیں۔ جناب نوح کے واقعہ اور سفینہ نوح کا تذکرہ متعدد مقامات پر کیا جاچکا ہے۔ بالخصوص سورہ اعراف آیت ۵۹ تا ۶۴ وغیرہ۔ لہٰذا اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

ایضاح

سنی وشیعہ تفاسیر میں پیغمبر اسلامؐ کی یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا ھی اذنك یاعلی یا علیؑ! وہ (یادرکھنے والا کان) تمہارا کان ہے (تفسیر درمنثور، تفسیر مراغی اور مجمع البیان)

چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا میں کبھی کوئی چیز نہیں بھولا (ایضا)

۵) فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ۔۔۔الآیۃ

قبل ازیں سورہ زمر کی آیت ۶۸ یوم یسمعون الصیحۃ بالحق ذلك یوم الخروج۔ کی تفسیر اور بعض دوسری متعلقہ آیات کی تفسیر میں ہم بڑی وضاحت سے نفخ صور کی کیفیت اور نفخات کی تعداد کہ عندالمشہو ردو ہے۔

۱۔ نفخ صعق وموت ۲۔ اور نفخ بعث ونشور

اور بعض کے نزدیک ان کی تعداد تین ہے۔ ۱۔ نفخ صعق ۲۔ نفخ موت ۳۔ اور نفخ بعث۔ اور پہلے ہی صور میں زین اور پہاڑوں کو ایک دفعہ پاش پاش کر دیا جائے گا اور آسمان پھٹ جائے گا اور وہ فرشتے جو اس میں قیام کر کے اللہ کی عبات کرتے ہیں تو جب آسمان پھٹ جائے گا تو وہ اس کے اطراف وجوانب میں صف بستہ کھڑے ہوں گے اس دن قیامت واقع ہو جائیگی۔

۶) وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ۔۔۔الآیۃ

یہ آیت متشابہات میں سے ہے

یہ آیت جس کا ظاہری ترجمہ یہ ہے کہ اس دن آٹھ (فرشتے) آپ کے پروردگار کے عرش کو اپنے

اوپراٹھائے ہوئے ہوں گے یہ آیت متشابہات میں سے ہے جس کا مفہوم متعین کرنے میں مفسرین میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے اگراس بات پر اجمالا ایمان رکھا جائے کہ پروردگار کا ایک عرش ہے جس کے اٹھانے والے فرشتے ہیں جو اسے اٹھائے ہوئے ہیں اور باقی تفصیلات کو اللہ اور راسخون فی العلم کے حوالے کر دیا جائے تو شاید بہتر رہے گا کیونکہ ہماری عقل و خرد اس کی تفصیلی کیفیت جاننے سے قاصر ہے۔اور بعض روایات میں یہ بھی وارد ہے کہ آج اس کے اٹھانے والوں کی تعداد چار ہے جو قیامت کے دن آٹھ ہو جائے گی۔(صافی وقرطبی)

اور بعض اخبار وآثار میں وارد ہے کہ عرش سے خدا کا علم مراد ہے جس کے اٹھانے والے آٹھ ہیں چار اولین میں سے ہیں جو کہ جناب نوح، جناب ابراہیم، جناب موسیٰؑ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں اور چار آخرین میں سے ہیں جو کہ حضرت رسول خداؐ، حضرت علیؑ، حضرت امام حسن اور حضرت حسین علیہم السلام ہیں۔(تفسیر صافی)

اور بعض اخبار میں وارد ہے کہ اس عرش کو فرشتوں کی ایسی اٹھ صفیں آٹھائے ہوئے جن کی تعداد کو خدا ہی جانتا ہے۔(مجمع البیان)

بہرحال یہ بات غلط ہے کہ خدا تعالیٰ اس عرش پر تشریف رکھتا ہے جس طرح بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں کیونکہ اللہ جسم وجسمانیات سے منزہ ومبرا ہے۔ہاں البتہ اس عرش کی خدا کی طرف نسبت دے کر اس کی عظمت اور جلالت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔وبس

ہاں البتہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے (جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے) کہ کائنات ارضی وسماوی میں ہر قسم کی تدبیر وتصرف کے ظہور کے مرکزی مقام کا نام عرش الٰہی ہے۔واللہ العالم

۷) فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ...الآية

قیامت کے دن لوگوں کے نامہ اعمال کا ان کے دائیں بائیں ہاتھوں میں دیا جانا

ہم سورہ واقعہ کی آیت ۸،۹ کی تفسیر میں تفصیل کے ساتھ اس بات پر تبصرہ کر چکے ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں کے نامہ ہائے اعمال بعض کے دائیں ہاتھ میں اور بعض کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔پس جن کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا وہ خوش ہو کر اپنے دوستوں اور ہمنواؤں سے کہیں گے کہ آؤ میرے نامہ اعمال کو پڑھو ایسے خوش نصیب جنت کی پسندیدہ زندگی بسر کریں گے جن میں ہر قسم کے پھل وفروٹ اور خورد ونوش کے سب اسباب فراہم ہوں گے اور جن بدقسمت لوگوں کا نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ

میں دیا جائے گا وہ بے چارے کہیں گے کہ کاش ہمارا نامہ اعمال ہمیں نہ دیا جاتا اور ہم اپنا حساب وکتاب نہ جانتے ۔ اے کاش کہ موت ہی ہمارا کام تمام کر دیتی آہ آج نہ میرے مال نے مجھے کوئی فائدہ دیا اور نہ ہی میرا اقتدار میرے کچھ کام آیا بلکہ سب کچھ ختم ہو گیا۔ مخفی نہ رہے کہ سلطان کے ایک معنی دلیل و برہان کے بھی ہیں۔ بناء بریں مطلب یہ ہوگا کہ آج میری دلیل ختم ہوگئی اور میرے کچھ کام نہ آئی۔ ارشاد رب العزت ہوگا کہ ایسے بدبختوں کو ستر ستر ہاتھ کے لمبے زنجیروں میں پکڑ جکڑ کر جہنم میں جھونک دو وہاں زخموں کی پیپ کے سوا ان کا کوئی طعام نہ ہوگا جسے گنہگاروں اور بدکرداروں کے سوا اور کوئی نہیں کھاتا۔

الغرض آخرت کی کامیابی اللہ سے ڈر کر محتاط زندگی گزارنے والوں کیلئے اور جو بے خوف ہو کر زندگی گزارے گا اسے آخرت میں خوفزدہ ہو کر دوزخ میں داخل ہونا پڑے گا۔

آیات القرآن

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾

ترجمۃ الآیات

پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جن کو تم دیکھتے ہو۔ (۳۸) اور ان کی جن کو تم نہیں دیکھتے۔ (۳۹) بے شک یہ (قرآن) ایک معزز رسول کا کلام ہے۔ (۴۰) یہ کسی شاعر کا کلام

نہیں ہے (مگر) تم لوگ بہت کم ایمان لاتے ہو۔(۴۱) اور نہ ہی یہ کسی کاہن کا کلام ہے (مگر) تم لوگ بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ (۴۲) (بلکہ) یہ تو تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے نازل شدہ ہے۔(۴۳) اگر وہ (نبی) اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر ہماری طرف منسوب کرتا۔(۴۴) تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے۔(۴۵) اور پھر ہم اس کی رگِ حیات کاٹ دیتے۔(۴۶) پھر تم میں سے کوئی بھی ہمیں اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔ (۴۷) بے شک یہ (قرآن) پرہیزگاروں کیلئے ایک نصیحت ہے۔ (۴۸) اور ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں سے کچھ لوگ (اس کے) جھٹلانے والے ہیں۔(۴۹) اور یہ کافروں کیلئے باعثِ حسرت ہے۔(۵۰) اور بے شک وہ یقینی حق ہے۔(۵۱) پس آپ اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی تسبیح کریں۔(۵۲)

تشریح الالفاظ

(۱)تقول۔ کے معنی اپنی طرف سے کوئی بات گھڑنے کے ہیں ۔(۲)الوتین۔ کے معنی رگ دل اور رگ حیات کے ہیں۔(۳)حاجزین ۔حجز۔ کے معنی منع کرنے اور روکنے کے ہیں۔(۴)حق الیقین۔ کے معنی بالکل حق کے ہیں۔(۵)تسبیح۔ کے معنی پاکی بیان کرنے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)فلا اقسم...الآیۃ

قرآن مجید میں کئی مقام پر اقسم سے پہلے لا موجود ہے اس کے بارے میں مفسرین کی دو رائیں ہیں اکثر تو اسے زائدہ مانتے ہیں اور بعض اسے نافیہ تسلیم کرتے ہیں اس موضوع کی مکمل تفصیل علامہ بلاغی نجفی کی تفسیر آلاء الرحمٰن میں مذکور ہے اہل علم و تحقیق اس کی طرف رجوع فرمائیں۔

بہر حال یہاں جو کچھ لوگ دیکھتے ہیں اور ان کے مشاہدہ میں آتا ہے اور جو کچھ وہ نہیں دیکھتے اور وہ ان کیلئے غیب ہے الغرض سب حاضر و غائب اور سب ما کان اور ما یکون اور جو کچھ لوگوں کو نزول قرآن کے وقت تک معلوم تھا اور جو کچھ بعد میں معلوم ہوا وہ سب اس قرآن کی صداقت اور حقانیت پر گواہ ہے یہ ایک معزز رسول کا کلام ہے اس سے بظاہر پیغمبر اسلامؐ مراد ہیں اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ اس سے آگے مذکور ہے کہ یہ کسی

شاعر یا کاہن کا کلام نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ کفار ومشرکین پیغمبر اسلام گوہی شاعر و کاہن کہتے تھے اور قرآن کوایک شاعر و کاہن کا کلام قرار دیتے تھے جبکہ خدائے رحمان اسے اپنا پیغمبر کہتا ہے اگر چہ سورہ تکویر کی آیت ۱۹ میں اس قسم کی لفظ یعنی رسول کریم سے جبرائیل امین مراد لئے گئے ہیں کیونکہ وہاں اس بات کا قرینہ موجود ہے کہ ذی قوۃ عند ذی العرش مکین۔۔الآیۃ۔جس سے جبرائیل ہی مراد ہو سکتے ہیں۔

ایضاح

اگر چہ فی الحقیقت قرآن اللہ کلام ہے مگر یہاں پیغمبر اسلامؐ اور سورہ تکویر میں جبرائیل امینؑ کی طرف اس کی نسبت اس لئے دی گئی ہے کہ یہ قرآن جبرائیل کے ذریعہ سے پیغمبر اسلامؐ تک اور پھر ان کے توسط سے عام لوگوں تک پہنچا ہے یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے لاریب فیہ ھدی للمتقین

۹)وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا ۔۔۔الآیۃ

رسول خداؐ مبلغ قرآن واسلام ہیں ان کو اس میں کمی وبیشی کرنے کوئی اختیار نہیں ہے

یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ پیغمبر اسلام اللہ کے بنائے ہوئے دین اسلام اور اس کے نازل کردہ قرآن کے بےکم وکاست مبلغ اور پہنچانے والے ہیں وہ اس میں کسی قسم کی ترمیم وتنسیخ یا کسی قسم کی کوئی کمی وبیشی کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔وما ینطق عن الھوی ان ھو الاوحی یوحی۔وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے اور دین کے اصول اور شریعت کے احکام خود نہیں گھڑتے بلکہ جو کچھ ان کو وحی ہوتی ہے وہ وہی لوگوں تک پہنچاتے ہیں لیکن چونکہ مخالفین ان پر یہ الزام لگاتے تھے کہ انہوں نے اسلام اور قرآن خود گھڑلیا ہے اور غلط طور پر خدا کی طرف اس کی نسبت دیتے ہیں (العیاذ باللہ) خدا ان لوگوں کی تردید کرتے ہوئے فرمارہا ہے کہ اگر بفرض محال (اور فرض محال محال نباشد) یہ رسول (جس کی رسالت سینکڑوں عقل وشرعی دلائل سے ثابت ہے) اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کا سخت محاسبہ کرتے یعنی پہلے اس کے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اسے جھنجھوڑتے پھر اس کی رگ حیات کو کاٹ کر رکھ دیتے اور تم میں سے کوئی بھی ہمیں اس سے نہ روک سکتا کیونکہ جب ہمارا مسلم الثبوت پیغمبر بالفرض ہم پر افتراء پردازی کرے تو اس کی یہی سزا ہوتی ہے۔

افادہ

یہاں کوئی ضابطہ اور قاعدہ کلیہ بیان نہیں کیا جارہا ہے کہ جو شخص بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے گا تو ہم اس کے ساتھ یہی سلوک کریں گے کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ کئی لوگوں نے اپنی نبوت کا غلط دعویٰ کیا ہے اور خدا نے انہیں کوئی دنیوی سزا نہیں دی بلکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات ایک ایسے نبی کے بارے میں ہے جو صادق اور سچا دعویدار نبوت ہو اور اس کی نبوت ناقابل رد دلائل وشواہد سے ثابت بھی ہو اگر وہ بالفرض ایسا کرے لہٰذا اگر کوئی جھوٹا دعوائے نبوت کرے اور خدا اس کی رگ حیات نہ کاٹے تو پھر اس آیت سے اس کی نبوت کی حقانیت پر استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے۔ **وھو واضح**۔

درس عبرت

اس آیت میں اہل عقل ودانش کیلئے درس عبرت ہے کہ جب سید الانبیاء اور خاتم الانبیاء جیسی عظیم ہستی کو دین کے معاملہ میں کمی وبیشی کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے تو عام ملاؤں یا عام دعویداران اسلام کو یہ اختیار کس نے دیا ہے کہ وہ دین میں من مانی کاروائیاں کریں اور اسے موم کی ناک سمجھ کر جس طرح چاہیں اسے اس موڑیں توڑیں۔ آہ

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں۔
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

۱۰) وانہ لتذکرۃ۔۔۔الآیۃ

یہ قرآن پرہیزگاروں کی لئے نصیحت ہے اور کافروں کیلئے حسرت وندامت کا باعث ہے کہ وہ بروز قیامت قرآن اور اہل قرآن کی صداقت اور ان کے فوز وفلاح کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اور اپنی ناکامی ونامرادی کا مشاہدہ کر کے کف افسوس ملیں گے مگر اس وقت کا پچھتاوا انہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

۱۱) وانہ الحق الیقین۔۔۔الآیۃ

قرآن بالکل یقینی حق ہے لہٰذا چاہیے کہ وہ اس نعمت پر خدائے تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کریں یہ دونوں آیتیں سورہ واقعہ میں نمبر ۹۴ اور ۹۵ پر مع تفسیر گزر چکی ہیں اور وہیں علم کی تین اقسام (علم الیقین، عین الیقین، اور حق الیقین) کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے لہٰذا تفصیل کے طلبگار حضرات اس مقام کی طرف رجوع فرمائیں۔

سورہ الحاقہ کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بحمدہ وحسن توفیقہ بخیر وخوبی
اختتام پذیر ہوئی۔ والحمدللہ ۲۹ نومبر ۲۰۰۳ء

سورہ معارج کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی تیسری آیت میں المعارج کی لفظ مذکور ہے اسی سے اس کا نام المعارج ہوا۔

عہد نزول

یہ سورہ مکہ مکرمہ میں اور وہ بھی آنحضرتؐ کی نبوی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔

سورہ معارج کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ قیامت کے یقینی الوقوع ہونے اور اس کی ہولنا کی کا بیان۔

۲۔ قیامت کا ایک دن دنیوی پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔

۳۔ اس روز ہر شخص کی قسمت کا فیصلہ اس کے عقائد واعمال کے مطابق کیا جائے گا۔

۴۔ قیامت کے دن نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔

۵۔ کفار ومشرکین کو دھمکی دی گئی ہے کہ اگر تم نے اپنی اصلاح نہ کی تو خدا تمہیں نیست ونابود کر کے تمہاری جگہ اور لوگ آباد کرے گا۔

۶۔ انسانوں کی طبعی کمزوریوں کا بیان۔

۷۔ حقیقی نمازیوں کے اوصاف کا تذکرہ۔

۸۔ آخر میں پھر ایک بار قیامت کے یقینی الوقوع ہونے کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ۔

سورہ معارج کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خداؐ سے منقول ہے فرمایا جو شخص سورہ سئال سائل کی تلاوت کرے گا خدا اسے امانتوں کے ادا کرنے، وعدوں کے وفا کرنے اور نمازوں کی محافظت کرنے والوں کی تعداد کے مطابق اجر وثواب عطا فرمائے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورۂ سئال سائل کی تلاوت کرے گا تو خدا قیامت کے دن اس سے اس کے کسی گناہ کے بارے میں باز پرس نہیں کرے گا اور پیغمبر اسلامؐ

کے ہمراہ اسے اپنی جنت میں داخل کرے گا۔ (مجمع البیان)

(آیاتہا ۴۴) (سورۃ المعارج مکیۃ) (رکوعاتہا ۲)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍۙ ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌۙ ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِؕ ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍۚ ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًاۙ ﴿۶﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًاؕ ﴿۷﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِۙ ﴿۸﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِۙ ﴿۹﴾ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًاۚۖ ﴿۱۰﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِىْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِۙ ﴿۱۱﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِۙ ﴿۱۲﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِىْ تُـْٔوِيْهِۙ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًاۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِۙ ﴿۱۴﴾ كَلَّاؕ اِنَّهَا لَظٰىۙ ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰىۚۖ ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰىۙ ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًاۙ ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًاۙ ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًاۙ ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَۙ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَۖ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِيْنَ فِىْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌۖ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِۖ ﴿۲۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِۖ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَۚ ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَۙ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَۚ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَۚ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَۖ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ

بِشَهٰدٰتِهِمۡ قَآئِمُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَلٰى صَلَاتِهِمۡ يُحَافِظُوۡنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِىۡ جَنّٰتٍ مُّكۡرَمُوۡنَ ﴿۳۵﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا (۱) جو کافروں پر واقع ہونے والا (اور) اسے کوئی ٹالنے والا نہیں ہے (۲) جو اس خدا کی طرف سے ہے جو بلندی کے زینوں والا ہے (۳) فرشتے اور روح اس کی بارگاہ میں ایک ایسے دن میں چڑھ کر جاتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے (۴) (اے نبی) پس آپ بہترین صبر کیجیے (۵) یہ لوگ تو اس (روز) کو بہت دور سمجھتے ہیں (۶) مگر ہم اسے بالکل قریب دیکھ رہے ہیں (۷) جس دن آسمان پگھلی ہوئی دھات کی طرح ہو جائے گا (۸) اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی مانند ہو جائیں گے (۹) اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا (۱۰) حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھائے جائیں گے مجرم چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں (۱۱) اپنی بیوی اور اپنے بھائی (۱۲) اور اپنے قریبی کنبہ جو اسے پناہ دینے والا (۱۳) اور روئے زمین کے سب لوگوں کو فدیہ میں دے دے اور پھر یہ (فدیہ) اسے نجات دلا دے (۱۴) ہرگز نہیں وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ کا شعلہ ہے (۱۵) جو کھال کو ادھیڑ کر رکھ دے گا (۱۶) اور ہر شخص کو (اپنی طرف) بلائے گا جو پیٹھ پھرائے گا اور روگردانی کرے گا (۱۷) اور جس نے (مال) جمع کیا اور پھر اسے سنبھال کر رکھا (۱۸) بے شک انسان بے صبرا پیدا ہوا ہے (۱۹) جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ بہت گھبرا جاتا ہے (۲۰) اور جب اسے خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو بہت بخل کرتا ہے (۲۱) مگر وہ نمازی (اس عیب سے محفوظ ہیں) (۲۲) جو اپنی نمازوں پر مداومت کرتے ہیں (۲۳) اور جن کے مالوں میں مقررہ حق ہے (۲۴) سائل اور محروم کا (۵) اور جو جزا و سزا کے دن کی تصدیق کرتے ہیں (۲۶) اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں (۲۷) کیونکہ ان کے پروردگار کا عذاب وہ چیز ہے جس سے کسی کو مطمئن نہیں ہونا چاہئے (۲۸) اور

جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (۲۹) سوائے اپنی بیویوں کے یا اپنی مملوکہ کنیزوں کے کہ اس میں ان پر کوئی ملامت نہیں ہے (۳۰) اور جو اس سے آگے بڑھے وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں (۳۱) اور جو اپنی امانتوں اور عہد و پیمان کا لحاظ رکھتے ہیں (۳۲) اور جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں (۳۳) اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں (۳۴) یہی وہ لوگ ہیں جو عزت کے ساتھ باغہائے بہشت میں رہیں گے (۳۵)

تشریح الالفاظ

(۱) تعرج۔ عروج کے معنی بلندی پر چڑھنے کے ہیں۔ (۲) کالمھل۔ مھل کے معنی پگھلی ہوئی دھات کے ہیں۔ (۳) العھن۔ عھن کے معنی دھنکی ہوئی اون کے ہیں۔ (۴) فصیلة کے معنی قریبی کنبہ اور خاندان کے ہیں۔ (۵) ھلوعا کے معنی بے صبرے اور کم ہمت کے ہیں۔ (۶) المحروم کے معنی اس محتاج کے ہیں جو سوال نہ کرے۔ (۷) لظی کے معنی آگ کے شعلہ اور اس کی لپٹ کے ہیں۔ (۸) للشوی یہ شواۃ کی جمع ہے جس کے معنی سر کی کھال کے ہیں۔ (۹) فاوعی اس کے معنی وعاء یعنی برتن میں محفوظ رکھنے اور خرچ نہ کرنے کے ہیں (۱۰) معارج یہ معرج کی جمع ہے جس کے معنی سیڑھی کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ سئل سائل... الآیة

ایک سائل نے ایک ایسے عذاب کا سوال کیا جو کافروں کے لیے واقع ہونے والا ہے اور اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں ہے سے کیا مراد ہے؟

بعض مفسرین نے اس سے نضر بن حارث بن کندہ مراد لیا ہے جس نے جنگ بدر کے موقع پر یہ بددعا کی تھی جس کی تفصیل سورہ انفال آیت ۳۲ واذ قالوا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب الیم کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور بعض نے اس سے نعمان بن حارث فہری کا واقعہ مراد لیا ہے جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی مروی ہے کہ جب پیغمبر اسلامؐ نے بمقام غدیر خم حضرت علیؑ کی خلافت کا اعلان کیا اور یہ بات تمام شہروں میں پھیل گئی تو نعمان بن حارث

فہری بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اس طرح گفتگو کی کہ آپ نے ہمیں خدا کی توحید اور اپنی رسالت کے اقرار کا حکم دیا اور ہم نے اقرار کیا پھر آپ نے ہمیں جہاد، حج، صوم صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا حکم دیا اور ہم نے ان پر عمل کیا مگر آپ نے ان سب باتوں پر اکتفا نہ کی اور اب اس نوجوان کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ نے یہ سب کچھ اپنی طرف سے کیا ہے یا خدا کے حکم سے؟ آپ نے فرمایا مجھے اس خدا کی قسم جس کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے کہ یہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے اس پر نعمان نے یوں بددعا کی اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارۃ من السماء چنانچہ خدا نے ایک پتھر اس کے سر پر پھینکا جس سے وہ واصل جہنم ہو گیا۔ (تفسیر مجمع البیان، صافی)

اس واقعہ کو برادران اہلسنت کے بعض اکابر نے بھی نقل کیا ہے جیسے شمس الدین حنفی در شرح جامع الصغیر، زرکانی در شرح مواہب لدنیہ۔ شبلنجی در نور الابصار، شربینی در السراج المنیر ،ثعلبی در تفسیر خود اور علامہ سیوطی در الدر المنثور وغیرہ وغیرہ)

ایک اشکال اور اس کا جواب

ان دونوں تفسیروں پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ جنگ بدر کا واقعہ ہو یا اعلان غدیر خم۔ یہ دونوں واقعات ہجرت نبوی کے بعد کے ہیں جبکہ یہ سورہ معارج مکی ہے تو اس اشکال کے دو جواب دیئے جا سکتے ہیں۔

ایک یہ ہے کہ ممکن ہے کہ یہ سورہ مدنی ہو جس کا قرینہ اس کی یہی دو تفسیریں ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ عین ممکن ہے کہ یہ آیت دوبارنازل ہوئی ہو۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ یہ آیت کسی مدنی سورہ کی ہو اور اتفاق سے مکی سورہ میں درج ہو گئی ہو جس کی مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں ملاحظہ تفسیر ماجدی ص ۲ حاشیہ نمبر ۳ طبع لاہور پر لکھا ہے ’’اس لیے کسی متعین آیت کے باب میں اس کے مکی یا مدنی ہونے کا فیصلہ جزم کے ساتھ کرنا دشوار ہے۔‘‘

۲)۔ تعرج الملائکۃ...الآیۃ

پچاس ہزار کے برابر ایک دن کے ہونے کی تشریح

فرشتے اور روح جس سے بناء برمشہور جبرائیل امین مراد ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ان کو الروح الامین کہا گیا ہے نزل به الروح الامین علی قلبك (شعراء: ۱۹۳) بنابریں اگرچہ جبرائیل عام فرشتوں میں داخل ہیں مگر ان کی خصوصی منزلت و مقام کی وجہ سے ان کا علیحدہ تذکرہ کیا گیا ہے جیسا کہ آیت من کان

عدواللہ وملائکتہ وجبرائیل میں ایسا ہی ہوا ہے اور ممکن ہے کہ اس سے روح القدس مراد ہو جیسا کہ تنزل الملائکۃ والروح کی تفسیر میں الروح سے روح القدس مراد لیا گیا ہے بہر حال یہ فرشتے اور روح اللہ کی طرف یعنی عالم بالا کی طرف جہاں فرشتوں کے عروج کی انتہا ہے اور جو کائنات کی ہر چیز کا مرکز ہے ورنہ خدا کی ذات تو مکان وزمان کی حدود سے ماوراء ہے معارج جو کہ معرج کی جمع ہے جس کے معنی سیڑھی کے ہیں اور اس سے آسمان مراد لیے گئے ہیں اب رہی اس بات کی تحقیق کہ وہ سیڑھیاں اور زینے کس قسم کے ہیں جن سے فرشتے چڑھتے ہیں؟ اور ان کے چڑھنے کی کیفیت کیا ہے؟ اور پھر وہ پچاس ہزار سال کی طویل مدت میں چڑھتے ہیں اس پچاس ہزار سال سے کیا مراد ہے؟ جبکہ اس دن کی مقدار سورہ حج آیت ۷۴ اور سورہ سجدہ آیت ۵ میں ایک ہزار سال بتائی گئی ہے ثم یعرج الیہ فی یوم مقدارہ الف سنۃ مما تعدون اس کی اصل حقیقت کیا ہے ہم اس کے ادراک سے قاصر ہیں ویسے اس سلسلہ میں مفسرین کے چند قول ملتے ہیں جیسے یہ کہ

۱۔ اس سے قیامت کا دن مراد ہے اور پچاس ہزار سال سے ہمارے دنیاوی سن وسال مراد ہیں۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا قیامت کے دن پچاس موقف ہوں گے جن میں سے ہر ایک موقف دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔ جہاں آدمی کو ٹھہرنا پڑے گا پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ (روضہ کافی، امالی شیخ، تفسیر صافی وغیرہ)

۲۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی اتنی کثیر التعداد مخلوق کا حساب و کتاب لیتا تو اسے پچاس ہزار سال لگ جاتے مگر قادر مطلق خدا ایک ساعت میں یہ اتنا حساب و کتاب لے لے گا۔ یہ روایت بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ آدھا دن نہیں گزرے گا کہ اہل محشر کا حساب و کتاب ختم ہو جائے گا اور جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں پہنچ جائیں گے۔ (مجمع البیان)

۳۔ ایک ہزار سال سے یہ مراد ہے کہ فرشتے اور روح دنیا کی بالائی سطح سے آسمان دنیا تک ایک ہزار سال کی مدت میں اور تحت الثریٰ سے عرش علا تک پچاس ہزار سال کی مدت میں پہنچتے ہیں یعنی اگر کوئی عام انسان یہ مسافت طے کرنا چاہتا تو اسے اتنی مدت لگ جاتی یعنی پانچ سو سال اوپر جانے میں اور پانچ سو سال نیچے آنے میں لیکن فرشتے تو اتنی طویل مسافت کو صرف مختصر مدت میں طے کر لیتے ہیں۔

۴۔ اس سے مجازاً سن وسال کی کثرت عددی اور طوالت مراد ہے تحقیقی طور پر ایک ہزار یا پچاس ہزار سال مراد نہیں ہیں۔

۵۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن کی مقدار تو ایک ہی ہوگی اور وہ بھی مختصر ہوگی جو اہل ایمان کو بالکل

مختصر معلوم ہوگی مگر کافروں، مشرکوں اور مجرموں اور گنہگاروں کو انکے کفر و شرک اور گناہ کی شدت وضعف کے مطابق کم و زیادہ محسوس ہوگی یعنی جو کم درجہ کے مجرم و گنہگار ہوں گے ان کو ایک ہزار سال کے برابر اور جو بڑے سخت کافر و مشرک اور سرکش ہوں گے ان کو پچاس ہزار سال کے برابر محسوس ہوگی۔ چنانچہ مروی ہے کہ حضرت رسول خدا کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ وہ دن تو بڑا طولانی ہوگا جس کا طول پچاس ہزار سال کے برابر ہے؟ فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کی قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ وہ دن بندہ مومن کے لیے اس سے بھی زیادہ مختصر ہوگا جتنا وقت اسے ایک نماز فریضہ کی ادائیگی میں لگتا ہے۔ (تفسیر مجمع البیان و تفسیر روح المعانی) اور یہی آخری قول قوت سے خالی نہیں ہے کیونکہ تجربہ و مشاہدہ شاہد ہے کہ وقت کی مقدار ایک ہی ہوتی ہے مگر خوش و خرم شخص کو بالکل مختصر اور کسی مکروب و مخزون آدمی کو بہت طویل محسوس ہوتی ہے۔ بقول شاعر

مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اڑتے جاتے ہیں
اور گھڑیاں جدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں

چنانچہ شب وصال کا اختصار اور شب ہجر کی طوالت ایک ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔ مرزا غالب کہتے ہیں کہ

کب سے ہوں کیا بتاؤں جہان خراب میں
شبہائے ہجر کو بھی رکھوں گر حساب میں

(واللہ العالم بحقیقۃ الحال)

۳)۔ فاصبر صبرا... الآیۃ

چونکہ کفار پیغمبر اسلامؐ کی تکذیب کرتے تھے اور ازراہ تمسخر قیامت اور اس کے عذاب کے جلد لانے کا آپ سے مطالبہ کرتے تھے جس سے آنحضرتؐ کو اذیت پہنچتی تھی اس لیے آپ کو صبر جمیل اختیار کرنے اور تحمل و برداشت سے کام لینے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ جسے وہ بہت دور اور بعید از امکان سمجھتے ہیں ہم اسے یقینی الوقوع ہونے کی وجہ سے بالکل قریب جانتے ہیں کیونکہ

غیر بعید کل ما ھو آت

یعنی یقینی آنے والی بات دور نہیں ہوتی بلکہ کل ہونے والی بات کی طرح بالکل قریب ہوتی ہے۔

۴)۔ یوم تکون السماء... الآیۃ

المہل تانبہ ہو یا چاندی بلکہ کسی بھی پگھلی ہوئی دھات کو کہتے ہیں اور تیل کی تلچھٹ کو بھی المہل کہا جاتا ہے اور العھن مختلف رنگوں میں رنگی ہوئی اور دھنکی ہوئی اون کو کہتے ہیں۔ اس پیرایہ میں قیامت کے دن آسمان اور پہاڑوں کی مختلف اوقات میں رونما ہونے والی مختلف صورتوں اور کیفیتوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ ان کی کبھی کوئی صورت ہوگی اور کبھی کوئی کیفیت؟

بہرحال اس سے قیامت کے دن کی ہولناکی اور ہیبت ناکی بیان کرنا مقصود ہے کہ وہ ایسا نفسی نفسی کا دن ہوگا کہ عام دوست تو کجا ایک جگری دوست اپنے جگری دوست کو نہیں پوچھے گا حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھائے جائیں گے اور وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے مگر ہر شخص اپنی جگہ اتنا پریشان ہوگا کہ اسے اپنی ایسی پڑی ہوگی کہ وہ اپنے دوست سے احوال پرسی بھی نہیں کر سکے گا کہ تم پر کیا بیت رہی ہے؟

۵)۔ یود المجرم... الآیۃ

قیامت کے دن کی ہولناکی کا یہ عالم ہوگا کہ ایک مجرم اپنے قریبی رشتہ داروں کو اپنا فدیہ بنانے پر آمادہ ہو جائے گا

قیامت کی ہولناکی کا اس سے بڑھ کر اور کس طرح تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ بیوی بچے، بہن بھائی اور دوسرے قریبی رشتہ دار جن کی خاطر آج ایک انسان اسلام کو، اس کے حلال وحرام کو اور حق وحقیقت کو نظرانداز کر دیتا ہے اور ان کے مفادات پر آنچ آنا گوارا نہیں کرتا۔ مگر قیامت کا دن اتنا ہولناک ہوگا کہ ایک آدمی ان سب رشتہ داروں کو نہ صرف یہ کہ بھول جائے گا بلکہ چاہے گا کہ ان سب کو اپنا فدیہ قرار دے دے اور کسی طرح اسے نجات مل جائے اور اللہ کی گرفت سے اس کی گلوخلاصی ہو جائے مگر ایسا ہو نہیں سکے گا کیونکہ یہ بات عدل الٰہی کے خلاف ہے کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی؟ بلکہ جو کرے گا وہی بھرے گا **ولا تزر وازرۃ وزر اخری** یعنی کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

٦)۔ تدعوا من... الآیۃ

وہ آگ ایسی سخت شعلہ زن اور کھال ادھیڑنے والی ہوگی جو حق سے روگردانی کرنے والوں اور مال ودولت کو حلال وحرام کی پروا کیے بغیر جمع کر کے رکھنے اور پھر لوگوں کے مالی حقوق ادا نہ کرنے اور خیر وخیرات کرنے میں بخل سے کام لینے والوں کو اپنی طرف بلا رہی ہوگی اور اپنی شدید گرفت میں لے رہی ہوگی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حق سے منہ پھیرنے اور حقوق الناس ادا نہ کرنے کا انجام کتنا بھیانک ہونے والا ہے۔ **الامان یا رحمن!**

۷)۔ ان الانسان خلق... الآیۃ

انسان کی بعض ان کمزوریوں کا تذکرہ جن پر قابو پایا جا سکتا ہے

انسان طبعاً کم حوصلہ، کم ہمت پیدا کیا گیا ہے چنانچہ جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو جزع وفزع کرنے لگتا ہے یعنی گھبرا جاتا ہے اور بے قرار ہو جاتا ہے اور جب اسے خوشحالی حاصل ہو جائے اور دولت ہاتھ آ جائے تو بخل و کنجوسی کرنے لگتا ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ انسان کی یہ طبعی کمزوریاں ناقابل تغیر ہیں اگر ایسا ہوتا تو پھر اس میں استثناء کیوں ہوتا کہ سوائے ان لوگوں کے جو نماز پڑھتے ہیں اور مالی حقوق ادا کرتے ہیں۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کمزوریاں ایسی نہیں ہیں کہ ان میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو سکے۔ بلکہ آدمی اگر تھوڑی سی ہمت کرے اور پختہ عزم وارادہ سے کام لے تو اپنی ان کمزوریوں پر قابو پا سکتا ہے اور ان کمزوریوں کو دور کر سکتا ہے۔ کیونکہ

ہمت کرے انسان تو کیا کر نہیں سکتا

ولنعم ما قیل ؎

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد

۸)۔ الا المصلین... الآیۃ

اہل جنت کے بعض اوصاف جلیلہ کا تذکرہ

سابقہ آیتوں میں خداوند عالم نے ان بدنصیب لوگوں کا اور ان کے ان برے اعمال کا تذکرہ کیا ہے جن کی وجہ سے وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے اور اب یہاں ان خوش نصیب لوگوں کا اور ان کے ان اچھے اعمال کا تذکرہ کر رہا ہے جن کے صلہ میں وہ جنت میں داخل ہونے کے مستحق قرار پائیں گے اور اجمالاً ان کے وہ اوصاف جلیلہ یہ ہیں۔

۱۔ وہ نماز گزار ہیں اور نماز پر مداومت کرتے ہیں۔
۲۔ وہ اپنے مالوں سے سائل ومحروم کو اس کا مقررہ حق ادا کرتے ہیں۔
۳۔ جو قیامت کی تصدیق کرتے ہیں۔
۴۔ جو عذاب الٰہی سے ڈرتے ہیں۔

۵۔ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے اور اپنی مملوکہ کنیزوں کے۔

٦۔ جو اپنی امانتوں کو ادا کرتے ہیں۔

۷۔ جو اپنے وعدوں کی وفا کرتے ہیں۔

۸۔ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

مخفی نہ رہے کہ اس سے پہلی صفت کی تکرار بھی مراد ہوسکتی ہے جو اس کی اہمیت کی دلیل ہے اور اس سے یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ وہ نماز کو اس کی مقررہ شرائط کے ساتھ ادا کرتے ہیں جبکہ پہلی صفت سے اس کے مقررہ اوقات پر اس کا پڑھنا مراد ہے۔

۹۔ اور جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں۔ اس صفت کا مطلب یہ ہے کہ وہ جن باتوں کے عینی گواہ ہوں تو جب ان کو گواہی دینے کے لیے طلب کیا جائے تو وہ اپنی گواہیوں پر قائم و برقرار رہتے ہوئے بے کم و کاست گواہی دیتے ہیں اور دنیا کا کوئی خوف وہراس یا دنیا کا کوئی طمع ولالچ انہیں اپنی سچی گواہی سے نہ باز رکھ سکتا ہے اور نہ اس سے منحرف کرسکتا ہے کیونکہ کتمان شہادت گناہان کبیرہ میں سے ایک گناہ کبیرہ ہے۔ ارشاد قدرت ہے ومن اظلم ممن کتم شھادۃ عندہ من اللہ و ما اللہ بغافل عما تعملون ہے۔ (البقرہ: ١٤٠)

ایک بالکل غلط استدلال کا ابطال

بعض عاقبت نااندیش بے لگام مقررین تفسیر بالرائے کرتے ہوئے اس فقرہ سے نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ کے جواز پر استدلال کیا کرتے ہیں کہ شہادات شہادت کی جمع ہے جس سے توحید و رسالت اور امامت کی گواہی مراد ہے حالانکہ یہ جمع اہل ایمان کے تعدد کی وجہ سے ہے اور اس کا صحیح اور متفق بین الفریقین مفہوم وہی ہے جو اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کا نماز کے تشہد یا شہادت ثالثہ کے نماز میں پڑھنے کے جواز یا عدم جواز سے کوئی بھی ربط وتعلق نہیں ہے۔ کما لا یخفی۔

ایضاح

واضح رہے کہ اہل جنت کے جو اوصاف جلیلہ یہاں بیان کیے گئے ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر اوصاف جلیلہ و جمیلہ سورہ المومنون کی آیت ۱ تا ۹ میں مع تفسیر بیان کئے جاچکے ہیں۔ مزید وضاحت کے خواہشمند حضرات اس مقام کی طرف رجوع فرمائیں۔

آیات القرآن

فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿٣٦﴾ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿٣٧﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ﴿٣٨﴾ كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿٤٠﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿٤٤﴾

ترجمۃ الآیات

(اے نبیؐ) ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ٹکٹکی باندھے آپ کی طرف دوڑے چلے آ رہے ہیں (۳۶) دائیں اور بائیں طرف سے گروہ در گروہ (۳۷) کیا ان میں سے ہر ایک یہ طمع و لالچ رکھتا ہے کہ اسے آرام و آسائش والے بہشت میں داخل کر دیا جائے (۳۸) ہرگز نہیں! ہم نے انہیں اس چیز (مادہ) سے پیدا کیا ہے جسے وہ خود جانتے ہیں (۳۹) پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے پروردگار کی ہم پوری قدرت رکھتے ہیں (۴۰) اس بات پر کہ ہم ان لوگوں کے بدلے ان سے بہتر لے آئیں اور ہم (ایسا کرنے سے) عاجز نہیں ہیں (۴۱) تو آپ انہیں چھوڑ دیجئے کہ وہ بے ہودہ باتوں اور کھیل کود میں مشغول رہیں یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے دو چار ہوں جس کا ان سے وعدہ وعید کیا جا رہا ہے (۴۲) جس دن وہ قبروں سے اس طرح جلدی جلدی نکلیں گے گویا (اپنے بتوں کے) استھانوں کی طرف دوڑ رہے ہیں (۴۳) ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی (اور) ان پر ذلت و رسوائی چھائی ہوگی۔

یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ وعید کیا جاتا تھا (۴۴)

تشریح الالفاظ

(۱)۔مھطعین یہ ھطع یھطع سے مشتق ہے جس کے معنی کسی کی طرف نگاہ جما کر تیز تیز چلنے کے ہیں (۲)۔ عزین کے معنی گروہ در گروہ اور غول درغول کے ہیں۔(۳) مسبوقین یہ مسبوق کی جمع ہے جس کا مفہوم یہ ہے جسے کوئی دوسرا پیچھے چھوڑ کر خود سبقت لے جائے اور یہ عاجز اور بے بس ہونے کی علامت ہے۔(۴) نصب کے معنی بت اور علامت کے ہیں (۵) یوفضون کے معنی یسرعون کے ہیں کہ وہ ان کی طرف دوڑ رہے ہوں گے۔

تفسیر الآیات

۹)۔ فمال الذین کفروا...الآیۃ

کفار کی روش کا تذکرہ

تاریخ اسلام کے اوراق گواہ ہیں کہ ابتداء بعثت میں جب حضرت رسول خداؐ کہیں تشریف فرما ہوتے تھے اور کچھ بیان کرتے تھے تو کفار و مشرکین غول درغول آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کی گفتگو سنتے اور آپس میں اس کا تمسخر اڑاتے اور کہتے کہ اول تو قیامت قائم ہی نہیں ہوگی کیونکہ یہ بات بعید از عقل و ایمان ہے اور اگر بالفرض واقع بھی ہوئی تو ہمارا انجام مسلمانوں سے بہتر ہوگا کیونکہ ہم یہاں بھی ان سے مال و دولت اور اولاد و جائیداد کے لحاظ سے بہتر حالت میں ہیں۔لہٰذا اگر اسی طرح جنت و جہنم پائی گئی جس طرح یہ رسول کہتے ہیں تو ہم ضرور جنت میں جائیں گے۔

خداوند عالم ان آیات میں ان لوگوں کی اسی روش و رفتار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرما رہا ہے کہ یہ لوگ جو جنت النعیم میں داخل ہونے کے خواب دیکھ رہے ہیں یہ نہیں جانتے کہ ہم نے انہیں کس نطفہ گندیدہ سے پیدا کیا ہے؟ تو جب تک یہ لوگ اپنے آپ کو ایمان و عمل صالح اور اخلاق عالیہ کے مقدس پانی سے پاک نہیں کریں گے اور کفر و شرک اور گناہ و عصیاں کی نجاست و کثافت سے اپنے آپ کو پاک نہیں کریں گے تب تک کس طرح جنت جیسے پاکیزہ مقام میں داخل ہو سکتے ہیں۔(مجمع البیان و تفسیر صافی و ابوالفتوح رازی وغیرہ)

۱۰)۔ فلا اقسم برب المشارق...الآیۃ

تین سو ساٹھ مشارق ومغارب کا تذکرہ

قرآن مجید میں کہیں وارد ہے رب المشرق و المغرب، کہیں ارشاد ہوتا ہے کہ رب المشرقین و رب المغربین اور یہاں مذکور رہے رب المشارق و المغارب۔ بناء بریں ایک ظاہر بین تو یہ خیال کر سکتا ہے کہ بظاہر ان آیتوں میں اختلاف پایا جاتا ہے مگر حقیقت بین حضرات جانتے ہیں کہ دراصل ان آیات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ اگر عام سطحی نگاہ سے دیکھا جائے تو مشرق ومغرب ایک نظر آتی ہے اور اگر قدرے وقت نظر سے کام لیا جائے تو موسم سرما وگرما کی مشرق ومغرب دو دو نظر آتی ہیں اور اگر مزید باریک بینی سے دیکھا جائے تو سال کے تین سو ساٹھ دنوں کی ہر روز مشرق بھی الگ ہوتی ہے اور مغرب بھی الگ۔ (تفسیر قمی، برہان، نور الثقلین وغیرہ)

اور یہ بھی ممکن ہے کہ سورج بہت سے ہوں جیسا کہ آج کل جدید علوم کی روشنی میں سمجھا جا رہا ہے تو پھر لامحالہ ان کے مشارق ومغارب بھی متعدد ہوں گے۔ بہرحال خداوند عالم قسم کھا کر فرما رہا ہے کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ ان لوگوں پر عذاب نازل کر کے انہیں نیست ونابود کر دے اور ان سے بہتر لوگ پیدا کر دے جو اس کی اطاعت وفرمانبرداری کریں اور نافرمانی نہ کریں۔ واضح رہے کہ اس قسم کی ایک آیت سورہ محمد آیت ۳۸ میں مع تفسیر گزر چکی ہے۔ مزید تفصیل معلوم کرنے کے لیے اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۱۱)۔ فذرهم يخوضوا ويلعبوا... الآية

یہ آیت انہی الفاظ کے ساتھ مع تفسیر سورہ زخرف آیت ۸۳ میں گزر چکی ہے کہ ان لوگوں کو بے ہودہ باتوں اور کھیل کود میں مشغول رہنے دو۔ یہاں تک کہ وہ اس قیامت کے دن سے دوچار ہوں جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ اس دن ان پر واضح ہو جائے گا کہ انکی اس روش ورفتار کا انجام کیا ہوتا ہے؟ مذکورہ بالا مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۱۲)۔ يوم يخرجون من الأجداث... الآية

قبروں سے نکل کر بارگاہ الٰہی میں حاضری دینے کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے کہ جس طرح دار دنیا میں اپنے بتوں کی پرستش کے لیے دوڑ کر جاتے تھے آج اسی طرح مرکز حساب وکتاب کی طرف بحکم پروردگار کھچے چلے جا رہے ہیں مگر ان دونوں دنوں میں جو واضح فرق ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے؟

مخفی نہ رہے کہ جس طرح نصب کے معنی بت کے ہیں جس کے مطابق ہم نے ترجمہ کیا ہے اسی طرح

اس کے دوسرے معنی اس پتھر یا ستون کے بھی ہیں جس کی طرف گھوڑ دوڑ کے میدان میں گھوڑے دوڑائے جاتے ہیں۔

۱۳)۔ خاشعة ابصار... الآية

اس دن ان لوگوں کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی اور ان پر ذلت ورسوائی اور نکبت و پسپائی چھارہی ہوگی کیونکہ ان کو ایک برا انجام سامنے نظر آرہا ہوگا یہ آیت مع تفسیر قبل ازیں سورہ یونس آیت ۲۷ میں گزر چکی ہے۔

۱۴)۔ذلك اليوم... الآية

ارشاد قدرت ہے یہی قیامت کا دن ہے جس کا ان لوگوں سے وعدہ وعید کیا جاتا تھا اور یہ اس کا مذاق اڑاتے تھے اور آج وہ حقیقت کے روپ میں ان کے سامنے آگیا ہے اور ان کے لیے کوئی جائے فرار نہیں ہے۔

ولات حين مناص۔

بحمدہ وحسن توفیقہ سورہ معارج کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بخیر وخوبی اپنے اختتام کو پہنچی

والحمد للہ رب العالمین ۶ دسمبر ۲۰۰۳ء

بمطابق ۱۰ شوال المکرم ۱۴۲۴ بوقت سوا چھ بجے شام

سورہ نوح کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں جناب نوحؑ کا اسم گرامی مذکور ہے اور پھر اول سے آخر تک جناب نوحؑ کا ہی قصہ اور انہی کے مساعی جمیلہ کا تذکرہ کیا گیا ہے اس لیے اس سورہ کا یہ نام ہوا۔

عہد نزول

یہ سورہ مبارکہ مکی ہے اور داخلی و خارجی قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی مکی زندگی کے وسطانی دور میں نازل ہوئی ہے جبکہ آپ بڑی حدت سے دعوت حق دے رہے ہیں اور قوم بڑی شدت سے مخالفت کر رہی ہے۔ واللہ العالم

سورہ نوح کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ اگر وہ کسی قوم کو اس کی سرکشیوں اور عصیاں کاریوں کی وجہ سے ہلاک کرنا چاہتا ہے تو پہلے اتمام حجت کی خاطر کوئی نبی ضرور بھیجتا ہے تاکہ وہ اسے خواب غفلت سے جگائے۔

۲۔ جناب نوحؑ کی دعوت کے تین ارکان ہیں:

(۱) خدائے واحد کی عبادت کرنا (۲) تقوائے الٰہی اختیار کرنا

(۳) اور وقت کے نبی کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔

۳۔ جناب نوحؑ کے تبلیغ حق اور ہدایت خلق کے سلسلہ میں بڑی زحمتیں اٹھانے کا تذکرہ۔

۴۔ آپ کا ساڑھے نو سو سال تک خلوت و جلوت میں قوم کو دعوت حق دینا مگر نتیجہ کا بڑا مایوس کن ہونا۔ یعنی صرف چند آدمیوں کا ایمان لانا۔

۵۔ قوم نوح کی غلط روش و رفتار اور اس کی ناہنجاری کا بیان۔

۶۔ جناب نوحؑ کا اپنی قوم کو بعض عجائبات قدرت کی طرف توجہ دلانا مگر اس کا کارگر ثابت نہ ہونا۔

۷۔ آخرکار جناب نوحؑ کے صبر و ضبط کے پیمانہ کا لبریز ہو جانا اور قوم کی تباہی و بربادی کی بددعا کرنا۔

۸۔ انجام کار قوم کا تباہ و برباد ہو جانا اور واصل جہنم ہونا وغیرہ وغیرہ۔

سورہ نوح کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خداؐ سے منقول ہے فرمایا جو شخص سورہ نوح کی تلاوت کرے گا اسے جناب نوحؑ کی دعوت پر ایمان لانے والوں کی مانند ثواب ملے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ سورہ انا ارسلنا نوحا کی تلاوت کرنا ترک نہ کرے کیونکہ جو شخص قربۃ الی اللہ اپنی نماز فریضہ یا نافلہ میں اس کی تلاوت کرے گا خدا اسے ابرار کے ساتھ جنت الفردوس میں ٹھہرائے گا تا آخر روایت۔ (ایضا وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۲۸) (سورۃ نوح مکیۃ) (رکوعاتہا ۲)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖۤ اَنۡ اَنۡذِرۡ قَوۡمَکَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱﴾ قَالَ یٰقَوۡمِ اِنِّیۡ لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۲﴾ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اتَّقُوۡہُ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۳﴾ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ وَ یُؤَخِّرۡکُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ ۘ لَوۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُ قَوۡمِیۡ لَیۡلًا وَّ نَہَارًا ﴿۵﴾ فَلَمۡ یَزِدۡہُمۡ دُعَآءِیۡۤ اِلَّا فِرَارًا ﴿۶﴾ وَ اِنِّیۡ کُلَّمَا دَعَوۡتُہُمۡ لِتَغۡفِرَ لَہُمۡ جَعَلُوۡۤا اَصَابِعَہُمۡ فِیۡۤ اٰذَانِہِمۡ وَ اسۡتَغۡشَوۡا ثِیَابَہُمۡ وَ اَصَرُّوۡا وَ اسۡتَکۡبَرُوا اسۡتِکۡبَارًا ﴿۷﴾ ثُمَّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُہُمۡ جِہَارًا ﴿۸﴾ ثُمَّ اِنِّیۡۤ اَعۡلَنۡتُ لَہُمۡ وَ اَسۡرَرۡتُ لَہُمۡ اِسۡرَارًا ﴿۹﴾ فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾ یُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا ﴿۱۱﴾ وَّ یُمۡدِدۡکُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّ بَنِیۡنَ وَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ جَنّٰتٍ وَّ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ اَنۡہٰرًا ﴿۱۲﴾

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝۱۳ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝۱۴ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝۱۵ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝۱۶ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝۱۷ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝۱۸ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝۱۹ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝۲۰

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈراؤ۔ اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آجائے (۱) (چنانچہ) انہوں نے کہا کہ اے میری قوم! میں تمہیں ایک کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں (۲) کہ تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اور اس (کی مخالفت) سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (۳) وہ (خدا) تمہارے (پہلے) گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دے گا (باقی رکھے گا) بے شک جب اللہ کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو پھر اسے موخر نہیں کیا جا سکتا کاش کہ تم (اس حقیقت کو) سمجھتے (۴) آپ (نوح) نے کہا اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات دن دعوت دی (۵) مگر میری دعوت نے ان کے فرار (گریز) میں اور بھی اضافہ کیا (۶) اور میں نے جب بھی انہیں دعوت دی کہ (وہ اس لائق ہوں کہ) تو انہیں بخش دے تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑے اپنے اوپر لپیٹ لیے اور (اپنی روش پر) اڑے رہے اور بڑا تکبر کرتے رہے (۷) پھر بھی میں نے ان کو بآواز بلند دعوت دی (۸) پھر میں نے انہیں (ہر طرح دعوت دی) کھلم کھلا بھی اور چپکے چپکے بھی (۹) (چنانچہ) میں نے (ان سے) کہا کہ اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے (۱۰) وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا (۱۱) اور مال و اولاد سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں قرار دے گا (۱۲) تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کی پروا نہیں

کرتے (۱۳) حالانکہ اس نے تمہیں طرح طرح سے خلق کیا ہے (۱۴) کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہہ بر تہہ بنائے (۱۵) اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا (۱۶) اور تمہیں خاص طرح زمین سے اگایا ہے (۱۷) پھر تمہیں اس میں لوٹائے گا اور پھر اسی سے (دوبارہ) نکالے گا (۱۸) اور اللہ نے ہی تمہارے لیے زمین کا بچھونا بنایا ہے (۱۹) تاکہ تم اس کے کشادہ راستوں میں چلو پھرو (۲۰)

تشریح الالفاظ

(۱)۔مدرارا کے معنی موسلادھار بارش کے ہیں۔(۲)۔اطوار یہ طور کی جمع ہے جس کے معنی حالت، قسم اور ہیئت کے ہیں۔(۳)۔طباقا کے معنی تہہ بہ تہہ اور طبقہ بہ طبقہ کے ہیں۔(۴)۔بساطا کے معنی فرش فروش کے ہیں۔(۵)۔فجاجا یہ فج کی جمع ہے جس کے معنی درہ اور دو پہاڑوں کے درمیان کشادہ راستہ کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔انا ارسلنا نوحا...الآیۃ

جناب نوحؑ کا اجمالی تذکرہ

قبل ازیں متعدد مقامات پر جناب نوحؑ کا تذکرہ کیا جا چکا ہے اور ان کے مختصر حالات زندگی بھی بیان کیے جا چکے ہیں۔ عام مفسرین و مورخین نے آپ کا شمار جناب آدمؑ کی دسویں پشت میں کیا ہے اور بناء بر مشہور جناب آدمؑ اور ان کے درمیان ۱۰۵۶ سال کا فاصلہ ہے آپ کے عہد میں کفر و شرک کا بڑا زور تھا اور گناہ و عصیاں کاری اور ظلم و زیادتی حد سے بڑھ چکی تھی۔ خداوند عالم نے اس بگڑی ہوئی قوم کی اصلاح کی خاطر جناب نوح کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور انہوں نے شب و روز ایک کر کے فریضہ دعوت و تبلیغ ادا کیا۔ علانیہ تبلیغ و خفیہ تبلیغ، جلوت میں دعوت اور رات کے سناٹے میں دعوت اور پھر یہ سلسلہ صرف سال دو سال تک نہیں بلکہ پورے ساڑھے نو سو سال تک جاری رہا مگر قوم نے اس دعوت و ارشاد سے جو اثر لیا وہ قرآن میں مذکور ہے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں تاکہ کلمہ حق سن نہ سکیں، منہ اور بدن پر کپڑے لپیٹ لیے تاکہ انہیں کوئی پہنچان نہ سکے اور وہ داعی حق جناب نوح کی شکل بھی نہ دیکھ سکیں اور از راہ تکبر آپ کی بات پر کان دھرنا بھی گوارا نہ کیا اور چند آدمیوں کے سوا کوئی ایمان نہ لایا۔ بالآخر آپ نے بددعا کی اور خدا نے طوفان بھیجا اور قوم اس میں غرق ہوگئی

اورصرف وہی لوگ بچے جو آپ کی کشتی نجات پر سوار ہو گئے اور آگے نسل آدم انہیں لوگوں سے چلی اور پھرانہی سے انبیاء آئے۔

جناب نوحؑ کی دعوت کے مرکزی ستون تین ہیں

۱۔ خدائے واحد لاشریک کی عبادت کرنا۔

۲۔ تقوائے الٰہی اور پرہیزگاری اختیار کرنا اور اللہ سے ڈرتے ہوئے شریفانہ طریقہ پر زندگی گزارنا۔

۳۔ اور زندگی کے ہر معاملہ میں رسول کے عمل وکردار کو قابل تقلید نمونہ سمجھ کر اس کی پیروی کرنا۔

اور اگر بنظر تحقیق انبیاء کی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے تو سب داعیان حق کی یہی اصل دعوت رہی ہے اور یہی قرآن کی دعوت ہے۔

۲)۔ یغفر لکم من ذنوبکم... الآیۃ

جناب نوحؑ اپنی دعوت قبول کرنے والوں کو دو باتوں کی ضمانت دیتے ہیں

جناب نوحؑ نے اپنی دعوت حق قبول کرنے والوں کو دو باتوں کی ضمانت دی ہے۔

۱۔ اول یہ کہ خدائے کریم تمہارے پچھلے گناہ معاف کر دے گا۔ واضح رہے کہ اکثر علماء نے یہاں حرف ''من'' کو تبعیضیہ قرار دیتے ہوئے ان قابل معافی گناہوں سے بعض گناہ مراد لیے ہیں اور پھر باختلاف آراء بعض نے ان سے حالت کفر والے پچھلے گناہ اور بعض نے ان سے وہ گناہ مراد لیے ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔ نہ وہ گناہ کہ جو قابل معافی نہیں ہیں جیسے حقوق الناس۔ مگر بعض علماء نے یہاں من کو بمعنی عن قرار دے کر اس سے تمام گناہ مراد لیے ہیں مگر وہی جو کفر کی حالت میں رہ کر چکے تھے۔

۲۔ دوم یہ کہ تم سے طوفان وغیرہ والا وہ عذاب ٹال دے گا جس کے تم اپنے کفر وشرک اور گناہ وعصیان کی وجہ سے مستحق قرار پا چکے ہو اور تمہیں اپنی طبعی عمر تک جینے کی مہلت دے گا اور باقی رکھے گا اور پھر قیامت کے دن تمہارا حساب وکتاب لے گا بے شک جب کسی قوم کا وہ وقت آ جاتا ہے جو خدائے قہار نے کسی قوم کی سرکشی و عصیاں کاری کی وجہ سے اس کی ہلاکت کے لیے مقرر کر رکھا ہے تو پھر وہ موخر نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ٹل سکتا ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ عمریں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک طبعی جو ایمان لانے کی صورت میں ہے دوسری اخترامی جو ایمان نہ لانے اور کفر کرنے پر اڑے رہنے کی صورت میں ہے یا بالفاظ دیگر قضا وقدر کی دو (۲) قسمیں ہیں۔

۱۔ قضائے مبرم وحتمی یعنی نہ ٹلنے والی قضاوقدر۔

۲۔ قضائے معلق ومشروط۔ جوکہ مقدم ومؤخر ہوسکتی ہے اور اس بات کی مکمل وضاحت بعض مناسب مقامات پر کی جا چکی ہے جیسے آیت یمحو اللہ مایشاء و یثبت وعندہ ام الکتاب اور وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب مبین۔ فراجع

۳)۔ قال رب انی دعوت... الآیۃ

صدیوں کی دعوت وتبلیغ کے بعد جناب نوحؑ کی بارگاہ خدا میں عرضداشت

جناب نوحؑ چند ماہ وسال نہیں بلکہ صدیوں کی مخلصانہ جدوجہد اور ارشاد وتبلیغ کا فریضہ بڑی خوبصورتی اور خوش اسلوبی سے ادا کرنے کے بعد بارگاہ رب العزت میں یوں عرضداشت پیش کرتے ہیں کہ رب انی دعوت قومی لیلا و نہارا... الآیۃ اور پھر اس میں اپنے انداز تبلیغ اور طریقہ دعوت اور ارشاد کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔

جناب نوحؑ کا طریقہ تبلیغ تین قسم کا تھا

بعض مفسرین نے ان آیتوں میں بیان کردہ حقائق کی روشنی میں بیان کیا ہے کہ ان سے مستفاد ہوتا ہے کہ جناب نوحؑ کا طریقہ تبلیغ تین طرح کا تھا۔

۱۔ پہلے خفیہ طریقہ سے تبلیغ کی۔

۲۔ پھر علانیہ کی۔

۳۔ اور پھر علانیہ اور خفیہ دونوں طریقوں سے اکٹھی کی۔

غرضیکہ انہوں نے ارشاد وتبلیغ کا کوئی بھی ایسا طریقہ کار نہیں تھا جو اختیار نہ کیا ہو بلکہ ہر طرح حجت تمام کی مگر جناب بیان کرتے ہیں کہ میری دعوت وتبلیغ نے الٹا ان کے فرار اور گریز میں اضافہ ہی کیا ہے۔ سچ ہے۔

تہی دستان قسمت راچہ سوداز رہبر کامل
کہ خضراز آب حیوان تشنہ می آرد سکندررا

۴)۔ وانی کلما دعوتہم... الآیۃ

استغفار کے تین فوائد کا بیان

جناب نوحؑ قوم سے کہتے ہیں کہ اگر تم ایمان لے آؤ اور توبہ واستغفار کرو تو خدا تمہیں تین نعمتوں سے نوازے گا۔

۱۔ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔

۲۔ مال واولاد سے تمہاری امداد فرمائے گا۔

۳۔ اور موسلادھار بارشیں برسا کر آسمان وزمین کے برکات سے تمہیں متمتع کرے گا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمہیں دین ودنیا کی نعمتوں اور سعادتوں سے مالا مال کر دے گا۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ استغفار کی برکت سے گناہ معاف ہو سکتے ہیں، روزی میں اضافہ ہو سکتا ہے اور اولاد بھی مل سکتی ہے۔

چنانچہ مروی ہے کہ چند آدمی یکے بعد دیگرے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بعض نے گناہوں کی کثرت، بعض نے مال واولاد کی قلت اور بعض نے خشک سالی اور بارش نہ ہونے کی شکایت کی اور امام علیہ السلام نے سب کو استغفار پڑھنے کی تلقین فرمائی جس پر وہ ذہنی طور پر پریشان ہوئے کہ مختلف شکایتوں کے ازالہ کے لیے امام نے ایک ہی عمل کس طرح تجویز کیا ہے؟ امام نے یہ چیز بھانپ کر فرمایا میں نے یہ سب کچھ قرآن سے اخذ کیا ہے اور پھر انہی آیات کی تلاوت فرمائی۔ **استغفروا ربکم انه کان غفارا**...الآیۃ (کتاب الخصال)

طلب اولاد کے لیے ایک عمل

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس شخص کے ہاں اولاد (بالخصوص اولاد ذکور) نہ ہوتی ہو تو وہ میاں بیوی صبح وشام یہ عمل کریں خدا انہیں دولت اولاد سے نوازے گا۔

۱۔ ستر بار (۷۰) استغفار (**استغفر اللہ ربی واتوب الیه**)

۲۔ دس بار سبحان اللہ

۳۔ نو بار استغفار

۴۔ اور ایک بار سبحان اللہ۔ (اصول کافی وصافی)

نیز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس مقصد کے لیے ہمیشہ دن یا رات میں سو بار استغفار پڑھنا بھی وارد ہے۔ (اصول کافی)

۵۔ مالکم لاترجون... الآیۃ

رجاء کے معنی امید اور خوف اور پروا کرنے کے ہیں یہاں امید والے معنی تو چسپاں نہیں ہوتے البتہ دوسرے دونوں معنی چسپاں ہوسکتے ہیں کہ تم اللہ کی عظمت سے کیوں نہیں ڈرتے جیسا کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ مفہوم مروی ہے کہ لاتخافون للہ عظمۃ۔ (تفسیر قمی) اور تم اللہ کی عظمت وجلالت کی کیوں پروانہیں کرتے؟ جیسا بعض علماء لغت سے یہ مفہوم منقول ہے کہ لاتبالون للہ عظمۃ۔

۶۔ وقد خلقکم... الآیۃ

جناب نوحؑ اپنی قوم کی توجہ خدائے قدیر وخبیر کے مختف کرشمہ ہائے قدرت کی طرف مبذول کراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خدا نے تمہیں مختلف مراحل تخلیق سے گزار کر موجودہ شکل وصورت میں پیدا کیا ہے جس کے کئی مفہوم ہوسکتے ہیں مثلاً تم پہلے مٹی تھے پھر نطفہ بنے پھر علقہ اور پھر مضغہ ثم انشا ناہ خلقا اخر فتبارك اللہ احسن الخالقین پھر دنیا میں قدم رکھنے کے بعد بھی تمہیں مختلف مدارج سے گزارا ہے تم کبھی بچے تھے پھر جوان ہوئے اور پھر پیر وکلاں۔ نیز تمہاری مختلف قسمیں ہیں کوئی طویل اور کوئی قصیر کوئی غنی اور کوئی فقیر۔ کوئی صحیح اور کوئی سقیم اور کوئی دبلا اور کوئی جسیم وغیرہ وغیرہ۔

۷۔ الم تروا کیف... الآیۃ

یہ بات بھی انہی کرشمہ ہائے قدرت کی ایک کڑی ہے کہ جس خدا نے اوپر نیچے سات آسمان پیدا فرمائے۔ واضح رہے کہ اس قسم کی ایک آیت سورہ ملک آیت ۳ میں اور سورہ طلاق آیت ۱۲ میں مع تفسیر گزر چکی ہے۔

۸۔ وجعل القمر فیھن... الآیۃ

اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ ہے کہ اس صانع ازل نے آسمانوں میں چاند کو نور اور سورج کو درخشندہ چراغ بنایا۔ واضح رہے کہ اس قسم کی ایک آیت سورہ یونس آیت ۵ میں مع تفسیر گزر چکی ہے اور وہیں نور اور سراج وضیاء کے معنوں کی اور ان کے باہمی فرق کی وضاحت کی جا چکی ہے۔ تفصیل معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات اس مقام کی طرف رجوع فرمائیں۔

۹۔ واللہ انبتکم من الأرض... الآیۃ

یہ بھی انہی کرشمہ ہائے قدرت کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے کہ خدا نے ایک خاص طریقہ اور خاص اہتمام سے تمہیں زمین سے اگایا اور نکالا اور پھر واپس اسی کی طرف پلٹائے گا اور پھر انجام کار تمہیں دوبارہ اسی سے خاص

طرح اور خاص اہتمام سے نکالے گا۔مخفی نہ رہے یہ آیت قبل ازیں سورہ طہٰ آیت ۵۶ میں مع تفسیر گزر چکی ہے اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔ان مطالب کے یہاں اعادہ وتکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۰)۔ **واللہ جعل لکم الأرض... الآیة**

یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے کہ خدائے حکیم نے زمین کو ہمارے لیے فرش کی طرح بچھا دیا ہے تا کہ ہم اس پر آرام کر سکیں اور اس میں کشادہ راستے بنائے تا کہ ہم ان پر چل پھر سکیں۔واضح رہے کہ اس قسم کی ایک آیت قبل ازیں سورہ انبیاء آیت ۳۲ میں مع تفسیر گزر چکی ہے۔لہٰذا اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

آیات القرآن

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾

ترجمۃ الآیات

نوح نے (بارگاہ خداوندی میں) عرض کیا اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میری نافرمانی کی ہے اور ان (بڑے) لوگوں کی پیروی کی ہے جن کے مال واولاد نے ان کے خسارے میں اضافہ کیا ہے (اور کوئی فائدہ نہیں پہنچایا) (۲۱) اور انہوں نے (میرے خلاف) بڑا مکر وفریب

کیا ہے(۲۲) اور انہوں نے (عام لوگوں سے) کہا کہ (نوح کے کہنے پر) اپنے خداؤں کو ہرگز نہ چھوڑو اور نہ ہی ود اور سواع کو چھوڑو اور نہ ہی یغوث و یعوق اور نسر کو چھوڑو(۲۳) اور انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے (یا اللہ) تو بھی ان کی گمراہی کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر(۲۴) (چنانچہ) وہ اپنی خطاؤں کی وجہ سے غرق کر دیئے گئے پھر آگ میں ڈال دیئے گئے پھر انہوں نے اللہ (کے عذاب) سے بچانے والے کوئی مددگار نہ پائے(۲۵) اور نوح نے کہا اے میرے پروردگار! تو ان کافروں میں سے کوئی بھی روئے زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ(۲۶) اگر تو انہیں چھوڑے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور بدکار اور سخت کافر کے سوا کسی اور کو جنم نہیں دیں گے(۲۷) اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو بخش دے اور ہر اس شخص کو بخش دے جو مومن ہو کر میرے گھر میں داخل ہو اور سب مومنین و مومنات کی مغفرت فرما اور کافروں کی ہلاکت کے سوا اور کسی چیز میں اضافہ نہ کر(۲۸)

تشریح الالفاظ

(۱) کبارا۔ یہ کبیر کا ہم معنی ہے اور بعض کے نزدیک یہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔(۲) دیارا کے معنی ہیں گھر والا۔(۳) تبارا تبار کے معنی ہلاکت کے ہیں۔(۴) ود اور سواع وغیرہ۔ یہ چند مخصوص بتوں کے نام ہیں۔

تفسیر الآیات

(۱) قال نوح... الآیة

جناب نوحؑ کی بارگاہ الٰہی میں آخری مناجات اور دعا و پکار

جناب نوحؑ کی عمر بھی بڑی طویل تھی اور تبلیغ کی مدت بھی خاصی دراز جب آپ تبلیغ حق کر کر کے تھک گئے اور نظر بظاہر حالات قوم کی اصلاح احوال اور ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تو آخر کار ان کے صبر و ضبط کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور اس طرح بارگاہ الٰہی میں عرض کیا یا اللہ! تو نے مجھے اپنا رسول بنا کر اپنے کافر و مشرک بندوں کی ہدایت کے لیے بھیجا اور میں نے اپنا فریضہ رسالت کما حقہ ادا کر دیا۔ مگر ان لوگوں نے میری نافرمانی کی اور میری

بات نہیں مانی اور اپنے ان بڑے سرداروں اور صاحبان مال واولاد کی پیروی کی جو میرے خلاف تدبیریں کرتے ہیں اور عوام کو فہمائش کرتے ہیں کہ خبردار! نوح کی باتوں میں آکر اپنے خداؤں یعنی ودوسواع وغیرہ کو اوران کی پرستش کو نہ چھوڑنا۔ اس طرح ان بڑے لوگوں نے تیری بہت سی مخلوق کو گمراہ کررکھا ہے۔ یا اللہ! ان کافروں میں سے کسی کو بھی روئے زمین پر بستا ہوا نہ چھوڑ۔ ورنہ وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اوراب تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نسل میں سے بھی سوائے بدکار و نابنجار اور کفار و اشرار اور کوئی پیدا نہیں ہوگا۔ بعدازاں اپنے، اپنے والدین اور جملہ مومنین و مومنات کے لیے دعائے مغفرت فرمائی ہے۔

یہ تو ہے ساری مناجات کا خلاصہ اب ذیل میں بعض مجمل باتوں کی وضاحت کی جاتی ہے

۱۲۔ ولا تذرن ودا ولا سواعا... الآیۃ

ودوسواع وغیرہ اصنام کا بیان اور بت پرستی کا آغاز

بعض اخبار و آثار سے واضح و آشکار ہوتا ہے کہ حضرت آدمؑ اور نوحؑ کے درمیانی دور میں یہ چند نیکوکار بندے تھے جن کے ہم عصر لوگوں کو ان سے بڑی عقیدت تھی چنانچہ ان کی موت کے بعد ان پر ان کی جدائی بڑی شاق گزری چنانچہ انہوں نے ان کی مورتیاں تیار کیں اوران کو گھروں میں رکھا اس طرح انہیں دیکھ کر ان کے جذبہ شوق کی تسکین ہوتی تھی۔

جب یہ لوگ دنیا سے رخصت ہوگئے تو ان کی جگہ جونئی پود آئی اس نے دیکھا کہ ان کے بزرگ ان مورتیوں کا بڑا احترام کرتے تھے تو انہوں نے لاعلمی میں ان کی پوجا پاٹ شروع کردی اس طرح جوں جوں زمانہ گزرتا گیا توں توں بت پرستی میں ترقی ہوتی گئی اور رفتہ رفتہ بت پرست لوگ اپنے ان بتوں کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنے لگے۔ چنانچہ حضرت پیغمبر اسلامؐ کی بعثت کے وقت عربوں میں بت پرستی کا دور دورہ تھا اور اس کا مرکز مکہ تھا جہاں کم وبیش تین سوساٹھ بڑے بڑے بت رکھے ہوئے تھے مگر ان سب سے بڑے بت پانچ تھے۔

۱۔ ود: جو کہ قبیلہ کلب کا بڑا بت تھا۔

۲۔ سواع: یہ بنی ہزیل کا بڑا بت تھا۔

۳۔ یغوث: یہ قبیلہ ثقیف کا بڑا بت تھا۔

۴۔ یعوق: یہ قبیلہ ہمدان کا بڑا بت تھا۔

۵۔ نسر: یہ قبیلہ حمیر کا بڑا بت تھا۔

اسی طرح لات ومنات، عزیٰ اور ہبل وغیرہ دیگر مختلف قبیلوں کے بڑے بت تھے۔ (احسن الفوائد فی شرح العقائد)

۱۳)۔ مما خطیئاتھم... الآیۃ

یہ آیت جناب نوحؑ کے کلام اوران کی مناجات کے درمیان بطور جملہ معترضہ آ گئی ہے کہ ان بدبخت لوگوں کو ان کی خطاؤں اور گناہوں کی پاداش میں غرق کر کے تباہ و برباد کر دیا گیا اور اس کے بعد آگ میں داخل کر دیا گیا۔ قرآن مجید میں دو گروہوں کی یہ خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ انہیں ہلاکت کے بعد بلا فاصلہ دوزخ میں داخل کر دیا گیا اور آخرت کے آنے کا انتظار بھی نہیں کیا گیا۔ ایک فرعون اور اس کا لاؤلشکر (ملاحظہ ہو سورہ مومن آیت ۴۶ / ۴۵) اور دوسرے قوم نوح کے لوگ۔ اور یہ اس بات کی ناقابل رد دلیل ہے کہ جنت ہو یا جہنم اس وقت پیدا ہو چکی ہیں اور موجود ہیں اور یہ کہ قیامت سے پہلے دونوں میں کچھ مخصوص لوگ موجود بھی ہیں۔ اس موضوع کی مزید تحقیق ہماری کتاب احسن الفوائد میں دیکھی جا سکتی ہے اور بعض مفسرین نے اس سے عذاب برزخ کا عذاب مراد لیا ہے جس سے عذاب برزخ کا ثبوت ملتا ہے۔ بہر حال ان لوگوں کی ہلاکت کے وقت ان کا کوئی معبود ان کی مدد کو نہ پہنچا جن کو وہ مشکل کشا جانتے تھے۔

۱۴)۔ ولا یلدوا... الآیۃ

جناب نوحؑ کو کس طرح پتہ چلا کہ اب قوم میں صرف بدکار اور کفار ہی پیدا ہوں گے؟

مروی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جناب نوحؑ کو اس بات کا کیسے پتہ چلا تھا کہ اب ان کی قوم بدکاروں اور کافروں کے سوا اور کسی کو جنم نہیں دے گی؟ فرمایا کیا تم نے اللہ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ جناب نوحؑ سے فرمایا انہ لن یومن من قومك الا من قد آمن۔ کہ ان چند لوگوں کے سوا جو ایمان لا چکے ہیں اب تمہاری قوم میں سے اور کوئی شخص ایمان نہیں لائے گا۔ (ہود آیت ۳۶) (تفسیر قمی وصافی)

۱۵)۔ رب اغفرلی ولوالدی... الآیۃ

یہاں جناب نوحؑ نے اپنے لیے اور اپنے والدین کے لیے بلکہ جملہ مومنین ومومنات کے لیے دعائے مغفرت مانگی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس قسم کی دعا مانگنا نہ صرف جائز ہے بلکہ سنت انبیاء بھی ہے اور اس سے

یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جناب نوحؑ کے والدین شریفین صاحب ایمان تھے ورنہ آپؑ ان کے لیے دعائے خیر نہ کرتے اور یہی مذہب حق کا عقیدہ ہے کہ انبیاء ومرسلین کے ماں باپ سب موحد اور مومن ہوتے ہیں اور ان کے آبا واجداد کے مقدس سلسلہ میں کوئی کافر اور مشرک نہیں ہوتا۔ وللتفصیل محل آخر۔

سورہ نوح کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بفضلہٖ تعالیٰ وحسن توفیقہٖ بخیر وخوبی اپنے اختتام کو پہنچی۔ والحمدللہ رب العالمین، ۸ دسمبر ۲۰۰۳ء

سورہ جن کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی ہی آیت میں لفظ الجن مذکور ہے نیز اس میں جنات کے ایک گروہ کا قرآن سن کر اس پر ایمان لانے اور پھر اپنی قوم کو دعوت اسلام دینے کا تذکرہ موجود ہے اسی سے اس کا نام سورہ الجن تجویز ہوا ہے۔

عہد نزول

اس بات پر تو علماء کا اتفاق ہے کہ یہ سورہ مکی ہے مگر اس بات کا تعین کرنا مشکل ہے کہ آنحضرتؐ کی مکی زندگی کے کس دور میں نازل ہوئی ہے؟ واللہ العالم

سورہ جن کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ جنات کے ایک گروہ کا پیغمبر اسلامؐ سے قرآن سن کر اسلام لانے کا تذکرہ۔

۲۔ ان کا اپنی قوم کے پاس واپس لوٹ کر اس اسلام لانے کی دعوت دینا اور اس کی تبلیغ کرنا۔

۳۔ شرک کی ممانعت اور توحید کو اختیار کرنے کی فہمائش۔

۴۔ راہ راست پر چلنے والوں کو مختلف نعمتوں کی بشارت۔

۵۔ راہ راست سے انحراف کرنے والوں کو سخت عذاب کی نذارت۔

۶۔ ان لوگوں کی مذمت جو پیغمبر اسلامؐ کی دعوت الی اللہ کی آواز سن کر آپ پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

۷۔ پیغمبر اسلامؐ کو بے یار ومددگار سمجھ کر ان کو دبانے کی کوشش کرنے والوں کی ملامت۔

۸۔ عالم الغیب صرف اللہ ہے اور علم غیب اسی کی ذات سے مخصوص ہے وہ جس قدر چاہتا ہے اس پر اپنے رسولوں کو مطلع فرماتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

سورہ جن کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ جن کی تلاوت کرے گا اسے ہر اس جن کی تعداد کے مطابق جس نے تصدیق رسالت کی ہے ایک بندہ آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

(مجمع البیان)

۲۔ بروایت حنان بن سدیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا جو شخص سورہ قل اوحی الی کی بکثرت تلاوت کرے خدا اسے جن وانس کی آنکھوں کے شر اور ان کے جادو اور ہر قسم کے مکروفریب سے محفوظ رکھے گا اور وہ پیغمبر اسلامؐ کے ہمراہ ہوگا۔ (ایضا، ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۲۸) (سورۃ الجن مکیۃ) (رکوعاتہا ۳)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝۱ يَّهْدِیْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝۲ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝۳ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝۴ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝۵ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝۶ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝۷ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝۸ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝۹ وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِى الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝۱۰ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝۱۱ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِى الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝۱۲ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝۱۳ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝۱۴ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ

فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے (اے نبیؐ) آپ کہئے! کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنات کے ایک گروہ نے (قرآن کو) توجہ کے ساتھ سنا پھر (جا کر اپنی قوم سے) کہا کہ ہم نے بڑا عجیب قرآن سنا ہے (۱) جو بھلائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اس لیے ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور اب ہم کسی کو بھی اپنے پروردگار کا شریک نہیں بنائیں گے (۲) اور یہ کہ ہمارے پروردگار کی شان بہت بلند ہے اس نے (اپنے لیے) نہ کوئی بیوی بنائی ہے اور نہ اولاد (۳) اور یہ کہ ہمارے بے وقوف لوگ خدا کے بارے میں خلاف حق (ناروا) باتیں کرتے رہتے ہیں (۴) اور یہ کہ ہمارا خیال تھا کہ انسان اور جن خدا کے بارے میں ہرگز جھوٹی بات نہیں کہیں گے (۵) اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے کچھ لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے (۶) اور یہ کہ انہوں (انسانوں) نے بھی تمہاری طرح یہ خیال کیا کہ اللہ کسی کو (دوبارہ زندہ کر کے) نہیں اٹھائے گا (یا کسی کو رسول بنا کر نہیں بھیجے گا) (۷) اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اسے پایا کہ وہ سخت پہریداروں اور شہابوں سے بھر دیا گیا ہے (۸) اور یہ کہ ہم (پہلے کچھ) سن گن لینے کے لیے آسمان کے بعض خاص مقامات پر بیٹھا کرتے تھے مگر اب جو (جن) سننے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ایک شہاب کو اپنی گھات میں پاتا ہے (۹) اور یہ کہ ہم نہیں سمجھتے کہ آیا زمین والوں کے لیے کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے پروردگار نے ان کے ساتھ بھلائی کرنے کا ارادہ کیا ہے (۱۰) اور یہ کہ ہم میں سے کچھ نیک ہیں اور کچھ اور طرح اور ہم مختلف الرائے لوگ تھے (۱۱) اور یہ کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم زمین میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور نہ ہی بھاگ کر اسے بے بس کر سکتے ہیں (۱۲) اور یہ کہ ہم نے جب ہدایت کی بات

سنی تو اس پر ایمان لے آئے پس جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے گا تو اسے نہ کسی کمی (نقصان) کا خوف ہوگا اور نہ زیادتی کا (۱۳) اور یہ کہ ہم میں سے بعض مسلم (فرمانبردار) ہیں اور کچھ راہ راست سے منحرف (نافرمان) ہیں پس جنہوں نے اسلام (فرمانبرداری) کی راہ اختیار کی تو انہوں نے بھلائی کا راستہ ڈھونڈھ لیا (۱۴) اور جو راہ راست سے منحرف ہوں گے وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے (۱۵) اور یہ کہ اگر یہ لوگ راہ راست پر ثابت قدم رہتے تو ہم انہیں خوب سیراب کرتے (۱۶) تاکہ اس نعمت سے ان کی آزمائش کریں جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے منہ موڑے گا خدا اسے ایسے سخت عذاب میں داخل کرے گا جو بڑھتا ہی جائے گا (۱۷) اور یہ کہ سجدہ کے مقامات خاص اللہ کے لیے ہیں لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو (۱۸) اور یہ کہ جب بھی اللہ کا خاص بندہ (رسولؐ) اس کو پکارنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) لوگ اس پر ٹوٹ پڑیں گے۔ (۱۹)

تشریح الالفاظ

(۱) نفر کے ایک معنی تین سے لے کر دس افراد تک کی جماعت کے ہیں۔ (۲) من الجن جن کے معنی جن، پری اور دیو کے ہیں۔ (۳) شططا کے معنی زیادتی کرنے اور خلاف حق بات کرنے کے ہیں۔ (۴) حرسا شدیدا حرس یہ حرسی کی جمع ہے جس کے معنی شاہی محافظ اور باڈی گارڈ کے ہیں۔ (۵) رصدا اس کی جمع ارصاد ہے جس کے معنی گھات میں بیٹھے ہوئے آدمی کے ہیں۔ (۶) قددا یہ قدہ کی جمع ہے جس کے معنی مختلف الرائے لوگوں کی جماعت کے ہیں۔ (۷) لبدا لبد کے معنی چمٹنے اور گتھ جانے کے ہیں۔ (۸) رھقا رھق کے معنی سرکشی اور غرور کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ قل اوحی الی...الآیۃ

جنات کی حقیقت کا بیان

قبل ازیں کسی مناسب مقام پر اس حقیقت کے چہرہ سے نقاب کشائی کی جا چکی ہے کہ جن ایک مستقل

وجود خارجی رکھنے والی ذی روح اور ذی عقل اور بااختیار مخلوق ہے جو عام نگاہوں سے پوشیدہ ہے اور اسے آگ سے پیدا کیا گیا ہے جس طرح کہ انسان کو خاک سے پیدا کیا گیا ہے اس کی دیگر بہت سی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کو دیکھتے ہیں مگر انسان ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ آج کچھ تجدد پسند مسلمانوں نے جو کہ قرآن وسنت کا صاف انکار بھی نہیں سکتے اور بعض شکوک وشبہات کی بناء پر کھلم کھلا اقرار بھی نہیں کر سکتے۔ قرآن کو مختلف تاویلات کا تختہ مشق بنا رکھا ہے کبھی کہتے ہیں کہ جن کوئی مستقل وجود خارجی رکھنے والی علیحدہ مخلوق نہیں بلکہ اوہام وخیالات میں سے ایک وہم وخیال ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ اس سے مراد جنگلی اور صحرائی ان پڑھ انسان ہیں جو عام نگاہوں سے اوجھل رہتے ہیں اور یہ لفظ جن کا لغوی مفہوم ہے لیکن اگر قرآن وسنت کے حقائق کا قدرے گہری نگاہ سے جائزہ لیا جائے تو صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ یہ انسان کے بالمقابل ایک مستقل وجود خارجی رکھنے والی مخلوق ہے۔

۱۔ مثلاً سورہ رحمن میں انسان وجن کی علیحدہ علیحدہ خلقت کا واضح تذکرہ موجود ہے۔ **خلق الانسان من صلصال کالفخار و خلق الجان من مارج من نار** کہ خدا نے انسان کو ٹھیکری کی طرح کھڑ کنے والی مٹی سے پیدا کیا ہے اور جنات کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا ہے۔

۲۔ جنات کی تخلیق جناب آدم کی خلقت سے پہلے ہوئی ہے۔ ارشاد قدرت ہے **والجان خلقناه من قبل من نار السموم** کہ ہم نے جان کو (جو قوم جن کا باوا آدم ہے) آدم سے پہلے گرم آگ سے پیدا کیا تھا چنانچہ شیطان جو قوم جنات کا ہی ایک فرد ہے وہ خلقت آدم کے وقت موجود تھا۔ ارشاد قدرت ہے **کان من الجن ففسق عن امر به** یعنی شیطان جنات میں سے تھا جس نے اپنے پروردگار کے حکم کی حکم عدولی کی تو جب جنات کی خلقت بنی نوع انسان کے باپ آدم کی خلقت سے پہلے ہو چکی تھی تو ان کو جناب آدم کی اولاد کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے؟

۳۔ قرآن مجید کی وہ آیت جس میں جن وانس کی غرض خلقت بیان کی گئی ہے۔ اس میں جنوں کا انسانوں کے بالمقابل الگ ذکر کیا گیا ہے ارشاد قدرت ہے **وما خلقت الجن والانس الالیعبدون** کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر جن بنی نوع انسان ہی کی کوئی مخصوص قسم ہوتی تو پھر اسے علیحدہ ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بہر حال یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح و عیاں ہے کہ بنی نوع انسان کی طرح جن بھی ایک مستقل وجود خارجی رکھنے والی مخلوق ہے اور موجود ہے اگر محض اس بناء پر اس کے وجود کا انکار کیا جائے کہ وہ نظر نہیں آتے تو پھر بہت سے اسلامی حقائق کا انکار کرنا پڑے گا۔

جیسے ملائکہ، ارواح اور نزول وحی وغیرہ وغیرہ۔ ان مختصر حقائق سے معلوم ہو گیا ہے کہ جنات کے وجود کا انکار کرنا قرآن وسنت کے نصوص صریحہ کے انکار کے مترادف ہے۔ (العیاذ باللہ)

۲)۔ استمع نفر من الجن... الآیۃ

جنات کے اس قرآن کو سننے کا واقعہ کب پیش آیا؟

سورہ احقاف میں جنات کے حضرت رسول خداؐ سے قرآن سننے کا جو واقعہ مذکور ہے وہ بعثت کے دسویں سال سفر طائف کے اثناء میں پیش آیا تھا اور وہیں ہم اس کی جملہ تفصیلات بیان کر آئے ہیں اگرچہ بعض مفسرین نے یہ کہا ہے کہ یہ جنوں کے قرآن سننے کا واقعہ دو بار پیش آیا ہے ایک بار سفر طائف میں جس کا تذکرہ سورہ احقاف میں کیا گیا ہے اور دوسری بار کا واقعہ وہ ہے جس کا تذکرہ یہاں سورہ جن میں کیا جا رہا ہے مگر ہم اکثر مفسرین کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں کہ یہ ایک ہی واقعہ کا تذکرہ ہے جو پہلے وہاں اجمالاً اور پھر یہاں تفصیلاً بیان کیا جا رہا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت رسول خدا قرآن کے کسی حصے کی تلاوت فرما رہے تھے کہ جنات کا ایک گروہ وہاں سے گزرا اور اس نے توجہ سے قرآن مجید سنا اور قرآن کا معجزانہ بیان واسلوب کلام سن کر اس کی صداقت اور اسلام کی حقانیت انکے دل و دماغ میں راسخ ہوگئی اور وہ اس پر ایمان لے آئے اور جس طرح خاموشی سے آئے تھے اور خاموشی سے قرآن سنا اور توفیق الٰہی شامل حال ہوئی اور ایمان لائے اور پھر خاموشی کے ساتھ چلے گئے اور پھر جس طرح اپنی قوم کو حقائق قرآن اور معارف اسلام کی تبلیغ کی۔ اس کا تذکرہ ان آیات میں کیا جا رہا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے ان کو قرآن سنتے اور ایمان لاتے وقت دیکھا نہیں تھا۔ بعد میں خدائے تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو اس پورے واقعہ کی اطلاع دی۔

۳)۔ وانہ کان یقول سفیھنا... الآیۃ

مخفی نہ رہے کہ اس سفیہ یعنی احمق اور بے وقوف سے ایک شخص بھی مراد ہو سکتا ہے اور ایک جماعت بھی۔ لہٰذا اگر اس سے ایک فرد مراد لیا جائے تو پھر اس احمق سے مراد شیطان ہوگا اور اگر اس سے جماعت مراد لی جائے تو پھر اس سے احمق جن مراد ہوں گے جو گمراہی کی باتیں کیا کرتے تھے۔

۴)۔ وانہ کان رجال... الآیۃ

اس آیت میں مومن جنات نے اپنی قوم کے کفر و سرکشی کی وجوہ بیان کرتے ہوئے ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ چونکہ جاہلی دور کے لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب کبھی انہیں کسی ویران وادی یا جنگل میں رات گزارنی پڑتی

تھی اور اندیشہ ہوتا تھا کہ کوئی چیز انہیں کوئی گزند نہ پہنچائے تو سونے سے پہلے بآواز بلند کہتے تھے یا عزیز الوادی اعوذبك من السفهاء الذین فی طاعتك۔ اے وادی کے سردار میں اس وادی کے ان بے وقوفوں کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تیرے مطیع وفرمانبردار ہیں یہ سن کر جنوں کا غرور بڑھ جاتا اور وہ سمجھنے لگتے کہ ہم جن وانس کے سردار ہیں۔ (مجمع البیان ومظہری)

نیز وہ لوگ جنات کے بڑے بڑے تصرفات کے بھی قائل تھے اور تعویزات وعملیات کے ذریعہ سے جنات کو اپنی حفاظت کا ذریعہ بھی سمجھتے تھے جس کی وجہ سے جنات کا اپنی قوت وطاقت کی وجہ سے غرور بڑھ گیا تھا۔

۵)۔ وانهم ظنوا...الآیة

اس آیت کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ عام کافر انسانوں کی طرح ہم جنوں کا بھی یہی خیال تھا کہ خداوند عالم جناب موسیٰ وعیسیٰ کے بعد اب کسی انسان کو رسول بنا کر نہیں بھیجے گا مگر قرآن سن کر ہماری یہ غلط فہمی دور ہوگئی اور معلوم ہوا کہ خداوند عالم نے ایک ایسا رسول برحق بھیجا ہے جو یہ کلام معجز نظام سنا رہا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ کافر انسانوں کی طرح ہمارا بھی یہ خیال تھا کہ خدا جزا وسزا کے لئے دوبارہ کسی کو زندہ نہیں کرے گا یعنی ہم آخرت کے منکر تھے مگر یہ عجیب قرآن سن کر پتہ چلا کہ خدا دوبارہ زندہ کرکے بندوں کو اٹھائے گا ہم نے دونوں مفہوموں کو پیش نظر رکھ کر ترجمہ کیا ہے۔

۶)۔ وانا لمسنا السماء...الآیة

تاریخ اسلام کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی ولادت باسعادت سے پہلے تو جنات اور شیاطین کھلے بندوں عالم بالا پر آیا جایا کرتے تھے اور وہاں کی خبریں اپنے کاہنوں اور ساحروں تک پہنچایا کرتے تھے مگر آپ کی ولادت کے بعد یہ سلسلہ عموماً بند ہوگیا مگر آسمان میں سن گن کا کوئی نہ کوئی موقع پا ہی لیتے تھے مگر آپ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ بھی ختم کر دیا گیا اور جنات نے دیکھا کہ ہر طرف فرشتوں کا سخت پہرا ہے اور اگر کوئی جن اوپر جانے کی سعی لاحاصل کرتا ہے تو اس پر شہابوں کی بارش کر دی جاتی ہے۔ ان آیتوں میں انہی واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ ایسا کرکے زمین والوں کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے پروردگار نے ان سے بھلائی کا ارادہ کیا ہے؟

۷)۔ وانا منا الصالحون...الآیة

جنات میں مسلم و کافر اور نیک و بد دونوں قسم کے افراد موجود ہیں

جب یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جنات بھی انسانوں کی طرح ایک مستقل وجود خارجی رکھنے والی ذی عقل اور با اختیار مخلوق ہے تو پھر لامحالہ اس میں بھی انسانوں کی طرح کافر و مسلم اور نیکوکار و بدکار دونوں طرح کے جنات موجود ہوں گے۔ لہٰذا وہ مختلف الرائے، مختلف المذہب اور مختلف الخیال ہیں اور مختلف راستوں پر گامزن ہیں۔ حق پرست اور اللہ کے اطاعت گزار بھی ہیں اور حق وصداقت سے منحرف اور منہ پھیرنے والے بھی۔ بعد ازاں ان دونوں گروہوں کا انجام بیان کیا گیا ہے کہ جنہوں نے اسلام و فرمانبرداری والا راستہ اختیار کیا ہے انہوں نے تو بھلائی کا راستہ ڈھونڈھ لیا اور جو قاسط اور حق سے منحرف ہیں وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔

قاسطین، ناکثین اور مارقین کا اجمالی تذکرہ

حضرت رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو خطاب کرکے فرمایا تھا کہ یا علی! **تقاتل الناکثین و القاسطین والمارقین** کہ تم ناکثین (بیعت کرکے توڑنے والوں) سے اور قاسطین (حق سے انحراف کرنے والوں) سے اور مارقین (دین سے خارج ہونے والوں) سے قتال کروگے۔ (تفسیر روح البیان، جناب شیخ اسماعیل حقی)

بالاتفاق ناکثین سے اصحاب جمل اور قاسطین سے اصحاب صفین اور مارقین سے اصحاب نہروان مراد ہیں۔ (ایضاً)

۸)۔ وان لو استقاموا... الآیة

اس سے پہلی آیت پر مومن جنات کا کلام ختم ہوگیا جو انہوں نے اپنی قوم سے کیا تھا اب وحی ربانی کا دوسرا حصہ شروع ہو رہا ہے کہ اللہ نے مجھے وحی کی ہے کہ اگر جن وانس راہ حق پر ثابت قدم رہتے تو ہم ان کو خوب سیراب کرتے یعنی اپنی گوناگوں نعمتوں سے نوازتے۔ سورہ نوح میں بھی یہی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ **یرسل السماء علیکم مدرارا**۔ یعنی اگر وہ حق کے راستہ پر ثابت رہتے تو ہم ان کو دنیا وآخرت کی نعمتوں سے نوازتے یعنی دنیا میں انہیں وسعت رزق سے نوازا جاتا تاکہ ان کی آزمائش کی جائے اور آخرت میں جاگیر جنت سے نوازا جاتا۔

۹)۔ وان المساجد للّٰہ... الآیة

وان المساجد للہ کے مفہوم کی حقیقت کی تعیین؟

یہ مساجد کی لفظ مسجد کی جمع بھی ہوسکتی ہے جس کے وہی معنی ہیں جو مشہور ہیں یعنی مخصوص عبادت گاہیں۔ بناء بریں مفہوم یہ ہوگا کہ یہ عبادت گاہیں خاص اللہ کے لیے ہیں۔لہٰذا ان میں غیر اللہ کو مدد وغیرہ کے لیے پکارنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی کسی غیر اللہ کی عبادت جائز ہے اور یہ مسجد کی جمع بھی ہوسکتی ہے جس کے معنی اعضاء سجدہ ہیں یعنی وہ سات اعضاء جن پر سجدہ کیا جاتا ہے یعنی پیشانی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے کہ چونکہ یہ اعضاء و جوارح اللہ کے بنائے ہوئے ہیں لہٰذا ان پر اللہ کے سوا اور کسی بھی مخلوق کے لیے سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ یہی مفہوم امیر المومنین علیہ السلام (الفقیہہ میں) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے (الکافی میں) اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے (العیاشی میں) مروی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر قسم کا سجدہ خداوند عالم سے مخصوص ہے اور کسی بھی مخلوق کے لیے کسی بھی قسم کا سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ بالکل حرام ہے۔ خواہ تعظیمی ہو اور خواہ تعبیدی۔ کما لا یخفی۔

۱۰) وانہ لما قام عبداللہ... الآیۃ

یہاں اللہ کے بندہ خاص سے حضرت پیغمبر اسلامؐ مراد ہیں کہ جب وہ دعوت حق کے لیے کھڑے ہوتے ہیں یا جب عبادت پروردگار کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور کفار و مشرکین ان کو دیکھتے ہیں تو وہ غم وغصہ سے بھر جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ شمع رسالت کو گل کرنے کے لیے آپؐ پر ٹوٹ پڑیں مگر

وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے؟

آیات القرآن

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝۲۰ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝۲۱ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝۲۲ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۝۲۳ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ۝۲۴ قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ

مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا۝۲۵ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا۝۲۶ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا۝۲۷ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا۝۲۸

ترجمۃ الآیات

آپ کہئے! کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک قرار نہیں دیتا (۲۰) کہیے! میں تمہارے لیے نہ کسی نقصان اور برائی کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا (۲۱) آپ کہیے! کہ مجھے اللہ سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا اور میں اس کے سوا اور کوئی جائے پناہ نہیں پاتا (۲۲) (ہاں البتہ) میرا کام صرف یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے تبلیغ کروں اور اس کے پیغامات (لوگوں تک) پہنچاؤں اور جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے جس میں (ایسے لوگ) ہمیشہ رہیں گے (۲۳) (یہ لوگ اپنی کجروی سے باز نہیں آئیں گے) یہاں تک کہ جب وہ وہ چیز (عذاب) دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ مددگار اور تعداد کی حیثیت سے کون زیادہ کمزور ہے (۲۴) آپ کہہ دیجیے! کہ میں نہیں جانتا کہ جس چیز (عذاب) کا تم لوگوں سے وعدہ وعید کیا جا رہا ہے کہ آیا وہ قریب ہے یا میرا پروردگار اس کے لیے کوئی طویل مدت مقرر کرتا ہے (۲۵) وہ (اللہ) عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا (۲۶) سوائے اپنے اس رسول کے جسے وہ اس بات کے لیے منتخب کرتا ہے تو وہ اس کے آگے پیچھے محافظ (فرشتے) لگا دیتا ہے (۲۷) تاکہ وہ معلوم کرے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغامات کو پہنچا دیا ہے اور وہ ان کے حالات کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور اس نے ہر چیز کو گن رکھا ہے (۲۸)

تشریح الالفاظ

(۱) لن یجیرنی۔ اجارہ کے معنی پناہ دینے کے ہیں۔ (۲) ملتحدا کے معنی جائے پناہ کے ہیں۔

(۳) رصدا یہ راصد کی جمع ہے جس کے معنی محافظ اور نگہبان کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱۲)۔ قل انی ادعوا... الآیۃ

جولوگ پیغمبر اسلامؐ کی دعوت حق دینے اور ان کی عبادت کرنے سے اس قدر نفرت کرتے تھے کہ قریب تھا کہ ان پر پل پڑیں ان سے کہا جا رہا ہے کہ مجھے یہ تو بتاؤ کہ میرا جرم کیا ہے کیا میرا یہی قصور ہے کہ میں صرف اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک قرار نہیں دیتا تو یہ بات تو قابل اعتراض نہیں ہے؟

۱۳)۔ قل انی لا املك... الآیۃ

پیغمبر اسلامؐ کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ اس بات کی بھی وضاحت کر دیں کہ میں خدا کا پیغامبر ہوں اس لیے میرا اصل کام خدا کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچانا ہے۔ وبس! لوگوں کی قسمت بنانا، ان کا مقدر سنوارنا اور انہیں نفع ونقصان پہنچانا میرے اختیار میں نہیں ہے اور نہ اس بات کا میرے فرض منصبی سے کوئی تعلق ہے یہ خدائی اختیارات خدا ہی کے پاس ہیں ان میں کوئی بھی ہستی اس کی شریک نہیں ہے۔ میں تو خود اپنے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں اور اگر بالفرض میں اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کروں اور وہ مجھے پکڑنا چاہے تو مجھے اس کی گرفت سے کوئی بچانے والا نہیں ہے اور اس کے دامن رحمت کے سوا میرے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔

۱۴)۔ ومن یعص اللہ... الآیۃ

واضح رہے کہ خدا اور رسول کی نافرمانی دو طرح کی ہوتی ہے ایک اصول عقائد میں جیسے شرک اور انکار رسالت وغیرہ اور دوسری فروع دین اور احکام میں تو جس نافرمانی کی سزا ابدی جہنم ہے اس سے مراد اصول میں نافرمانی کرنا اور کفر وشرک کرنا ہے۔

۱۵)۔ حتی اذا راوا... الآیۃ پکار

کفار ومشرکین کو اس بات پر غرور تھا کہ پیغمبر اسلامؐ کے پاس یار ومددگار بہت کم ہیں اور جو ہیں وہ کمزور وناتواں ہیں وہ ان کی کیا مدد کریں گے جبکہ ہم نحن اکثر منك مالا و اعز نفرا مال وتعداد میں زیادہ طاقتور ہیں تو گویا ایسے لوگوں سے کہا جا رہا ہے کہ وہ وقت عنقریب آنیوالا ہے کہ جب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ مددگار کی حیثیت سے زیادہ کمزور کون ہے اور تعداد کے لحاظ سے کمتر کون ہے؟

۱۶) ۔ قل ان ادری... الآیۃ پکار

یہ گویا ایک سوال مقدر کا جواب ہے کہ اگر یہاں کفار یہ سوال کریں کہ وہ وقت کب آئے گا؟ تو آپ کہہ دیجیے! کہ اس کی مجھے اطلاع نہیں دی گئی کہ آیا وہ وقت بالکل نزدیک ہے یا دور ہے کیونکہ یہ علم غیب سے متعلق ہے اور عالم الغیب صرف خدا ہے۔ ہاں البتہ میں اتنا یقینا جانتا ہوں کہ ایسا وقت ضرور آئے گا۔ بدیر یا سویر یہ اللہ جانتا ہے وان ادری اقریب ھو ام بعید ما توعدون؟ (الانبیاء:۱۰)

۱۷) ۔ عالم الغیب... الآیۃ پکار

یعنی حقیقی عالم الغیب صرف خدا ہے جس کا علم کلی واحاطی ہے اور اپنا ذاتی بھی اور کوئی بھی ہستی اس صفت میں اس کی شریک نہیں ہے۔ ہاں البتہ وہ جس قدر مناسب سمجھتا ہے بتقاضائے حکمت اپنے بعض برگزیدہ رسولوں کو اس پر مطلع کر دیتا ہے مگر پھر بھی ان کو عالم الغیب نہیں کہا جاسکتا ہے اور پھر ان پر فرشتے نگہبان مقرر کر دیتا ہے تاکہ شیاطین اس میں دخل اندازی نہ کر سکیں یا اس میں سے کچھ چرا کر کاہنوں کو نہ بتاسکیں۔ الغرض خدا نے یہ اہتمام اس لیے کیا ہے کہ وہ جان لے کہ اس کے رسولوں نے اس کے پیغامات اس کے بندوں تک فرشتوں کی نگہبانی میں بلاکم و کاست پہنچا دیئے ہیں۔ اور ان میں ذرہ بھر کمی وبیشی نہیں کی ہے۔ بیشک اللہ ان کے پورے احوال کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس نے ہر چیز کو شمار کر رکھا ہے اور کائنات کی کوئی چیز اس کے علمی احاطہ سے باہر نہیں ہے۔

ایضاح

یہ آیت بالکل اس آیت جیسی ہے جو پارہ ۴، سورہ آل عمران آیت ۱۷۹ میں مع تفسیر گزر چکی ہے اور اسی مقام پر علم غیب کی تعریف، اور اس کا خدا سے مخصوص ہونا اور اس کا بتقاضائے حکمت ومصلحت اپنے انبیاء اور ان کے اوصیا کو اس پر مطلع کرنا اور بتعلیم اللہ ان کا بہت سے امور غیبیہ پر مطلع ہونا مگر اس کے باوجود ان کو عالم الغیب نہ کہہ سکنا وغیرہ وغیرہ۔ ان سب امور کی وہاں مکمل توضیح وتشریح کر دی گئی ہے۔ تفصیل معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات اس مقام کی طرف رجوع فرمائیں۔ فان فیہ کفایۃ لمن لہ ادنی درایۃ

خدا کے فضل وکرم اور اس کے حسن توفیق سے سورہ جن کا
ترجمہ اور اس کی تفسیر مکمل ہوئی۔ والحمدللہ
۱۶ دسمبر ۲۰۰۳ء
بمطابق ۲۰ شوال المکرم بوقت پونے دس بجے شب

سورہ مزمل کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں حضرت پیغمبر اسلامؐ کو "المزمل" کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔ اسی سے اس سورہ کا یہ نام تجویز ہوا۔

عہد نزول

اس سورہ کے عہد نزول کے بارے میں مفسرین اسلام کے درمیان اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ یہ ساری سورہ مکی ہے مگر بعض محقق مفسرین کی تحقیق یہ ہے کہ اس سورہ کے دونوں رکوع الگ الگ عہد میں نازل ہوئے ہیں۔ یعنی پہلا رکوع مکہ میں نازل ہوا ہے اور دوسرا رکوع مدینہ میں اور یہی قول راجح ہے اور اس بات کی تائید مزید اس سے بھی ہوتی ہے کہ دوسرے رکوع میں زکوٰۃ اور جہاد کا تذکرہ کیا گیا ہے اور بالاتفاق یہ دونوں حکم مدینہ منورہ میں ہی نازل ہوئے ہیں۔

سورہ مزمل کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

١۔ حضرت رسول خداؐ کو عبادت میں کچھ کمی کرنے کی ہدایت۔
٢۔ نبوت کی بھاری ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے تیاری کرنے کا حکم۔
٣۔ فرائض منصبی کی ادائیگی میں مخالفین کی طرف سے ایذاء رسانیوں پر صبر وضبط کی تلقین۔
۴۔ ساری کائنات سے علیحدہ ہو کر اللہ کا ہو رہنے اور اپنے سب معاملات خدا کے حوالے کرنے کی تلقین۔
۵۔ حضرت رسول خداؐ کے مثیل موسیٰؑ ہونے کا بیان اور مخالفین کو فرعون کے انجام کی یاددہانی۔
٦۔ نماز تہجد میں تخفیف کا تذکرہ۔
٧۔ نماز فریضہ اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں سختی سے پابندی کرنے کا حکم اور سستی برتنے کی ممانعت۔
٨۔ قیامت کے بعض ہولناک مناظر کا تذکرہ۔
٩۔ راہ خدا میں خلوص نیت سے مال خرچ کرنے کا حکم۔
١٠۔ آخر میں مسلمانوں کو یہ نوید سنائی گئی ہے کہ وہ جو کچھ راہ خدا میں خرچ کریں گے وہ رائیگاں نہیں جائے

گا۔ بلکہ اسے کئی گنا کر کے قیامت کے دن واپس لوٹا یا جائے گا وغیرہ وغیرہ

سورہ مزمل کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا سے مروی ہے فرمایا: جوشخص سورہ مزمل کی تلاوت کرے گا تو اس سے دنیا وآخرت میں تنگی دور کردی جائے گی۔ (مجمع البیان)

۲۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا جوشخص سورہ مزمل کی نماز عشاء یا آخر شب میں تلاوت کرے گا تو اس سورہ کے علاوہ وہ شب وروز بھی اس کے گواہ ہوں گے اور خدا اسے پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھے گا اور پاکیزہ موت کے ساتھ مارے گا۔ (ایضا وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۲۰) (سورۃ المزمل مکیۃ) (رکوعاتہا ۲)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ يٰۤاَيُّهَا الۡمُزَّمِّلُ ۙ‏ ﴿۱﴾ قُمِ الَّيۡلَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۙ‏ ﴿۲﴾ نِّصۡفَهٗۤ اَوِ انْقُصۡ مِنۡهُ قَلِيۡلًا ۙ‏ ﴿۳﴾ اَوۡ زِدۡ عَلَيۡهِ وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِيۡلًا ؕ‏ ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلۡقِىۡ عَلَيۡكَ قَوۡلًا ثَقِيۡلًا‏ ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيۡلِ هِىَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّاَقۡوَمُ قِيۡلًا ؕ‏ ﴿۶﴾ اِنَّ لَـكَ فِى النَّهَارِ سَبۡحًا طَوِيۡلًا ؕ‏ ﴿۷﴾ وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلۡ اِلَيۡهِ تَبۡتِيۡلًا ؕ‏ ﴿۸﴾ رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذۡهُ وَكِيۡلًا‏ ﴿۹﴾ وَاصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ وَاهۡجُرۡهُمۡ هَجۡرًا جَمِيۡلًا‏ ﴿۱۰﴾ وَذَرۡنِىۡ وَالۡمُكَذِّبِيۡنَ اُولِى النَّعۡمَةِ وَمَهِّلۡهُمۡ قَلِيۡلًا‏ ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَيۡنَاۤ اَنۡكَالًا وَّجَحِيۡمًا ۙ‏ ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيۡمًا ۗ‏ ﴿۱۳﴾ يَوۡمَ تَرۡجُفُ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ وَكَانَتِ الۡجِبَالُ كَثِيۡبًا مَّهِيۡلًا‏ ﴿۱۴﴾ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ رَسُوۡلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيۡكُمۡ كَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا ؕ‏ ﴿۱۵﴾ فَعَصٰى فِرۡعَوۡنُ الرَّسُوۡلَ فَاَخَذۡنٰهُ اَخۡذًا وَّبِيۡلًا‏ ﴿۱۶﴾ فَكَيۡفَ تَتَّقُوۡنَ اِنۡ

كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿١٧﴾ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿١٨﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿١٩﴾

ترجمۃ الآیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے اے کملی اوڑھنے والے (رسول) (۱) رات کو (نماز میں) کھڑے رہا کیجیے مگر (پوری رات نہیں بلکہ) تھوڑی رات (۲) یعنی آدھی رات یا اس میں سے بھی کچھ کم کر دیجئے (۳) یا اس سے کچھ بڑھا دیجئے! اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر (اور واضح کر کے) پڑھا کیجئے! (۴) بے شک ہم آپ پر ایک بھاری کلام ڈالنے والے ہیں (۵) بے شک رات کا اٹھنا سخت روندتا ہے (اور سخت کوفت کا باعث ہے) مگر ذکر (خدا اور قرآن خوانی) کے لیے زیادہ موزوں اور ٹھیک ہے (۶) بلاشبہ دن میں آپ کے لیے بڑی مشغولیت ہے (۷) اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیجئے اور (سب سے کٹ کر) اسی کی طرف متوجہ ہو جایئے (۸) وہ مشرق و مغرب کا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ پس اسی کو اپنا کارساز بنایئے (۹) اور ان کی باتوں پر صبر کیجئے؟ اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جایئے (۱۰) اور مجھے اور ان جھٹلانے والے اہل دولت کو چھوڑ دیجئے اور انہیں تھوڑی سی مہلت دیجئے! (۱۱) ہمارے پاس ان کے لیے بیڑیاں اور دوزخ کی آگ ہے (۱۲) اور گلے میں پھنس جانے والی غذا اور دردناک عذاب ہے (۱۳) یہ اس دن ہوگا جب زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے اور پہاڑ ریت کے بکھرنے والے تودے بن جائیں گے (۱۴) ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے تم پر گواہ بنا کر جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا (۱۵) پھر جب فرعون نے رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے بڑا سخت پکڑا (۱۶) اگر تم نے کفر اختیار کیا تو اس دن کے عذاب سے کیونکر بچو گے جو بچوں کو بوڑھا بنا دے گا (۱۷) جس کی سختی سے آسمان پھٹ جائے گا (اور یہ) اللہ کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا (۱۸) بے شک یہ ایک بڑی نصیحت ہے پس جو چاہے وہ اپنے پروردگار کی طرف راستہ اختیار کرے (۱۹)

تشریح الالفاظ

(۱) المزمل یہ بات تفعل تزمل یتزمل سے اسم فاعل کا صیغہ ہے قاعدہ کے مطابق تا کو زا سے بدل کر زاء میں مدغم کر دیا گیا اور اس طرح مزمل ہو گیا جس کے معنی چادر لپیٹنے اور کمبلی اوڑھنے کے ہیں۔ (۲) رتل القرآن ترتیل کے معنی ٹھہر ٹھہر کر اور مخارج سے ادا کر کے پڑھنے کے ہیں۔ (۳) ناشئة یہ عافیہ اور عاقبة کی طرح مصدر ہے جس کے معنی رات کو نیند کے بعد بیدار ہونے کے ہیں۔ (۴) سبحا کے معنی پانی میں تیرنے کے ہیں مراد یہ ہے کہ پانی میں تیرنے والے کی طرح دن میں آپ کی مصروفیات اور تقلبات ہیں۔ (۵) تبتل کے معنی توجہ اور انقطاع کے ہیں کہ ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہونا۔ (۶) انکالا یہ نکل کی جمع ہے جس کے معنی مضبوط بیڑی کے ہیں۔ (۷) کثیبا کے معنی ریت کے تودے کے ہیں اور مھیلا کے معنی ہیں وہ ریت جسے قرار نہ ہو۔ (۸) وبیلا کے معنی سخت اور ثقیل کے ہیں۔ (۹) منفطر انفطار کے معنی پھٹنے کے ہیں۔ (۱۰) تذکرہ کے معنی نصیحت کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱۔ یا ایھا المزمل... الآیة

پیغمبر اسلام کی ایک خصوصی خصوصیت

مروی ہے کہ جب یہ سورہ نازل ہوئی تو حضرت رسول خداؐ اپنے جسم مبارک پر چادر اوڑھے ہوئے تھے تو اسی انداز سے خدا نے آپ سے مخاطبہ کیا قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ خداوند عالم نے جب بھی کسی نبی و رسول سے خطاب کیا ہے تو ہمیشہ اس کا نام لے کر کیا ہے جیسے یا آدم اسکن انت و زوجك الجنة... الآیة یانوح اھبط بسلام منا... الآیة یاابراھیم قد صدقت الرویا الآیته یاداؤد انا جعلناك خلیفه... الآیة وغیرہ وغیرہ مگر پیغمبر اسلامؐ کی یہ خصوصیت قابل ذکر ہے کہ خدا نے کبھی نام لے کر آپ سے خطاب نہیں کیا بلکہ کبھی جیسا آپ کا انداز ہو (اسی انداز سے خطاب کیا جیسے سورہ مزمل اور مدثر میں ہے) یا ایھا المزمل اور یا ایھا المدثر اور کبھی آپ کے منصب کو سرنامہ خطاب قرار دیا جیسے یا ایھا النبی اور یا ایھا الرسول۔ و ذالك فضل الله یوتیه من یشاء اس انداز تخاطب کا مطلب یہ ہے کہ اے حبیب مکرم! یہ وقت کمبلی اوڑھ کر آرام کرنے کا نہیں ہے بلکہ خلق خدا کو خواب غفلت سے

جگا کر پروردگار عالم کے دروازے پر جھکانے اور فرائض رسالت انجام دینے کا وقت ہے۔لہٰذا آپ آدھی رات یا اس سے کچھ کم وبیش جاگ کر خدا کی عبادت کرو اور ٹھہر ٹھہر کر خدا کے قرآن کی تلاوت کرو اور تبلیغ حق کا جو وزنی بوجھ آپ کے کاندھوں پر ڈالا جارہا ہے اسے ادا کرو اور اس کی راہ میں جو دشواریاں پیش آئیں انہیں خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرو۔

۲)۔ قم اللیل... الآیۃ

اس آیت کے مفہوم کی تعیین؟

اس آیت کی نحوی ترکیب جو اس کا مفہوم سمجھنے کے لیے ضروری ہے یوں ہے کہ یہاں اللیل مستثنیٰ منہ ہے اور الاحرف استثناء ہے اور قلیلا مستثنیٰ ہے اور نصفہ اس قلیلا سے بدل ہے جس نے اس اجمال کو ختم کر دیا ہے جو قلیلا میں پایا جاتا تھا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ پس معلوم ہو گیا کہ اس سے نصف شب مراد ہے اور منہ اور علیہ کی ضمیروں کا مرجع وہی نصف شب ہے یعنی آدھی رات جاگ کر عبادت کیا کرو یا اس سے بھی کچھ کم کر دو یعنی ایک ثلث کر دو یا اس پر کچھ اضافہ کر دو یعنی دو ثلث کر دو اور باقی وقت سو کر آرام کیا کرو۔ نیز یہ نصفہ اللیل سے بھی بدل بن سکتا ہے اور مفہوم ایک ہی ہے کیونکہ قم اللیل کے حکم سے یہ متبادر ہوتا تھا کہ ساری رات نماز پڑھنے میں گزارنی ہے لہٰذا الا قلیلا کہہ کر اس کی نفی کر دی گئی اور واضح کر دیا گیا کہ کچھ وقت آرام بھی فرمائیں۔ آدھی رات میں کچھ کمی یا بیشی کرنے کا آپ کو اختیار دے دیا (جیسا کہ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے) بناء بریں عبادت کے وقت میں کمی بیشی کرنے سے آرام کے وقت میں بھی کمی بیشی واقع ہو جائے گی اگرچہ مرجح قول وہی نصف شب ہے کیونکہ اسی کو ہی معیار قرار دیا گیا ہے۔ کما لا یخفیٰ۔

۳)۔ ورتل القرآن... الآیۃ

ترتیل کے مفہوم کی وضاحت

ترتیل کا مفہوم یہ ہے کہ ٹھہر ٹھہر کر قرآن مجید کی تلاوت کی جائے اور شعر کی طرح تیز تیز نہ پڑھا جائے اور اس کے الفاظ کو پوری طرح واضح کر کے پڑھا جائے جیسا کہ حضرت امیر المومنین سے اس کی یہ تفسیر منقول ہے۔ (تفسیر مجمع البیان وتفسیر صافی)

الغرض جب قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو اس کے مطالب و معانی پر دھیان دیا جائے تا کہ قاری اور قرآن کے درمیان ایک خاص ربط قائم ہو جائے کہ جب اس میں خدا کی کبریائی کا تذکرہ ہو تو قاری کا وجود اس

کے سامنے دب جائے اور جب اس میں خدا کے احسانات وانعامات کا تذکرہ کیا جائے تو قاری کا دل ودماغ تشکر کے جذبات سے لبریز ہو جائے اور جب قرآن میں خدا کی گرفت اور پکڑ کا ذکر ہو تو قاری کا دل کانپ اٹھے اور جب خدا کا کوئی حکم نگاہ کے سامنے آئے تو قاری کا دل ودماغ تعمیل کے جذبہ سے سرشار ہو جائے بالخصوص جب کسی ایسی آیت سے گزرے جس میں جنت اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ ہو تو اللہ سے اس کا سوال کرے اور جب کسی جہنم والی آیت کے پاس سے گزرے تو اس سے خدا کی پناہ مانگے۔ جیسا کہ بعض بزرگان دین کے آداب تلاوت سے ظاہر ہوتا ہے۔

۴)۔ انا سنلقی علیك...الآية

قرآن کو ثقیل قول کہنے کی وجہ؟

واضح رہے کہ اس ثقیل قول سے قرآن مجید مراد ہے اور اسے بوجھل اور گراں اس لیے کہا گیا ہے کہ اس سے خلق خدا کو دعوت حق دینا اور اس کے عذاب سے ڈرانا مراد ہے جیسا کہ سورہ مدثر میں وارد ہے قم فانذر۔ اور واضح ہے کہ تبلیغ وانذار کا کام مشکل ترین کام ہے اس سے ایک داعی حق کو عام لوگوں میں ایک اجنبی آدمی کی طرح یکہ وتنہا کھڑا ہونا پڑتا ہے اور لوگوں کی ایذا رسانیوں کا نشانہ بننا پڑتا ہے اور صبر وضبط کا اور بدقماش لوگوں کے اعراض وروگردانی کا عادی بننا پڑتا ہے کیونکہ ایک داعی حق کو ان تمام مراحل سے خوش اسلوبی کے ساتھ گزرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ جب ایک داعی حق لوگوں سے غلط عقائد واعمال اور رسوم ورواج میں ایک انقلاب برپا کرنا چاہتا ہے تو لوگ اس کی مزاحمت کرتے ہیں۔ فریقین کی روایات سے ظاہر ہوتا کہ حضرت رسول خداً پر اس ثقل کا جسمانی طور پر بھی ظہور ہوتا تھا یعنی جب سخت جاڑے میں بھی آپ پر وحی اترتی تھی تو پیشانی اقدس پر پسینہ آجاتا تھا اور اگر آپ اس حالت میں ناقہ پر سوار ہوتے تو بھی گرانباری سے اپنا سینہ زمین سے لگا دیتی تھی۔ (مجمع البیان، روح المعانی وغیرہ)

۵)۔ ان ناشئة اللیل...الآية

بے شک رات کا جاگنا بڑا سخت روندنے والا اور سخت کٹھن کام ہے بالخصوص کچھ سو کر اٹھنا مگر پوری دلجمعی اور یکسوئی کے ساتھ خدا کا ذکر کرنے کے لیے بڑا موزوں اور مناسب وقت ہے جس سے نماز اور تلاوت قرآن میں بڑی لذت محسوس ہوتی ہے اور طبیعت میں نشاط پیدا ہوتا ہے اور آدمی سکون واطمینان سے عبادت کرتا ہے۔ خصوصاً صبح سحری کا وقت تو ایسا وقت ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا اس سے آخر شب میں (نماز تہجد کے لیے) اٹھنا

مراد ہے۔(مجمع البیان)

۶)۔ ان لك فی النهار... الآیة

سبح کے معنی پانی میں تیرنے اور تیز چلنے کے ہیں اسی لیے تیز رو گھوڑے کو فرس سابح کہا جاتا ہے اور یہاں اس سے پیغمبر اسلامؐ کی ہر دینی اور دنیوی مشغولیت مراد ہے یعنی دن کے وقت آپ بہت مصروف ہوتے ہیں کہیں احکام الٰہی کی تبلیغ ہے کہیں لوگوں کے مقدمات وتنازعات کا تصفیہ اور کہیں جہاد کی تیاری اور کہیں دوسرے دینی ودنیوی امور کا انتظام وانصرام۔

۷)۔ واذكر اسم ربك... الآیة

اگرچہ آپؐ خدا کی یاد سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہیں مگر پوری فراغت اور دلجمعی اور سکون واطمینان کے ساتھ یاد الٰہی منانے اور عبادت خدا کرنے کے لیے رات کا وقت ہی بہت موزوں ہے اور دن کے وقت یہ چیز حاصل نہیں ہوسکتی۔لہٰذا اپنے پروردگار کے نام کا ورد کریں اور ہر طرف سے کٹ کر اپنے پروردگار کے ہو رہیں اور اس کے دامن رحمت میں پناہ لیں۔

دفع دخل مقدر

اس آیت سے کوئی کوتاہ اندیش یہ نہ سمجھے کہ اس طرح خدا پیغمبر اسلام کو دنیا اور اہل دنیا سے تعلقات ختم کرنے کی تعلیم دے رہا ہے حالانکہ لا رہبانیۃ فی الاسلام۔اسلام نے مختلف لوگوں کے ایک دوسرے پر کچھ حقوق فرض قرار دیئے ہیں جن کی ادائیگی۔ بہرحال واجب ولازم ہے اسلام دین معاشرت ہے اس لیے اپنے اہل و عیال اور دوسرے عام لوگوں سے علیحدگی اختیار کرنے کی اسلام میں ہرگز اجازت نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ مخالفین کی حق بیزار اور دلآزار باتوں سے پریشان نہ ہوں اور نہ ہی گھبرائیں۔ بلکہ اپنے پروردگار سے پوری طرح لو لگائیں اور ان لوگوں سے بڑی عمدگی اور خوبصورتی سے الگ ہو جائیں اور اپنے پروردگار کو اپنا کارساز بنا کر اسی پر بھروسہ کریں اور اپنے کام سے مطلب رکھیں اور باقی رہے یہ جھٹلانے والے تو ان کا معاملہ خدا کے حوالے کر دیں وہ ان سے نپٹ لے گا آپ انہیں کچھ مہلت دے دیں پھر دیکھیں کہ ان کا کیا حشر ہوتا ہے؟ ان کی گرفتاری کے لیے ہمارے پاس مضبوط بیڑیاں موجود ہیں اور سزا کے لیے دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ موجود ہے اور یہ سب کچھ قیامت کے دن ہوگا جس کی کیفیت ان آیتوں میں بیان کی گئی ہے۔فراجع

۸)۔ انا ارسلنا الیکم... الآیة

پیغمبر اسلامؐ کا مثیل موسیٰ ہونا

جناب رسولؐ کو ضروری ہدایات دینے کے بعد اب کفار قریش سے خطاب کیا جا رہا ہے اور انہیں تنبیہ کی جا رہی ہے کہ جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا جسے فرعون وفرعونیوں نے جھٹلایا اور پھر اس کی پاداش میں اپنے برے انجام کو پہنچے اور غرق ہو گئے اسی طرح ہم نے تمہاری طرف بھی ایک رسول کو تمہارا گواہ بنا کر بھیجا ہے۔ لہٰذا اگر تم بھی اسے جھٹلاؤ گے تو پھر تمہارا انجام بھی فرعون وفرعونیوں سے مختلف نہ ہوگا۔

ایضاح

مخفی نہ رہے کہ ہمارے پیغمبر اسلامؐ کئی وجوہ سے مثیل موسیٰ ہیں مگر یہاں صرف انجام کے لحاظ سے انہیں مثیل موسیٰ قرار دیا جا رہا ہے کہ جناب موسیٰ کی تکذیب کرنے سے جو انجام فرعون کا ہوا تھا وہی تمہارا بھی ہوسکتا ہے اور اگر بالفرض دنیا کے عذاب سے بچ بھی گئے تو قیامت کے دن کے اس ہولناک عذاب سے کیونکر بچ سکو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ نیز واضح رہے کہ پیغمبر اسلام کے گواہ ہونے کی تشریح سورہ بقرہ آیت ۱۴۳ ویکون الرسول علیکم شهیدا کی تفسیر میں کر دی گئی ہے۔ اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۹)۔ فکیف تتقون... الآیة

بقدر ضرورت ابھی اوپر اس آیت کی تشریح کر دی گئی ہے کہ کفار مکہ کو دھمکی دی جا رہی ہے کہ اگر بالفرض پیغمبر اسلامؐ کی تکذیب کے سنگین جرم کی سزا سے دنیا میں بچ بھی گئے تو یہ ہرگز نہ سمجھو کہ تمہاری کبھی گرفت نہیں ہوگی بلکہ ہوگی اور ضرور ہوگی اور اس دن ہوگی جو اپنی سختی اور طوالت کی وجہ سے ایسا ہوگا کہ جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور یہ اس دن کی شدت کا ایک محاورہ بھی ہوسکتا ہے اور حقیقت بھی۔ جس دن زمین اور پہاڑ لرزنے لگیں گے اور آسمان پھٹ جائے گا اور خدا کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

۱۰)۔ ان هذه تذکرة... الآیة

یہ ھذہٖ کا اشارہ ان آیات قرآنیہ کی طرف ہے جو کفار کو پڑھ کر سنائی جا رہی ہیں کیونکہ نزول عذاب سے پہلے اتمام حجت ضروری ہوتی ہے۔ جو پیغمبر اسلامؐ کے آنے سے تمام ہوچکی ہے اب اس سے فائدہ حاصل کرنا یا نہ کرنا لوگوں کا کام ہے۔

پس جو شخص اپنے پروردگار کا راستہ اختیار کرے گا وہ رحمت وجنت کا مستحق قرار پائے گا اور جو گمراہی کا راستہ اختیار کرے گا وہ جہنم کا سزاوار قرار پائے گا۔ واللہ غنی عن العالمین۔

مخفی نہ رہے کہ یہ آیت بھی انسان کے فاعل مختار ہونے کی نص صریح ہے۔

آیات القرآن

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآىِٕفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾

ترجمۃ الآیات

(اے رسول ﷺ) یقینا آپ کا پروردگار جانتا ہے کہ آپ کبھی رات کی دو تہائی کے قریب، کبھی نصف شب اور کبھی ایک تہائی (نماز کے لیے) قیام کرتے ہیں اور ایک گروہ آپ کے ساتھیوں میں سے بھی اور اللہ ہی رات اور دن کا اندازہ ٹھہراتا ہے (انہیں چھوٹا بڑا کرتا ہے) وہ جانتا ہے کہ تم لوگ (اس) وقت پر پوری طرح حاوی نہیں ہو سکتے (شمار نہیں کر سکتے) تو اس نے تمہارے حال پر توجہ (مہربانی) فرمائی تو اب جتنا قرآن تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو اتنا ہی پڑھ لیا کرو وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم میں کچھ بیمار ہوں گے اور کچھ ایسے بھی ہوں گے جو اللہ کے فضل (روزی) کی تلاش میں زمین میں سفر کریں گے اور دوسرے لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے پس اتنا قرآن پڑھو جتنا میسر ہو اور نماز قائم کرو (پابندی سے پڑھو) اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو قرضہ حسنہ دو اور تم لوگ جو کچھ بھلائی (نیک عمل) اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے

ہاں موجود پاؤ گے وہی تمہارے لیے بہتر ہے اس کا ثواب بہت بڑا ہے اور اللہ سے مغفرت طلب کرو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے (۲۰)

تشریح الالفاظ

(۱) ادنی کے معنی قریب کے ہیں۔ (۲) یقدر۔ تقدیر کے معنی اندازہ مقرر کرنے کے ہیں۔ (۳) فتاب علیکم اس کے معنی مہربانی کے ساتھ رجوع کرنے اور نظر عنایت ڈالنے کے ہیں۔ (۴) فضل اللہ سے رزق مراد ہے۔

تفسیر الآیات

۱۱)۔ ان ربك يعلم... الآیة

پیغمبر اسلامؐ اور آپ کے بعض مخلص اصحاب کا عبادت خدا میں جان کو جوکھوں میں ڈالنا

خداوند عالم نے اس سورہ کے آغاز میں پیغمبر اسلامؐ کو آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ وقت جاگ کر عبادت کرنے کا حکم دیا اور بنا بر مشہور اوائل اسلام میں آنحضرتؐ پر نماز پنجگانہ کے علاوہ ان کے مقررہ نوافل اور نماز تہجد بھی واجب تھی اور اگرچہ یہ قیام اللیل کا خطاب اور حکم صرف پیغمبر اسلامؐ کو تھا مگر چونکہ مخلص اصحاب باصفا میں نیکی کرنے اور پیغمبر اسلامؐ کی پیروی کرنے کا غیر معمولی جذبہ پایا جاتا تھا۔لہٰذا وہ بھی اس قیام میں شامل ہو جایا کرتے تھے۔اب بعض روایات میں یہ ہے کہ یہ سلسلہ ایک سال تک جاری رہا اور پھر تخفیف والی یہ آیت نازل ہوگئی اور بروایتے یہ سلسلہ برابر دس سال تک جاری رہا اس کے بعد تخفیف کر دی گئی۔ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے بعض ساتھی کبھی دو تہائی رات (جب نصف شب میں اضافہ کرتے ہیں) اور کبھی نصف شب (جب کہ اس میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے) اور کبھی ایک تہائی (جب نصف شب میں کچھ کمی کرتے ہیں) کھڑے ہوتے ہیں اور پھر چونکہ اس دور میں ابھی گھڑیاں بنی ہی نہ تھیں۔لہٰذا وہ اس اندیشہ کے تحت کہ آدھی رات میں کمی نہ ہو جائے دو تہائی تک جاگ کر عبادت کرتے رہتے تھے جس سے ان کو بڑی تکلیف ہوتی تھی یہاں تک کہ بناء بر مشہور ان کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے اور چہروں کی رنگت زرد ہو جاتی تھی اور یہ

بات آج کے دور میں بھی موجود ہے جبکہ گھڑیاں اور گھڑیال عام ہو چکے ہیں کیونکہ پہلے تو ہر شخص کو یہ سہولت میسر نہیں ہے اور دوسرے ہر گھڑی صحیح وقت بھی نہیں بتاتی۔

لہٰذا یہ ارشاد قدرت اب بھی باقی ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ تم اوقات کا صحیح شمار نہیں کر سکتے اس لیے خدائے رحیم و کریم نے از راہ لطف و کرم اس پابندی میں تخفیف کر دی اور اس کا وجوب ختم کر دیا اور استحباب کو باقی رکھا۔ لہٰذا فرمایا کہ اب تمہیں جس قدر قرآن پڑھنا اور نماز پڑھنا بآسانی میسر ہو اتنا ہی پڑھو۔

اور اس تخفیف کی دوسری وجہ یہ بیان فرمائی کہ کچھ لوگ بیمار ہوتے ہیں اور کچھ کو روزی کی تلاش یا جنگ و جہاد کے لیے سفر کرنا پڑتا ہے اور ان کو سفر کے دوران اس پابندی سے کوفت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کا وجوب ختم کر دیا گیا اور صرف واجبات کی ادائیگی پر زور دیا کہ نماز فریضہ قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو وغیرہ وغیرہ اور اگر کوئی نیکی کا کام کرو گے جیسے نوافل اور صدقہ و خیرات تو عنداللہ اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ پاؤ گے۔

۱۲)۔ واقرضوا اللہ... الآیۃ

شریعت مقدسہ میں اعمال و عبادات دو قسم کے ہیں

۱۔ کچھ فرائض ہیں جو انسان کی قوت و استطاعت کو مدنظر رکھتے ہوئے مقرر کیے گئے ہیں۔ کیونکہ ان کا ادا کرنا لازم ہے۔

۲۔ اور کچھ نوافل ہیں جو مطلوب و مرغوب تو ضرور ہیں مگر ان کی ادائیگی لازم نہیں ہے جیسے نماز پنجگانہ کے علاوہ ان کے نوافل اور نماز تہجد اور زکوٰۃ کے علاوہ مستحبی صدقات و خیرات اور انفاق فی سبیل اللہ اب اس کا دارومدار اور انحصار آدمی کے اپنے عزم و حوصلہ پر ہے کہ وہ کس قدر زیادہ عمل خیر کر کے اپنے آپ کو کس قدر اجر و ثواب کا مستحق بناتا ہے؟

خدا کے فضل و کرم سے سورۃ مزمل کا ترجمہ
اور اس کی تفسیر اپنے اختتام کو پہنچی۔ والحمد للہ
۱۷ دسمبر ۲۰۰۳ء

سورہ مدثر کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کے آغاز میں حضرت پیغمبر اسلامؐ کو یا ایھا المدثر کہہ کر خطاب کیا گیا ہے اسی سے اس کا یہ نام مقرر رہوا ہے۔

عہد نزول

یہ سورہ اگر چہ موجودہ ترتیب میں سورہ مزمل کے بعد قرآن مجید میں درج ہے مگر اس کے مطالب سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اس سورہ سے بہت پہلے بعثت کے بالکل ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے ہاں البتہ وحی ربانی کا آغاز اقرأ باسم ربك الذی خلق...الآیة سے ہوا ہے۔ بعد ازاں کچھ عرصہ تک کوئی وحی نازل نہیں ہوئی اور جب دوبارہ آغاز ہوا تو اسی سورہ مدثر سے ہوا۔

نیز مشہور یہ ہے کہ یہ ساری سورہ یکبارگی نازل نہیں ہوئی بلکہ مختلف اوقات میں نازل ہوئی ہے اور پہلے اس کی ابتدائی سات آیتیں نازل ہوئیں۔

سورہ مدثر کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ سب سے پہلے پیغمبر اسلامؐ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ کھڑے ہو جائیں اور خلق خدا کو اس کے عذاب سے ڈرائیں۔

۲۔ خدا کی کبریائی بیان کرنے اور کپڑوں کو پاک رکھنے کا حکم

۳۔ اس سے اگلی آیات میں نام لیے بغیر ولید بن مغیرہ کی مذمت کی گئی ہے جس نے قرآن کو جادو قرار دیا تھا۔

۴۔ اہل جنت کا مختصر تذکرہ۔

۵۔ اہل دوزخ کا مختصر تعارف۔

۶۔ اللہ کے لشکروں کو اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

۷۔ ہر شخص کے اپنے اعمال میں گروہونے کا بیان۔

۸۔ اہل جنت کا جہنمیوں سے سوال و جواب کہ تمہیں کیا چیز جہنم میں لے گئی۔

۹۔ جہنم کے داروغوں کی تعداد کا بیان۔

۱۰۔ قرآن خالص نصیحت ہے جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے وغیرہ وغیرہ۔

سورہ مدثر کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خداؐ سے منقول ہے فرمایا جو شخص سورہ مدثر کی تلاوت کرے گا اسے مکہ میں پیغمبر اسلامؐ کی تصدیق و تکذیب کرنے والوں کی تعداد سے دس گنا زیادہ نیکیاں ملیں گی۔ (مجمع البیان)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص نماز فریضہ میں سورہ مدثر کی تلاوت کرے خدا پر لازم ہوگا کہ اسے جنت میں پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ رکھے اور زندگانی دنیا میں اسے کبھی بدبختی چھوئے بھی نہیں۔ (ایضاو ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۵۶) (سورۃ المدثر مکیۃ) (رکوعاتہا ۲)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ﴿۳﴾ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ۙ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۪ۙ﴿۶﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۙ﴿۸﴾ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۙ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۙ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۙ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۫ۙ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ؕ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۙ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ۙ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۙ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۙ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۙ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ؕ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿٣١﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے اے چادر اوڑھنے والے (۱) اٹھئے اور (لوگوں کو عذاب الٰہی) سے ڈرایئے (۲) اور اپنے پرودگار کی بڑائی بیان کیجئے (۳) اور اپنے کپڑے پاک رکھئے (۴) اور (بتوں کی) نجاست سے دور رہیے (۵) اور (کسی پر احسان نہ کیجیے زیادہ حاصل کرنے کے لیے (۶) اور اپنے پروردگار کے لیے صبر کیجیے (۷) اور جب صور پھونکا جائے گا (۸) تو وہ دن بڑا سخت دن ہوگا (۹) اور کافروں پر آسان نہ ہوگا (۱۰) مجھے اور اس شخص کو چھوڑ دیجئے جسے میں نے تنہا پیدا کیا (۱۱) اور اسے پھیلا ہوا (فراواں) مال وزر دیا (۱۲) اور پاس حاضر رہنے والے بیٹے دیئے (۱۳) اور اس کے لیے (سرداری کا) ہر قسم کا سامان مہیا کیا (۱۴) پھر بھی وہ طمع رکھتا ہے کہ میں اسے زیادہ دوں (۱۵) ہرگز نہیں وہ تو ہماری آیتوں کا سخت مخالف ہے (۱۶) میں عنقریب (دوزخ کی) ایک سخت چڑھائی پر اسے چڑھادوں گا (۱۷) اس نے سوچا اور ایک بات تجویز کی (۱۸) سو وہ غارت ہو اس نے کیسی بات تجویز کی؟ (۱۹) پھر وہ غارت ہو اس نے کیسی بات تجویز کی؟ (۲۰) پھر اس نے دیکھا (۲۱) پھر اس نے تیوری چڑھائی اور منہ بنایا (۲۲) پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا (۲۳) پھر کہا کہ یہ تو محض جادو ہے جو پہلوں سے نقل ہوتا ہوا آرہا ہے

(۲۴) یہ نہیں ہے مگر آدمی کا کلام (۲۵) میں عنقریب اسے دوزخ میں جھونکوں گا (۲۶) اور تم کیا سمجھو کہ دوزخ کیا ہے (۲۷) یہ نہ (کوئی چیز) باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے (۲۸) وہ کھال کو جھلس دینے والی ہے (۲۹) اس پر انیس فرشتے (داروغے) مقرر ہیں (۳۰) اور ہم نے دوزخ کے داروغے صرف فرشتے بنائے ہیں اور ہم نے ان کی تعداد کو کافروں کے لیے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے تاکہ اہل کتاب یقین کریں اور اہل ایمان کے ایمان میں اضافہ ہو جائے اور اہل کتاب اور اہل ایمان شک وشبہ نہ کریں اور جن کے دلوں میں بیماری ہے اور کافر لوگ کہیں گے کہ اس بیان سے اللہ کی کیا مراد ہے؟ اسی طرح اللہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور یہ (دوزخ کا) بیان نہیں ہے مگر انسانوں کے لیے نصیحت (۳۱)

تشریح الالفاظ

(۱) **المدثر** یہ باب تفعل سے اسم فاعل ہے یہ اصل میں متدثر تھا جب تا کو دال میں مدغم کیا گیا تو مدثر بن گیا دثار اس کپڑے کو کہا جاتا ہے جو جسم سے مس نہ ہو۔ (۲) **والرجز** رجز کے معنی نجس کے ہیں۔ (۳) **نقر فی الناقور** نقر کے معنی پھونک مارنے کے ہیں اور ناقور کے معنی بگل کے ہیں مطلب یہ ہے کہ جب صور پھونکا جائے گا۔ (۴) **عبس و بسر** کے معنی تیوری چڑھانے اور منہ بنانے کے ہیں۔ (۵) **یوثر** کے معنی ہیں پہلے سے نقل شدہ۔ (۶) **لواحۃ للبشر** کے معنی جھلسنے کے ہیں اور بشر بشرۃ کی جمع ہے جس کے معنی کھال کے ہیں۔ (۷) **جنود** یہ جند کی جمع ہے جس کے معنی لشکر کے ہیں۔ (۸) **للبشر** کے معنی انسان کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱) ۔ یاایھا المدثر... الآیۃ

یاایھا المدثر کا مفہوم

مزمل کی طرح مدثر بھی حضرت رسول خداؐ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے یعنی جو بدن پر چادر یا کمبل اوڑھے ہوئے ہو اور اس میں لپٹا ہوا ہو اسے مدثر کہتے ہیں۔ اس پیرایہ میں اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرتؐ کی جو ہیت اور کیفیت تھی اس کی عکاسی کی گئی ہے۔ وبس۔ اس کی شان نزول کے بارے میں جو قصہ

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ غار حرا میں عبادت خدا میں مشغول تھے کہ اچانک ایک آواز سنائی دی جب آپ نے دائیں بائیں نگاہ دوڑائی تو کوئی چیز نظر نہ آئی اور جب اوپر نگاہ کی تو دیکھا کہ آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر ایک فرشتہ بیٹھا ہوا ہے جسے دیکھ کر آپ گھبرا گئے اور گھر پہنچ کر اہل خانہ سے فرمایا زملونی زملونی دثرونی دثرونی۔ مجھ پر کپڑا اڈالو مجھ پر چادر ڈالو۔ چنانچہ انہوں نے آپ پر چادر یا کمبل ڈال دیا اور اس وقت جبرائیل یہ پیغام لائے یاایھا المدثر قم فانذر۔ یہ قصہ شان رسالت کے منافی ہونے کی وجہ سے قابل اعتماد نہیں ہے وفیہ مافیہ۔ (مجمع البیان)

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ آپ اپنے اوپر چادر تان کر سونے کی تیاری کر رہے تھے کہ یہ وحی نازل ہوئی کہ اٹھو اور فریضہ تبلیغ وانذار ادا کرو (ایضا) اس انداز تخاطب سے جس شفقت ومحبت کا اظہار ہوتا ہے وہ کسی وضاحت کا محتاج نہیں ہے۔

۲)۔ قم فانذر ...الآیۃ

اصل پیغمبرانہ کام انذار وابلاغ ہے

اس آیت میں اسی بھاری ذمہ داری کی طرف اشارہ ہے جس کا تذکرہ سورہ مزمل میں انا سنلقی علیك قولا ثقیلا میں کیا گیا تھا۔ یعنی ہمت کی کمر باندھ کر اٹھو اور فریضہ انذار وابلاغ ادا کرنے کے لیے پوری تندہی اور جانفشانی کے ساتھ تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ دنیا میں پیغمبروں کے کرنے کا اصل کام انذار ہے یعنی عالم آخرت میں پیش آنیوالے خطرات سے لوگوں کو آگاہ کرنا اور ان سے بچنے کا اہتمام کرنا تو اس سلسلہ میں ایک داعی حق کو جن صفات عالیہ سے متصف ہونا چاہیے ان کا یہاں تذکرہ کیا گیا ہے۔ مثلاً اس کا دل ودماغ اللہ کی عظمت وکبریائی سے لبریز ہو اس کا دامن نبوت ہر قسم کے اخلاق رذیلہ سے پاک وصاف ہو اور اس کے کردار کے دامن پر کسی قسم کے گناہ کا کوئی دھبہ موجود نہ ہو۔ جو لوگوں سے نیکی وبھلائی تو کرے تو مگر ان سے کسی بدلہ کا امیدوار نہ ہو اور سب سے بڑھ کر اس سلسلہ میں مخالفین کی طرف سے مزاحمت ومخالفت کے جو بھی طوفان اٹھیں اور اس بارے میں جن بھی شدائد ومصائب کا سامنا ہو پورے عزم وحوصلہ کے ساتھ ان کا مقابلہ کرے اور کبھی صبر وثبات کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

۳)۔ وربك فكبر ...الآیۃ

انبیاءکرام کی بنیادی تعلیم توحید ہے

ظاہر ہے کہ اپنے پروردگار کی کبریائی بیان کرنے کا مقصد صرف زبان سے اللہ اکبر کہنا نہیں ہے بلکہ اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ جن سرداروں، سرمایہ داروں اور فرعون صفت نابکاروں کو عوام کالانعام بڑا مانتے ہیں ان سب کی بڑائی کا برملا انکار کرے اور بڑے عزم و حوصلہ کے ساتھ اعلان کرے کہ اس پوری کائنات ارضی و سماوی میں کبریائی و بڑائی صرف اور صرف ذات خدا کے لیے ہے۔ وبس۔ **تبارك الذی بیده الملك و هو علی كل شئی قدیر** ۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا بھر میں ایک مسلمان کا ایک امتیازی نشان نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اعلان کوئی معمولی کام نہیں ہے بلکہ تمام مستکبرین کے خلاف اعلان جنگ کے مترادف ہے اور پھر ایک داعی حق کو جن کٹھن حالات سے گزرنا پڑتا ہے وہ عیاں راچہ بیان کے مصداق ہیں۔

۴)۔ وثیابك فطهر... الآیة

کپڑے پاک رکھنے کا مفہوم؟

اس بات کا تعلق بھی ایک داعی حق کی اسی دعوت سے ہے کہ اس کا ظاہری لباس ہر قسم کی نجاست و کثافت سے پاک ہو اور اس میں مجازاً یہ بھی داخل ہے کہ اس کے دل و دماغ کا دامن اخلاق ذمیمہ، رذائل نفسانیہ اور گناہاں کبیرہ و صغیرہ کی کثافتوں سے بھی پاک و پاکیزہ ہونا چاہیے تا کہ اس کی دعوت مؤثر اور کوئی مخالف اس کے کردار کی طرف انگلی نہ اٹھا سکے۔

اور بعض اخبار میں **ثیابك فطهر** کی تفسیر تشمیر ثوب سے کی گئی ہے کہ تہد کو کوتاہ رکھا جائے کہ چلتے وقت زمین پر خط نہ کھینچے۔ (تفسیر صافی)

بہر حال اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آغاز وحی کے ساتھ ہی فقہی احکام طہارت و نجاست کا نزول بھی شروع ہو گیا تھا اور طہارت اس قدر اہم ہے کہ افضل عبادت یعنی نماز کے حکم کی تعمیل طہارت کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔

۵)۔ والرجز فاهجر... الآیة

یہ سابقہ بات کی مزید وضاحت ہے کہ ایک داعی حق کا دامن عقائد و نظریات، اخلاق و اطوار اور اعمال و افعال غرضیکہ ہر قسم کی کفری و شرکی اور فسقی کثافت سے منزہ و مبرا ہونا چاہیے۔

٦)۔ ولا تمنن تستکثر... الآیة

اس آیت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

عام مفسرین نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ جس کسی پر احسان کیا جائے وہ کسی ذاتی غرض کے تحت نہ کیا جائے یعنی کسی پر احسان کرنے سے یہ غرض نہ ہو کہ وہ بھی جواب میں اس سے زیادہ احسان کرے گا۔ بلکہ یہ احسان محض للہ فی اللہ ہونا چاہیے اور اس کا ایک دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اپنے احسان اور بھلائی یعنی ارشاد وتبلیغ کو بڑا کارنامہ نہ سمجھو بلکہ اپنی بڑی سے بڑی نیکی کو بھی اللہ کے لطف وکرم اور احسان کے مقابلہ میں معمولی سمجھو اور اسے برابر جاری رکھو اور اسے کثیر اور بڑا سمجھ کر ختم نہ کرو۔

٧)۔ ولربك فاصبر... الآیة

مطلب یہ ہے کہ راہ حق میں جن مشکلات ومصائب کا سامنا کرنا پڑے اور اس سلسلہ میں جو جو زحمتیں وتکلیفیں پیش آئیں ان کو پورے صبر وثبات اور عزم وحوصلہ سے برداشت کرنا اور اپنے کام کو جاری رکھنا چاہیے۔وما صبرك الا بالله۔ کیونکہ

ہوتا ہے ظفر عشق کے حالات میں سب کچھ

صبر وثبات وہ موثر ہتھیار ہے کہ اس کی برکت سے ہر مشکل آسان ہوجاتی ہے اور ہر رنج راحت کے ساتھ بدل جاتا ہے۔

مشکلے نیست کہ آسان نشود
اما دے باید کہ ہراساں نشود

٨)۔ فاذا نقر فی الناقور... الآیة

جب صور پھونکا جائے گا اس آیت میں دوسری بہت سی آیات کی طرح قیامت کے احوال واہوال کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے جس پر اسلام نے عقیدہ توحید کے بعد سب سے زیادہ زور دیا ہے اس ارشاد الٰہی کہ وہ دن کافروں پر آسان نہ ہوگا بلکہ بڑا سخت ہوگا۔ اس طرف اشارہ ہے کہ اس کی یہ سختی کافروں اور مشرکوں وغیرہ کے ساتھ مخصوص ہے اور جہاں تک اہل ایمان کا تعلق ہے تو وہ اس کی سختی سے محفوظ ہوں گے اور جنت کے لذائذ سے بہرہ اندوز ہوں گے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے وهم من فزع یومئذ آمنون۔

٩)۔ ذرنی ومن خلقت... الآیة

ولید بن مغیرہ مخزومی کا تذکرہ اور سخت مذمت

یہ شخص اکابر قریش اور صنادید عرب میں سے ایک تھا جسے خدا نے اولا دو جائیداد کی کثرت سے نوازا تھا اور وہ اسی مال و اولاد کی کثرت کو اپنی محبوبیت کی دلیل قرار دیتا تھا کہ وہ خدا کا بڑا پیارا ہے اور اسے ریحانہ قریش یعنی قریش کا گل خنداں اور وحید بن وحید یعنی فرزند یگانہ کہا جاتا تھا اور رشتہ میں ابوجہل کا چچا تھا یعنی ابوجہل کا بھی باپ تھا اس سے قوم نے پوچھا کہ پیغمبر اسلامؐ جو کلام پیش کررہے ہیں اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ چنانچہ اس نے جب یہ کلام آنحضرتؐ سے سنا تو بول اٹھا ما ھذا من کلام الانس ولا من کلام الجن۔ اور اس سے خاصا متاثر ہوا۔ مگر قریش کو اندیشہ دامنگیر ہوا کہ اگر ولید قرآن سے متاثر ہو کر ایمان لے آیا تو پھر تو عام لوگ ضرور ایمان لے آئیں گے لہٰذا انہوں نے اصرار کیا کہ وہ پیغمبر اسلام اور ان کے کلام کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرے۔ چنانچہ اس نے غور و فکر کیا کہ اگر ان کے بارے میں یہ کہوں کہ وہ دیوانہ ہیں تو کون تصدیق کرے گا اور اگر یہ کہوں کہ وہ کاہن ہیں تو کون تسلیم کرے گا۔ بھلا انہوں نے کب کہانت کی ہے؟ اور اگر یہ کہوں کہ وہ شاعر ہیں تو کون قبول کرے گا کیونکہ انہوں نے کبھی شعر کہا ہی نہیں ہے۔ اور اگر یہ کہوں کہ وہ کاذب ہیں تو کون مانے گا؟ کیونکہ انہوں نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں ہے۔ آخر کار اس نے بڑی سوچ بچار کے بعد یہ کہا کہ یہ جادوگر ہیں اور ان کا یہ کلام ساحرانہ کلام ہے جو لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے اور انہوں نے اسے بابل وغیرہ کے ساحروں سے حاصل کیا ہے۔ (عام کتب تفسیر)

مندرجہ ذیل آیات میں اس خبیث کی اسی ابلیسی سوچ اور اس کے شیطانی کردار اور فرعونی روش و رفتار کا تذکرہ کیا گیا ہے اور حد سے زیادہ اس کی مذمت و منقصت کی گئی ہے ان آیتوں کا مطلب سمجھنے کے لیے ان کا ترجمہ ہی کافی و وافی ہے۔

۱۰)۔ سارھقہ صعودا ... الآیۃ

ارھاق کے معنی مشقت میں ڈالنے اور صعود کے معنی چوٹی اور چٹان کے ہیں اور یہ سخت سزا سے استعارہ ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ جہنم میں آگ کی ایک چٹان ہے جس پر اسے چڑھنے کا حکم دیا جائے گا اور وہ طویل مدت کے بعد اسے سر کرے گا اور پھر نیچے گر جائے گا۔ (تفسیر صافی)

۱۱)۔ علیھا تسعۃ ... الآیۃ

اس جہنم کے داروغے انیس ہیں اس سے مراد انیس افراد ہیں یا انیس اقسام؟ یا انیس بڑے لیڈر۔ یہ

بات پردہ خفا میں ہے۔(تفسیر کاشف)

خدا نے اس مخصوص تعداد کو ایک آزمائش بنایا ہے تا کہ کفار مشرکین اسے اپنے تمسخر کا نشانہ بنائیں اور اہل ایمان اسے تسلیم کر کے اپنا ایمان بڑھائیں اور اہل کتاب کے اطمینان میں بھی اضافہ ہو جائے کیونکہ ان کی آسمانی کتابوں میں بھی ان داروغوں کی تعداد انیس لکھی ہوئی ہے۔ وہ ٹھیک ہے کہ قرآن بھی اس کی تصدیق اور تائید مزید کر رہا ہے۔ بہر حال جہنم ہو یا اس کے حالات یا اس کے داروغوں کا انیس ہونا چونکہ یہ امور ان دیکھی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔

لہٰذا ان پر اجمالی ایمان رکھنا کافی ہے۔ باقی رہا اللہ کا لاؤ لشکر تو وہ انہی انیس عدد میں منحصر نہیں ہے بلکہ وہ اس قدر کثیر التعداد ہے کہ اس کی صحیح تعداد کو خدا کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا بلکہ ساری کائنات اس کا لشکر ہی تو ہے جن سے جب چاہے اور جو کام کرانا چاہے کرا سکتا ہے۔

۱۲)۔ كذلك يضل الله... الآية

کئی بار اس حقیقت کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ خدا انہی لوگوں کو ہدایت کرتا ہے جو ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور گمراہی میں انہی لوگوں کو چھوڑتا ہے جو خود گمراہی کو پسند کرتے ہیں اور ہدایت حاصل نہیں کرنا چاہتے۔

آیات القرآن

كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿۳۸﴾ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ﴿۳۹﴾ فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿۴۵﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿۴۶﴾ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ

مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ؕ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾

ترجمۃ الآیات

ہرگز نہیں! قسم ہے چاند کی (۳۲) اور رات کی جب وہ جانے لگے (۳۳) اور صبح کی جب وہ روشن ہو جائے (۳۴) وہ (دوزخ) بڑی چیزوں میں سے ایک بڑی چیز ہے (۳۵) (جو) انسانوں کے لیے ڈراوا ہے (۳۶) یعنی تم میں سے (ہراس) شخص کے لیے جو آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے ہٹنا چاہے (۳۷) ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں گروی ہے (۳۸) سوائے دائیں ہاتھ والے (جنتیوں) کے (۳۹) جو بہشت کے باغوں میں ہوں گے (۴۰) (اور) مجرموں سے سوال و جواب کرتے ہوں گے (۴۱) کہ تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟ (۴۲) وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے (۴۳) اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے (۴۴) اور بے ہودہ باتیں کرنیوالوں کے ساتھ مل کر ہم بھی بے ہودہ کام کرتے تھے (۴۵) اور ہم جزا وسزا کے دن کو جھٹلاتے تھے (۴۶) یہاں تک کہ یقینی چیز (موت) ہمارے سامنے آ گئی (۴۷) تو ایسے لوگوں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی (۴۸) سو انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ نصیحت سے روگردانی کرتے ہیں (۴۹) گویا وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں (۵۰) جو شیر سے (ڈرکر) بھاگے جا رہے ہیں (۵۱) بلکہ ان میں سے ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے کھلی ہوئی کتابیں دے دی جائیں (۵۲) بلکہ وہ آخرت کا خوف نہیں رکھتے (۵۳) ہرگز نہیں یہ تو ایک نصیحت ہے (۵۴) جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے (۵۵) اور وہ اس سے نصیحت حاصل نہیں کریں گے مگر یہ کہ اللہ چاہے وہی اس کا حق دار ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی اس قابل ہے کہ مغفرت فرمائے۔ (۵۶)

تشریح الالفاظ

(۱)الکبر یہ کبریٰ کی جمع ہے جو اکبر کی تانیث ہے۔(۲)رھینہ کے بروزن شتیمہ مصدر ہے جس کے معنی گروی کے ہیں۔(۳)حمر یہ حمار کی جمع ہے جس کے معنی گدھے کے ہیں۔(۴)مستنفرہ کے معنی بدکے ہوئے۔(۵)قسورۃ کے معنی شیر کے ہیں۔(۶)نذیر یہ صفت مشبہ کا صیغہ نہیں ہے بلکہ نکیر کے وزن پر مصدر ہے جس کے معنی ڈراوا کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱۳)۔ کلا والقمر... الآیۃ

خداوند عالم یہاں مختلف قسمیں کھا کر یہ حقیقت بیان کر رہا ہے کہ قیامت بڑی مصیبتوں میں سے ایک بہت بڑی مصیبت ہے جس کا کفار مذاق اڑاتے تھے۔انہیں تنبیہ کی جارہی ہے کہ اس تمسخر بازی سے باز آ جاؤ بلکہ اس مصیبت عظمیٰ سے بچنے کی فکر کرو ہم نے ڈرانے کا فریضہ ادا کر دیا ہے اب جس کا جی چاہے وہ نیکیاں کر کے اس کی طرف قدم بڑھائے اور جس کا جی چاہے وہ برائیاں کر کے اس سے پیچھے ہٹے۔وقد اعذر من آذر

بر رسولاں بلاغ باشدو بس

۱۴)۔ کل نفس بما کسبت... الآیۃ

سورہ روم میں بھی اس حقیقت کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے رھن ہے یعنی اس کے اچھے یا برے انجام کا تعلق اس کے ایمان یا کفر اور نیک یا بدعمل کے ساتھ ہے۔یہ دونوں لازم ملزوم ہیں اور علت ومعلول کی مانند ایک دوسرے سے بندھے ہوئے ہیں ایمان اور نیک کام کی وجہ سے انجام خیر نصیب ہوگا اور کفر وشرک اور بدعملی کی وجہ سے انجام بد ہوگا۔ان میں جدائی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

۱۵)۔ الا اصحاب الیمین... الآیۃ

سورہ واقعہ میں اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال کے مفہوم کی کما حقہ وضاحت کی جا چکی ہے۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ اصحاب الیمین سے متقین اور اصحاب الشمال سے مجرمین مراد ہیں۔یعنی تمام لوگ اپنے اپنے اعمال کے بدلے گروی ہوں گے۔سوائے متقین کے کہ وہ اپنے ایمان اور نیک کام کی وجہ سے اس سے آزاد ہوں گے جو باغہائے بہشت میں ہوں گے اور مجرمین سے وہ سوال و جواب کریں گے جس کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

۱۶) ۔ یتسائلون عن المجرمین... الآیۃ

جنتیوں کا جہنمیوں سے سوال کہ تمہیں کیا چیز جہنم میں لے گئی اوران کا جواب

اس سوال و جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ جنتیوں اور جہنمیوں میں اگرچہ بعد المشرقین ہوگا مگر وہ جب چاہیں گے ایک دوسرے سے بات چیت کر سکیں گے اور ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکیں گے اور یہ سب کچھ کسی مادی آلہ کی مدد کے بغیر ہوگا۔ بہرحال جب جنتی ان سے پوچھیں گے کہ تمہیں کیا چیز جہنم میں لے گئی؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہم چار قسم کے گناہان کبیرہ کرتے تھے جن کی پاداش میں آج ہمیں جہنم میں ڈالا گیا ہے۔

۱۔ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے:

اس سے نماز کی اہمیت پر جو تیز روشنی پڑتی ہے وہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ نماز نہ پڑھنے کا انجام جہنم ہے۔

ایضاح

چونکہ گھڑ دوڑ کے میدان میں سبقت لے جانے والے گھوڑے کے بعد جو دوسرے نمبر پر آئے اسے مصلی کہا جاتا ہے اسی مناسبت کے پیش نظر ایک روایت صادقی میں وارد ہے کہ چونکہ سابقین آئمہ اہلبیتؑ ہیں لہٰذا جہنمی لوگ کہیں گے کہ ہم ان سابقین یعنی آئمہ طاہرین کے تابعین میں سے نہیں تھے۔ (تفسیر صافی)۔ واللہ العالم

۲۔ ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے:

یعنی خدائے متعال نے ہمارے مال میں غرباء و مساکین کا جو حق زکوٰۃ و خمس وغیرہ واجب قرار دیا تھا ہم وہ ادا نہیں کرتے تھے۔ اس سے واضح ہوا کہ نماز کی طرح جو کہ حق اللہ ہے زکوٰۃ وغیرہ حقوق الناس کے ادا نہ کرنے کا انجام بھی دوزخ ہے۔

۳۔ ہم خلاف حق بے ہودہ باتوں میں مشغول رہتے تھے: یعنی ہم خلاف حق باطل اور بے ہودہ باتوں میں اور لہو ولعب میں مشغول رہتے تھے اور اس طرح ہمیں اچھے کام کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی تھی جس کے نتیجہ میں واصل جہنم ہوئے۔

۴۔ہم جزاوسزا والے دن یعنی قیامت کو جھٹلاتے تھے: اور قیامت کو صرف ایک ڈھکوسلا سمجھتے تھے اور ظاہر ہے کہ قیامت کا انکار صریح کفر ہے یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی جو یقینی الوقوع ہے یعنی مرتے دم تک اپنی اسی کجروی پر قائم رہے۔

ایسے مجرموں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کوئی فائدہ نہیں دے گی

اس کا مطلب یہ ہے کہ شفاعت کرنے والے حضرات جو کہ انبیاء، واوصیاء اور شہداء اور علما وغیرہم ہیں ایسے بدکاروں کی شفاعت ہی نہیں کریں گے۔

ایک اشکال کا جواب

بعض احادیث نبویہ میں وارد ہے کہ فرمایا اعدت شفاعتی لاھل الکبائر من امتی کہ میری شفاعت میری امت کے گناہان کبیرہ کرنے والوں کے لیے مہیا ہے اور یہاں یہ مذکور ہے کہ ایسے گنہگاروں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان مجرمین کے اعترافات میں ایک اعتراف قیامت کا انکار بھی ہے جو کہ بالاتفاق کفر ہے اور بالاتفاق کافر کی شفاعت نہیں ہوگی۔

١٧)۔ کانھم حمر ... الآیة

جنگلی گدھے کی یہ خصوصیت ہے کہ جب وہ شیر کو دیکھ لے یا اسے کسی قسم کے خطرہ کا احساس ہو جائے تو وہ فوراً بدک جاتا ہے اور وہاں سے بھاگ نکلتا ہے اس لیے عرب کسی خطرہ سے بدحواس ہو کر سرپٹ بھاگنے والے شخص کو جنگلی گدھے سے تشبیہ دیتے تھے۔ خداوند عالم نصیحت سے منہ موڑنے والوں کو ایسے گدھوں سے تشبیہ دیتے ہوئے فرما رہا ہے کہ یہ بدبخت لوگ نصیحت سے اس طرح دور بھاگتے ہیں جس طرح وحشی گدھے شیر کی آہٹ محسوس کر کے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔

١٨)۔ بل یرید کل امرء ... الآیة

یہ کفار و مشرکین کی ان کٹ حجتیوں کی طرف اشارہ ہے جو وہ کیا کرتے تھے کہ ہم اس وقت تک پیغمبر اسلامؐ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک خدا براہ راست ہمارے نام کھلی چھٹی نہ بھیجے کہ محمد ہمارے نبی ہیں تم ان پر ایمان لاؤ اور ان کی اتباع کرو اور اس کا یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ اگر خدا نے آسمان سے کوئی صحیفہ نازل کرنا ہی تھا تو پیغمبر اسلامؐ پر ہی کیوں نازل کیا گیا ہے۔ ہم اکابر قریش پر کھلے صحیفے کیوں نہ اتارے گئے؟ یہ مطالبہ ایسا

ہی ہے جیسے سورہ انعام آیت ۱۲۴ میں ہے **واذا جاء تھم آیة قالوا لن نومن حتی نوتی مثل ما اوتی رسل الله** اور جب بھی ان کے پاس کوئی آیت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمیں بھی وہ کچھ نہ ملے جو دوسرے رسولوں کو دیا گیا ہے۔ ارشاد قدرت ہے کہ یہ کٹ حجتیاں محض اس لیے ہیں کہ ان لوگوں کو آخرت کا خوف نہیں ہے اور نہ ہی انہیں اس کی توقع ہے اس لیے اگر بالفرض ان کا یہ نامعقول مطالبہ تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔

۱۹)۔ انه تذکرة... الآیة

یہ قرآن تو ایک نصیحت ہے۔ لہٰذا جس کا جی چاہے وہ نصیحت حاصل کرے مگر اس میں توفیق الٰہی کا بھی کچھ دخل ہے اور توفیق الٰہی کے شامل حال ہونے میں بندہ کی طلب صادق اور خداداد صلاحیتوں سے کام لینے کا بھی کچھ دخل ہے اور جو ایسا نہیں کرتے تو خدا ایسے مورکھوں کو توفیق ہدایت ارزانی نہیں فرماتا ہے۔ سچ ہے کہ

توفیق باندازہ ہمت ہے ازل سے
آنکھوں میں سے وہ قطرہ جو گوہر نہ بنا تھا

کیونکہ **لاجبرو ولاتفویض بل امر بین الامرین** اور اس آیت کا یہی مفہوم ہے اور بعض مفسرین نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ اپنے ارادہ سے نصیحت حاصل نہیں کریں گے جب تک خدا اپنی مشیت قاہرہ سے ان کو مجبور نہ کرے اور چونکہ جبر کرنا خدا کی حکمت کے خلاف ہے اس لیے وہ جبر نہیں کرتا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ لوگ ہرگز نصیحت حاصل نہیں کریں گے۔

۲۰)۔ هو اهل التقوی... الآیة

یہ اللہ ہی اس قابل ہے کہ اس کا تقویٰ اختیار کیا جائے اور اس کی نافرمانی سے پرہیز کیا جائے اور وہی اس لائق ہے کہ وہ گنہگار اہل ایمان کی مغفرت فرمائے اور ان کی تقصیروں سے درگزر کرے **ومن یغفر الذنوب الا الله**۔ بالخصوص جب کہ وہ توبہ وانابہ کریں۔ واللہ الموفق۔

خدا کے خصوصی فضل وکرم سے سورہ المدثر کا ترجمہ اور اس کی تفسیر اختتام پذیر ہوئی۔
۲۶ دسمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۲ ذی قعدہ ۱۴۲۴ھ بوقت ساڑھے دس بجے شب

سورہ قیامت کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں قیامت کی لفظ موجود ہے۔اسی وجہ سے اس سورہ کا یہ نام ہوا اور یہی اس سورہ کا عنوان بیان بھی ہے۔

عہد نزول

بالاتفاق یہ سورہ مکی ہے اور اگر چہ یقین کے ساتھ تو نہیں کہا جا سکتا کہ آنحضرت کی مکی زندگی کے کس دور میں نازل ہوئی ہے مگر بعض داخلی شواہد و قرآئن سے مستفاد ہوتا ہے کہ اس کا تعلق آپ کی مکی زندگی کے ابتدائی عہد سے ہے۔

سورہ قیامت کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ قیامت کے منکرین کے شکوک وشبہات اور ان کے حلفیہ جوابات۔

۲۔ قیامت کے امکان اور یقینی الوقوع ہونے پر دلائل۔

۳۔ قیامت کے بعض ہولناک مناظر کا بیان۔

۴۔ چونکہ وحی کے آتے ہی آنحضرتؐ اسے محفوظ رکھنے کے لیے جلدی جلدی پڑھتے تھے تو خدا نے آپ کو اطمینان دلایا ہے کہ اس وحی کا آپ کے قلب مقدس میں محفوظ رکھنا ہماری ذمہ داری ہے اور اس کا مطلب ومفہوم سمجھانا بھی ہمارے ذمہ ہے ہم اس طرح پڑھائیں گے کہ تم نہیں بھولو گے۔

۵۔ لوگوں کے اعمال کا خدا کے ہاں محفوظ ہونے کا تذکرہ اور محاسبہ اعمال کے ضروری ہونے کا بیان۔

۶۔ قیامت کے دن نیکوکار لوگوں کا شگفتہ چہروں کے ساتھ حاضر ہونا اور بدکاروں کا منحوس چہروں اور کانپتے ہوئے بدنوں کے ساتھ پیش ہونا۔

۷۔ مکہ کے ایک مغرور بڑے آدمی کی بدکرداری اور اس کے بدانجام کا تذکرہ۔

۸۔ مکافات عمل کا تذکرہ یعنی ہر شخص کے عمل وکردار کے مطابق اس کی جزا وسزا کا بیان۔

۹۔ موت کی کیفیت کا تذکرہ۔

۱۰۔ انسانی خلقت کا اجمالی بیان وغیرہ وغیرہ۔

سورہ قیامت کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خداؐ سے منقول ہے فرمایا جو شخص سورہ قیامت کی تلاوت کرے گا تو قیامت کے دن میں اور جبرائیل اس کے قیامت پر ایمان رکھنے کی گواہی دیں گے اور وہ روشن چہرہ کے ساتھ میدان حشر میں آئے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وایت کرتے ہیں فرمایا جو شخص سورہ لااقسم کی تلاوت کرے گا اور اس کے مطابق عمل بھی کرے گا تو قیامت کے دن خدا اس سورہ کو بہترین صورت میں اس کے ساتھ محشور کرے گا جو اس کے روبرو ہستا مسکراتا اور اسے خوشخبری دیتا ہوگا یہاں تک کہ وہ میزان اور پل صراط کی منزل سے گزر جائے گا۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۴۰) (سورۃ القیٰمۃ مکیۃ) (رکوعاتہا ۲)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ لَاۤ اُقۡسِمُ بِيَوۡمِ الۡقِيٰمَةِۙ ﴿۱﴾ وَلَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَةِؕ ﴿۲﴾ اَيَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَهٗؕ ﴿۳﴾ بَلٰى قٰدِرِيۡنَ عَلٰٓى اَنۡ نُّسَوِّىَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلۡ يُرِيۡدُ الۡاِنۡسَانُ لِيَفۡجُرَ اَمَامَهٗۚ ﴿۵﴾ يَسۡـَٔلُ اَيَّانَ يَوۡمُ الۡقِيٰمَةِؕ ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُۙ ﴿۷﴾ وَخَسَفَ الۡقَمَرُۙ ﴿۸﴾ وَجُمِعَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُۙ ﴿۹﴾ يَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ يَوۡمَئِذٍ اَيۡنَ الۡمَفَرُّۚ ﴿۱۰﴾ كَلَّا لَا وَزَرَؕ ﴿۱۱﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوۡمَئِذِ اِلۡمُسۡتَقَرُّؕ ﴿۱۲﴾ يُنَبَّؤُا الۡاِنۡسَانُ يَوۡمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَؕ ﴿۱۳﴾ بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰى نَفۡسِهٖ بَصِيۡرَةٌۙ ﴿۱۴﴾ وَّلَوۡ اَلۡقٰى مَعَاذِيۡرَهٗؕ ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّكۡ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعۡجَلَ بِهٖؕ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيۡنَا جَمۡعَهٗ وَقُرۡاٰنَهٗ ۖۚ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاۡنٰهُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَهٗۚ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا بَيَانَهٗؕ ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلۡ

تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾ وَقِيْلَ مَنْ ٜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ

ترجمة الآيات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے نہیں! میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی (۱) اور نہیں! میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی (۲) کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ ہم اس کی (بوسیدہ) ہڈیوں کو جمع نہیں کریں گے؟ (۳) ہاں ضرور جمع کریں گے ہم اس کی انگلیوں کے پور پور درست کرنے پر قادر ہیں (۴) بلکہ انسان چاہتا ہے کہ اپنے آگے (آئندہ زندگی میں) بھی بدعملی کرتا رہے (۵) (اس لیے) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا؟ (۶) پس جب نگاہ خیرہ ہو جائے گی (۷) اور چاند کو گہن لگ جائے گا (۸) اور سورج اور چاند اکٹھے کر دیئے جائیں گے (۹) اس دن انسان کہے گا کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے (۱۰) ہرگز نہیں! کہیں کوئی پناہ گاہ نہیں ہے (۱۱) اس دن صرف آپ کے پروردگار کی طرف ٹھکانہ ہوگا (۱۲) اس دن انسان کو بتایا جائے گا کہ اس نے کیا (عمل) آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑا (۱۳) بلکہ خود انسان اپنے حال کو خوب جانتا ہے (۱۴) اگرچہ کتنے ہی بہانے پیش کرے (۱۵) (اے رسولؐ) آپ اپنی زبان کو اس (قرآن) کے ساتھ حرکت نہ دیجئے تاکہ اسے جلدی جلدی (حفظ) کر لیں (۱۶) بیشک اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھانا ہمارے ذمہ ہے (۱۷) پس جب ہم اسے پڑھیں تو آپ بھی اسی کے مطابق پڑھیں (۱۸) پھر اس کا واضح کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے (۱۹) ہرگز نہیں بلکہ تم جلدی ملنے والی (دنیا) سے محبت کرتے ہو (۲۰) اور آخرت (دیر سے آنے والی) کو چھوڑتے ہو (۲۱) اس دن کچھ چہرے تر و تازہ ہوں گے (۲۲) اپنے پروردگار کی نعمت (و رحمت) کو دیکھ رہے ہوں گے (۲۳) اور کئی چہرے اس دن بے رونق ہوں گے (۲۴) وہ سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے

ساتھ کمر توڑ دینے والا سلوک کیا جائے گا (۲۵) ہر گز نہیں جب جان (کھینچ کر) حلق تک پہنچ جائے گی (۲۶) اور کہا جائے گا کہ اب کون ہے جھاڑ پھونک کرنے والا؟ (۲۷) اور وہ سمجھ لے گا کہ اب (دنیا سے) جدائی کا وقت ہے (۲۸) اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی (۲۹) اس دن تمہارے پروردگار کی طرف کھینچ کر جانا ہوگا (۳۰)

تشریح الالفاظ

(۱) برق البصر کے معنی ہیں آنکھ کا چندھیا جانا اور خیرہ ہونا۔ (۲) وزر کے معنی ہیں جائے پناہ اور اونچا پہاڑ۔ (۳) ناضرہ کے معنی تر و تازہ اور ہشاش بشاش کے ہیں۔ (۴) باسرہ کے معنی ترش روئی اور تیوری چڑھانے کے ہیں۔ (۵) فاقرہ ریڑھ کی ہڈی کو توڑنے والی مصیبت کو فاقرہ کہا جاتا ہے۔ (۶) راق جھاڑ پھونک کرنے والے کو راقی کہتے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ لا أقسم... الآیة

سورہ واقعہ، حاقہ اور سورہ معارج میں لا کے بارے میں گفتگو کی جا چکی ہے کہ اکثر مفسرین اسے زائدہ قرار دیتے ہیں جو تاکید کے معنی دیتی ہے اور بعض مفسرین جو قرآن مجید میں حروف زائدہ کے قائل نہیں ہیں وہ اسے نافیہ قرار دیتے ہیں۔ چونکہ کفار قیامت کے سخت منکر تھے تو اس کے برحق ہونے کی قسم کھانے سے پہلے ان کے نظریہ کی نفی کی جا رہی ہے نہیں۔ قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی یعنی جو کچھ تم کہتے ہو وہ درست نہیں ہے۔ بلکہ قیامت برحق ہے۔

۲)۔ بالنفس اللوامة... الآیة

نفس انسانی کی باعتبار صفات چار قسمیں ہیں

ہم پارہ ۱۳ کے آغاز اور سورہ یوسف کی آیت ۵۴ وما ابری نفسی ان النفس لامارة بالسوء کی تفسیر میں تفصیل سے واضح کر چکے ہیں کہ نفس انسانی کی صفات و حالات کے لحاظ سے چار قسمیں ہیں۔

(۱) نفس امارہ (۲) نفس لوّامہ (۳) نفس مُلْهَم (۴) نفس مطمئنہ

الغرض نفس لوامہ اس انسانی نفس کو کہا جاتا ہے جو کوئی غلط ارادہ کرنے یا کوئی غلط کام کرنے یا غلط سوچنے پر انسان کی ملامت کرتا ہے اور اسے توبہ وانابہ پر آمادہ کرتا ہے اور علم الاخلاق کی اصطلاح میں اسے ضمیر اور وجدان بھی کہا جاتا ہے جو پیدائشی طور پر انسان کے اندر موجود ہے جو بھلائی اور برائی میں تمیز بھی کرتا ہے اور برا کام واقدام کرنے پر آدمی کی ملامت بھی کرتا ہے اور انسان اسی کی وجہ سے یہ جانتا بھی ہے اور چاہتا بھی ہے کہ بھلائی کرنیوالے کو انعام ملنا چاہیے اور برائی کرنے والے کو سزا ملنی چاہیے اور یہی بات قیامت کے برحق ہونے کی ایک نفسیاتی شہادت ہے اور اگر اس کا انکار کرتا ہے تو پھر اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اپنی تسلیم شدہ حقیقت کا انکار کرتا ہے۔ الغرض یہاں قسمیں تو کھائی گئی ہیں مگر مقسم علیہ۔ واضح ہونے کی وجہ سے مقدر ہے یعنی قیامت برحق ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

۳)۔ ایحسب الأنسان... الآیۃ

کفار کے انکار قیامت کی ظاہری وجہ؟

اس آیت میں کفار کے انکار قیامت کی ایک ظاہری وجہ کی نشاندہی کی گئی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب مرنے کے بعد انسان کا گوشت پوست اور اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہوکر ادھر ادھر بکھر جائیں گی تو ان منتشر اجزاء کو کون اکٹھا کرکے دوبارہ زندہ کرے گا؟ جس کا جواب قرآن مجید میں دیا گیا ہے کہ جس قادر مطلق نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا ہے وہی تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا اور وہ اتنا قادر مطلق ہے کہ انسان کے جسم کے بڑے اجزا تو کیا وہ تو انسان کی انگلیوں کے پوروں جیسے باریک اجزا کو بھی دوبارہ درست کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے اور اس کے لیے یہ کام کوئی بعید از امکان نہیں ہے۔

ایضاح

اگرچہ لفظ انسان عام ہے مگر اس سے یہاں مراد وہی لوگ ہیں جو قیامت کے منکر ہیں۔

۴)۔ بل یرید الأنسان... الآیۃ

کفار کے انکار قیامت کی اصلی وجہ کی نشاندہی

اس آیت مبارکہ میں خدائے علیم وحکیم نے کفار کے انکار قیامت کی حقیقی وجہ بیان کی ہے اور ان کی اصلی بیماری کی نشاندہی کی ہے کہ اگر وہ قیامت کو برحق تسلیم کرلیں اور جزا وسزا کے قائل ہوجائیں تو پھر ان کی آزادیاں ختم ہوجائیں گی اور ان پر کچھ اخلاقی پابندیاں عائد ہوجائیں گی جن کا وہ اپنے آپ کو پابند بنانے کے

لیے تیار نہیں ہیں۔ بلکہ وہ مستقبل میں بھی ماضی کی طرح مطلق العنان رہنا چاہتے ہیں اور اسی آزادی کو برقرار رکھنے کے لیے انکار قیامت کے لیے مختلف عذر بہانے بناتے رہتے ہیں اور خواہشات نفس کی تکمیل انہیں اقرار قیامت اور خدا کے حضور جوابدہی کے اعتراف سے مانع ہے۔ وبس

۵)۔ یسئل ایان... الآیۃ

قیامت کے بارے میں سوال و جواب

ظاہر ہے کہ منکرین کا یہ سوال حقیقت حال کے انکشاف کے لیے نہیں ہے بلکہ محض تمسخر اور مذاق اڑانے کے لیے ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا؟ یہی وجہ ہے کہ خداوند عالم نے بھی جواب میں قیامت کا اصلی وقت بیان نہیں کیا بلکہ صرف اس کی ہولنا کی کا تذکرہ کرنے پر اکتفا کی ہے کہ قیامت کا منظر ایسا ہیبت ناک ہوگا کہ آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی۔ چاند گہنا جائے گا یعنی بے نور ہو جائے گا اور سورج و چاند اکٹھے کر دیئے جائیں گے یعنی پورا نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا اور یہ دونوں بے نور ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہ خوفناک منظر دیکھ کر آدمی بے ساختہ پکار اٹھے گا کہ جائے فرار کہاں ہے؟ ارشاد ہوگا آج کوئی پناہ گاہ نہیں ہے ہاں البتہ اس دن تمہارے پروردگار کے ہاں ٹھکانا ہے اور وہاں انسان کو اس کے آگے بھیجے ہوئے اعمال اور پیچھے چھوڑے ہوئے آثار یا ترک کئے ہوئے اعمال سے آگاہ کر دیا جائے گا اور اسی کے مطابق اسے جزا و سزا دی جائے گی۔

۶)۔ بل الأنسان علی نفسہ... الآیۃ

ہر شخص اپنے حالات کو دوسروں سے بہتر جانتا ہے

قیامت کے دن انسان کو اس کے اگلے پچھلے اعمال سے جو آگاہ کیا جائے گا اور نامہ اعمال اس کے دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو یہ اس لیے نہیں کہ اسے خود اپنے کردار کا علم نہیں ہے۔ وہ اپنے حالات کو سب سے بہتر جانتا ہے کیونکہ وہ سب لوگوں کو دھوکہ دے سکتا ہے مگر اپنے آپ کو نہیں دے سکتا۔ ہاں البتہ بہانے بنا سکتا ہے مگر اپنی اصلیت کو اپنے آپ سے نہیں چھپا سکتا یہ ساری کاروائی اتمام حجت کے لیے ہوگی اور عدل و انصاف کے تقاضے پورا کرنے کے لیے ورنہ ع

حاجت مشاّطہ نیست روئے دلآرام را

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا؟

۷)۔ لا تحرك به لسانك... الآية

اس قسم کی ایک آیت قبل ازیں سورہ طہٰ میں نمبر ۱۱۴ پر مع تفسیر گزر چکی ہے **ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیك وحیه** فریقین کی روایات میں وارد ہے کہ جب جبرائیل امین پیغمبر اسلامؐ پر وحی لاتے تھے تو آپ محض اس خیال کے پیش نظر کہ وحی کا کوئی حصہ رہ نہ جائے جبرائیل کے ساتھ ساتھ الفاظ دھراتے جاتے تھے تو خدائے کریم نے اپنے حبیب مکرم کو تسلی دی کہ قرآن آپ کے قلب مقدس میں جمع کرنا اور اس کا پڑھانا ہماری ذمہ داری ہے اور اس کی وضاحت کرنا اور سمجھانا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ **سنقرئك فلا تنسی** کہ ہم آپ کو اس طرح پڑھائیں گے کہ آپ کبھی نہیں بھولیں گے۔

ایضاح: یہ آیت منکرین حدیث کے باطل نظریہ پر کاری ضرب لگاتی ہے

اس آیت شریفہ نے منکرین حدیث کے جملہ ایرادات کا قلع قمع کر دیا ہے اور واضح کر دیا ہے کہ قرآن کی جو تفسیر پیغمبر اسلامؐ نے فرمائی ہے وہ آپ کی ذاتی رائے نہیں ہے بلکہ وہ بھی وحی ربانی ہے جس کے ذریعہ سے خدا نے اپنی کتاب کی وضاحت کی ہے لہٰذا اس کا انکار کرنا وحی الٰہی کے انکار کے مترادف ہے۔ علاوہ بریں یہ حقیقت بھی ناقابل انکار ہے کہ لوگوں کو قرآن پڑھانا اور سمجھانا آپ کے فرائض میں داخل تھا۔ **ویعلمهم الکتاب والحکمة** تو جن الفاظ وعبارات کے ساتھ آپ قرآن سمجھاتے تھے انہی الفاظ وعبارات کو ہی تو حدیث کہا جاتا ہے تو اگر ان کا انکار کر دیا جائے تو پھر قرآن فہمی کا ذریعہ کیا ہے؟ بہر حال یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کے عمل و بیان کے بغیر سارا قرآن تو کجا اس کی ایک آیت کا مفہوم بھی سمجھ میں نہیں آسکتا۔

۸)۔ کلا بل تحبون... الآیة

ساری خرابیوں کی جڑ دنیائے دوں کی محبت ہے

آخرت کی طرف سے غفلت اور عمل صالح کی بجا آوری میں سہل انگیزی کی اصلی وجہ عاجلہ یعنی دنیا سے محبت ہے یعنی انسان کوتاہ اندیش واقع ہوا ہے وہ اپنے عمل اور اپنی محنت کا نتیجہ جلد دیکھنا چاہتا ہے اور ایسا صرف دنیا میں ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا آدمی اس کی طرف دوڑتا ہے اور جو عمل آخرت کے لیے کیا جائے اس کا نتیجہ چونکہ دیر سے نکلتا ہے اس لیے وہ اسے کوئی خاص اہمیت نہیں دیتا۔ باوجودیکہ ہر شخص جانتا ہے کہ انجام کار موت آنی ہے جو اس کی تمام دنیاوی کامیابیوں پر پانی پھیر دے گی مگر دوسرے کی موت سے کوئی شخص سبق حاصل نہیں کرتا یہاں تک کہ خود لقمہ اجل بن جاتا ہے اور اس وقت اس سے سبق لینے کی مہلت ختم ہو جاتی ہے۔

۹)۔ وجوہ یومئذ... الآیۃ

قیامت کے دن کچھ چہرے شگفتہ وشاداب ہوں گے اور کچھ اداس وخراب

یہ بات قبل ازیں سورہ آل عمران کی آیت ۱۰۶، ۱۰۷ میں اور دوسرے بعض مقامات پر ذکر کی جا چکی ہے کہ قیامت کے دن بعض چہرے سفید و درخشان اور شاداب ہوں گے اور یہ اہل ایمان کے چہرے ہوں گے اور کچھ چہرے اداس وسیاہ ہوں گے اور یہ اہل کفر وشرک کے چہرے ہوں گے۔ تفصیل مذکورہ بالا مقامات پر گزر چکی ہے۔

الی ربها ناظرہ کا صحیح مفہوم؟

یہاں پہلی قسم کے چہروں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ الی ربنا ناظرۃ اب اس فقرہ کا مفہوم کیا ہے؟ اکثر برادران اسلام نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے اور اس کے دیدار سے بہرہ ور ہوں گے۔ مگر شیعہ امامیہ اور معتزلہ چونکہ رویت خداوندی کے قائل نہیں ہیں کیونکہ رویت بصری کے لیے مرئی کا صاحب جسم ہونا، کسی جہت ومکان میں ہونا شکل وصوت اور رنگت رکھنا اور مخصوص فاصلہ پر ہونا ضروری ہے اور خدا ان تمام باتوں سے منزہ ومبرا ہے۔

حیران ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب ہیں؟

نیز قرآن مجید روئت بصری کی نفی کرتا ہے۔ لا تدرکه الابصار وهو يدرك الابصار وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے انہوں نے اس آیت کی کئی مناسب تاویلیں کی ہیں۔ جیسے:

۱۔ یہاں رویت سے بصری رویت مراد نہیں ہے بلکہ قلبی رویت مراد ہے کہ انہیں ہر طرف اپنے خالق و مالک کی رحمت کے جلوے نظر آ رہے ہوں گے۔

۲۔ آیت میں جو لفظ الی موجود ہے یہ حرف نہیں بلکہ اسم ہے جس کے معنی نعمت کے ہیں جس کی جمع آلاء ہے۔ فبای الاء ربکما تکذبان۔ اور ناظرہ بمعنی منتظرہ ہے۔ یعنی وہ چہرے اللہ کی نعمت ورحمت کے منتظر اور امیدوار ہوں گے جیسے جناب سلمان وبلقیس کے قصہ میں مذکور ہے کہ فناظرة بما يرجع المرسلون کہ میں انتظار کرتی ہوں کہ رسول کیا جواب دیتے ہیں۔

بہرحال لا تراه العيون بمشاهدة الابصار بل تراه العيون بحقائق الايمان کما قال امیر المومنین علیه السلام (نہج البلاغہ)

برادران اسلامی کا سمجھدار طبقہ بھی اس حقیقت کا اقرار کرتا ہے کہ اس رویت کی حقیقت کا اس کو ادراک نہیں ہے۔ اس سے آگے والی آیات میں موت کی کیفیت کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ سهل الله علينا سكرات الموت بجاه النبی وآله۔

آیات القرآن

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنۡ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهۡلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ اَوۡلٰى لَكَ فَاَوۡلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوۡلٰى لَكَ فَاَوۡلٰى ﴿۳۵﴾ اَيَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ يُّتۡرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمۡ يَكُ نُطۡفَةً مِّنۡ مَّنِيٍّ يُّمۡنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنۡهُ الزَّوۡجَيۡنِ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيۡسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنۡ يُّحۡىِۦَ الۡمَوۡتٰى ﴿۴۰﴾

ترجمۃ الآیات

(اتنا کچھ سمجھانے کے باوجود اس مخصوص آدمی نے) نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی (۳۱) بلکہ اس نے جھٹلایا اور منہ پھیر لیا (۳۲) پھر اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف چلا گیا (۳۳) یہ (روش) تیرے ہی لیے سزاوار ہے اور تیرے ہی لائق ہے (۳۴) پھر یہ تیرے ہی لائق ہے اور تیرے ہی لیے سزوار ہے (۳۵) کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اسے یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا (۳۶) کیا وہ شروع میں منی کا ایک قطرہ نہ تھا جو (رحم میں) ٹپکایا جاتا ہے (۳۷) پھر وہ ایک لوتھڑا بنا پھر اس (خدا) نے اسے پیدا کیا اور پھر (اس کے) اعضا درست کیے (۳۸) پھر اس سے دو قسمیں بنائیں مرد و عورت (۳۹) کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ مردوں کو پھر زندہ کر دے (۴۰)

تشریح الالفاظ

(۱) یتمطی کے معنی تکبر و غرور سے ہاتھ پھیلا کر چلنے کے ہیں۔ (۲) اولی لك کے ایک معنی ہلاکت و بربادی کے اور عذاب کے ہیں۔ (۳) سدی اس کے معنی مہمل اور شتر بے مہار کے ہیں۔ (۴) نطفة کے معنی

قلیل پانی یعنی پانی کا ایک قطرہ کے ہیں۔(۵) علقه کے معنی لوتھڑے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱۰)۔ فلا صدق... الآية

ابو جہل کی مذمت

بہت سے مفسرین کی تحقیق یہ ہے کہ یہ آیتیں ابو جہل بن عکرمہ مخزومی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور انداز کلام سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں کسی خاص شخص کا تذکرہ ہو رہا ہے کہ جس نے قرآن سن کر بالخصوص قیامت کا ذکر سن کر اباوانکار کی روش اختیار کی اور قرآن اور پیغمبر اسلامؐ کی تصدیق کرنیکی بجائے تکذیب کی اور نماز پڑھنے کی بجائے روگردانی کی اور قرآن سے کچھ اثر لینے کی بجائے اور فروتنی اختیار کرنے کی بجائے الٹا متکبرانہ انداز سے گھر چلا گیا۔

ایضاح

آیت کے ان الفاظ کہ ''اس نے نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی'' سے مترشح ہوتا ہے کہ خدا و رسول کی تصدیق کرنے کا پہلا اور اہم تقاضا یہ ہے کہ اقامہ صلوٰۃ کا فریضہ ادا کیا جائے جس سے پتہ چلے گا کہ یہ جس کی چوکھٹ پر جبین نیاز جھکا رہا ہے وہ اس کا خدا ہے اور یہ اس کا بندہ ہے۔

۱۱)۔ اولی لك... الآية

مفسرین نے اولی لک کے کئی معنی بیان کیے ہیں بعض نے تو اسے حقیقی معنی افعل التفصیل پر محمول کیا ہے جیسا کہ ہم نے ترجمہ میں یہی معنی اختیار کیے ہیں کہ اے ابو جہل تجھ جیسے متکبر مزاج منکر شخص کو یہی روش زیب دیتی ہے اور تو اسی کا سزاوار ہے اور بعض نے اس لفظ اولی کو ویل کا مقلوب قرار دیا ہے اور ویل کے معنی ہلاکت اور عذاب کے ہیں یعنی اے ابو جہل! ہلاکت اور بربادی اور عذاب ہے تیرے لیے کہ تیری مہلت ختم ہونے والی ہے۔ مروی ہے کہ ایک بار حضرت رسولؐ خدا نے ابو جہل کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "اولی لك فاولی ثم اولی لك فاولی"۔ اس پر ابو جہل نے بدک کر کہا آپ مجھے دھمکی دے رہے ہیں حالانکہ میں قوم قریش میں سب سے بڑا اعزت دار آدمی ہوں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مجمع البیان و کاشف وغیرہ)

۱۲)۔ ایحسب الأنسان... الآية

انسان کوئی شتر بے مہار نہیں ہے

جس اونٹ کو چرواہے کے بغیر یونہی چھوڑ دیا جائے کہ جہاں چاہے چرتا پھرے جسے عام محاورہ میں شتر بے مہار کہا جاتا ہے۔ استفہام انکاری کے پیرایہ میں انسان کے شتر بے مہار ہونے کی نفی کی جا رہی ہے کہ اگر وہ سمجھتا ہے کہ وہ مطلق العنان اور آزاد ہے کہ جو چاہے کرے تو اس کی سوچ کا یہ انداز غلط ہے وہ مہمل نہیں ہے بلکہ اس پر کچھ پابندیاں عائد ہیں اور اس کی کچھ ذمہ داریاں ہیں جن کی ادائیگی کے بارے میں اس سے باز پرس کی جائے گی اور پھر ادائیگی پر ثواب دیا جائے گا اور عدم ادائیگی پر عذاب کیا جائے گا ایک دوسرے مقام پر ارشاد قدرت ہے۔ افحسبتم انما خلقنا کم عبثا و انکم الینا لا ترجعون؟ بھلا ہر چیز کی خلقت کا کوئی مقصد ہو مگر اشرف المخلوقات کی خلقت کا کوئی مقصد نہ ہو۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است؟؟

۱۳)۔ الم یك نطفة... الآیة

انسان آغاز میں پانی کے ایک قطرے کی شکل میں شکم مادر میں داخل ہوتا ہے پھر علقہ بنتا ہے۔ بعد ازاں مزید ترقی کرتا ہے اور اس کے اعضاء و جوارح اور نقوش بنتے ہی پھر وہ نر یا مادہ بن کر ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے اور انسان ان عجائبات قدرت کا روزانہ مشاہدہ کرتا ہے۔ جس کا وہ انکار نہیں کر سکتا۔

۱۴)۔ الیس ذلك بقادر... الآیة

کیا اتنا بڑا قادر مطلق خدا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ اس دنیا کے بعد ایک اور عالم بنا دے اور انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے وہاں لائے اور اسے جزا و سزا دے؟ یہ ہے حیات بعد الموت کے امکان کی وہ قطعی دلیل جس کا کسی منکر آخرت کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ مروی ہے کہ اس آت کے نزول اور اس کی تلاوت کے بعد حضرت رسول خداؐ نے فرمایا سبحانك اللھم بلی (پاک ہے تیری ذات۔ کیوں نہیں۔ بے شک تو قادر ہے۔) (تفسیر صافی)

جس مضمون سے اس سورۃ کا آغاز ہوا تھا اسی پر اس کا اختتام ہوا۔ والحمدللہ

سورہ قیامت کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بفضلہٖ و حسن توفیقہ اپنے اختتام کو پہنچی۔

والحمدللہ علی احسانہ ۳۰ دسمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ذی القعدہ ۱۴۲۴ھ

سورہ دہر کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

اس سورہ کا مشہور نام سورۃ الدھر ہے اور اسے سورۃ الانسان بھی کہا جاتا ہے اور یہ دونوں لفظ اس سورہ کی پہلی آیت میں مذکور ہیں اور انہی سے یہ نام ماخوذ ہے۔

عہد نزول

اس سورہ کے مکی و مدنی ہونے میں مفسرین اسلام کے درمیان سخت اختلاف ہے بہت سے حضرات اسے مکی اور کئی حضرات اسے مدنی جانتے ہیں اور بعض اس کے اکثر حصہ کو مدنی اور بعض آیات کو مکی لکھتے ہیں اس سلسلہ کی جملہ تفصیلات معلوم کرنے کے خواہش مند حضرات تفسیر روح المعانی آسوسی کی طرف رجوع کریں۔ چونکہ اس سورہ میں سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام کے روزے رکھنے اور مسکین و یتیم اور اسیر کو کھانا کھلانے کا واقعہ درج ہے۔ لہٰذا کم از کم اس حصے کو تو بہر حال مدنی ماننا پڑے گا اور اس بات کی نظیریں قرآن مجید میں موجود ہیں کہ مکی سوروں میں مدنی آیتیں اور مدنی سوروں میں مکی آیتیں درج ہیں۔ کما لا یخفی علی من جال تلك الدیار۔ (ملاحظہ ہو تفسیر اتقان و تفسیر ماجدی وغیرہ)

سورہ دہر کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ انسان کو اس کی حیثیت یاد دلائی گئی ہے کہ اس پر ایک ایسا دور بھی گزر چکا ہے کہ وہ کچھ بھی نہ تھا پھر مخلوط نطفہ سے اس کی تخلیق ہوئی ہے یعنی وہ ہمیشہ سے ایسا نہ تھا جیسا کہ آج ہے۔

۲۔ اسے سمیع و بصیر بنایا گیا ہے تاکہ اس کی آزمائش کی جائے۔

۳۔ خدا کا کام راستہ دکھانا ہے اب شاکر بننا یا کافر بننا انسان کا کام ہے۔

۴۔ کفران نعمت کرنے والوں کے برے انجام کا بیان۔

۵۔ نیکو کاروں کے انعامات کا تذکرہ۔

۶۔ بعض نیکو کاروں کے ان اچھے کاموں کا تذکرہ جو اس سورہ کے نزول کا باعث بنے۔

۷۔ پیغمبر اسلامؐ کو کفار و مشرکین کی ایذا رسانیوں پر صبر و ثبات سے کام لینے کی تعلیم۔

۸۔ آنحضرت کوصبح وشام بلکہ ہروقت ذکر خدا میں مشغول رہنے کی بالخصوص رات کوطویل عبادت اور تسبیح کرنے کاحکم۔

۹۔ کفارواشرار کی غلط روش کا بنیادی سبب آخرت کوبھول جانا اوردنیا کی محبت میں گرفتار ہونا۔

۱۰۔ یہ قرآن پندوموعظہ ہے مگر انسان فاعل مختار ہے جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔

۱۱۔ انسانی اورخدائی ارادہ کا تذکرہ۔

۱۲۔ ظالموں کے لیے دردناک عذاب کے تیار ہونے کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

سورہ دہر کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خداؐ سے منقول ہے فرمایا جوشخص سورہ ھل اتی کی تلاوت کرے گا اس کی جزا اللہ کے ذمہ ہے۔(مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جوشخص جمعرات کی صبح سورہ الدھر کی تلاوت کرے گا خدا اس کی ایک سو باکرہ اور چار ہزار ثیبہ حوروں سے تزویج فرمائے گا اوروہ (جنت میں) پیغمبر اسلامؐ کے ہمراہ ہوگا۔(مجمع البیان وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۳۱) (سورۃ الدھر مکیۃ ومدینۃ) (رکوعاتہا ۲)

آیاتـــ القــرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ هَلۡ اَتٰى عَلَى الۡاِنۡسَانِ حِيۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ يَكُنۡ شَيۡـًٔـا مَّذۡكُوۡرًا ۞ اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ۖ نَّبۡتَلِيۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِيۡعًۢا بَصِيۡرًا ۞ اِنَّا هَدَيۡنٰهُ السَّبِيۡلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوۡرًا ۞ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغۡلٰلًا وَّسَعِيۡرًا ۞ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ يَشۡرَبُوۡنَ مِنۡ كَاۡسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوۡرًا ۞ عَيۡنًا يَّشۡرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوۡنَهَا تَفۡجِيۡرًا ۞ يُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَيَخَافُوۡنَ يَوۡمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسۡتَطِيۡرًا ۞ وَيُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسۡكِيۡنًا وَّيَتِيۡمًا

وَّاَسِيْرًا ۝۸ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا
شُكُوْرًا ۝۹ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝۱۰ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ
شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝۱۱ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا
جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝۱۲ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا
وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝۱۳ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝۱۴
وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۠ ۝۱۵
قَوَارِيْرَا۠ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۝۱۶ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ
مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۝۱۷ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۝۱۸ وَيَطُوْفُ
عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۝۱۹
وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ۝۲۰ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ
خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۫ وَّحُلُّوْۤا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا
طَهُوْرًا ۝۲۱ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۝۲۲

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے بے شک انسان پر
زمانہ میں ایک ایسا وقت گزر چکا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا (۱) بے شک ہم نے انسان
کو مخلوط نطفے سے پیدا کیا تا کہ ہم اسے آزمائیں پس اس لیے ہم نے اسے سننے والا (اور)
دیکھنے والا بنایا (۲) بلاشبہ ہم نے اسے راستہ دکھا دیا ہے اب چاہے شکر گزار بنے اور چاہے
ناشکرا بنے (۳) بے شک ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں، طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر
رکھی ہے (۴) بلاشبہ نیکوکار (جنت میں شراب طہور کے) ایسے جام پئیں گے جن میں (آب
کافور) کی آمیزش ہوگی (۵) یعنی وہ ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے (خاص) بندے پئیں

گے اور جدھر جائیں گے ادھر بہا کر لے جائیں گے(۶) یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی نذریں (منتیں) پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی (۷) اور وہ اس (اللہ) کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (۸) (اور کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے کھلاتے ہیں نہ تم سے کوئی جزا چاہتے ہیں اور نہ شکریہ(۹) ہم تو اپنے پروردگار کی طرف سے ایک ایسے دن (کے عذاب) سے ڈرتے ہیں جو بڑا ترش اور سخت ہوگا (۱۰) پس اللہ ان کو اس دن کے شر سے بچائے گا اور انہیں (چہروں کی) تروتازگی اور (دلوں کا) سرور عطا فرمائے گا (۱۱) اور انکے صبر کے صلہ میں انہیں بہشت اور ریشمی لباس عطا فرمائے گا (۱۲) وہ وہاں اونچی مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے وہ وہاں نہ سورج (کی گرمی) دیکھیں گے اور نہ سردی کی ٹھٹھر (۱۳) ان (باغہائے بہشت) کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور ان کے میوے ان کی دسترس میں ہوں گے (کہ ہر وقت بلا تکلف کھا سکیں گے) (۱۴) اور ان کے سامنے چاندی کے برتن اور شیشہ کے چمکدار گلاس گردش میں ہوں گے (۱۵) اور شیشے بھی (کانچ کے نہیں بلکہ) چاندی کی قسم سے ہوں گے جنہیں (منتظمین نے) پورے اندازے کے مطابق بنایا اور بھرا ہوگا (۱۶) اور انہیں ایسی شراب طہور کے جام پلائے جائیں گے جن میں زنجبیل (سونٹھ کے پانی) کی آمیزش ہوگی (۱۷) یہ اس (جنت) میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہا جاتا ہے (۱۸) اور ان کی خدمت کے لیے ایسے لڑکے گردش کر رہے ہوں گے جو ہمیشہ ایک حالت میں رہیں گے جب تم انہیں دیکھو گے تو سمجھو گے کہ وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں (۱۹) تم وہاں جدھر بھی دیکھو گے وہیں عظیم نعمت اور عظیم بادشاہی دیکھو گے (۲۰) ان کے اوپر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے اور دبیز ریشم کے کپڑے بھی اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار انہیں پاک و پاکیزہ شراب پلائے گا (۲۱) یہ تمہاری جزا ہے اور تمہاری کوشش شکر گزاری کے قابل ہے (۲۲)

تشریح الالفاظ

(۱) **الدھر** طویل زمانہ کو بلکہ ابتداء کائنات سے لے کر اس کے اختتام تک کے عرصہ کو دھر کہا جاتا ہے۔ (۲) **امشاج** یہ مشیج کی جمع ہے جس کے معنی خلط ملط کرنے کے ہیں۔ (۳) **یفجرونھا فجر یفجر**

تفجیر کے معنی پانی جاری کرنے اور پانی بہانے کے ہیں۔(۴) **مستطیرا** کے معنی ہیں پھیلا ہوا۔(۵) **قمطریرا** کے معنی سخت شر اور شدید ایام کے ہیں۔(۶) **نضرۃ** کے معنی چہروں کی تر و تازگی کے ہیں۔(۷) **قطوفھا** یہ قطف کی جمع ہے جس کے معنی خوشے اور گچھے کے ہیں۔(۸) **سندس** کے معنی باریک ریشم کے ہیں اور استبرق کے معنی دبیز ریشم کے ہیں۔(۹) **اساور** یہ سوار کی جمع ہے جس کے معنی کنگن کے ہیں۔(۱۰) **مشکورا** کے معنی قابل تشکر اور مقبول ہونے کے ہیں۔

سورہ دہر کی شان نزول

فریقین کے مستند مفسرین نے اس سورہ یا کم از کم اس سورہ کی چند آیتوں کی شان نزول یہ بیان کی ہے کہ ایک بار بچپن میں حضرت امام حسن و حسین علیہما السلام بیمار ہوئے اور حضرت امیر علیہ السلام، جناب سیدہ اور ان کی کنیز فضہ نے نذر مانی کہ اگر خدا نے شہزادوں کو صحت عطا فرمائی تو وہ تین دن روزے رکھیں گے اگرچہ عام روایتوں میں انہی تین ہستیوں کے منت ماننے کا تذکرہ ہے مگر مجالس شیخ میں ہے کہ خود دونوں شہزادوں نے بھی یہی منت مانی تھی۔

خلاصہ یہ کہ جب خدا نے حسنین شریفین کو صحت عطا فرمائی تو انہوں نے ایفاء نذر کا ارادہ کیا مگر کاشانہ حیدری میں کچھ نہ تھا۔ چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام نے کسی طرح قرض پر یا مزدوری کر کے تین صاع جو حاصل کیے اور جناب سیدہ نے ان کے تین حصے کیے ادھر سب نے روزے رکھے ادھر جناب سیدہؑ نے ایک حصہ سے افطاری کا سامان کیا جب افطاری کا وقت آیا تو دروازہ سے آواز آئی کہ میں مدینہ کے مسکینوں میں سے ایک مسکین ہوں اور بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلاؤ سب سے پہلے حضرت امیر علیہ السلام نے اور پھر سب نے اپنا اپنا کھانا مسکین کو دے دیا اور خود پانی سے روزہ افطار کیا۔ دوسرے دن پھر روزہ رکھا اور مخدومہ نے دوسرے حصہ سے افطار کا انتظام کیا مگر افطاری کے وقت دروازے سے یتیم کی آواز آئی کہ میں یتیم ہوں اور بھوکا ہوں۔ مجھے کھانا کھلاؤ چنانچہ حسب سابق سب نے کھانا اس کے حوالے کر دیا اور خود صرف پانی سے روزہ افطار کیا پھر تیسرے دن روزہ کی نیت کر لی اور جو کے تیسرے حصہ سے بی بی نے افطاری کے لیے کھانا تیار کیا مگر افطاری کے وقت ایک اسیر جنگ کی آواز آئی کہ میں ایک قیدی ہوں اور بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلاؤ۔ چنانچہ سب نے کھانا اس قیدی کے حوالے کر دیا اور پانی سے روزہ افطار کیا گیا۔ خاندان نبوت کا یہی کردار اور یہی ایثار تھا جس کی بناء پر خدا نے پورا سورہ دہر یا کم از کم اس کی چند متعلقہ آیتیں ان کی شان میں نازل کیں۔(ملاحظہ ہو تفسیر قمی و عیاشی، مجمع البیان و صافی و

برہان، کشاف زمخشری، تفسیر کبیر رازی، درمنثور سیوطی اور نیشاپوری وغیرہ وغیرہ)

اس سلسلہ میں بعض ایرادات کے بعض جوابات

بعض حضرات نے بعض اہلبیت کے جوش میں بخیال خویش چند بودے ایرادات کر کے اس واقعہ کو غلط ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

۱۔ مثلاً ایک ایراد یہ کیا جاتا ہے کہ ایک مسکین یا ایک یتیم یا ایک اسیر کھانا طلب کرتا ہے تو اس کے لیے ایک شخص کا کھانا کافی تھا۔ پانچوں حضرات نے اسے کھانا کیوں دے دیا۔

حالانکہ اس ایراد کا جواب بالکل واضح ہے کہ اس قسم کی سخاوت کو ایثار کہا جاتا ہے جو اخلاق عالیہ میں سے ایک بہت بڑی بلند صفت ہے۔ نیز بزرگوں کی تاسی بھی ایک بہت پسندیدہ فعل ہے تو جب بزرگ خاندان حضرت علیؑ نے اپنا کھانا سائل کو دے دیا تو سب نے ان کی تقلید و تاسی میں ایسا ہی کیا بھلا اس میں کیا قباحت ہے؟

۲۔ دوسرا ایراد یہ کیا جاتا ہے کہ حسنین شریفین تو ہنوز بچے تھے ابھی بستر بیماری سے اٹھے تھے انہیں تین دن تک بھوکا رکھنا حضرت علی و بتول علیہما السلام نے کس طرح گوارا کیا؟

اس ایراد کا جواب بھی واضح ہے کہ شہزادگان کونینؑ نے اپنی رضا و رغبت سے بزرگوں کی تاسی میں ایسا کیا ان پر کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں تھا۔ یہ بھی خیال رہے کہ خاندان رسالت کے بچوں کا عام بچوں پر قیاس نہیں کرنا چاہیے کیونکہ

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

۳۔ تیسرا ایراد یہ کیا جاتا ہے کہ اسلامی ریاست میں قیدیوں کو بھیک مانگنے کے لیے اس طرح آزاد نہیں چھوڑا جاتا تھا۔ اس ایراد کا جواب بھی ظاہر ہے کہ اگرچہ بالعموم ایسا نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ اس دور میں جنگی قیدی مختلف لوگوں کے حوالے کر دیئے جاتے تھے جو ان کے نان و نفقہ کا خیال رکھتے تھے مگر ہر عام قابل تخصیص ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کبھی کبھار ایسا اتفاق ہو گیا ہو کہ کسی قیدی کو کھانا نہ ملا ہو اور وہ خاندان نبوت کے در دولت پر آ گیا ہو اور کھانے کا سوال کیا ہو تو اس میں اچنبہ کی کیا بات ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں کی نگاہ اہلبیت نبوتؑ کی سیرت و کردار کی پاکیزہ روش و رفتار پر ہے وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ یہ ذوات قدسیہ ہمیشہ اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضروریات کو مقدم جانتے تھے اور ہمیشہ خود تکلیف سہہ کر دوسروں کو آرام پہنچایا کرتے تھے۔ خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور

ہمیشہ خدمت خلق کو خدا کی سب سے بڑی عبادت سمجھ کر اسے انجام دیا کرتے تھے انہیں حق الیقین تھا کہ

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

تفسیر الآیات

اس کے بعد تشریح طلب مقامات کی ضروری توضیح وتشریح کی جاتی ہے۔

۱)۔ ھل اتی علی الأنسان... الآیۃ

اکثر مفسرین کی تحقیق یہ ہے کہ یہاں "ھل" استفہام کے معنی میں نہیں بلکہ یہ قد کے معنی میں ہے اور اسی کے مطابق ہم نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے مگر بعض حضرات کو اصرار ہے کہ ھل یہاں اپنے حقیقی معنی میں ہی استعمال ہوا ہے البتہ یہ سوالیہ جملہ کبھی اقرار کے لیے ہوتا ہے اور کبھی انکار کے لیے اور یہاں پر اقرار کرانا مقصود ہے کہ اس پر ایک ایسا وقت گزرا ہے کہ وہ کوئی قابل ذکر چیز نہیں تھا بلکہ مزید برآں اسے یہ سوچنے پر آمادہ کرنا ہے کہ اس کی اس خلقت کا مقصد کیا ہے اور یہ کہ جس قادر مطلق نے اسے ایک قطرہ آب سے پیدا کیا ہے کیا وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے؟

بہر حال اس طویل وعریض دہر میں انسان پر ایسا وقت ضرور گزرا ہے کہ جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کان شیئا ولم یکن مذکورا یعنی وہ کوئی شئ تو تھا مگر قابل ذکر نہیں تھا دوسری روایت میں انہی جناب سے یوں مروی ہے فرمایا کان مذکورا فی العلم ولم یکن مذکورا فی الخلق یعنی وہ علم الٰہی میں تو مذکور تھا مگر ہنوز عالم خلق میں اس کا ذکر نہ تھا۔ (تفسیر اصافی)

اسی قسم کی ایک آیت سورہ مریم آیت ٦١ میں بھی ہے اولا یذکر الانسان انا خلقناہ من قبل ولم یکن شیئا

۲)۔ انا خلقنا الأنسان... الآیۃ

بناء بر مشہور مخلوط نطفہ سے مرد وعورت کا نطفہ مراد ہے جن کے اختلاط وامتزاج سے انسان پیدا ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عام انسانی خلقت اس طرح ہوتی ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ خدا اس معروف طریقے کے سوا انسان کو پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے ایسا نہیں ہے بلکہ وہ قادر مطلق ماں باپ کے بغیر صرف ماں

سے بھی پیدا کر سکتا ہے جیسے جناب عیسیٰؑ کو پیدا کیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ اختلاط خود مادہ منویہ ہی کے مختلف اجزا ترکیبی کے اعتبار سے ہو۔ اس طرح صرف مرد یا صرف عورت کے نطفہ میں بھی تخلیق کی یہ صلاحیت موجود ہوگی۔ واللہ العالم

۳)۔ نبتلیه... الآیة

اس پیرایہ میں تخلیق انسان کی غرض وغایت بیان کی جا رہی ہے کہ ہم نے انسان کو سمع و بصر اور انبیاء ورسل کے ذریعہ سے ہدایت کا راستہ دکھا کر اور اس دنیا کو امتحان گاہ بنا کر انسان کا امتحان لیا ہے کہ دیکھیں وہ بندہ شاکر بن کر جنت میں داخلہ کا حق دار بنتا ہے؟ یا کفر وکفران کر کے جہنم میں داخلہ کا سزا وار بنتا ہے؟ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں **رحم اللہ امرا عرف من این؟ وفی این؟ والی این؟** خدا اس بندہ پر رحم فرمائے جو یہ معرفت رکھتا ہے کہ وہ کہاں سے آیا ہے؟ کیوں آیا ہے؟ اور کہاں جا رہا ہے؟ (نہج البلاغہ)

ایضاح

واضح رہے کہ یہ آزمائش اس لیے نہیں ہے کہ خدا خود جانے کہ کون کیسا ہے؟ کس میں کیا خوبی یا کیا خرابی ہے؟ کیونکہ اس کا علم ازلی و ابدی ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے بلکہ یہ امتحان دوسرے لوگوں پر کسی کی صلاحیت کے آثار ونتائج ظاہر کرنے کے لیے ہے۔ لہٰذا آدمی کو اس آزمائش میں پورا اترنے کے لیے دیدہ بینا اور گوش شنوا کی ضرورت ہے۔ جن کی وجہ سے وہ حق و باطل اور صحیح و غلط میں امتیاز کرتا ہے اور یہ دونوں چیزیں خدائے مہربان نے اسے عطا کر دی ہیں۔

۴)۔ اناھدیناہ السبیل... الآیة

یہ آیت انسان کے فاعل مختار ہونے کی ایسی نص صریح ہے جس کا کوئی جبری العقیدہ نہ انکار کر سکتا ہے اور نہ کوئی جواب دے سکتا ہے ایک دوسرے مقام پر ارشاد قدرت ہے **انا ھدیناہ النجدین** ہم نے انسان کو (خیر وشر کے) دونوں راستے دکھا دیئے ہیں اب راہ راست اختیار کرنا یا کج راہی اختیار کرنا انسان کا اختیاری فعل ہے کوئی ایک راستہ اختیار کرنے پر بندہ کو مجبور کرنا خدا کی حکمت بالغہ کے خلاف ہے۔ اسی لیے صادقین نے فرمایا **لا جبر و لا تفویض بل امر بین الامرین والحمد للہ رب العالمین۔**

۵)۔ انا اعتدنا... الآیة

یہاں مختصر طور پر کفر وکفران کرنے والوں کی سزا کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد نیکوکاروں اور

شکرگزاروں کی جزا کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے ان الابرار یشربون من کاس کان مزا جھا کافورا...الآیۃ

۶)۔ یوفون بالنذر...الآیۃ

یہاں سے اس واقعہ کا بیان شروع ہوتا ہے جو ہم نے اس سورہ کی شان نزول کے سلسلہ میں بیان کر دیا ہے۔فراجع

۷)۔ ویطلعمون الطعام...الآیۃ

اس آیت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

اس آیت کا صحیح مفہوم متعین کرنے کے لیے علی حبہ کی ضمیر کا مرجع متعین کرنا ضروری ہے اور اس میں دو قول ہیں۔

۱۔ اس کا مرجع اللہ کی ذات ہے کہ وہ حضرات یہ کام صرف اللہ کی محبت کے جذبہ کے تحت کرتے ہیں اور اس مفہوم کی تائید مزید اس سے اگلی آیت انما نطعمکم لوجہ اللہ سے ہوتی ہے کہ انہوں نے یہ کاروائی نہ کسی نام ونمود کیلئے کی ہے اور نہ کسی اور سفلی جذبہ کے تحت کی ہے بلکہ محض خدا کی خوشنودی اور اس کی رضا جوئی کی خاطر کی ہے۔

۲۔ اس کا مرجع طعام ہے۔ بناء بریں اس سے مطلب ان حضرات کے ایثار کی تعریف کرنا ہے کہ باوجود یکہ کہ خود انہیں طعام کی ضرورت ہے مگر وہ دوسروں کو اپنے اوپر مقدم سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر ارشاد قدرت ہے ویوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ اگرچہ وہ خود تنگی میں ہوں پھر بھی وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔

۸)۔ فوقاھم اللہ...الآیۃ

وہ جس دن (قیامت) کے شر مستطیر سے ڈرتے تھے۔اللہ ان کو بشارت دے رہا ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے انہیں اس دن کے شر سے محفوظ کر دیا ہے اور انہیں جنت کی گونا گوں نعمتوں سے نوازا ہے جن کا تذکرہ ان آیات کے اندر موجود ہے اور ترجمہ سے مطلب واضح ہے۔

۹)۔ ان ھذا...الآیۃ

چونکہ ان ذوات مقدسہ نے لوگوں کی جزا وتشکر سے بلند ہوکر یہ کام کیا تھا اس لیے خود خداوند عالم نے

ان کو جزا میں جنت کی جاگیر عطا فرمائی اور ان کے اس کارنامہ کو قابل تشکر قرار دیا ہے۔ وذالك هو الفوز العظيم۔

آیات القرآن

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾

ترجمۃ الآیات

ہم ہی نے آپ پر تھوڑا تھوڑا کر کے قرآن نازل کیا ہے (۲۳) اور اپنے پروردگار کے حکم کی خاطر صبر کیجیے اور ان میں سے کسی گنہگار یا ناشکر گزار (منکر) کی بات نہ مانیئے (۲۴) اور صبح و شام اپنے پروردگار کا نام یاد کیجیے (۲۵) اور رات کے ایک حصے میں اس کو سجدہ کیجئے اور رات کے طویل حصہ میں اس کی تسبیح کیجیے (۲۶) بے شک یہ لوگ دنیائے عاجل سے محبت رکھتے ہیں اور (آگے آنے والے) ایک بھاری دن (قیامت) کو اپنے پس پشت ڈال رکھا ہے (۲۷) بے شک ہم نے ان کو پیدا کیا ہے اور ہم نے ہی ان کے جوڑ بند مضبوط کیے ہیں اور ہم ہی جب چاہیں گے تو ان کی جگہ انہی جیسے لوگ بدل دیں گے (۲۸) بے شک یہ ایک بڑی نصیحت ہے تو جو چاہے اپنے پروردگار کا راستہ اختیار کرے (۲۹) اور تم نہیں چاہتے ہو مگر وہی جو خدا چاہتا ہے بے شک اللہ بڑا جاننے والا، بڑا حکمت والا (۳۰) وہ جسے چاہتا ہے اپنی

رحمت میں داخل کرتا ہے اور اس نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (۳۱)

تشریح الالفاظ

(۱) تنزیلا تنزیل تدریجاً تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کرنے کو کہا جاتا ہے۔ (۲) ورائھم لفظ وراء اضداد میں سے ہے جس کے معنی آگے پیچھے دونوں کے ہیں۔ (۳) اسرھم اسر کے معنی ایک چیز کو دوسری کے ساتھ مضبوطی سے باندھنے کے ہیں یہاں اعضاء و جوارح کی مضبوطی مراد ہے۔ (۴) امثالھم یہ مثل کی جمع ہے جس کے معنی معروف کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱۰)۔ انا نحن... الآیۃ

قرآن کو تدریجاً نازل کرنے کی بعض مصلحتوں کا بیان

کفار جہاں قرآن کے کلام اللہ ہونے پر اور بعض بودے ایراد کرتے تھے۔ وہاں ان کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ اگر یہ اللہ کا کلام تھا تو اس نے توراۃ و انجیل کی طرح اسے یکبارگی کیوں نہ نازل کیا۔ لہٰذا یہ پیغمبر اسلامؐ کی اپنی اختراع ہے۔ اس کا جواب دیا جا رہا ہے کہ ہم نے ہی یہ قرآن تدریجاً نازل کیا ہے اور وقتاً فوقتاً ضرورت اور حالات کے مطابق نازل کیا ہے اور ایسا کرنے میں اور بھی بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں جن کا تذکرہ قبل ازیں کسی مناسب مقام پر کیا جا چکا ہے جہاں کفار کا یہ ایراد بیان کیا گیا تھا کہ قرآن ایک ہی بار کیوں نہیں اتارا گیا ہے۔ فراجع

۱۱)۔ فاصبر لحکم... الآیۃ

پیغمبر اسلامؐ کو اپنے عظیم منصب کی عظیم ذمہ داریاں ادا کرنے کے سلسلہ میں مخالفین کی طرف سے جن کٹھن حالات اور جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا وہ عیاں را چہ بیان کا مصداق ہے۔ چنانچہ خداوند عالم آپ کو خدا کی خاطر ان مشکلات پر صبر و ثبات سے کام لینے کا حکم دے رہا ہے کہ ؏

کیئے جا خدمت دین لا تخف من لومۃ لائم

اور کسی بھی گنہگار و بدکار اور کافر و ناشکر گزار کی بات نہ مانیے۔ کہا گیا ہے آثم سے عتبہ بن ربیعہ اور کفور

سے ولید بن مغیرہ یا ابوجہل مراد ہے۔(تفسیر کاشف) بہرحال آیت کے نزول کا سبب جو بھی ہو العبرۃ بعموم الوارد لا بخصوص المورد۔ کما لا یخفی

۱۲)۔ واذکر اسم... الآیة

اس آیت کے ابتدائی تین جملوں سے بعض مفسرین نے نماز ہائے پنجگانہ کے اجمالی اوقات کا استنباط کیا ہے یعنی بکرۃ میں نماز صبح کی طرف اور اصیلا میں ظہر وعصر کی طرف اور من اللیل فاسجدہ میں مغرب وعشاء کی طرف اشارہ قرار دیا ہے اور پھر سبحہ لیلا طویلا سے نماز تہجد مراد لی ہے اور یہی تفسیر ہماری قدیم تفسیر قمی میں ہے اور وہ معصوم کے قول کے بغیر تفسیر نہیں کرتے۔(تفسیر قمی وصافی)

۱۳)۔ ان ھولاء... الآیة

اس قسم کی ایک آیت سورہ قیامت میں نمبر ۲۱ پر گزر چکی ہے کلا بل تحبون العاجلہ اور ہم اس کی تفسیر میں واضح کر آئے ہیں کہ دنیائے عاجل کی محبت ہی ساری خرابیوں کی جڑ ہے جو آخرت کو بھلا دیتی ہے اور آدمی کو غافل بنا دیتی ہے۔سچ ہے کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ کہ محبت دنیا ہی ہر خطا و گناہ کی جڑ ہے۔

۱۴)۔ نحن خلقناھم... الآیة

جب اللہ ہی ان کو عدم سے نکال کر عرصہ ہستی میں لایا ہے اور پھر انہیں اچھی شکل وصورت عطا فرمائی ہے اور مختلف نعمتوں ونوازشوں سے نوازا ہے تو اسکے باوجود وہ اس کی ذات اور اس کے اوامر ونواہی کا کس طرح انکار کرتے ہیں؟

شرم ان کو مگر نہیں آتی؟

۱۵)۔ واذا شئنا بدلنا... الآیة

اس قسم کی ایک آیت سورہ محمد نمبر ۳۸ پر مع تفسیر گزر چکی ہے وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم... الآیة جس کی تفسیر میں ہم واضح کر چکے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ہم چاہیں تو ان کفار واشرار کو ہلاک کر کے انہی کی نوع سے ان کی جگہ اور لوگ لا سکتے ہیں جو اپنے قول وفعل میں ان لوگوں سے مختلف ہوں گے۔ثم لا یکونوا امثالکم (سورہ محمد ۳۸) اور اسکا یہ مفہوم بھی لیا جا سکتا ہے کہ ہم ان کی شکلیں اور صورتیں بدلنے پر بھی قادر ہیں کہ انہی کسی ایسی بیماری میں اس طرح مبتلا کر دیں کہ ان کا حلیہ اس طرح بگڑ جائے کہ کوئی آشنا بھی انہیں پہچان نہ سکے۔وما ذالك علی اللہ بعزیز۔

۱۶)۔ ان هذه تذكرة... الآیة

یہ آیت بھی انسان کے فاعل مختار ہونیکی نا قابل انکار دلیل جمیل ہے مگر یہ بھی خیال رہے کہ وہ نہ مجبور محض ہے اور نہ ہی بالکل مطلق العنان ہے۔بل الامر بين الامرين اگر کبھی اللہ کی مشیت قاہرہ آدمی کے ارادہ کے سامنے سدراہ بن جائے تو پھر انسان کے سب منصوبے دھرے رہ جاتے ہیں اور پھر

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

سچ ہے کہ عرفت ربی بفسخ العزائم ونقض الهمم (حضرت امیرؑ)

۱۷)۔ وما تشائون... الآیة

مروی ہے کہ حضرت امام زمانہ سے فرقہ مفوضہ کے بارے میں دریافت کیا گیا جو یہ کہتے ہیں کہ خداوند عالم نے سرکار محمد وآل محمد کو پیدا کر کے تمام امور کی انجام دہی اور نظام کائنات ان کے حوالے کر دیا ہے؟ امام نے فرمایا یہ جھوٹے ہیں ایسا نہیں ہے خود اللہ ہی یہ سب کام انجام دیتا ہے اس نے یہ امور کسی کے سپرد نہیں کیے۔ ہاں البتہ ہمارے دل اللہ کی مشیت کا ظرف ہیں۔ لہٰذا جب اللہ کچھ چاہتا ہے تو ہم بھی وہی چاہتے ہیں اس کے بعد امام نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ (تفسیر صافی، بحوالہ الخرائج والجرائج راوندی)

۱۸)۔ يدخل من يشاء... الآیة

اللہ جس شخص کو اس کی اہلیت وصلاحیت کی بناء پر چاہتا ہے اپنی توفیق سے اپنے دامن رحمت یعنی جنت اور آل محمد کی ولایت کے محکم قلعہ میں داخل کر دیتا ہے۔ذالك فضل الله يوتيه من يشاء اور جو اپنے سوء اختیار کی وجہ سے اس کا اہل نہیں ہے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے کیونکہ وہ علیم بھی ہے کہ اپنے سب بندوں کے حالات سے آگاہ ہے اور حکیم بھی ہے کہ اس کا کوئی امر ونہی حکمت ومصلحت سے خالی نہیں ہے۔الغرض متقین کے لیے اللہ کی رحمت اور اس کی جنت ہے اور مجرمین کیلئے اس کا غضب اور عذاب ہے۔ يفعل مايشاء ويحكم مايريد

سورہ دہر کا ترجمہ اور تفسیر اللہ کے فضل وکرم سے بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہنچی۔ والحمدللہ رب العالمین۔
۳۱ دسمبر ۲۰۰۳ء مطابق ۶ ذی القعدہ ۱۴۲۴ھ بوقت ڈیڑھ بجے دن

سورہ مرسلات کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کے آغاز میں لفظ المرسلات مذکور ہے اسی سے اس کا یہ نام قرار پایا۔

عہد نزول

بالاتفاق یہ سورہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور داخلی قرائن شاہد ہیں کہ وہ آنحضرتؐ کی مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔

سورہ مرسلات کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ کئی قسمیں کھا کر قیامت کے برحق ہونے کا اظہار کیا گیا ہے۔

۲۔ قیامت کے ہولناک مناظر کا بیان۔

۳۔ انکار قیامت کے برے نتائج کا تذکرہ۔

۴۔ سنت الٰہی اور دستور ایزدی کا ذکر کہ وہ فسق و فجور کرنے اور لوگوں پر ظلم و ستم کرنے والوں کو ہلاک و برباد کر دیتا ہے۔

۵۔ پرہیزگاروں کے اچھے انجام اور جھٹلانے اور بدکاروں کے برے انجام کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

سورہ مرسلات کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خداؐ سے منقول ہے فرمایا جو شخص سورہ مرسلات کی تلاوت کرے گا اس کے بارے میں لکھ دیا جائے گا کہ وہ مشرکوں میں سے نہیں ہے۔(مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے فرمایا جو شخص المرسلات عرفا کی تلاوت کرے گا خدا اس کے اور حضرت محمدؐ کے درمیان تعارف کرائے گا۔(ایضاً و ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۵۰) (سورۃ المرسلات مکیۃ) (رکوعاتہا ۲)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ الْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ﴿۲﴾
وَّ النّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِیٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ
نُذْرًا ۙ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۙ﴿۸﴾ وَ اِذَا السَّمَآءُ
فُرِجَتْ ۙ﴿۹﴾ وَ اِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ﴿۱۰﴾ وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ؕ﴿۱۱﴾ لِاَیِّ یَوْمٍ
اُجِّلَتْ ؕ﴿۱۲﴾ لِیَوْمِ الْفَصْلِ ۚ﴿۱۳﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ؕ﴿۱۴﴾ وَیْلٌ
یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِیْنَ ؕ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۷﴾
كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ
مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۙ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۙ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۙ﴿۲۲﴾
فَقَدَرْنَا ۖۗ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ
الْاَرْضَ كِفَاتًا ۙ﴿۲۵﴾ اَحْیَآءً وَّ اَمْوَاتًا ۙ﴿۲۶﴾ وَّ جَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ
وَّ اَسْقَیْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ؕ﴿۲۷﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰى مَا
كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۚ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰى ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۙ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِیْلٍ
وَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ ؕ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۚ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ
صُفْرٌ ؕ﴿۳۳﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ ۙ﴿۳۵﴾ وَ لَا یُؤْذَنُ
لَهُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ ۚ
جَمَعْنٰكُمْ وَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَیْدٌ فَكِیْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ
لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۠﴿۴۰﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے قسم ہے ان کی جو مسلسل چھوڑ دی جاتی ہیں (۱) پھر (آندھی کی طرح) تیز وتند چلتی ہیں (۲) جو (بادلوں کو) پھیلانے والی ہیں (۳) پھر (انہیں) متفرق کردیتی ہیں (۴) پھر (دلوں میں) یاد (الٰہی) ڈالتی ہیں (۵) (حجت تمام کر کے عذر قطع کرنے کے لیے یا ڈراوے کے لیے (۶) بے شک جس چیز کا تم سے وعدہ وعید کیا جارہا ہے وہ ضرور واقع ہونے والی ہے (۷) پس جب ستارے گرائے جائیں گے (۸) اور آسمان پھاڑ دیا جائے گا (۹) اور جب پہاڑ (ریزہ ریزہ کرکے) اڑا دیئے جائیں گے (۱۰) اور جب رسول وقت معین پر حاضر کئے جائیں گے (۱۱) (آخر) کس دن کے لیے یہ تاخیر کی گئی؟ (۱۲) فیصلے کے دن کے لیے (۱۳) تجھے کیا معلوم کہ فیصلے کا دن کیا ہے (۱۴) تباہی ہے اس دن کے جھٹلانے والوں کے لیے (۱۵) کیا ہم نے پہلے والوں کو ہلاک نہیں کیا (۱۶) پھر ان کے پیچھے بھیجے گئے لوگوں کو (۱۷) ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی (سلوک) کرتے ہیں (۱۸) تباہی ہے اس دن کے جھٹلانے والوں کے لیے (۱۹) کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟ (۲۰) پھر ہم نے اس کو ایک محفوظ مقام (رحم مادر) میں رکھا (۲۱) ایک مقررہ مدت تک (۲۲) (اس سے ثابت ہوا کہ) ہم قادر ہیں پس ہم کیسے اچھے قادر ہیں (۲۳) (ہم کیسا اچھا اندازہ کرنے والے ہیں) تباہی ہے اس دن کے جھٹلانے والوں کے لیے (۲۴) کیا ہم نے زمین کو سمیٹ کر رکھنے والی نہیں بنایا (۲۵) زندوں کو بھی اور مردوں کو بھی (۲۶) اور ہم نے اس میں بلند وبالا پہاڑ بنائے اور تمہیں خوشگوار (اور میٹھے) پانی سے سیراب کیا (۲۷) تباہی ہے اس دن کے جھٹلانے والوں کے لیے (۲۸) (حکم ہوگا) جاؤ اس (دوزخ) کی طرف جسے تم جھٹلایا کرتے تھے (۲۹) جاؤ اس سایہ کی طرف جس کی تین شاخیں ہیں (۳۰) جو نہ سایہ دار ہے اور نہ آگ کے شعلوں سے بچاتا ہے (۳۱) وہ (دوزخ) اونچے محلوں کی مانند انگارے پھینکتی ہے (۳۲) گویا کہ وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں (۳۳) تباہی ہے اس دن کے جھٹلانے والوں کے لیے (۳۴) یہ وہ دن ہوگا جس میں وہ بول نہیں سکیں گے (۳۵) اور نہ ہی انہیں اجازت دی جائے گی کہ معذرت کرسکیں (۳۶) تباہی ہے اس دن کے جھٹلانے

والوں کے لیے (۳۷) یہ فیصلے کا دن ہے جس میں ہم نے تمہیں اور پہلے والوں کو جمع کر دیا ہے (۳۸) اگر تمہارے پاس (دوزخ سے بچنے کے لیے) کوئی تدبیر ہے تو میرے مقابلہ میں چلاؤ (۳۹) تباہی ہے اس دن کے جھٹلانے والوں کے لیے (۴۰)

تشریح الالفاظ

(۱) **المرسلات** یہ مرسلہ کی جمع ہے یعنی چھوڑی ہوئی۔ (۲) **والعاصفات** یہ عاصفہ کی جمع ہے جس کے معنی تیز وتند ہوا کے ہیں۔ (۳) **طمست** طمس النجم کے معنی بے نور ہونے کے ہیں۔ (۴) **فرجت** کے معنی آسمان کے پھٹنے اور اس میں شگاف پڑنے کے ہیں۔ (۵) **نسفت** کے معنی ریزہ ریزہ ہوکر اڑنے کے ہیں۔ (۶) **اقتت** کے معنی وقت مقرر کرنے کے ہیں۔ (۷) **اجلت** کے معنی تاخیر کرنے کے ہیں۔ (۸) شرر کے معنی انگارے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ والمرسلات عرفا...الآیۃ

ان صفات کا موصوف کیا ہے؟

یہاں چند صفات کی قسمیں کھائی گئی ہیں۔

۱۔ مسلسل چھوڑی جاتی ہیں۔

۲۔ پھر تیز وتند چلتی ہیں۔

مگر یہ واضح نہیں ہے کہ ان کا موصوف کیا ہے بعض مفسرین نے ان کا موصوف ملائکہ کو قرار دیا ہے۔ مگر بناء بریں یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ ملائکہ کے لیے جمع مونث کے صیغے کیوں استعمال کیے گئے ہیں لہٰذا بناء بریں فرشتوں کی جماعت وغیرہ سے اس کی کوئی تاویل کرنا پڑے گی جو ان صفات کے حامل ہیں اور بعض نے ان کا موصوف ہواؤں کو ٹھہرایا ہے جو ان صفات کی حامل ہوتی ہیں اور بعض نے پہلی تین صفات کا موصوف ہواؤں کو اور آخری دو صفات کا موصوف ملائکہ کو قرار دیا ہے اور بعض نے ان کا موصوف آیات الٰہیہ کو ٹھہرایا ہے۔ بہر حال وارثان قرآن کا کوئی مستند فرمان پیش نگاہ نہ ہونے کی وجہ سے یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ہاں البتہ مشہور یہی ہے کہ ان صفات خمسہ کا موصوف مختلف قسم کی ہوائیں ہی ہیں طبیعی طور پر سمندر سے بھاپ

اٹھتی ہے جوفضا میں جا کر بادل بن جاتی ہے پھر ہوائیں ان بادلوں کو اڑا کر ادھر ادھر لے جاتی ہیں۔ پھر ایک علاقہ میں بارش برسا کر اسے سرسبز وشاداب کر دیتی ہیں اور دوسرے علاقہ کو خشک چھوڑ دیتی ہیں۔ جس سے وہ ایک دوسرے میں فرق کرتی ہیں اور اسی جزئی فرق پر نظام دنیا قائم ہے جس کا مکمل ظہور قیامت کے دن ہوگا پھر اسی باران رحمت کے نزول سے حجت تمام ہوتی ہے اور اسی تباہ کن بارش سے ڈراوے کا کام لیا جاتا ہے۔

۲)۔ انما توعدون لواقع...الآیۃ

جواب قسم ہے کہ جس قیامت کے آنے کا تم سے وعدہ وعید کیا جاتا ہے وہ ضرور وقوع پذیر ہونے والی ہے۔ وان الساعۃ لاتیہ لاریب فیھا۔ قیامت یقینا آنے والی ہے جس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

۳)۔ فاذا النجوم...الآیۃ

فنائے عالم کبیر کا اجمالی نقشہ

ان آیتوں میں فنائے عالم کبیر اور قیام قیامت کی اجمالی تصویر کشی کی گئی ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو نظام کائنات درہم برہم ہوجائے گا۔ چنانچہ یہ جگ مگ جگ مگ کرتے ہوئے ستارے بےنور ہوجائیں گے، آسمان شگافتہ ہوجائے گا اور اس میں بڑے بڑے شگاف پڑ جائیں گے اور بڑے بڑے پہاڑ دھنکی ہوئی کپاس کی طرح فضائے بسیط میں اڑ جائیں گے اور رسول اپنی کارگزاری بتانے اور اپنی اپنی قوم کی روش ورفتار پر گواہی دینے کے لیے اکٹھے کیے جائیں گے یہی فیصلہ کا دن ہے جس میں انبیاء ورسل اور ان کی تصدیق کرنے والوں کو فوز وفلاح حاصل ہوگی اور دین حق کو جھٹلانے والوں کی تباہی و بربادی ہوگی۔ یہ جملہ اس سورہ میں سورہ رحمن میں فبای الآء ربکما تکذبان کی طرح بار بار دھرایا گیا ہے کیونکہ یہی اس سورۂ کا حاصل ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ یہ سورہ یکبارگی نازل ہوا ہے۔

۴)۔ الم نھلك الأولین...الآیۃ

پہلے ہلاک ہونے والوں سے قوم نوح اور اس کے پیچھے برباد ہونے والوں سے قوم لوط اور عاد وثمود وغیرہ مراد ہیں۔ اس پیرایہ میں کفار مکہ اور دوسرے تمام منکرین قیامت کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ سابقہ ہلاک شدہ قوموں کے واقعات وحالات پڑھو اور انکے برے انجام اور اس کی وجوہ پر غور کرو تو تمہیں پتہ چلے گا کہ ان کی تباہی و بربادی کا سبب ان کا کفر وشرک اور تکذیب رسل کے علاوہ ان کے برے اعمال، پست اخلاق اور غلط معاملات تھے تو جو قوم بھی ان جیسے کفر وزشت اعمال کا مظاہرہ کرے گی اس کا انجام بھی وہی ہوگا جو ان قوموں

کا ہوا تھا اور اگر وہ اس انجام بد سے بچنا چاہتی ہے تو اسے اپنی روش بدلنا پڑے گی یعنی حق کا انکار کرنے کی بجائے اس کا اقرار کرنا پڑے گا اور برے اعمال و معاملات کو ترک کر کے اچھے اعمال، اچھے اخلاق اور اچھے معاملات و باہمی تعلقات کا مظاہرہ کرنا پڑے گا اور قیامت کے حساب و کتاب کے لیے تیاری کرنا پڑے گی۔

۵)۔ الم نخلقکم... الآیة

امکان قیامت اور حیات بعد ممات کے جواز پر استدلال کیا جا رہا ہے کہ جو قادر مطلق تمہیں ایک حقیر نطفے سے آغاز کر کے تمہیں مکمل انسان اور اشرف المخلوقات بنانے پر قادر ہے جس کی قدرت کا یہ کرشمہ تمہاری سامنے موجود ہے تو پھر کس طرح موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا اور قیامت کے برپا ہونے کا انکار کرتے ہو؟ ہے اس انکار کی کوئی معقول بنیاد؟

ایضاح

فقدرنا فنعم القادرون۔ کے ایک معنی تو وہی ہیں جو ہم نے کئے ہیں اور اس کے دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم نے انسانی تخلیق کا اندازہ کیا اور ہم بڑے اچھے اندازہ کرنے والے ہیں کیونکہ ہمارا کوئی بھی اندازہ غلط نہیں ہوتا اور نہ ہی غلط ہوسکتا ہے۔

۶)۔ الم نجعل الأرض... الآیة

یہاں ایک بار پھر علیم و حکیم پروردگار اپنی قدرت و حکمت کی بعض کرشمہ سازیاں اور نشانیاں بیان کر کے قیامت کے اور حیات بعد ممات کے نہ صرف امکان و جواز پر بلکہ اس کے مستحسن ہونے پر استدلال کر رہا ہے کہ دیکھو یہ زمین کروڑوں سالوں سے کروڑوں قسم کی نباتات، حیوانات اور انسان اس پر زندگی گزار رہے ہیں اور سب کی ضروریات پورا کرنے کا قادر مطلق نے اس میں انتظام کر دیا ہے اور پھر زندہ مخلوقات میں سے ہر روز ہزاروں افراد مرتے ہیں اور پھر سب اس کے پیٹ میں ٹھکانے لگ جاتے ہیں اور اس میں سے میٹھے پانی کے چشمے نکلتے ہیں جس سے سب حیوان اور انسان سیراب ہوتے ہیں اور اسی پانی پر ان کی زندگی کا دارومدار ہے، پھر اس میں بلند و بالا پہاڑ بھی گڑے ہوئے ہیں جن کے نیچے تھاہ خزانے موجود ہیں جن سے لوگوں کی بہت سی ضروریات پوری ہوتی ہیں جو قادر مطلق یہ سب کچھ کر سکتا ہے آیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ ایک وقت ساری کائنات کی بساط کو لپیٹ دے اور ایک اور کائنات پیدا فرمائے جس میں لوگوں کو ان کے اس دنیا والے اچھے یا برے اعمال کی جزا و سزا دے؟ یقیناً وہ ایسا کرنے پر پوری طرح قدرت کاملہ رکھتا ہے۔ وما ذالك

علی اللہ بعزیز

تباہی ہے جھٹلانے والوں کے لیے اور جو انکار پر قائم رہیں گے تو قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا کہ جاؤ اس دوزخ کی طرف جس کا تم انکار کرتے تھے۔

۷)۔ هذا یوم لا ینطقون... الآیة

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میدان حشر میں ان کو نہ بولنے کی اجازت ہوگی اور نہ عذر کرنے کی بلکہ یہاں ان کی اس آخری حالت کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو جہنم میں داخلہ کے وقت ہوگی بلکہ وہ ابتداء میں اپنی بے گناہی میں بہت کچھ کہیں گے ایک دوسرے پر گمراہ کرنے کا الزام لگائیں گے اور اپنے بڑے لیڈروں پر تبرا بازی کریں گے حتی کہ بڑی بے حیائی کے ساتھ اپنے جرائم کا انکار بھی کریں گے مگر آخر کار تمام کٹ حجتیاں ختم ہو جائیں گی کراما کاتبین کی رپورٹ ان کے خلاف پیش ہو چکی ہوگی حتی کہ ان کے اپنے اعضاء و جوارح کی گواہیاں بھی ان کے خلاف مکمل ہو جائیں گی تب وہ دم بخود ہو جائیں گے اور ان کی زبانوں پر مہریں لگ جائیں گی یعنی نہ کہنے کی کوئی بات ہوگی اور نہ معذرت کے لیے کوئی بہانہ! کیونکہ اب ان کے جرائم علی روس الاشہاد نا قابل انکار طریقہ سے ثابت ہو چکے ہوں گے۔

۸)۔ فان کان لکم کید... الآیة

اس کا مطلب یہ ہے کہ دار دنیا میں تو تم ہر مشکل منزل پر اپنی چالاکی سے کوئی تدبیر کر لیا کرتے تھے اور کبھی اس میں کامیاب بھی ہو جاتے تھے تو آج بھی تمہیں میرے عذاب میں گرفتاری کا مشکل مرحلہ درپیش ہے تو اس سے بچنے کے لیے اگر تمہارے پاس کوئی ترکیب ہے تو اسے اختیار کرو مگر یاد رکھو کہ آج تمہاری کوئی چال کامیاب نہیں ہوگی۔ آج تباہی تمہارا مقدر ہے۔

آیات القرآن

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٤١﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٤٢﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٥﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا

لَا يَرْكَعُوْنَ۝۴۸ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ۝۴۹ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ۝۵۰

ترجمۃ الآیات

بے شک پرہیز گار لوگ (اس دن) (رحمت خدا کے) سایوں میں اور چشموں میں ہوں گے (۴۱) اوران پھلوں میں ہوں گے جنہیں وہ چاہیں گے (۴۲) (ان سے کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ اور پیو اپنے ان اعمال کے صلے میں جو تم (دنیا میں) کرتے رہے ہو (۴۳) بے شک ہم نیکو کاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں (۴۴) تباہی ہے اس دن کے جھٹلانے والوں کے لیے (۴۵) (اے جھٹلانے والو) تم تھوڑے دن (دنیا میں) کھالو اور فائدہ اٹھالو (بہر حال) تم لوگ مجرم ہو (۴۶) تباہی ہے اس دن کے جھٹلانے والوں کے لیے (۴۷) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے (۴۸) تباہی ہے اس دن کے جھٹلانے والوں کے لیے (۴۹) (آخر) وہ لوگ اس (قرآن) کے بعد کس کلام پر ایمان لائیں گے؟ (۵۰)

تشریح الالفاظ

(۱) **ظلال و عیون** یہ ظل بمعنی سایہ اور عین بمعنی چشمہ کی جمع ہیں۔ (۲) **فواکہ** یہ فاکھۃ بمعنی پھل ومیوہ کی جمع ہے۔ (۳) **ھنیئا مریئا** کے معنی خوشگوار اور شوق ومزے سے کھانے پینے کے ہیں۔ (۴) **لا یر کعون** رکوع کے معنی جھکنے کے ہیں۔ (۵) **یو منون** ایمان کے معنی تصدیق وتسلیم کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۹) ۔ ان المتقین... الآیۃ

پرہیز گاروں کے اچھے انجام کا بیان

فیصلے والے دن مجرموں اور گنہگا رووں کے فیصلہ اور برے انجام کا آیات بالا میں تذکرہ کرنے کے بعد

دستورالٰہی کے مطابق ان کے بالمقابل اب پرہیزگاروں کے انعام اوراچھے انجام کا تذکرہ کیا جارہاہے جنہوں نے حق وحقیقت کی تصدیق کی اورآخرت کی تکذیب سے احتراز کیااورمتقیانہ رنگ سے زندگی گزاری۔ مجرموں کے لیے جہنم کی آگ کا سہ شاخہ دھواں تھا (اوپربھی اوردائیں بائیں بھی) اورمتقیوں کے لیے جنت کے سائے ہوں گے اوراس کے چشمے اورطرح طرح کے من پسندیدہ میوے جن میں وہ بڑے ٹھاٹھ باٹھ سے رہ رہے ہوں گےاورفرشتے ان سے کہیں گے **کلوا واشربوا هنيئا بما كنتم تعملون**۔ زہے نصیب

۱۰)۔ کلوا واشربوا... الآية

مجرمین سے خطاب کرکے کہا جارہاہے کہ چندروزہ حیات مستعار میں خوب کھاپی لواورمزے کرلو۔ بہرحال تم لوگ مجرم ہواورمجرموں کے بارے میں سنت الٰہی یہ ہے کہ وہ انہیں تھوڑی سی مہلت ضروردیتا ہے اور اس کے ختم ہونے کے بعدانہیں اپنی سخت گرفت میں لے کرانہیں عذاب الیم کا مزہ چکھا تا ہے۔

۱۱)۔ واذا قيل لهم... الآية

مروی ہے کہ یہ آیت بنی ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کو پیغمبراسلامؐ نے جب نماز پڑھنے کا حکم دیااوراس کے پڑھنے کا طریقہ بھی بتایا توانہوں نے کہا کہ ہم پیٹھ نہیں جھکائیں گے کیونکہ یہ ننگ وعار کی بات ہے البتہ کوئی ایسی نماز بتائیں جسمیں رکوع وسجود نہ ہواس پرآنحضرتؐ نے فرمایااس دین میں کوئی خیروخوبی نہیں ہے جس میں رکوع وسجود نہ ہو۔ (مجمع البیان وصافی)

بناء بریں رکوع کے وہی مشہوراصطلاحی معنی مرادہوں گے۔ ویسے لغوی نقطہ نگاہ سے رکوع کے معنی چونکہ جھکنے کے ہیں۔ لہٰذااس اعتبار سے آیت کا یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ خداکے سامنے جھک جاؤ یعنی اس کے رسول اوراس کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق کرواوراس کے مطابق اپنی زندگیاں گزارو۔ تووہ اس پرآمادہ نہیں ہوتے۔

۱۲)۔ فبای حديث... الآية

کفارکے ایمان لانے سے مایوسی کا اظہار

ارشادقدرت ہے کہ اگریہ لوگ قرآن جیسی عظیم کتاب رشدوہدایت، حق وباطل میں فرق کرنے والی، دلائل سے مسائل کو سمجھانے والی اور بشارت ونذارت کے انداز میں دعوت حق دینے والی کتاب پرایمان نہیں لاتے تواس سے بڑھ کراورکون ساعظیم کلام ہوسکتا ہے جس پروہ ایمان لائیں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لوگ

سرے سے ایمان لانا چاہتے ہی نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ جس کے دل ودماغ میں ہدایت حاصل کرنے کی تڑپ ہی نہ ہوتو خدا ایسے مورکھوں کو کبھی راہ راست پر آنے کی توفیق نہیں دیتا۔ کیونکہ

توفیق باندازہ ہمت ہے ازل سے!

سورہ مرسلات کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بعونہ وحسن توفیقہ اپنے اختتام کو پہنچی اور اسی کے ساتھ انتیسواں (۲۹) پارہ بھی مکمل ہوگیا۔

والحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ الطاہرین

۲ جنوری ۲۰۰۴ء بمطابق ۸ ذی القعدہ ۱۴۲۴ھ

سورہ نباء کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی دوسری آیت میں لفظ النباء العظیم مذکور ہے جس سے اس سورہ کا یہ نام مقرر ہوا ہے۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے اور داخلی قرآئن سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ آنحضرتؐ کی مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔

سورہ نباء کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ اس سورہ کا خاص مضمون سورہ مرسلات اور اس دور کی نازل شدہ دوسری عام سورتوں کی طرح قیامت کا اثبات اور اس کا یقینی الوقوع ہونا ہے۔

۲۔ اس سلسلہ میں کفار کے جملہ شکوک وشبہات کے مکمل جوابات دیئے گئے ہیں۔

۳۔ قیامت کے انکار اور اس کی تکذیب کرنے کے برے نتائج وعواقب کا بیان۔

۴۔ ابتدائی دور دعوت وارشاد کے تین ارکان یعنی توحید ورسالت اور قیامت کا بیان۔

۵۔ خدا کی قدرت کاملہ کے بعض کرشمے۔

۶۔ صداقت قرآن کا تذکرہ۔

۷۔ پرہیزگاروں کے اچھے انجام کا تذکرہ۔

۸۔ اللہ کی پیشگی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا۔

۹۔ قیامت کے ہولناک مناظر کا تذکرہ۔

۱۰۔ قیامت کے دن کفار کی حسرت کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

سورہ نباء کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خداؐ سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ عم یتسالون کی تلاوت کرے گا تو خداوند عالم اسے قیامت کے دن شراب طہور کی ٹھنڈک سے لطف اندوز فرمائے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ عم یتسالون کی تلاوت پر مداومت کرے گا تو سال ختم ہونے سے پہلے خداوند عالم اسے حج بیت اللہ کی سعادت نصیب کرے گا۔(ایضاً وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۴۰) (سورۃ النباء مکیۃ) (رکوعاتہا ۲)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ عَمَّ یَتَسَآءَلُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۲﴾ الَّذِیۡ ہُمۡ فِیۡہِ مُخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۳﴾ کَلَّا سَیَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴﴾ ثُمَّ کَلَّا سَیَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵﴾ اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِہٰدًا ﴿۶﴾ وَّ الۡجِبَالَ اَوۡتَادًا ﴿۷﴾ وَّ خَلَقۡنٰکُمۡ اَزۡوَاجًا ﴿۸﴾ وَّ جَعَلۡنَا نَوۡمَکُمۡ سُبَاتًا ﴿۹﴾ وَّ جَعَلۡنَا الَّیۡلَ لِبَاسًا ﴿۱۰﴾ وَّ جَعَلۡنَا النَّہَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾ وَّ بَنَیۡنَا فَوۡقَکُمۡ سَبۡعًا شِدَادًا ﴿۱۲﴾ وَّ جَعَلۡنَا سِرَاجًا وَّہَّاجًا ﴿۱۳﴾ وَّ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡمُعۡصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾ لِّنُخۡرِجَ بِہٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ﴿۱۵﴾ وَّ جَنّٰتٍ اَلۡفَافًا ﴿۱۶﴾ اِنَّ یَوۡمَ الۡفَصۡلِ کَانَ مِیۡقَاتًا ﴿۱۷﴾ یَّوۡمَ یُنۡفَخُ فِی الصُّوۡرِ فَتَاۡتُوۡنَ اَفۡوَاجًا ﴿۱۸﴾ وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَکَانَتۡ اَبۡوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّ سُیِّرَتِ الۡجِبَالُ فَکَانَتۡ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَہَنَّمَ کَانَتۡ مِرۡصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطّٰغِیۡنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَحۡقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا یَذُوۡقُوۡنَ فِیۡہَا بَرۡدًا وَّ لَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِیۡمًا وَّ غَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا لَا یَرۡجُوۡنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا کِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَ کُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰہُ کِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوۡقُوۡا فَلَنۡ نَّزِیۡدَکُمۡ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے یہ لوگ کس چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے سوال و جواب کر رہے ہیں؟ (۱) کیا اس بڑی خبر کے بارے میں (۲) جس کے متعلق وہ باہم اختلاف کر رہے ہیں (۳) ہرگز نہیں! عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا (۴) پھر ہرگز نہیں! عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا (۵) کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا (۶) اور پہاڑوں کو میخیں (۷) اور ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا (۸) اور تمہاری نیند کو راحت و آرام کا ذریعہ (۹) اور رات کو پردہ پوش (۱۰) اور دن کو تحصیل معاش کا وقت بنایا (۱۱) اور ہم نے تم پر سات مضبوط (آسمان) بنائے (۱۲) اور ہم ہی نے (دن میں) ایک نہایت روشن چراغ (سورج) بنایا (۱۳) اور ہم نے پانی سے لبریز بادلوں سے موسلا دھار پانی برسایا (۱۴) تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے غلہ اور سبزی اگائیں (۱۵) اور گھنے باغات (۱۶) بے شک فیصلے کے دن (قیامت) کا معین وقت ہے (۱۷) جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم لوگ فوج درفوج آؤ گے (۱۸) اور آسمان کھول دیا جائے گا اور وہ دروازے ہی دروازے ہو جائے گا (۱۹) اور پہاڑ چلائے جائیں گے اور وہ بالکل سراب ہو جائیں گے (۲۰) بے شک جہنم گھات میں ہے (۲۱) جو سرکشوں کا ٹھکانہ ہے (۲۲) وہ اس میں مدتہائے دراز تک پڑے رہیں گے (۲۳) وہ اس میں نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ کوئی پینے کی چیز (۲۴) سوائے گرم پانی اور پیپ کے (۲۵) یہ (ان کے اعمال) کے مطابق بدلہ ہے (۲۶) یہ لوگ (روز) حساب (قیامت) کی توقع ہی نہیں رکھتے تھے (۲۷) اور یہ ہماری آیتوں کو بے دریغ جھٹلاتے تھے (۲۸) اور ہم نے ہر چیز کو ایک نوشتہ میں شمار کر رکھا ہے (۲۹) چکھو اس کا مزہ ہم تمہارے عذاب میں اضافہ ہی کریں گے (۳۰)

تشریح الالفاظ

(۱) النباء اس کے معنی خبر کے ہیں۔ (۲) سباتا کے معنی راحت و آرام کے ہیں۔ (۳) احقابا یہ حقب کی جمع ہے جس کے معنی مدت دراز کے ہیں۔ (۴) مرصادا کے معنی گھات کے ہیں۔ (۵)

غساقا کے معنی پیپ کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ عم یتسائلون... الآیة

اصول اسلام تین ہیں

اس سورہ کے تعارف کے سلسلہ میں یہ حقیقت بیان کی جا چکی ہے کہ یہ سورہ ان ابتدائی سورتوں میں سے ایک ہے جو اعلان نبوت کے بعد پیغمبر اسلام کی مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہیں پیغمبر اسلام کی دعوت کا سب سے زیادہ زور اصول اسلام پر تھا جو کہ بالاتفاق تین ہیں جن کے اقرار سے ایک کافر مسلمان اور ایک مسلمان ان کے انکار سے مرتد ہو جاتا ہے جو یہ ہیں۔

(۱) توحید پروردگار (۲) پیغمبر اسلام کی نبوت و رسالت (۳) اور عقیدہ آخرت و قیامت۔

(واضح رہے کہ دوسرے دو عقیدے یعنی عدالت الٰہی اور امامت آئمہ یہ اصول مذہب میں سے ہیں)۔

اور قوم قریش کو ان تینوں عقیدوں سے چڑ تھی۔ لہٰذا جہاں بھی چند آدمی اکٹھے ہوتے یہی چہ میگوئیاں۔ اجعل الا لھۃ الھا واحدا ان ھذا لشئی عجاب آیا اس شخص نے بہت سے خداؤں کو ایک خدا بنا دیا ہے۔ یہ بڑی عجیب بات ہے یا یہ کہتے لو لانزل ھذا القرآن علی رجل من القریتبین عظیم یہ قرآن مکہ وطائف کے دو شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوا؟ یتیم عبداللہ پر کیوں اترا؟ یا پھر زیادہ تر موضوع بحث حیاۃ بعد الموت ہوتی جسے وہ بعید از عقل سمجھتے تھے اور کہتے ءاذا متنا و کنا ترابا ء انا لفی خلق جدید۔ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا دوبارہ از سر نو زندہ کیے جائیں گے۔ انا لمدینون اور پھر ہمیں جزا و سزا دی جائے گی۔

بناء بریں اگرچہ یہ تینوں اصول اسلام بناء عظیم کا مصداق ہو سکتے ہیں مگر چونکہ کفار کی اس گفتگو کا مرکزی نکتہ قیامت اور آخرت ہوتی تھی اور زیادہ تر وہ اسی کے بارے میں چہ میگوئیاں کرتے تھے کہ یہ رسول کہتا ہے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوں گے اور پھر ہمیں جزا و سزا دی جائے گی بھلا یہ کوئی تسلیم کرنے کے قابل بات ہے؟ آیا اسے عقل تسلیم کرتی ہے؟ لہٰذا نباء عظیم سے حتمی طور پر یہی قیامت مراد ہے جس میں یہ لوگ باہم اختلاف کرتے ہیں۔

ایضاح

اس نباء عظیم کی تاویل حضرت امیر علیہ السلام سے بھی کی گئی ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ حضرت امیر علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے اور پھر خود امیر علیہ السلام کے اس قول کا حوالہ دیا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ ماللہ عزوجل آیۃ ھی اکرمنی ولا للہ نباء اعظم منی۔ یعنی نہ اللہ کی کوئی آیت مجھ سے بڑی آیت ہے اور نہ اللہ کی کوئی خبر مجھ سے بڑی خبر ہے۔ (تفسیر صافی)

۲)۔ کلا سیعلمون... الآیۃ

مطلب یہ ہے کہ آخرت کے منکرین جو کچھ کہہ رہے ہیں اصل بات ہرگز اس طرح نہیں ہے بلکہ وہ بالکل برحق ہے اور وہ وقت دور نہیں ہے جب قیامت حقیقت کا روپ دھار کر سامنے آئے گی تو پھر منکرین کو بھی معلوم ہو جائے گی مگر اس وقت ان کا اس پر ایمان لانا ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

۳)۔ الم نجعل الارض... الآیۃ

وقوع قیامت کے امکان کے دلائل

خدائے علیم وحکیم یہاں بعض فطری اور مشاہداتی دلائل بیان کر کے قیامت کے امکان کو ثابت کرنے کے لیے منکرین سے پوچھ رہا ہے کہ آیا اللہ نے زمین کو تمہارے لیے بستر کی طرح آرام دہ نہیں بنایا کہ اس پر آرام سے زندگی گزار سکو؟ پہاڑوں کو زمین کی میخیں نہیں بنایا تا کہ زمین تمہیں لے کر ایک طرف ڈھلک نہ جائے۔ کیا اس نے تمہیں جوڑا جوڑا نہیں بنایا تا کہ تمہاری نسل باقی رہ سکے، کیا اس نے نیند کو تمہارے لیے باعث راحت وسکون نہیں بنایا تا کہ کام کاج کی تھکاوٹ دور کر سکو اور کیا اس نے رات کو تمہارے لیے پردہ پوش نہیں بنایا تا کہ تم جو کام دن کے اجالے میں نہیں کر سکتے ہو رات کی تاریکی میں انجام دے سکو اور کیا اس نے دن کو روزی کمانے کا وقت وذریعہ نہیں بنایا کہ روزی کما سکو۔ اور کیا اس نے تمہارے لیے سات آسمان نہیں بنائے تا کہ تم ان کے زیر سایہ زندگی کے دن گزار سکو اور کیا اس نے تمہارے لیے گرم اور روشن چراغ یعنی سورج کا انتظام نہیں کیا تا کہ اس کی روشنی سے فائدہ حاصل کر سکو؟ اور کیا اس نے بادلوں سے بارش برسا کر اور مردہ زمین کو زندہ کر کے اس سے طرح طرح کے غلے اور سبزیاں اور باغات اگا کر تمہاری زندگی کی ضروریات پوری کرنے کا اہتمام نہیں کیا تا کہ تم خوشگوار زندگی گزار سکو؟ تو جس قادر وقیوم اور علیم وحکیم خدا نے یہ سب کارخانہ خلق

کیا ہے کیا وہ ایک وقت اس دنیا کی بساط کو لپیٹ کی اس کی جگہ ایک نئی دنیا پیدا نہیں کرسکتا۔ جس میں اس امتحان گاہ میں کئے ہوئے سب اعمال کی جزا اور سزا کا انتظام وانصرام کیا گیا ہو؟ **مالکم کیف تحکمون**؟؟

ان سوالوں کا جواب ایک ہی ہے کہ ہاں یقیناً وہ قادر مطلق ایسا کرنے پر ضرور قادر ہے۔ **وما ذالك علی الله بعزیز** اور ایسا کرنا اس کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

ایضاح

واضح رہے کہ ان فطری دلائل میں جن چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے مختلف اور متعدد مقامات پر بڑی تفصیل سے ان پر گفتگو ہوچکی ہے اور ان پر تبصرہ کیا جاچکا ہے اس لیے ہم نے یہاں اختصار و اجمال سے کام لیا ہے۔

۴)۔ ان یوم الفصل... الآیة

فیصلے والے دن کا وقت مقرر ہے

کسی کام کے جلدی کا شور مچانے پر وہ نہ اپنے مقررہ وقت پر مقدم ہوگا اور نہ ہی اپنے مقررہ وقت سے موخر ہوگا بلکہ اپنے معینہ وقت پر آ کر رہے گا اور یہ سب کچھ اس وقت ہوگا جب سارا نظام کائنات درہم برہم ہو جائے گا کہ جب آسمان کھول دیا جائے گا، پہاڑ چلاوے جائیں گے اور وہ سراب بن جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

سورہ مرسلات کی تفسیر میں ان باتوں کی تفصیل گزر چکی ہے اور جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو لوگ فوج درفوج قبروں سے نکل کر خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔

مروی ہے کہ معاذ بن جبل نے اسی آیت کے متعلق حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا آپ نے فرمایا اے معاذ! تو نے بڑا اہم سوال کیا ہے پھر آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور فرمایا اے معاذ! قیامت کے دن میری امت (دعوت) کے لوگ دس گروہوں کی شکل میں محشور ہوں گے اس طرح خدا ان کو سچے مسلمانوں سے الگ کردے گا۔

۱۔ بعض لوگ بندروں کی صورت میں محشور ہوں گے۔

۲۔ اور بعض سوروں کی شکل میں۔

۳۔ بعض الٹے پاؤں ہوں گے یعنی پاؤں اوپر اور سر و منہ نیچے اور پھر منہ کے بل گھسٹتے ہوئے حاضر ہوں گے۔

۴۔ بعض اندھے محشور ہوں گے۔

۵۔ بعض بہرے ہوں گے۔

۶۔ بعض گونگے ہوں گے۔

۷۔ بعض لوگ اپنی زبانوں کو چباتے ہوئے محشور ہوں گے اوران کے منہ سے پیپ بہہ رہی ہوں گی۔

۸۔ بعض دست و پا بریدہ حاضر ہوں گے۔

۹۔ بعض اس حالت میں محشور ہوں گے کہ ان کی بد بوایک مردار سے بھی زیادہ ہوگی۔

۱۰۔ اور بعض کے بدنوں پر قطروں (تارکول) کے کرتے ہوں گے جوان کی کھالوں سے چمٹے ہوئے ہوں گے۔

پھران مختلف گروہوں کے جرائم اور گناہوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

۱۔ پہلی قسم کے لوگ چغلخور ہوں گے۔

۲۔ دوسری قسم کے لوگ حرام خور ہوں گے۔

۳۔ تیسری قسم کے لوگ سودخور ہوں گے۔

۴۔ چوتھی قسم کے لوگ غلط فیصلے کرنے والے قاضی ہوں گے۔

۵۔ پانچویں قسم کے لوگ اپنے اعمال پر اترانے والے ہوں گے۔

۶۔ چھٹی قسم والے تکبر کرنے والے ہوں گے۔

۷۔ ساتویں قسم والے وہ علماء وقضاہ ہوں گے جن کے قول وفعل میں تضاد تھا یعنی کہتے کچھ اور تھے اور کرتے کچھ اور تھے۔

۸۔ آٹھویں قسم والے وہ ہوں گے جو اپنے ہمسایوں کو تکلیف دیتے تھے۔

۹۔ نویں قسم کے لوگ شہوت پرست ہوں گے۔

۱۰۔ دسویں قسم والے غرور و گھمنڈ کرنے والے لوگ ہوں گے۔(کتاب الخصال وتفسیر مجمع البیان)

۵)۔ ان جهنم كانت مرصادا ... الآية

جہنم گھات میں ہوگی

جو سرکشوں کا آخری ٹھکانہ ہے جو اس میں مدتہائے دراز تک رہیں گے جس میں نہ انہیں ٹھنڈک نصیب ہوگی اور نہ ہی گرم پانی اور پیپ کے سوا کوئی مشروب ملے گا یہ سب کچھ ان کے برے اعمال کے مطابق ان کا بدلہ ہوگا۔

ایضاح

واضح رہے کہ احقاب حقب کی جمع ہے جس کے معنی بڑی دراز مدت کے ہیں۔

٦)۔ انھم کانوا لا یرجون... الآیۃ

ان لوگوں کے برے انجام کے اسباب کا تذکرہ

اس آیت میں ان لوگوں کے اس ہولناک انجام کے اسباب کا احاطہ کیا گیا ہے کہ وہ کل دو سبب ہیں جن کی وجہ سے ان لوگوں کو یہ روز بدنصیب ہوا۔ ایک یہ کہ وہ دنیا کے نشہ میں بدمست ہو کر یہ سمجھے تھے کہ یوم الحساب کبھی نہیں آئے گا۔ الغرض وہ خدا کی بارگاہ میں حاضری وحضوری اور اپنے کردار کے بارے میں باز پرس کی توقع ہی نہ رکھتے تھے اور دوسرا یہ کہ خدائے رحیم نے ان کی ہدایت اور بھلائی کی خاطر انبیاء کے توسط سے جو آیتیں نازل کی تھیں وہ ان کو جھٹلاتے تھے اور ان کا انکار کرتے تھے یعنی دین حق کے منکر تھے اور آخر کار اس روش ورفتار کا جو خوفناک انجام سامنے آیا اسی کا یہاں تذکرہ کیا جارہا ہے۔

۷)۔ وکل شئی... الآیۃ

یہاں کتاب سے بعض مفسرین نے لوح محفوظ مراد لی ہے اور بعض نے نامہ اعمال اور حسب ظاہر یہی مفہوم انسب ہے۔ واللہ العالم

آیات القرآن

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ

مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا﴿۴۰﴾

ترجمۃ الآیات

بے شک پرہیزگاروں کے لیے کامیابی وکامرانی ہے(۳۱) یعنی باغ اور انگور ہیں (۳۲) اور اٹھتی جوانیوں والی ہم عمر لڑکیاں (حوریں) (۳۳) اور چھلکتے ہوئے (شراب طہور کے) جام (۳۴) وہ لوگ وہاں نہ کوئی بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ کوئی جھوٹ (۳۵) یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے بطور عطیہ صلہ ہے جو کافی ووافی ہے (۳۶) یعنی وہ رب رحمان کی طرف سے جو آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کا پروردگار (اور مالک) ہے (جس کی ہیبت سے) لوگوں کو اس سے بات کرنے کا یارا نہیں ہے (۳۷) جس دن روح اور فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے کوئی بات نہیں کرے گا مگر جسے خدائے رحمان اجازت دے گا اور وہ ٹھیک بات کہے گا (۳۸) یہ دن برحق ہے پس جو چاہے اپنے پروردگار کی طرف اپنا ٹھکانہ بنائے (۳۹) بے شک ہم نے تمہیں عنقریب آنے والے عذاب سے ڈرا دیا ہے جس دن آدمی وہ (کمائی) دیکھے گا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجی ہوگی اور کافر کہے گا کہ کاش میں مٹی ہوتا (۴۰)

تشریح الالفاظ

(۱) مفازا یہ فوز سے مشتق ہے جس کے معنی کامیابی ہیں۔ (۲) اترابا یہ ترب کی جمع ہے جس کے معنی ہم عمر کے ہیں۔ (۳) دھاقا کے معنی لبریز کے ہیں۔ (۴) مآبا کے معنی ٹھکانا کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۸)۔ ان للمتقین... الآیۃ

پرہیزگاروں کے اچھے انجام کا بیان

مکذبین ومتکبرین کے ہولناک اور برے انجام کے تذکرہ کے بعد سنت الٰہی کے مطابق یہاں متقین اور مصدقین کے عمدہ انجام کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جنہوں نے اپنے اقوال واعمال سے اپنے ایمان وتقوی اور بے پایاں اجرو

ثواب کا مستحق ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔ آخر کار یہی لوگ فائز المرام ہوں گے جنہیں باغ اور انگور اور اٹھتی ہوئی جوانیاں والی حور العین عطا کی جائیں گی جوان کی ہم سن ہوں گی جیسا کہ سورہ ص آیت ۵۲ اور سورہ واقعہ آیت ۳۷ میں یہ بات گزر چکی ہے اور پینے کے لیے شراب طہور کے چھلکتے ہوئے جام پیش کیے جائیں گے۔ وہاں خوشگوار باتیں سنیں گے اور کوئی بے ہودہ اور غلط بیانی اور تہمت تراشی کی کوئی دلآزار بات نہیں سنیں گے اور نہ وہاں کوئی کسی کی تکذیب کرے گا۔ جیسا کہ دار دنیا میں ایسا سب کچھ ہوتا رہتا ہے یہ سب کچھ خدائے رحمان اور مالک زمین وآسمان کی طرف سے بطور عطیہ کافی ووافی جزا دی جائے گی۔ واضح رہے کہ بعض مترجمین نے "عطاء حسابا" کے یہ معنی ہیں کئے "صلہ ہوگا ان کے عمل کے حساب سے" حالانکہ حسابا کے معنی کافی ووافی صلہ وانعام دینے کے ہیں کہ کسی کو اس قدر دیا جائے کہ وہ حسبی حسبی کہہ دے یعنی بس کافی ہے۔ (تفسیر مجمع البیان) حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ قیامت کے دن پہلے اہل ایمان کی نیکیاں شمار کی جائیں گی اور پھر ہر ہر نیکی کے عوض دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک انہیں اجر وثواب دیا جائے گا۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے اولئك لهم جزا الضعف بما عملوا۔ (تفسیر صافی)

۹)۔ یوم یقوم الروح...الآیۃ

یہاں روح سے اکثر مفسرین نے جبرائیل امین مراد لیا ہے کیونکہ قرآن مجید میں ان پر الروح الامین کا اطلاق کیا گیا ہے نزل به الروح الامين على قلبك لتكون من المنذرين۔ مگر تحقیقی قول یہ ہے کہ اس سے روح القدس مراد ہے جو ایک خاص فرشتہ ہے جو جبرائیل ومیکائیل سے بھی زیادہ عظیم الشان ہے جو تائید و تسدید کی غرض سے انبیاء وآئمہ کے ہمراہ ہوتا ہے جس کی قبل ازیں سورہ معارج میں مکمل وضاحت کی جا چکی ہے اور مزید تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہماری کتاب اصول الشریعہ کے پہلے باب کی طرف رجوع کریں اور یہی تفسیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ (تفسیر قمی)

بہرحال جب قیامت کے دن روح القدس اور دوسرے فرشتے بارگاہ ایزدی میں کھڑے ہوں گے تو جلال و جبروت الٰہی اور اس کے دربار کی ہیبت کا یہ عالم ہوگا کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی بھی مخلوق میں بات کرنے کی سکت نہ ہوگی۔ ہاں صرف وہی بات کر سکے گا جسے خود پروردگار عالم بات کرنے کی اجازت دے گا اور پھر وہ بات بھی بالکل ٹھیک کرے گا۔

آئمہ طاہرین ماذون من اللہ ہیں

بعض کوتاہ اندیش لوگ اس آیت سے شفاعت کی نفی پر استدلال کیا کرتے ہیں مگر وہ استثناء پر نگاہ نہیں کرتے۔

یہاں علی الاطلاق تمام مخلوق کے بولنے کی نفی نہیں کی گئی بلکہ اس کی اجازت کے بغیر کلام کرنے کی نفی کی گئی ہے کہ صرف وہی لوگ بولیں گے جن کو پروردگار کی جانب سے اذن ہوگا۔ اس سے واضح ہے کہ کچھ ہستیاں ایسی بھی ہوں گی جن کو بولنے کی اور شفاعت کرنے کی منجانب اللہ اجازت ہوگی۔ چنانچہ تفسیر قمی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور اصول کافی میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اسی آیت کی تفسیر میں وارد ہے۔ فرمایا نحن واللہ الماذنون لھم یوم القیامته والقائلون صوابا تا آخر۔ بخدا ہم وہی لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن (بولنے اور شفاعت کرنے کی) اجازت ہوگی اور ہم ٹھیک بات کریں گے۔ یعنی اللہ کی تعریف و تمجید کریں گے پیغمبر اسلام پر درود پڑھیں گے اور اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے اور خدا ہماری شفاعت کو رد نہیں کرے گا۔ (مجمع البیان وصافی وغیرہ)

۱۰)۔ ذالك اليوم الحق... الآية

مطلب یہ ہے کہ قیامت کی آمد سے آگاہ کرنا اور اس کی ہولناکی سے بچنے کے لیے تیاری کرنے کی ہدایت کرنا خدا اور رسول کی ذمہ داری تھی جو انہوں نے پوری کر دی اب اس دن کے لیے کچھ ساز و سامان فراہم کرنا اور اپنے پروردگار کے ہاں پلٹنے اور کوئی ٹھکانہ بنانے کا انتظام کرنا انسان کا کام ہے۔

۱۱)۔ انا انذرنا کم... الآية

ارشاد قدرت ہے کہ ہم نے عنقریب آنے والے عذاب یعنی قیامت کے عذاب سے ڈرایا جو یقینی الوقوع ہونے کی وجہ سے بالکل قریب ہے اس دن ہر شخص اپنی کمائی اور اس کا نتیجہ بچشم خود دیکھ لے گا کہ اس نے دنیا میں نیکی یا بدی کیا کمائی ہے اور آج اس کا نتیجہ اور انجام کیا ہوتا ہے؟

۱۲)۔ ويقول الكافر... الآية

حسب ظاہر تو کافر کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے ہولناک مناظر اور اپنے کردار کا برا انجام سامنے دیکھ کر وہ کہے گا کہ کاش میں مٹی ہوتا۔ یعنی نہ پیدا ہوتا نہ مکلف ہوتا اور نہ آج زندہ ہو کر میدان حشر میں حاضر ہوتا۔ تفسیر برہان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر صافی میں جناب ابن عباس سے اس کی تفسیر یوں مروی ہے کہ قیامت کے دن کافر شیعان علی کا اجر و ثواب اور مرتبہ دیکھ کر کہے گا کہ کاش میں تراب ہوتا یعنی ابوتراب (حضرت علی) کا شیعہ اور محب ہوتا یعنی پکا اور سچا مسلمان ہوتا تو اپنے اس برے انجام سے بچ جاتا۔ واللہ العالم

آج ۳ جنوری ۲۰۰۴ء بمطابق ۹ ذی القعدہ ۱۴۲۴ھ

بوقت ایک بجے دن سورہ عم یتسائلون کا ترجمہ اور اس کی تفسیر مکمل ہوئی۔ والحمد للہ

سورہ نازعات کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت کا پہلا کلمہ یہی لفظ النازعات ہے اسی سے اس سورہ کا یہ نام ماخوذ ہے۔

عہد نزول

یہ سورہ بھی بالاتفاق مکی ہے اور بناء بر مشہور سورہ نباء کے بعد پیغمبر اسلامؐ کی مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے اور اس کا مضمون بھی قریب قریب سورہ نباء والا ہے۔

سورہ نازعات کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ مختلف فرائض انجام دینے والے فرشتوں کی قسمیں کھا کھا کر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ قیامت برحق ہے وہ آ کے رہے گی۔

۲۔ بڑے زوردار الفاظ سے حیات بعدالموت کا اثبات کیا گیا ہے۔

۳۔ قیامت کے آنے کے بعد تباہی عالم کی تصویر کشی۔

۴۔ موسیٰ وفرعون کا مختصر تذکرہ کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ حق جھٹلانے اور اسے ناکام بنانے کی کوشش کرنے والوں کا کیا برا انجام ہوتا ہے؟

۵۔ خالق کائنات کی قدرت کاملہ کے صنائع وبدائع کا اجمالی تذکرہ۔

۶۔ فطری مشاہداتی دلائل سے زندگی بعد موت کا اثبات اور یہ کہ دوبارہ پیدا کرنا خدا کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔

۷۔ قیامت کب آئے گی؟ اس سوال کا جواب دیا گیا ہے۔

۸۔ طغاوت وسرکشی کرنے والوں کے برے انجام کا بیان۔

۹۔ اللہ سے ڈرنے اور خواہش نفس کی مخالفت کرنے والے مجاہدین کے اچھے انجام کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

سورہ نازعات کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خداؐ سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ والنازعات کی تلاوت کرے گا تو قیامت کے دن اس

کا حساب وکتاب اتنے وقت میں لیا جائے گا کہ جتنا وقت ایک نماز فریضہ کی ادائیگی پر لگتا ہے پھر اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔(مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ والنازعات کی تلاوت کرے گا وہ مرے گا تو سیراب ہوگا اور جب اللہ اسے اٹھائے گا تو سیراب ہوگا اور جب اسے جنت میں داخل کرے گا تو بھی سیراب ہوگا۔(ایضاً وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۴۶) (سورۃ النازعات مکیۃ) (رکوعاتہا ۲)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَ النّٰزِعٰتِ غَرۡقًا ۙ﴿۱﴾ وَّ النّٰشِطٰتِ نَشۡطًا ۙ﴿۲﴾ وَّ السّٰبِحٰتِ سَبۡحًا ۙ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا ۙ﴿۴﴾ فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا ۘ﴿۵﴾ یَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَۃُ ۙ﴿۶﴾ تَتۡبَعُہَا الرَّادِفَۃُ ؕ﴿۷﴾ قُلُوۡبٌ یَّوۡمَئِذٍ وَّاجِفَۃٌ ۙ﴿۸﴾ اَبۡصَارُہَا خَاشِعَۃٌ ۘ﴿۹﴾ یَقُوۡلُوۡنَ ءَ اِنَّا لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ فِی الۡحَافِرَۃِ ؕ﴿۱۰﴾ ءَ اِذَا کُنَّا عِظَامًا نَّخِرَۃً ؕ﴿۱۱﴾ قَالُوۡا تِلۡکَ اِذًا کَرَّۃٌ خَاسِرَۃٌ ۘ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا ہِیَ زَجۡرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ ۙ﴿۱۳﴾ فَاِذَا ہُمۡ بِالسَّاہِرَۃِ ؕ﴿۱۴﴾ ہَلۡ اَتٰىکَ حَدِیۡثُ مُوۡسٰی ۘ﴿۱۵﴾ اِذۡ نَادٰىہُ رَبُّہٗ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًی ۚ﴿۱۶﴾ اِذۡہَبۡ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّہٗ طَغٰی ﴿۫ۖ۱۷﴾ فَقُلۡ ہَلۡ لَّکَ اِلٰۤی اَنۡ تَزَکّٰی ﴿ۙ۱۸﴾ وَ اَہۡدِیَکَ اِلٰی رَبِّکَ فَتَخۡشٰی ﴿ۚ۱۹﴾ فَاَرٰىہُ الۡاٰیَۃَ الۡکُبۡرٰی ﴿۫ۖ۲۰﴾ فَکَذَّبَ وَ عَصٰی ﴿۫ۖ۲۱﴾ ثُمَّ اَدۡبَرَ یَسۡعٰی ﴿۫ۖ۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰی ﴿۫ۖ۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلٰی ﴿۫ۖ۲۴﴾ فَاَخَذَہُ اللّٰہُ نَکَالَ الۡاٰخِرَۃِ وَ الۡاُوۡلٰی ﴿ؕ۲۵﴾ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی ﴿ؕ۲۶﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے قسم ہے ان

(فرشتوں) کی جو (جسم میں ڈوب کر) سختی سے (جان) کھینچتے ہیں (۱) اور قسم ہے آہستگی اور آسانی سے (جان) نکالنے والوں کی (۲) اور قسم ہے (فضاؤں کے اندر) تیرنے پھرنے والوں کی (۳) (پھر قسم ہے (تعمیل حکم میں) ایک دوسرے پر سبقت لے جانے والوں کی (۴) پھر قسم ہے ہر امر کا بندوبست کرنے والوں کی (کہ قیامت برحق ہے) (۵) جس دن تھرتھرانے والی (زمین وغیر) تھرتھرائے گی (۶) اس کے پیچھے ایک اور آنے والی (مصیبت) آئے گی (۷) کچھ دل اس دن کانپ رہے ہوں گے (۸) ان کی آنکھیں (شدت خوف سے) جھکی ہوئی ہوں گی (۹) وہ (کافرلوگ) کہتے ہیں کیا ہم پہلی حالت میں (الٹے پاؤں) واپس لائے جائیں گے (۱۰) کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہوجائیں گے؟ (۱۱) کہتے ہیں یہ (واپسی) تو بڑے گھاٹے کی ہوگی (۱۲) حالانکہ اس (واپسی) کے لیے ایک زور کی ڈانٹ پڑے گی (۱۳) پھر وہ کھلے ہوئے میدان (قیامت) میں موجود ہوں گے (۱۴) (اے رسول) کیا آپ کو موسی کے قصہ کی خبر پہنچی ہے (۱۵) جب ان کے پروردگار نے طوی کی مقدس وادی میں انہیں پکارا تھا (۱۶) کہ جاؤ فرعون کے پاس کہ وہ سرکش ہوگیا ہے (۱۷) پس اس سے کہو کہ کیا تو چاہتا ہے کہ پاکیزگی اختیار کرے؟ (۱۸) اور (کیا تو چاہتا ہے کہ) میں تیرے پروردگار کی طرف تیری راہنمائی کروں تو تو (اس سے) ڈرے؟ (۱۹) پس موسی نے (وہاں جاکر) اسے ایک بہت بڑی نشانی دکھائی (۲۰) تو اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی (۲۱) پھر وہ پلٹا (اور مخالفانہ سرگرمیوں میں) کوشاں ہوگیا (۲۲) یعنی (لوگوں کو) جمع کیا اور پکار کر کہا (۲۳) کہ میں تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں (۲۴) پس اللہ نے اسے آخرت اور دنیا کے (دوہرے) عذاب میں پکڑا (۲۵) بے شک اس (قصہ) میں بڑی عبرت ہے ہر اس شخص کے لیے جو (خدا سے) ڈرے (۲۶)

تشریح الالفاظ

(۱) **والنازعات** یہ نزع سے مشتق ہے جس کے معنی کسی چیز کو سختی سے کھینچنے کے ہیں۔ (۲) **والناشطات** یہ نشط سے مشتق ہے جس کے معنی نرمی اور آہستگی سے باہر نکالنے کے ہیں نیز اس کے معنی بند کھولنے کے بھی ہیں۔ (۳) **والسابحات** یہ سبح سے مشتق ہے جس کے معنی تیرنے اور تیز رفتاری کے ہیں

چنانچہ تیز رفتار گھوڑے کو فرس سابح کہا جاتا ہے متنبی کہتا ہے۔

اعز مکان فی الدنی سرج سابح

(۴) **یوم ترجف** رجف کے معنی تھرتھر کانپنے کے ہیں اور راجفہ سے زمین اور پہاڑ وغیرہ ساکن چیزیں مراد ہیں۔(۵) **رادفة** پیچھے آنے والی چیز کو رادفہ کہا جاتا ہے چنانچہ گھڑسوار کے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی کو ردیف کہا جاتا ہے۔(۶) **واجفه** یہ وجف سے مشتق ہے جس کے معنی کانپنے کے ہیں۔(۷) **الحافرة** کے معنی سابقہ حالت اور سابقہ کھودے اور لتاڑے ہوئے راستہ کے ہیں۔(۸) **نخرة** کے معنی پرانی اور بوسیدہ کے ہیں۔(۹) **بالساهرة** ساہرہ کے معنی چیٹل اور سفید میدان کے ہیں۔(۱۰) **نكال الاخرة** نکال کے معنی عذاب کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ والنازعات...الآیة

نازعات وغیرہ سے کیا مراد ہے جن کی قسمیں کھائی گئی ہیں؟

سورۂ مرسلات کی طرح یہاں بھی پانچ صفات کے ساتھ قسمیں کھائی گئی ہیں مگر ان کا موصوف کون اور کیا ہے؟ اس کا قرآن میں کوئی تذکرہ نہیں ہے ان کی تفسیر اور تشریح میں مفسرین اسلام میں اختلاف ہے اور متعدد اقوال منقول ہیں اور ہر قول کا قائل بھی موجود ہے۔ مثلاً

۱) ان سے مراد فرشتے ہیں۔

۲) ان سے مقصود ہوائیں ہیں۔

۳) اس سے ستارے مراد ہیں۔

۴) بعض سے فرشتے اور بعض سے اہل ایمان کی روحیں مراد ہیں۔

۵) بعض سے موت اور بعض سے فرشتے اور بعض سے مومنین کی روحیں مراد ہیں وغیرہ وغیرہ

اگر چہ ہر قول کے رد و قبول پر ان اقوال کے قائلین کے پاس بعض دلائل اور شواہد موجود ہیں اور کسی معصوم کے کسی مستند فرمان کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے اگر چہ پورے اطمینان کے ساتھ تو کسی قول کی صحت کی ضمانت نہیں دی جا سکتی مگر جس قول کو اکثر مفسرین اسلام نے اختیار کیا ہے اور وہی حضرت علی علیہ السلام سے بھی مروی ہے۔ (مجمع البیان)

اور وہی بہت سے صحابہ و تابعین جیسے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود، مسروق، سعید بن جبیر،

ابوالصالح، مجاہد وغیرہم سے بھی منقول ہے۔ وہ پہلا قول ہی ہے۔ لہٰذا یہی مرجح اور زیادہ ذہن نشین ہے۔

مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم نے ان مختلف صفات کی حامل ہستیوں کی قسم کھائی ہے اور ان سے مختلف اوصاف کے مالک ملائکہ مراد ہیں۔

۱) وہ کافروں کی روحوں کو شدت اور سختی سے کھینچتے ہیں۔

۲) وہ مومنین کی روحیں نرمی اور آسانی سے نکالتے ہیں۔

۳) وہ فرشتے انسان کی روح قبض کر کے اسے بڑی سرعت اور تیزی کے ساتھ آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔

۴) پھر وہی فرشتے ان روحوں کو ان کے اچھے یا برے انجام اور ان کی جائے بازگشت کی طرف لے جانے میں ایکدوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

۵) امور تکوینیہ کی انجام دہی میں وہ بمنزلہ آلات الٰہی کے ہیں کہ خدا انہی کے ساتھ یہ امور انجام دیتا ہے۔ لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون۔

۲)۔ یوم ترجف... الآیۃ

واضح رہے کہ یہ مقسم علیہ یا جواب قسم نہیں ہے جس کے اثبات کے لیے یہ سب قسمیں کھائی گئی ہیں بلکہ وہ اپنی شدت ظہور کی وجہ سے محذوف ہے یعنی قیامت اور بعث بعد الموت برحق ہے جیسا کہ سورہ مرسلات میں صراحت ہے کہ انما توعدون لواقع اور ظاہر ہے کہ جہاں کسی چیز کے ذکر کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہ ہو تو وہاں اس کا حذف کرنا ہی انسب ہوتا ہے یہاں اس دن کی یاددہانی کرائی جارہی ہے جس کے واقع ہونے اور اس میں عذاب الٰہی سے سابقہ پڑنے سے کفار کو ڈرایا جارہا ہے کہ جس میں پہلے تو زمین اور پہاڑ وغیرہ جیسی ساکن چیزیں زلزلے کے ایک ہی جھٹکے سے ہلا کر رکھ دی جائیں گی اور سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ یوم ترجف الارض والجبال (المزمل ۱۴) اور اس سے پہلا نفخ صور اور زلزلہ قیامت مراد ہے جو ہر چیز کو فنا کے گھاٹ اتار دے گا اور تتبعھا الرادفہ سے دوسرا نفخ صور مراد ہے جس کے پھونکا جانے کے بعد سب مردے زندہ ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔ ارشاد قدرت ہے ثم نفخ فیہ اخری فاذاھم قیام ینظرون (الزمر ۶۸) پھر دوبارہ اس میں پھونکا جائے گا تو ایک دم سب اٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔

۳)۔ قلوب یومئذ... الآیۃ

اس دن کچھ دل شدت خوف و ہراس سے تھر تھر کانپ رہے ہوں گے اور آنکھیں فرط ندامت کے مارے جھکی ہوئی ہوں گی ظاہر ہے کہ اس سے کفار و مشرکین وغیرہ مجرمین مراد ہیں جو اس دن کی ہولناکی اور اس کی

شدت کو دیکھ کر کانپ رہے ہوں گے۔ مگر جہاں تک مومنین صالحین کا تعلق ہے تو وہ اس دن کے خوف وہراس اور اس کے حزن و ملال سے محفوظ و مامون ہوں گے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے لایحزنھم الفزع الاکبر و تتلقاھم الملائکه ھذا یومکم الذی کنتم توعدون (الانبیاء ۱۰۳) یعنی اس دن کی بڑی گھبراہٹ ان کو غمگین نہیں کرے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور (انہیں بتائیں گے) کہ یہ تمہارا وہی (قیامت والا) دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

۴)۔ یقولون ء انا لمردودون... الآیة

ان آیتوں میں کفار کے اس قول و فعل کی تصویر کشی کی گئی ہے جو قیامت اور حیات بعد الموت کا تذکرہ سن کر ان کی آپس میں ہوتی تھی؟ وہ تمسخر کے انداز میں ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ آیا ہم پہلے دوبارہ زندہ کئے جائیں گے جبکہ ہم بوسیدہ اور کھوکھلی ہڈیاں ہو جائیں گے تو یہ واپسی تو بڑے گھاٹے کی ہوگی یعنی وہ اس بعث بعد الموت اور قیام قیامت کو بعید از عقل جانتے تھے اور اس کا مذاق اڑاتے تھے۔

۵)۔ فانما ھی زجرۃ... الآیة

قیامت اور حیات بعد الموت کو بعید از عقل اور ناممکن جاننے والوں کے جواب میں ارشاد قدرت ہو رہا ہے کہ جس چیز کو تم محال اور ناممکن سمجھتے ہو وہ تو ہمارے لیے اس قدر سہل و آسان ہے کہ اس کے لیے کسی ساز و سامان اور تیاری کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ایک ہی ڈانٹ اور جھڑکی یعنی نفخ صور ہی اس کے لیے کافی ہے جس کے بعد تمہارے تمام منتشر اجزاء اکٹھے ہو جائیں گے اور تم زندہ ہو کر میدان حشر میں حساب و کتاب اور جزاء و سزا کے لیے حاضر ہو جاؤ گے۔

۶)۔ ھل اتاك حدیث موسی... الآیة

جناب موسیٰؑ و فرعون کے قصہ کا اجمالی تذکرہ

بڑے اختصار کے ساتھ جناب موسیٰ اور فرعون کے قصہ کی روئیداد سنائی جا رہی ہے جو قرآن مجید کے مختلف مقامات پر بڑی تفصیل کے ساتھ مذکور ہے مثلاً یہی آیت ھل اتاك حدیث موسی... الآیة۔ سورہ طٰہ میں نمبر ۹ اور آیت ۱۲ میں اور اذھب الی فرعون... الآیة اسی سورہ کی آیت ۲۵ میں گزر چکی ہے اور وہیں اس کی تفسیر بڑی وضاحت سے کر دی گئی ہے الغرض جناب موسی خدا کے اس حکم کے مطابق فرعون کے پاس گئے اور اسے ایک بڑی نشانی بھی دکھائی جس سے عصا کا اژدھا بننا اور پھر اس کا جادوگران فرعون کے رسیوں

اور لاٹھیوں سے بنے ہوئے سانپوں کا نگل جانا مراد ہے۔ مگر وہ پھر بھی اپنی سرکشی اور دعوائے خدائی پر ڈٹا رہا اور انا ربکم الاعلی کا برابر اعلان کرتا رہا۔ یہاں تک کہ خدا نے اسے دنیا و آخرت کے عذاب میں مبتلا کیا یعنی دنیا میں رود نیل میں غرق کیا اور آخرت میں دوزخ کی آگ میں جلائے گا۔

۷)۔ ان فی ذالك... الآیة

درس عبرت

ارشاد قدرت ہے کہ جو شخص اپنے برے کاموں کے برے انجام سے ڈرے اس کے لیے اس واقعہ میں بڑا درس عبرت ہے کیونکہ جو شخص ایک مسلمہ حقیقت کا انکار کرتا ہے وہ دنیا و آخرت میں اس انکار کی سزا ضرور پاتا ہے مگر اس سے عبرت وہی شخص حاصل کرتا ہے جو غور و فکر کی صلاحیت رکھتا ہو اور وہ کسی بھی کام کو اس کے انجام کے لحاظ سے دیکھے اس کے آغاز کے اعتبار سے نہ دیکھے۔ سچ ہے کہ ما اکثر العبر و ما اقل الاعتبار؟؟

آیات القرآن

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِىَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

ترجمۃ الآیات

کیا تم لوگوں کا (دوبارہ) پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے؟ یا آسمان کا؟ اللہ نے اس کو بنایا (۲۷) اور اس کی چھت کو بلند کیا پھر اس کو درست کیا (۲۸) اور اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو ظاہر کیا (۲۹) اس کے بعد زمین کو بچھایا (۳۰) اور اس سے اس کا پانی اور چارہ نکالا (۳۱) اور پہاڑوں کو اس میں گاڑا (۳۲) تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے لیے سامان زندگی کے طور پر (۳۳) پس جب بڑی آفت (قیامت) آئے گی (۳۴) جس دن انسان یاد کرے گا جو کچھ اس نے کیا ہوگا (۳۵) اور (ہر) دیکھنے والے کے لیے دوزخ ظاہر کردی جائے گی (۳۶) پس جس شخص نے سرکشی کی ہوگی (۳۷) اور (آخرت پر) دنیوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی (۳۸) تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا (۳۹) اور جو شخص اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری سے ڈرتا رہا ہوگا اور (اپنے) نفس کو (اس کی) خواہش سے روکا (۴۰) تو اس کا ٹھکانہ جنت ہے (۴۱) یہ لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ قیامت کب کھڑی (برپا) ہوگی (۴۲) آپ کا اس کے وقت بتانے سے کیا تعلق؟ (۴۳) اس کی انتہا تو بس آپ کے پروردگار پر ہے (۴۴) آپ تو بس ڈرانیوالے ہیں اس شخص کو جو اس سے ڈرے (۴۵) جس دن یہ لوگ اس (قیامت) کو دیکھیں گے تو (انہیں ایسا محسوس ہوگا کہ) وہ (دنیا میں) نہیں ٹھہرے تھے۔ مگر ایک شام یا اس کی ایک صبح (۴۶)

تشریح الالفاظ

(۱) **سمکھا** سمک کے معنی چھت اور گنبد اور ہر اونچی اور موٹی چیز کے ہیں۔ (۲) **دحھا** دحو کے معنی بچھانے کے ہیں۔ (۳) **مرعاھا** مرعی کے معنی چارے کے ہیں۔ (۴) **الطامه** طامه کے معنی ہر بڑی آفت اور مصیبت کے ہیں۔ (۵) **مرسھا** کے معنی کھڑے ہونے اور برپا ہونے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۸)۔ ءانتم اشد خلقا...الآیۃ

منکرین قیامت سے خطاب

خدائے علیم وحکیم قیامت اور حیات بعد الموت کے منکرین سے خطاب فرما رہا ہے کہ تم جو اسے بعید از عقل اور ایک ناممکن امر قرار دیتے ہو اور بار بار کہتے ہو کہ جب ہم گل سڑ جائیں گے اور ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو کس طرح از سرِ نو زندہ کیے جائیں گے؟؟ تم یہ بتاؤ کہ تمہیں ایک بار پیدا کر کے اور مار کے دوبارہ زندہ کرنا زیادہ مشکل کام ہے یا اس نظام شمسی اور اس عظیم کائنات کا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے تو جس قادر مطلق نے یہ پورا نظام شمسی پیدا کر دیا ہے جس میں بے شمار ستارے اور سیارے اور ان گنت کہکشائیں موجود ہیں تو اس کے لیے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟ چنانچہ سورہ صافات آیت ۱۱ میں ارشاد قدرت ہے۔ فاستفتھم اھم اشد خلقا ام من خلقنا۔ ان سے پوچھئے کہ ان کی تخلیق زیادہ مشکل ہے یا اس کی جو کچھ ہم نے پیدا کیا ہے؟ اسی طرح سورہ یٰس آیت ۸۱ میں ارشاد ہے۔ اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلھم بلی وھو الخلاق العلیم۔ کیا جس نے آسمان و زمین پیدا کیے ہیں وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ وہ ان کا مثل (دوبارہ) پیدا کرے؟؟ ہاں یقیناً قادر ہے کیونکہ وہ زبردست پیدا کرنے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔ الغرض اس کائنات کا وجود اتنا بڑا واقعہ ہے جو ہمارے سامنے موجود ہے تو جب یہ بڑا واقعہ موجود ہے تو جو اس سے چھوٹا ہے وہ کیوں ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا قرآن کی یہ خبر کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا! قابل فہم بھی ہے اور لائق تسلیم بھی!

۹)۔ اغطش لیلھا...الآیۃ

لیل اور ضحیٰ کی ضمیروں کا مرجع آسمان ہے اور رات کی تاریکی! اور دن کی روشنی کو آسمان کی طرف نسبت دینے کی وجہ یہ ہے کہ رات کا اندھیرا ہو یا دن کا اجالا اس کا تعلق سورج سے ہے کہ اس کے ڈوبنے سے رات اور طلوع سے دن کی آمد وابستہ ہے اور ظاہر ہے کہ سورج کا تعلق آسمان سے ہے۔

۱۰)۔ والارض بعد ذلک...الآیۃ

اس سے مترشح ہوتا ہے کہ زمین کی تخلیق آسمان کی خلقت کے بعد عمل میں آئی ہے حالانکہ دوسری جگہ

بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ ثم استوی الی السماء کہ خداوند عالم خلقت زمین کے بعد آسمان کی طرح متوجہ ہوا اور قرآن میں اختلاف نہیں ہے لہٰذا اس کی لامحالہ دو میں سے ایک تاویل کرنی پڑے گی ایک یہ کہ یہ ترتیب ذکری ہے کہ یہاں پہلے آسمان کا تذکرہ کیا اور پھر زمین کا۔ لہٰذا یہ ترتیب اصل واقعہ کے اظہار کے لیے نہیں ہے دوسری یہ کہ بے شک زمین کی تخلیق آسمان کی تخلیق سے پہلے واقع ہوئی ہے لیکن وہ بچھائی بعد میں گئی ہے۔ لہٰذا اس بیان میں کوئی منافات نہیں ہے۔

۱۱)۔ اخرج منها ماءها... الآية

ان آیتوں میں زمین کے اندر سے چشمے بہنے اور حیوان وانسان کے لیے مختلف چارے اور نباتات اگانے اور پہاڑوں کو زمین کے لیے میخیں بنانے کی حکمت پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ کائنات کی کوئی بھی چیز بے مقصد نہیں ہے تو انسان کو سوچنا چاہیے کہ جب ہر چیز کی خلقت کا کوئی مقصد ہے تو آیا وہ بے مقصد پیدا کیا گیا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا تو جب اس کی تخلیق کا کوئی مقصد ہے تو پھر کوئی یوم الحساب بھی ہونا چاہیے کہ جس میں انسان کا محاسبہ کر کے یہ معلوم کیا جا سکے کہ اس نے اپنے مقصد تخلیق کی تکمیل کی ہے یا نہیں؟ تاکہ اس کی جزا وسزا کا بندوبست کیا جا سکے۔ بناء بریں خدا کی قدرت سے قیامت کا امکان ثابت ہوتا ہے اور اس کی حکمت سے قیامت کی ضرورت واضح ہوتی ہے۔

۱۲)۔ فاذا جائت الطامة... الآية

الطامة چوٹی کی آفت اور بہت بڑے حادثہ کو کہا جاتا ہے پھر اس کے کبری کے لفظ نے اس کی سختی و سنگینی میں مزید اضافہ کر دیا یہی وجہ ہے کہ جب قیامت آئے گی تو ذات خداوندی کے سوا کوئی ہستی باقی نہیں رہے گی۔ کل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذوالجلال والاکرام۔ اسی لیے کہا گیا ہے مامن طامة الاوفوقها طامة والقیامة فوق کل طامة۔ یعنی ہر مصیبت کے اوپر مصیبت ہوتی ہے مگر قیامت وہ مصیبت ہے جو ہر مصیبت سے بڑی مصیبت ہے محاسبہ کے اس دن اپنا نامہ اعمال دیکھ کر ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ دار العمل میں کیا عمل کر کے آیا ہے اور آگے کیا بھیجا ہے اور وہ دوزخ جس کا ذکر پہلے صرف کانوں سے سنا تھا۔ اس دن دیکھنے والوں کے لیے حقیقت بن کر آنکھوں کے سامنے آجائے گی اور جو چیز پہلے غیب تھی اب شہود بن جائے گی۔

۱۳)۔ فاما من طغی... الآية

قیامت کے دن لوگ دو قسموں پر تقسیم ہو جائیں گے

کچھ بد بخت لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے خدا کے دین اور اس کے اوامر و نواہی کے سامنے سرکشی کی ہوگی یعنی ان کی تعمیل نہیں ہوگی اور دنیا کی زندگی اور اس کے آرام و آسائش اور اس کے مفادات کو اخروی زندگی کے مقابلہ میں ترجیح دی ہوگی ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور کچھ خوش نصیب ایسے ہوں گے جنہوں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حضوری کا تصور کر کے اپنے نفس کو ناجائز خواہشات سے روکا ہوگا ان کا ٹھکانہ جنت ہوگا۔

گناہوں سے بچنے کا طریقہ کار

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے **من علم ان الله يراه و يسمع ما يقول و يفعل ويعلم ما يعمل من خير او شر فيحجزه ذلك من القبيح من الاعمال** جس آدمی کو علم الیقین ہو کہ وہ جو کچھ کہتا اور کرتا ہے۔ اللہ اسے دیکھ بھی رہا ہے اور سن بھی رہا ہے اور وہ جو کچھ نیکی یا بدی کرتا ہے خدا اسے جانتا ہے تو یہ علم اسے برے کام کرنے سے روکے گا اور ایسا بندہ ہی خدا کے ہاں حاضری سے ڈرنے والا ہے۔ (کافی وصافی)

خدا سے ڈرنے اور مخالفت نفس کرنے والوں کے تین درجات کا تذکرہ

بعض علماء نے اللہ سے ڈرنے والوں کے تین درجے بیان کیے ہیں۔

۱۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان عقائد حقہ رکھے اور نظریات باطلہ سے اجتناب کرے۔

۲۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی جب کوئی گناہ کرنے کا ارادہ کرے تو اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری اور حضوری کا تصور کر کے اس گناہ کے ارتکاب سے باز آجائے۔

۳۔ تیسرا اور آخری درجہ یہ ہے کہ انسان خواہش نفس کے خلاف اس قدر جہاد اور ریاض کرے کہ اس کے اندر ہوائے نفس باقی ہی نہ رہے اور وہ ہر ہر معاملہ میں شرع انور کے تقاضوں کو مقدم رکھے۔ چنانچہ پیغمبر اسلام سے منقول ہے فرمایا **لا یومن احد کم حتی یکون هواه تبعالما جئت به۔** کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک وہ اپنی خواہش کو میری لائی ہوئی شریعت کے تقاضوں کے تابع نہ بنائے۔

۱۴)۔ **يسئلونك عن الساعه... الآية**

قیامت کے دن کے برپا ہونے کا حقیقی علم صرف خدا کے پاس ہے

یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب برپا ہوگی؟ ارشاد قدرت ہے کہ اے میرا رسول آپ کا کام قیامت سے ڈرانا ہے اس کے وقوع کا اصلی وقت بتانا آپ کے فرائض میں شامل نہیں ہے کیونکہ اس کا علم صرف تمہارے پروردگار کے پاس ہے۔ علمها عند ربی لا یجلیها لوقتها الا هو (سورہ اعراف ۱۸) اس کے سوا اس کا اصلی وقت کوئی نہیں جانتا لہٰذا اس کے کریدنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اپنا کام کریں یعنی لوگوں کو قیامت اور اس کے شدائد سے ڈرائیں مگر اس ڈراوے کا فائدہ بھی اسی کو ہوگا جسے قیامت کا ڈر ہوگا۔

۱۵)۔ کانهم یوم یرونها... الآیة

ارشاد قدرت ہے کہ قیامت کے یہ منکرین جب اس کا مشاہدہ کریں گے اور اسے بچشم خود دیکھیں گے تو یوں محسوس کریں گے کہ وہ دنیا میں یا برزخ میں صرف ایک دن کا پچھلا پہر یا اس کا اگلا پہر ٹھہرے ہیں و بس۔ سورہ یونس میں وارد ہے کہ یوم یحشرهم کان لم یلبثوا الا ساعة من النهار (۴۵) جب خدا انہیں محشور کرے گا تو وہ خیال کریں گے کہ وہ (دنیا یا برزخ میں) دن کی ایک گھڑی رہے ہیں اور اس بات کی کئی بار وضاحت کی جا چکی ہے۔

سورہ نازعات کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بعونہ
بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ والحمد للہ
۹ جنوری ۲۰۰۴ء ذی العقدہ ۱۴۲۴ھ
بوقت پونے دس بجے شب

سورۂ عبس کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کے آغاز میں لفظ عبس مذکور ہے۔اسی سے اس سورہ کا نام تجویز ہوا ہے۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے اور وہ بھی پیغمبر اسلامؐ کی مکی زندگی کے تین ادوار میں سے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔

سورہ عبس کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ سورہ کے آغاز میں ایک اندھے شخص کا واقعہ مذکور ہے جس کا تعلق تمام مفسرین کے بیان کے مطابق آنحضرت کی ذات سے ہے اور بعض روایات کے مطابق ایک دوسرے شخص سے ہے۔ بہرحال اس کی تحقیق اس سورہ کی تفسیر کے دوران کی جارہی ہے۔

۲۔ قرآن کے پندوموعظہ ہونے کا تذکرہ۔

۳۔ انسان کے کفران نعمت کرنے کا بیان۔

۴۔ متکبر لوگوں کو اپنا آغاز خلقت یاد دلا کر سرزنش کی گئی ہے۔

۵۔ ان بعض نعمتوں کا تذکرہ جو خالق کریم نے انسان کے لیے پیدا کی ہیں۔

۶۔ قیامت کے دن کی ہولناکی کا تذکرہ کہ ہر شخص نفسی نفسی کی حالت میں گرفتار ہوگا اور اپنے ماں باپ بہن بھائی اور بیوی بچوں سے دور بھاگے گا۔

۷۔ دو قسم کے لوگوں کا تذکرہ کہ بعض کے چہرے چمکدار اور ہشاش بشاش ہوں گے اور بعض کے سیاہ اور غبار آلود ہوں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

سورہ عبس کی تلاوت کا ثواب

۱۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ عبس کی تلاوت کرے گا وہ اس حالت میں میدان حشر میں آئے گا کہ اس کا چہرہ مسکراتا ہوا اور ہشاش بشاش ہوگا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ عبس وتولی اور اذا الشمس کورت کی تلاوت کرے گا وہ جنت میں خاص اللہ کے سایہ رحمت وکرامت میں ہوگا۔(ایضاً وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۴۲) (سورۃ عبس مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝۱ اَنۡ جَآءَهُ الۡاَعۡمٰى ۝۲ وَمَا يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝۳ اَوۡ يَذَّكَّرُ فَتَنۡفَعَهُ الذِّكۡرٰى ۝۴ اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰى ۝۵ فَاَنۡتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝۶ وَمَا عَلَيۡكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝۷ وَاَمَّا مَنۡ جَآءَكَ يَسۡعٰى ۝۸ وَهُوَ يَخۡشٰى ۝۹ فَاَنۡتَ عَنۡهُ تَلَهّٰى ۝۱۰ كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذۡكِرَةٌ ۝۱۱ فَمَنۡ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝۱۲ فِىۡ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝۱۳ مَّرۡفُوۡعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۢ ۝۱۴ بِاَيۡدِىۡ سَفَرَةٍ ۝۱۵ كِرَامٍۢ بَرَرَةٍ ۝۱۶ قُتِلَ الۡاِنۡسَانُ مَاۤ اَكۡفَرَهٗ ۝۱۷ مِنۡ اَىِّ شَىۡءٍ خَلَقَهٗ ۝۱۸ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝۱۹ ثُمَّ السَّبِيۡلَ يَسَّرَهٗ ۝۲۰ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقۡبَرَهٗ ۝۲۱ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنۡشَرَهٗ ۝۲۲ كَلَّا لَمَّا يَقۡضِ مَاۤ اَمَرَهٗ ۝۲۳ فَلۡيَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ ۝۲۴ اَنَّا صَبَبۡنَا الۡمَآءَ صَبًّا ۝۲۵ ثُمَّ شَقَقۡنَا الۡاَرۡضَ شَقًّا ۝۲۶ فَاَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا حَبًّا ۝۲۷ وَّعِنَبًا وَّقَضۡبًا ۝۲۸ وَّزَيۡتُوۡنًا وَّنَخۡلًا ۝۲۹ وَّحَدَآئِقَ غُلۡبًا ۝۳۰ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ۝۳۱ مَّتَاعًا لَّكُمۡ وَلِاَنۡعَامِكُمۡ ۝۳۲ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝۳۳ يَوۡمَ يَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِيۡهِ ۝۳۴ وَاُمِّهٖ وَاَبِيۡهِ ۝۳۵ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيۡهِ ۝۳۶ لِكُلِّ امۡرِئٍ مِّنۡهُمۡ يَوۡمَئِذٍ شَاۡنٌ يُّغۡنِيۡهِ ۝۳۷ وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ مُّسۡفِرَةٌ ۝۳۸ ضَاحِكَةٌ مُّسۡتَبۡشِرَةٌ ۝۳۹ وَوُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ عَلَيۡهَا غَبَرَةٌ ۝۴۰ تَرۡهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝۴۱ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡكَفَرَةُ الۡفَجَرَةُ ۝۴۲

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے (ایک شخص نے) تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا (۱) کہ اس (پیغمبر اسلامؐ) کے پاس ایک نابینا آیا (۲) اور تمہیں کیا معلوم شاید وہ پاکیزہ ہو جاتا (۳) یا نصیحت حاصل کرتا اور نصیحت اسے فائدہ پہنچاتی (۴) جو شخص مالدار ہے (یا بے پروائی کرتا ہے) (۵) تو تم اس کی طرف تو توجہ کرتے ہو (۶) حالانکہ تم پر کوئی الزام نہیں اگر وہ پاکیزہ نہیں ہوتا (۷) اور جو تمہارے پاس دوڑتا ہوا (شوق سے) آتا ہے (۸) اور (خدا سے) ڈرتا ہے (۹) تو تم اس سے بے رخی برتتے ہو (۱۰) ہرگز نہیں! یہ (قرآن) تو ایک نصیحت ہے (۱۱) جو چاہے اسے قبول کرے (۱۲) یہ (قرآن) ان صحیفوں میں درج ہے جو مکرم ہیں (۱۳) بلند مرتبہ (اور) پاک و پاکیزہ ہیں (۱۴) جو ایسے کاتبوں کے ہاتھوں سے (لکھے ہوئے) ہیں (۱۵) جو معزز اور نیکوکار ہیں (۱۶) غارت ہو (منکر) انسان یہ کتنا بڑا ناشکرا ہے؟ (۱۷) اللہ نے اسے کس چیز سے پیدا کیا ہے؟ (۱۸) نطفہ سے اسے پیدا کیا ہے اور پھر اس کے اعضاء و جوارح کا اندازہ مقرر کیا ہے (۱۹) پھر (زندگی کا) راستہ اس کے لیے آسان کر دیا (۲۰) پھر اس کو موت دی پھر اسے قبر میں پہنچایا (۲۱) پھر جب چاہے گا اسے دوبارہ زندہ کر دے گا (۲۲) ہرگز نہیں (بایں ہمہ) اس نے اسے پورا نہ کیا جس کا (خدا نے) اسے حکم دیا تھا (۲۳) انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی غذا کی طرف دیکھے (۲۴) ہم نے اچھی طرح خوب پانی برسایا (۲۵) پھر ہم نے زمین کو اچھی طرح شگافتہ کیا (۲۶) پھر ہم نے اس میں سے غلے (۲۷) اور انگور اور ترکاریاں اگائیں (۲۸) اور زیتون اور کھجوریں (۲۹) اور گھنے باغ (۳۰) اور میوے اور چارا (۳۱) جو تمہارے اور تمہارے مویشوں کے لیے سامان زندگی کے طور پر ہے (۳۲) پس جب کانوں کو پھاڑ دینے والی آواز آجائے گی (۳۳) تو اس دن آدمی اپنے بھائی سے (۳۴) اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے (۳۵) اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگے گا (۳۶) اس دن ان میں ہر شخص کا یہ عالم ہوگا جو اسے سب سے بے پروا کر دے گا (۳۷) کچھ چہرے اس دن روشن ہوں گے (۳۸) خندان و شاداں (اور خوش و خرم) ہوں

گے (۳۹) اور کچھ چہرے ایسے ہوں گے جن پر گرد وغبار پڑی ہوئی ہوگی (۴۰) اور ان پر سیاہی چھائی ہوگی (۴۱) اور یہی لوگ کافر و فاجر ہوں گے (۴۲)

تشریح الالفاظ

(۱) عبس کے معنی ترش روئی اور تیوری چڑھانے کے ہیں۔ (۲) تلھی کے معنی بے اعتنائی کرنے کے ہیں۔ (۳) قضا کے معنی پورے والے گھاس کے ہیں۔ (۴) غلبا یہ اغلب کی جمع ہے جس کے معنی موٹی گردن والا کے ہیں اور یہاں گھنے اور گنجان مراد ہیں۔ (۵) الصاخة کے معنی اس بڑی سخت چیخ کے ہیں جو کانوں کو بہرہ کر دے۔

تفسیر الآیات

۱) ۔ عبس و تولی... الآیة

اس آیت کی عام مفسرین کے نزدیک شان نزول

عام مفسرین اسلام نے اس سورہ کی شان نزول یہ بیان کی ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں مکہ کے چند بڑے سردار جیسے ابوجہل، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ وغیرہ حاضر تھے اور آپ انہیں اسلام لانے پر آمادہ کر رہے تھے کہ اسی اثناء میں عبداللہ بن ام مکتوم جو کہ نابینا صحابی تھے اور جناب ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے خالہ زاد بھائی اور پیغمبر اسلام کے ان دنوں موذن بھی تھے حاضر ہوئے اور نابینا ہونے کی وجہ سے دیکھے بغیر کہ پیغمبر کیا کر رہے ہیں اور یہ سوچے بغیر کہ محفل کا رنگ کیا ہے؟ آتے ہی یہ کہنا شروع کیا کہ یارسول اللہ علمنی شیئا انتفع بہ مما علمك الله۔ یارسول اللہ جو کچھ خدا نے آپ کو سکھایا پڑھایا ہے اس سے کچھ مجھے بھی تعلیم دیں تاکہ میں اس سے مستفید ہوں۔ چنانچہ آنحضرت کو اس کی یہ مداخلت بے جا ناگوار ہوئی اور اس ناگواری کے آثار چہرہ انور پر نمودار ہوئے اور آپ نے اس سے بے رخی برتی جس پر خداوند عالم نے آپ کو عتاب کرتے ہوئے یہ سورہ نازل فرمائی۔ (عام کتب تفاسیر)

اس شان نزول پر تنقید اور حقیقی شان نزول کی تعیین؟

اگرچہ مذکورہ بالا شان نزول حسب ظاہر قرآن کے ظاہری الفاظ کے موافق معلوم ہوتی ہے اور ایک

ظاہر بین بادی النظر میں یہی مفہوم قرآن سے سمجھتا ہے مگر بموجب نقل راعقل باید۔ روایت کے لیے درایت ضروری ہوتی ہے۔ بناء بریں چونکہ یہ روایت خلق عظیم کے مالک مصطفیؐ اور کفار سے بھی ترشروئی نہ کرنے والے مجتبیؐ اور گالیاں کھا کر بھی دعا کرنے والے رسول خداؐ کی شان اقدس کے سراسر منافی ہے۔ اگر چہ اس روایت کے مطاق بھی یہ کوئی گناہ نہیں ہے جو خلاف عصمت ہے بلکہ ترک اولی ہے اس کی تاویل کی جاسکتی ہے مگر خدا لگی بات یہ ہے کہ ایسا ترک اولی کہ جس کی وجہ سے خدا کو عتاب میں پوری سورہ نازل کرنی پڑے یہ بات ہرگز پیغمبر اسلامؐ ایسی ہستی کے شایان شان نہیں ہے اور ایسا کردار تو آپ کے غلاموں سے بھی بعید ہے اور عام اہل ایمان کے مقام سے بھی فروتر ہے۔ لہٰذا اس کی شان نزول وہی صحیح ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک بار پیغمبر اسلام کی بارگاہ میں چند معزز صحابہ کرام تشریف فرما تھے اور ان میں ایک بزرگ بنی امیہ کے چشم و چراغ بھی تھے جو بڑے سرمایہ دار بھی تھے اتنے میں عبداللہ بن ام مکتوم نابینا صحابی حاضر ہوئے اور آپ نے انہیں اس بزرگ کے آگے بٹھا دیا جس کی وجہ سے اس نے ناک بھوں چڑھائی اور منہ پھیر لیا جس پر خدا نے یہ عتاب آلود آیتیں نازل کیں تا کہ جہاں اس سرمایہ دار کی مذمت ہو وہاں ابن ام مکتوم کی دلجوئی بھی ہو جائے۔ (تنزیہ الانبیاء سید مرتضی، تفسیر مجمع البیان، تفسیر ابوالفتوح رازی، تفسیر صافی وغیرہ وغیرہ)

۲)۔ وما یدریك لعله... الآیۃ

پہلی آیت کا انداز بیان ہی بتاتا ہے کہ یہ ترش روئی کرنے والا اور منہ پھیرنے والا کوئی اور شخص ہے مگر کئی لوگوں کو وما یدریك اور اس کے بعد والے مخاطب کے صیغوں سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے کہ اس فعل کا صدور آپؐ سے ہوا ہے۔ حالانکہ یہاں علم البیان والی صنعت التفات کارفرما ہے کہ وہی شخص جس سے اس بدخلقی کا صدور ہوا ہے اور پہلے غائب کے صیغوں سے اس کا ذکر کیا گیا ہے ایک دم اسے مخاطب کر کے اس کی سرزنش کی جا رہی ہے اور یہ سلسلہ کلام آیت ۱۰ کے اختتام تک برابر چل رہا ہے۔ فتدبر

۳)۔ کلا انھا تذکرۃ... الآیۃ

قرآن مجید کتاب نصیحت ہے

اس آیت میں ''انہا'' کی ضمیر کا مرجع آیات قرآنیہ ہیں کہ وہ نصیحت اور یاددہانی ہیں ہر اس شخص کے لیے جو نصیحت قبول کرنا چاہے اور یہ انداز بیان انسان کے فاعل مختار ہونے کی ناقابل انکار دلیل جمیل ہے اور یہ کہ قرآن اور اس کی سورتیں اور آیتیں ان مقدس صحیفوں میں ثبت ہیں جو مکرم ہیں بلند مرتبہ ہیں اور پاک و پاکیزہ ہیں

اور ایسے کاتبوں کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی ہیں جو معزز اور نیکوکار ہیں۔ مخفی نہ رہے کہ ان مقدس صحیفوں سے عام طور پر لوح محفوظ مراد لی گئی ہے اور باوجود اس کے ایک ہونے کے اسے صیغۂ جمع (صحف) سے اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ اس میں تمام آسمانی صحیفے لکھے ہوئے ہیں اور ان صحف سے انبیاء پر نازل شدہ کتابیں بھی مراد ہوسکتی ہیں جن میں اس قرآن کا تذکرہ موجود ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے۔ ان ھذا لفی الصحف الاولی (القرآن) اور معزز اور نیکوکار کاتبوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جنہوں نے لوح محفوظ کے نوشتہ کو لکھا ہے اور یہ اس بنا پر ہے کہ جب سفرہ کو سافر بمعنی کاتب کی جمع قرار دیا جائے اور اگر اسے سفیر کی جمع قرار دیا جائے تو پھر اس سے وحی ربانی کے سفیر یعنی انبیاء علیہم السلام مراد ہوں گے۔

فضیل بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا الحافظ للقرآن العامل بہ مع السفرۃ الکرام البررۃ جو شخص قرآن کا حافظ ہو اور اس پر عمل بھی کرے تو وہ جنت میں (اللہ کے) معزز اور نیکوکار کاتبوں (فرشتوں) کے ہمراہ ہوگا۔ (مجمع البیان)

۴)۔ قتل الانسان... الآیۃ

اس انسان سے کون انسان مراد ہے؟

قتل الانسان مذمت کے ان الفاظ سے ہلاکت، بربادی، لعنت کا نزول اور غارت ہونا مراد ہوتی ہے کہ انسان ہلاک و برباد ہو جائے، اس پر لعنت ہو اور وہ غارت ہو جائے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ اس قسم کے مقامات پر جہاں مطلق انسان کی مذمت کی گئی ہے آیا اس سے انسانی نوع کا ہر فرد مراد ہے؟ حاشا وکلا۔ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔ اس سے کافر، منافق اور مجرم اور احسان فراموش ناشکرا انسان مراد ہے جو اپنے حقیقی محسن و منعم کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔ چنانچہ خلاق عالم جابجا ایسے انسان کو اپنی نعمتوں کی طرف متوجہ کرتا ہے اور اسے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر ادائے شکر پر آمادہ کرتا ہے جیسا کہ یہاں بھی آیات ذیل میں ایسا ہی کیا ہے۔

۵)۔ من ای شئی خلقہ... الآیہ

انسانی تخلیق، تقدیر، تدبیر اور تیسیر کا تذکرہ

یعنی اگر انسان اپنی خلقت پر غور کرے کہ خالق حکیم نے اسے ایک قطرہ آب سے پیدا کر کے کہاں سے کہاں تک پہنچایا؟ پھر اس کے اعضاء و جوارح درست کیے اور اسے مختلف مراحل سے گزار کر عالم وجود میں لایا اور پھر مادی و روحانی زندگی گزارنے کے لیے آسانی پیدا کر دی یعنی انبیاء و مرسلین کے بیان کردہ

راستہ کی طرف راہنمائی فرمائی اور زندگی بسر کرنے کا سامان زیست مہیا فرمایا چنانچہ سورہ اعلی میں بھی اسی حقیقت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔الذی خلق فسوی۔ والذی قدر فھدی۔ (الاعلی ۲-۳)

ایضاح

واضح رہے کہ یہاں فقدر سے جہاں اعضاء و جوارح کی درستگی اور مختلف مراحل تخلیق سے گزارنے کا اندازہ مراد ہوسکتا ہے وہاں اس سے قضا وقدر یعنی اصطلاحی معنی میں تقدیر بھی مراد ہوسکتی ہے جس کے دائرہ میں عقل وشکل، سیرت وصورت، قد وقامت، صحت ومرض، رزق اور اس کی وسعت وتنگی اور عمر اور اس کی درازی و کوتاہی وغیرہ سب امور داخل ہیں جسے عام لفظوں میں قسمت بھی کہا جاتا ہے۔یعنی ۔

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

پھر اس تقدیر کی دو قسمیں ہیں۔

۱) مبرم یعنی نہ ٹلنے والی

۲) اور غیر مبرم یعنی انسانی سعی وکوشش سے اور جدوجہد سے ٹلنے اور بدلنے والی ولیس للانسان الاماسعی۔ جس کی قبل ازیں کسی مناسب مقام پر وضاحت کی جا چکی ہے اور اس موضوع کی تفصیلات معلوم کرنے کے خواہش مند حضرات ہماری کتاب احسن الفوائد کی طرف رجوع کریں۔بہرحال اگر کوئی انسان ان امور پر غور وفکر کرے گا تو پھر وہ اپنے ایسے محسن ومنعم خالق ومالک کے سامنے ہرگز سرکشی نہیں کرے گا بلکہ اس کی اطاعت وعبادت میں اپنی زندگی کے دن گزارے گا۔یا ایھا الانسان ماغرك بربك الكريم؟

۶)۔ فلینظر الانسان...الآیۃ

مکی سورتوں کا انداز بیان

ان نوعدد آیتوں میں انہی انعام یا انہی چیزوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جن کی طرف اس سے قبل کی سورتوں میں توجہ دلائی گئی تھی کہ جس خدا نے تمہارے لیے یہ سب زندگی کا سامان فراہم کیا ہے تم اس کی نعمتوں کو کیوں یاد نہیں رکھتے؟ اور کیوں اس سے سرکشی کرتے ہو؟ گویا مکہ میں نازل شدہ سورتوں کا وہی انداز بیان ہے جس طرح ابتدائی طالب علموں کے شعبوں میں مختلف انداز سے بار بار کچھ چیزوں کو دہرایا جاتا ہے تا کہ انہیں یاد ہوں اور ان کے ذہن میں رہ سکیں۔ پھر جب وہ انہیں یاد ہو جائیں گی اور ذہن نشین ہو جائیں گی تو

آئندہ انہیں آگے کے سبق دیے جائیں گے اور اپنے محاسبہ نفوس کے لیے بھی اور آخرت کا خوف پیدا کرنے کے لیے بھی۔ (فصل الخطاب ج ۷)

آیت کریمہ فلینظر الانسان کی تاویل میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوں وارد ہے کہ فلینظر الانسان الی علمه عمن یاخذہ۔ انسان کو چاہیے کہ (اپنی روحانی غذا) علم پر غور کرے کہ وہ کس سے لے رہا ہے؟ یعنی آیا کسی ہادی اور ہدایت یافتہ سے حاصل کر رہا ہے یا کسی ضال و مضل سے۔ (تفسیر صافی وغیرہ)

۷)۔ فاذا جائت الصاخة... الآیة

قیامت کی ہولناکی کا تذکرہ

صاخہ اس مہیب آواز اور اس چیخ کو کہا جاتا ہے جو کانوں کے پردے پھاڑ دے اور انہیں بہرہ کر دے جس سے قیامت اور اس کی نفخ صور والی پہلی آواز مراد ہے۔ جس دن نفسا نفسی کا یہ عالم ہوگا کہ ہر شخص اپنے نسبی و سببی رشتہ داروں سے بھاگے گا اور اپنی حالت میں اس طرح مدہوش ہوگا کہ کسی کا ہوش نہ ہوگا۔

۸)۔ یوم یفر المرء من اخیه... الآیة

قیامت کے دن آدمی کے اپنے قریبی رشتہ داروں سے بھاگنے کی وجہ؟

یہی آیت تھوڑے سے تغیر الفاظ کے ساتھ سورہ معارج کی آیت ۱۱ سے ۱۵ تک گزر چکی ہے **یود المجرم لو یفتدی من عذاب یومئذ ربینیه... الآیة** اب رہی اس بات کی تحقیق کہ آدمی دنیا میں جن رشتہ داروں کی زندگی سنوارنے کی خاطر اپنا دین بھی برباد کر لیتا تھا آج ان سے کیوں دور بھاگے گا؟ تو اس کی کئی وجوہ مفسرین نے بیان کی ہیں۔

۱۔ اس کی پہلی اور سب سے بڑی وجہ تو صورت حال کی شدت اور مصیبت کی حدت ہے جس میں وہ گرفتار ہوگا کہ اسے کسی کا ہوش ہی نہیں ہوگا۔

۲۔ اس فرار کی دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ دار دنیا میں اس نے ان لوگوں کے حقوق کی ادائیگی میں جو کوتاہی کی ہوگی اسے خوف ہوگا کہ وہ کہیں اس سے اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کریں اور میرے اعمال کی میرے خلاف گواہی نہ دیں۔

۳۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ وہ جانتا ہوگا کہ آج ان لوگوں کا قرب اور نزدیکی کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

۴۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ آدمی مومن ہوا اور اس کے رشتہ دار مومن نہ ہوں اور اس کی وجہ سے وہ اس دن ایسی حالت میں گرفتار ہوں کہ یہ اسے دیکھ کر برداشت نہ کر سکے اس لیے وہ ان سے دور بھاگے گا۔ واللہ العالم۔ (مجمع البیان)

۹)۔ وجوہ یومئذ... الآیۃ

دو قسم کے لوگوں کا تذکرہ

ایک وہ جن کے چہرے ہشاش بشاش ہوں گے اور دوسرے وہ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اس قسم کی ایک آیت قبل ازیں سورہ آیت پر گزر چکی ہے اور وہیں اس کی مکمل تفسیر بھی کی جا چکی ہے۔ اس مقام کی طرح رجوع کیا جائے۔ اعادہ وتکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۰)۔ اولئک ھم الکفرۃ... الآیۃ

ظاہر ہے کہ جن کے چہرے خندان وشادان اور خوش وخرم ہوں گے وہ مومنین صالحین ہوں گے اور جن کے چہروں پر خاک اڑ رہی ہوں گی اور ان کے چہروں پر سیاہی چھائی ہوئی ہوگی وہ کافرین وفاجرین ہوں گے یعنی جو مقام اعتقاد میں کافر ومشرک ہوں گے اور مقام عمل میں فاسق وفاجر ہوں گے۔

سوہ عبس کا ترجمہ وتفسیر بعونہ تعالیٰ وحسن توفیقہ
بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ والحمدللہ ۱۰ جنوری ۲۰۰۴ء

سورہ تکویر کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ کورت موجود ہے۔جس کا مصدر تکویر ہے جس کے معنی لپیٹنے کے ہیں۔اسی سے اس کا یہ نام مقرر ہوا۔

عہد نزول

اس سورہ کا اسلوب و انداز بیان اور اس کا مرکزی موضوع یعنی رسالت اور قیامت بھی اس بات کا شاہد ہے کہ یہ سورہ مکہ مکرمہ میں اور وہ بھی پیغمبر اسلامؐ کی بعثت کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔

سورہ تکویر کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ چونکہ اس سورہ کا مرکزی موضوع قیامت و رسالت ہے لہٰذا اس سورہ میں انہی دو چیزوں پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

۲۔ پہلی چند آیتوں میں قیامت کے ابتدائی حالات کا تذکرہ کیا گیا ہے جب سورج کی روشن قندیل بے نور ہو جائے گی اور ستارے بکھر جائیں گے یعنی نظام کائنات درہم برہم ہو جائے گا۔

۳۔ اس کے بعد قیامت کے دوسرے مرحلہ کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ دوسرے نفخ صور کے بعد کس طرح مردے قبروں سے نکل کر بارگاہ الٰہی میں مقام حساب میں کھڑے ہوں گے۔

۴۔ محاسبہ کے وقت نامہ ہائے اعمال کے کھولے جانے کا تذکرہ۔

۵۔ انسان کو یہ سوچنے کی دعوت دی گئی ہے کہ اس نے اس دن کے لیے کیا ذخیرہ چھوڑا ہے؟

۶۔ زندہ درگور کی جانے والے لڑکیوں کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔

۷۔ متعدد قسمیں کھا کر پیغمبر اسلامؐ کی رسالت کے برحق ہونے کا تذکرہ۔

۸۔ یہ قرآن نہ پیغمبر اسلامؐ کی اپنی تصنیف ہے اور نہ کسی شیطان و انسان کا کلام ہے بلکہ خدائے رحمان کا کلام ہے جسے ایک امین اور عالی مقام فرشتہ (جبرائیل) لے کر نازل ہوا ہے۔

سورہ تکویر کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خداؐ سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ اذا الشّمس کورت کی تلاوت کرے گا تو خدا اسے صحیفہ اعمال کے کھولے جانے والے دن ذلت ورسوائی سے محفوظ رکھے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی وہ روایت جو سورہ عبس وتولی کے ثواب کے ضمن میں گزر چکی ہے جس میں امام نے فرمایا کہ جو شخص سورہ عبس وتولی اور سورہ اذا الشّمس کورت کی تلاوت کرے گا تو وہ خدا کی جنت میں اور اس کی رحمت وکرامت کے سایہ میں رہے گا۔ (ایضاً)

(آیاتہا ۱۹) (سورۃ التکویر مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ ۞ ۱ وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ ۞ ۲ وَاِذَا الۡجِبَالُ سُيِّرَتۡ ۞ ۳ وَاِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ ۞ ۴ وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ ۞ ۵ وَاِذَا الۡبِحَارُ سُجِّرَتۡ ۞ ۶ وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ ۞ ۷ وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ سُئِلَتۡ ۞ ۸ بِاَىِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ ۞ ۹ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ ۞ ۱۰ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتۡ ۞ ۱۱ وَاِذَا الۡجَحِيۡمُ سُعِّرَتۡ ۞ ۱۲ وَاِذَا الۡجَنَّةُ اُزۡلِفَتۡ ۞ ۱۳ عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّاۤ اَحۡضَرَتۡ ۞ ۱۴ فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ۞ ۱۵ الۡجَوَارِ الۡكُنَّسِ ۞ ۱۶ وَالَّيۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ ۞ ۱۷ وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۞ ۱۸ اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ ۞ ۱۹ ذِىۡ قُوَّةٍ عِنۡدَ ذِى الۡعَرۡشِ مَكِيۡنٍ ۞ ۲۰ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيۡنٍ ۞ ۲۱ وَمَا صَاحِبُكُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍ ۞ ۲۲ وَلَقَدۡ رَاٰهُ بِالۡاُفُقِ الۡمُبِيۡنِ ۞ ۲۳ وَمَا هُوَ عَلَى الۡغَيۡبِ بِضَنِيۡنٍ ۞ ۲۴ وَمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَيۡطٰنٍ رَّجِيۡمٍ ۞ ۲۵ فَاَيۡنَ تَذۡهَبُوۡنَ ۞ ۲۶ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۞ ۲۷ لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّسۡتَقِيۡمَ ۞ ۲۸ وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۞ ۲۹

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے جب سورج (کی بساط) لپیٹ دی جائے گی (۱) اور ستارے (بکھر کر) بے نور ہو جائیں گے (۲) اور جب پہاڑ چلا دیے جائیں گے (۳) اور جب حاملہ اونٹیاں آوارہ پھریں گی (۴) اور جب وحشی جانور اکٹھے کر دیئے جائیں (۵) اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے (۶) اور جب جانیں (جسموں سے) ملا دی جائیں گی (۷) اور جب زندہ درگور کی ہوئی (لڑکی) سے پوچھا جائے گا (۸) کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی؟ (۹) اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے (۱۰) اور جب آسمان کھول دیا جائے گا (۱۱) اور جب دوزخ بھڑکا دی جائے گی (۱۲) اور جب جنت قریب لے آئی جائے گی (۱۳) تب ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے کیا لا کر پیش کیا ہے (۱۴) تو نہیں! میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے (۱۵) سیدھے چلنے اور چھپ جانے والے ستاروں کی (۱۶) اور قسم کھاتا ہوں رات کی جب وہ جانے لگے (۱۷) اور صبح کی جب وہ سانس لے کر آنے لگے (۱۸) بے شک یہ (قرآن) ایک معزز پیغامبر کا قول ہے (۱۹) جو قوت والا ہے اور مالک عرش کے نزدیک بلند مرتبہ ہے (۲۰) (وہاں) اس کا حکم مانا جاتا ہے اور پھر وہ امانتدار (بھی) ہے (۲۱) اور تمہارا ساتھی (پیغمبر اسلامؐ) دیوانہ نہیں ہے (۲۲) اور اس (پیغمبر) نے اس (پیغام بر) کو روشن افق (کنارے) پر دیکھا ہے (۲۳) اور وہ غیب کی باتوں کے معاملہ میں بخیل نہیں ہے (۲۴) اور وہ (قرآن) کسی مردود شیطان کا قول نہیں ہے (۲۵) تم کدھر جا رہے ہو؟ (۲۶) وہ نہیں ہے مگر تمام دنیا جہاں کے لیے نصیحت ہے (۲۷) یعنی اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے (۲۸) اور تم نہیں چاہتے مگر وہی جو عالمین کا پروردگار چاہتا ہے (۲۹)

تشریح الالفاظ

(۱) کورت۔ تکویر کے معنی لپیٹنے کے ہیں۔ (۲) فجرت، تفجیر کے معنی آگ کے بھڑکانے اور پانی کے ابلنے کے ہیں۔ (۳) کشطت، کشط کے معنی کھولنے اور ادھیڑنے کے ہیں۔ (۴) بضنین، ضنین

کے معنی بخیل کے ہیں۔(۵) ذکر اس کے معنی پند و نصیحت کے ہیں۔(۶) عشار یہ عشراء کی جمع ہے جس کے معنی اس اونٹنی کے ہیں جس کے حمل کو دس ماہ گزر جائیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ اذا الشمس کورت... الآیة

نفخہ اولی کے بعد نظام کائنات کی درہمی و برہمی کا نمونہ

ان ابتدائی آیتوں میں قیامت کبری کے قائم ہونے کی تصویر کشی کی گئی ہے کہ جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو نظام کائنات درہم برہم ہو جائے گا اور دنیا کا موجودہ توازن بگڑ جائے گا۔ چنانچہ صورت حال یا بالفاظ دیگر حالات کا نقشہ یہ ہوگا۔

۱۔ سورج کی بساط لپیٹ دی جائے گی اور اس کی شعاعوں اور ضیا پاشیوں کو ختم کر دیا جائے گا جن سے دنیا بقعہ نور بنتی ہے چنانچہ تمام دنیا میں گھپ اندھیرا چھا جائے گا۔

۲۔ ستارے بے نور ہو کر فضا میں بکھر جائیں گے! انکدار کے ایک معنی بکھرنے کے ہیں۔ بناء بریں مطلب یہ ہوگا کہ ستارے فضا میں بکھر جائیں گے جیسا کہ سورہ انفطار کی آیت ۲ میں ہے **واذا الکواکب انتشرت**۔ ستارے بکھر جائیں گے اور دوسرے معنی مدھم ہونے کے ہیں۔ بناء بریں ان کی روشنی ختم ہو جائے گی۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ پہلے ان کی روشنی ختم ہو جائے اور پھر وہ بکھر جائیں۔ (مجمع البیان)

۳۔ اور پہاڑ چلا دیئے جائیں گے قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر ہے کہ وہ نہ صرف اپنی جگہ سے اکھیڑ دیئے جائیں گے بلکہ اس طرح ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے کہ دھنکی ہوئی اون کی گالوں کی طرح فضائے بسیط میں اڑ جائیں گے۔

۴۔ دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں آوارہ چھوڑ دی جائیں گی جس اونٹنی کے پیٹ میں دس ماہ کا بچہ ہوتا تھا وہ عربوں کے نزدیک بڑا قیمتی مال سمجھی جاتی تھی مگر اس وقت اضطراب اور پریشانی کا یہ عالم ہوگا کہ ایسے قیمتی مال کو آوارہ چھوڑ دیا جائے گا اور اس کا کوئی پرسان حال نہ ہوگا اور نہ کسی کو اس کا ہوش ہوگا۔

۵۔ جب وحشی جانور اکٹھے ہو جائیں گے۔ جانوروں کی فطرت ہے کہ جب کوئی وحشت ناک موقع آئے جیسے جنگل میں آگ لگ جائے یا سیلاب کا پانی آ جائے تو جانور اگرچہ ان کے درمیان باہمی نفرت بھی

ہوسب ایک جگہ اکٹھے ہوجاتے ہیں۔اس وقت نہ کتا کسی کو کاٹتا ہے نہ شیر کسی کو پھاڑتا ہےاور نہ سانپ کسی کو ڈستا ہے مطلب یہ ہے کہ زلزلہ قیامت کے وقت صرف انسان ہی مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ جنگلی جانور بھی بدحواس ہوجائیں گےاور بعدازاں سب ہلاک ہوجائیں گے۔

فاضل رازی اور علامہ طبرسی کے بیان پر تنقید

فاضل رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اور علامہ طبرسی نے اپنی تفسیر مجمع البیان میں بیان کیا ہے کہ عادل حقیقی قیامت کے دن حیوانات کو بھی محشور کرے گا تاکہ بعض سے دوسرے بعض کا قصاص لے حتی کہ اگر کسی سینگ والے جانور نے دنیا میں کسی بے سینگ جانور کو ٹکر ماری تھی تو قیامت کے دن خدا بے سینگ کے سینگ لگائے گا اور سینگ والے جانور کے سینگ ختم کردے گا تاکہ بے سینگ ٹھوکر مار کر سینگ والے سے اپنا بدلہ لے۔مگر یہ بات عقل وشرع کے میزان پر پوری نہیں اترتی کیونکہ حساب وکتاب اور عوض ومعاوضہ اس وقت ہوتا ہے جب شرعی تکلیف ہو اور شرعی تکلیف اس وقت ہوتی ہے جب عقل ہو اور جب جانوروں میں عقل ہی نہیں ہے تو تکلیف کہاں؟ اور جب وہ مکلف ہی نہیں ہے تو پھر محاسبہ اور قصاص کہاں؟

۶۔ جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے۔یہ تو تسجیر جو کہ باب تفعیل کا مصدر ہے اس کا اصل مادہ سجر ہے جس کے ایک معنی دریا یا سمندر کے پانی کے بے قابو ہوکر اپنے حدود سے باہر نکل پڑنے کے ہیں کہ پانی حدود سے باہر نکل کر ادھر ادھر پھیل جائے اور اسی کو تفجیر بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ اس کے بعد والی انفطار میں وارد ہے کہ اذا البحار فجرت۔بنائر بریں ان دونوں لفظوں کا مفہوم یہ ہوگا کہ جب قیامت کا ہنگامہ برپا ہوگا تو دریا اور سمندر ابل پڑیں گے اور زمین پر پھیل جائیں گے اور تسجیر کے دوسرے معنی تنور میں ایندھن ڈال کر آگ بھڑکانے کے ہیں اور اس میں بھی کوئی تعجب نہیں ہے۔اگ بھڑکنے والی ہے مگر قادر مطلق اسے پانی کی صورت دے کر اس سے اگر بجھانے کا کام لیتا ہے مگر قیامت کے دن یہ دونوں مادے اپنی اصلی حالت میں آجائیں گے تو سمندروں کے پانی بھڑکتے ہوئے شعلے بن جائیں گے۔

۷۔ جب جانیں جسموں سے ملا دی جائیں گی نفخہ اولی کے بعد جو تباہی ہوئی تھی۔موت کے وقت جسم و جان میں جو خدائی واقع ہوگئی تھی اور باہمی اتصال کا سلسلہ ٹوٹ گیا تھا وہ قیامت کے دن نفخۂ ثانیہ کے بعد پھر جوڑ دیئے جائیں گے اور جسم اور روح کو یکجا کرکے محشور کیا جائے گا اور بعض اخبار میں اس کا ایک اور مفہوم وارد ہے یعنی اہل جنت کا حور العین کے ساتھ عقد وازدواج کردیا جائے گا اور

جو اہل نار ہوں گے ان کا ساتھی ان کے شیاطین کو بنا دیا جائے گا۔ (تفسیر صافی)

اور بعض مفسرین نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ ہر شخص کو اس کے عمل کے مطابق نیکوکاروں یا بدکاروں کے ساتھ محشور کیا جائے گا۔ (مجمع البیان)

۸۔ جب زندہ درگور کی جانے والی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کی وجہ سے قتل کی گئی؟

دور جاہلیت کی دوسری غلط اور قبیح رسموں کے علاوہ ایک غلط رسم یہ بھی رائج تھی کہ وہ لڑکیوں کو پیدائش کے وقت یا کچھ عرصہ بعد گڑھا کھود کر زندہ درگور کر دیتے تھے اور اس کی کئی وجوہات تھیں۔

۱۔ پہلی وجہ تو ان کا تکبر و غرور تھا کہ وہ کسی کو اپنا ہمسر سمجھ کر داماد بنانا گوارا نہیں کرتے تھے اس لیے لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے کہ نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔

۲۔ دوسری وجہ ان کی بے جا غیرت وحمیت تھی کیونکہ وہ لوگ بالعموم جنگ وجدال میں مشغول رہتے تھے اور ان لڑائیوں میں ان کو لڑکیوں کی سخت حفاظت کرنی پڑتی تھی تاکہ غنیم ان کو لونڈیاں بنا کر اپنے ساتھ نہ لے جائے۔

۳۔ اور اس جرم شنیع کی تیسری وجہ ان لوگوں کی معاشی ابتری بھی تھی اگرچہ وہ اس سلسلہ میں بعض اوقات لڑکوں کو بھی قتل کر دیتے تھے مگر پھر اس امید پر کہ وہ بڑے ہو کر روزی کمائیں گے ان کو تو چھوڑ دیتے تھے مگر لڑکیوں سے تو یہ امید بھی نہ تھی۔ لہٰذا وہ یہ خیال کر کے ان کو مفت میں پالنا پڑے گا انہیں مار ڈالتے تھے۔

بہر حال وجہ کوئی بھی ہو یہ رسم بد بڑے زور شور سے جاری تھی اور وہ اس سے شرم محسوس کرنے کی بجائے الٹا اس پر فخر کرتے تھے۔ آخر کار اسلام نے نہ صرف یہ کہ اس بے رحمانہ رسم کو ختم کر کے صنف نازک پر احسان عظیم کیا بلکہ لڑکی کی پیدائش کو رحمت قرار دیا اور ان کی پرورش کرنے اور پھر ان کی شادی کرنے کو باعث دخول جنت قرار دیا۔ خداوند عالم عجیب انداز میں یہ حقیقت بیان کر رہا ہے کہ وہ قیامت کے دن زندہ درگور کی جانے والی بے قصور لڑکی سے پوچھے گا کہ تجھے کس جرم کی سزا دی گئی اور کس گناہ کی وجہ سے تجھے جان سے مارا گیا؟ اس وقت وہ اپنی مظلومیت کی داستان سنائے گی کہ میرا قصور صرف یہ تھا کہ تو نے مجھے لڑکی بنایا تھا۔

اس وقت عادل حقیقی اس کے ماں باپ دونوں (اگر ماں بھی راضی ہوئی) یا صرف سنگدل باپ کو قرار واقعی عبرتناک تا کہ سزا دے گا اور وہ کسی صورت میں بھی اس سے بچ نہیں سکے گا۔

درس عبرت

آج کے اس علمی ترقی کے دور میں بھی بعض ماں باپ اپنے کبر ونخوت یا کسی اور سفلی جذبے کے تحت اپنی لڑکیوں کی شادیاں نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ بوڑھی ہو کر مرجاتی ہیں اور جہاں پیدا ہوئی تھیں وہاں سے ان کی ڈولی کی بجائے ان کا جنازہ نکلتا ہے ایسے ظالم ماں باپ کو بھی سوچنا چاہیے کہ کیوں غیر شعوری طور پر وہ بھی اپنی لڑکیوں کے قاتل اور زندہ درگور کرنے والے تو نہیں ہیں؟ اور پھر انہیں اپنے کجروی کی جوابدہی اور اس کی سزا بھگتنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

۹۔ جب نامہائے اعمال کھولے جائیں گے اور وہ ان کے دائیں بائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے جس سے ہر شخص اپنی اپنی کارگزاری بھی دیکھ لے گا اور اس کی روشنی میں اپنا انجام بھی معلوم کرلے گا۔

۱۰۔ جب آسمان کھول دیا جائے گا۔ قرآن مجید میں ہی لفظ کشطت وارد ہے اور کشط کے معنی عربی میں کھال اتارنے کے ہیں۔ بناء بریں آسمان کی کھال اتارنا ایک محاورہ ہے کہ اس دن اس چرغ نیلوی کا سب حسن و جمال غارت ہو جائے گا اور ستاروں کا جال اتار دیا جائے گا اور اس کی صورت و ہیئت دیکھ کر انسان حیران ہو جائے گا۔

۱۱۔ دوزخ بھڑکا دی جائے گی سب اہل محشر دیکھ رہے ہوں گے اور مجرمین اسے دیکھ کر کانپ رہے ہوں گے۔

۱۲۔ اور جنت نزدیک لائی جائے گی جو تیار تو پہلے ہوگی مگر اب اس کی نقاب کشائی کی جائے گی متقین کے دل باغ باغ ہو رہے ہوں گے دوسرے مقام پر وارد ہے ازلفت الجنۃ للمتقین۔ اس مضمون کا اختتام اس بات پر ہو رہا ہے کہ اس دن ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے کیا پیش کیا ہے وہ اپنی کارگزاری کے نتیجہ میں کس جزا یا سزا کا مستحق ہے؟

۲)۔ فلااقسم بالخنس... الآیۃ

حرف لا کے بارے میں کئی بار گفتگو کی جا چکی ہے کہ اکثر تو اس کو زائدہ مانتے ہیں اور جو اس کو زائدہ نہیں مانتے وہ اس کا تعلق کفار و مشرکین کے زعم باطل سے جانتے ہیں وہ کہتے تھے کہ قرآن العیاذ باللہ شیطانی کلام ہے اور پیغمبر اسلام دیوانہ ہیں۔ یہاں اس کی نفی کی جارہی ہے کہ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ پھر قسم کھا کر حقیقت حال واضح کی جارہی ہے کہ یہ قرآن نہ شیطانی کلام ہے اور نہ ہی پیغمبر اسلام کی تصنیف ہے بلکہ مالک دوجہاں اور خالق

کون و مکان کا قول ہے جو ایک طاقتور، معزز، فرشتوں کے سردار اور امانتدار یعنی جبرائیل کے ذریعہ سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا ہے اور وہ اسے لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ یہاں جن ستاروں کی قسم کھائی گئی ہے ان کی تین صفتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ وہ خنس ہیں۔ یہ خانس کی جمع ہے جس کے معنی سمٹنے اور پیچھے ہٹنے کے ہیں۔

۲۔ وہ جواری ہیں یہ جاریہ کی جمع ہے جس کے معنی تیزی سے چلنے کے ہیں۔

۳۔ وہ کنس ہیں یہ کانس کی جمع ہے جس کے معنی چھپنے کے ہیں اور بناء بر مشہور اس سے تمام ستارے مراد ہیں کیونکہ یہ تینوں صفتیں مشترکہ طور پر ان میں پائی جاتی ہیں اور بعض نے اس سے صرف پانچ سیارے مراد لیے ہیں یعنی زحل، مشتری، مریخ، زہرہ اور عطارد اور یہی قول حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے۔ (تفسیر صافی) جن کی رفتار ہمیشہ ایک جیسی نہیں رہتی۔ کبھی ایک طرف جارہے ہیں اور کبھی اس سے پیچھے کی طرف لوٹ رہے ہیں اور پھر کبھی متحرک ہیں اور کبھی ساکن۔ نیز اسی مطلب کے اثبات کے لیے دو قسمیں اور بھی کھائی گئی ہیں ایک تاریک رات کے جانے کی اور دوسری روشن صبح کے آنے کی۔ اس سے بعض علماء نے یہ انکشاف کیا ہے کہ "زمین پر رات دن کا آنا اور انسان کے مشاہدہ میں ستاروں کے مقامات کا بدلنا زمین کی محوری گردش کی بناء پر ہے اس اعتبار سے ان الفاظ کا مطلب یہ ہوگا کہ زمین کی محوری گردش کا نظام اس بات پر گواہ ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور قرآن خدا کا کلام ہے جو فرشتہ کے ذریعہ ان پر اترا ہے۔" (تذکیرہ القرآن)

۳)۔ ولقد رآہ... الآیۃ

اس وضاحت کا مطلب یہ ہے کہ وحی لانے والا فرشتہ کوئی اجنبی نہیں ہے بلکہ پیغمبر اسلامؐ کا جانا پہچانا ہوا ہے جسے آپ نے ایک بار آسمان کے روشن (مشرقی) کنارے پر (اور دوسری بار سدرۃ المنتہی کے پاس) اپنی اصلی شکل و صورت میں دیکھ چکے ہیں جس کی تفصیل سورہ نجم میں مذکور ہے۔

۴)۔ وماھو علی الغیب... الآیۃ

بناء بر مشہور "ھو" کی ضمیر کا مرجع پیغمبر اسلام کی ذات والا صفات ہے کہ وہ مابعد الطبیعات غیبی حقائق از قسم برزخ، حشر و نشر اور جنت و نار وغیرہ کے بیان کرنے میں بخیل نہیں ہیں بلکہ وہ کسی لومہ لائم اور راہ حق میں پیش آنے والی کسی قسم کی تکلیف کی پرواکئے بغیر بے کم و کاست لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ ایسے حقائق اور ایسا کلام جو انسان کو کفر و شرک سے روکے اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دے اور خدا پرستی اور نیک عملی کی رغبت دلائے اور برے

کاموں سے نفرت دلائے وہ شیطان کا کلام نہیں ہوسکتا کیونکہ شیطان کا کام تو گمراہ کرنا ہے۔ ہدایت کرنا اس کا کام نہیں۔تم لوگ کدھر جارہے ہو؟

۵)۔ ان ھو الا ذکر... الآیة

اگرچہ قرآن تمام دنیا جہاں والوں کے لیے نصیحت ہے مگر خالق حکیم نے "**لمن شاء منکم... الآیة**" کہہ کر اور عالمین کے بعد بطور بدل بعض لاکر واضح کردیا ہے کہ اس عالمی نصیحت سے فائدہ وہی خوش قسمت لوگ اٹھائیں گے جن کے اندر راہ راست پر چلنے کی خواہش ہوگی اور وہ راہ راست اختیار کرنا چاہیں گے اور ایسے ہی خوش نصیب لوگوں کے توفیق الٰہی شامل حال ہوتی ہے۔

٦)۔ وما تشاون... الآیة

انسان مجبور نہیں ہے بلکہ خودمختار ہے

اسی قسم کی ایک آیت سورہ دہر آیت ۳۰ میں گزر چکی ہے اور وہاں تو چونکہ خطاب خاندان نبوت سے ہے۔ بناء بریں اس کی تفسیر یہ کی گئی تھی کہ آئمہ اہلبیتؑ مشیت الٰہی کے ظرف میں وہ وہی چاہتے ہیں جو ان کا خدا چاہتا ہے اور یہاں اگر اس ما تشاؤن کے مخاطب عام لوگ ہوں جیسا کہ سورہ مدثر کی آیت ۵٦ میں بھی عوام کا ہی تذکرہ ہے **وما یذ کرون الا ان یشاء اللہ** تو پھر بھی اس کا وہ مطلب نہیں ہے جو فاضل رازی نے سمجھا ہے کہ انسان مجبور ہے مختار نہیں ہے کیونکہ جب تک خدا کوئی بات نہ چاہے تب تک انسان کوئی بات چاہ نہیں سکتا۔ حاشا وکلا اس آیت کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے بلکہ اس کا ایک صاف وسادہ سا مطلب تو وہی ہے جو ابھی اوپر بیان کردیا گیا ہے کہ یہ بات توفیق الٰہی کے بارے میں ہے کہ وہ کن کے شامل حال ہوتی ہے؟ اور اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ علیم بذات الصدور خدا خبر دے رہا ہے کہ یہ لوگ کبھی ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ انکے حالات وواقعات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک خدا اپنی مشیت قاہرہ سے انہیں مجبور نہ کرے تب تک وہ نہ ایمان لائیں گے اور نہ ہی نصیحت حاصل کریں گے لیکن چونکہ جبر کرنا اللہ سبحانہ کی حکمت کے خلاف ہے لہٰذا وہ جبر نہیں کرے گا اور ویسے وہ ایمان نہیں لائیں گے اور اس کا ایک مفہوم اور بھی ہوسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر بندے اور خدا کے ارادہ میں تصادم ہوجائے یعنی بندہ کوئی کام کرنے کا مصمم ارادہ کرے مگر خدا کا مصمم ارادہ اس کے خلاف ہو تو آخرکار

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

جناب امیر علیہ السلام کا یہ قول اسی پر محمول ہے کہ فرمایا **عرفت ربی بفسخ العزائم ونقض**

الهمہ کہ میں نے خدا کو ارادوں کے توڑنے سے پہچانا ہے کہ تدبیر کند بندہ تقدیر کن خندہ۔ نتیجہ یہ ہے کہ ؎

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

مگر واضح رہے کہ ایسا بالعموم تکوینیات میں ہوتا ہے۔ تشریعیات میں نہیں ہوتا جو کہ محل بحث ہے یہاں انسان مختار ہے مجبور نہیں ہے۔ **وھو المطلوب وقد حصل بعون اللہ الودود۔**

سورہ انفطار کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی ہی آیت میں لفظ انفطرت مذکور ہے جس کا مصدر انفطار ہے جس کے معنی شگافتہ ہونے کے ہیں اسی لیے اس سورہ کا یہ نام مقرر ہوا ہے۔

عہد نزول

چونکہ اس سورہ کا مضمون اور انداز بیان بالکل سورہ تکویر جیسا ہے۔ لہٰذا یہ اس بات کا قطعی قرینہ ہے کہ ان دونوں سورتوں کا زمانہ نزول ایک ہے یعنی مکہ مکرمہ اور اس میں بھی آنحضرتؐ کی بعثت کا ابتدائی دور۔

سورہ انفطار کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ قیامت کے ہولناک مناظر کا بیان۔
۲۔ قیامت کے دن ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا ہے اور پیچھے کیا چھوڑا ہے۔
۳۔ انسان کو جھنجھوڑ کر اس سے پوچھا گیا ہے کہ تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے دھوکہ دیا ہے۔
۴۔ انسانی خلقت کے سلسلہ میں چند خدائی احسانات کا تذکرہ۔
۵۔ یوم آخرت کو جھٹلانے کی مذمت۔
۶۔ کراما کاتبین کا تذکرہ جو انسان کے ہر ہر قول و فعل کو ضبط تحریر میں لا رہے ہیں۔
۷۔ نیکوکاروں کے اچھے اور بدکاروں کے برے انجام کا تذکرہ۔
۸۔ اس حقیقت کا بیان کہ وہاں کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔
۹۔ قیامت کے دن ہر قسم کا اقتدار و اختیار صرف پروردگار کے قبضہ میں ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

سورہ انفطار کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا خدا اسے ہر قبر کی تعداد کے برابر نیکیاں عطا فرمائے گا اور بارش کے ہر قطرہ کے عوض سو نیکیاں مرحمت فرمائے گا اور قیامت کے دن اس کے حال کی اصلاح فرمائے گا۔ (مجمع البیان)

٢۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ انفطار اور سورہ انشقاق پڑھے اور اپنی نماز ہائے فریضہ و نافلہ میں ان کی تلاوت کرے تو اسے کوئی چیز خدا تک رسائی حاصل کرنے سے نہیں روک سکے گی اور قیامت کے دن لوگوں کے حساب و کتاب سے فراغت تک خدا برابر اس پر نظر کرم کرتا رہے گا۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

(آیاتہا ١٩) (سورۃ الانفطار مکیۃ) (رکوعاتہا ١)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿١﴾ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿٢﴾ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿٣﴾ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿٤﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ﴿٥﴾ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿٦﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿٨﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿٩﴾ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿١١﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿١٢﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿١٣﴾ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿١٤﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿١٦﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۗ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿١٩﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے اور جب آسمان پھٹ جائے گا (١) اور جب ستارے بکھر جائیں گے (٢) اور جب سمندر بہ پڑیں گے (٣) اور جب قبریں تہ و بالا کر دی جائیں گی (٤) تب ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے آگے کیا

بھیجا ہے اور پیچھے کیا چھوڑا ہے (۵) اے انسان تجھے کس چیز نے اپنے (رحیم و) کریم پروردگار سے دھوکے میں ڈال رکھا ہے؟ (۶) جس نے تجھے پیدا کیا پھر (تیرے اعضاء کو) درست بنایا (اور) پھر تجھے متناسب بنایا (۷) جس شکل میں چاہا تجھے ترتیب دے دیا (۸) ہرگز نہیں! بلکہ (اصل حقیقت یہ ہے کہ) تم جزا و سزا (کے دن) کو جھٹلاتے ہو (۹) حالانکہ تم پر نگران (ملائکہ) مقرر ہیں (۱۰) معزز لکھنے والے (۱۱) وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو (۱۲) بے شک نیکوکار لوگ عیش و آرام میں ہوں گے (۱۳) اور بدکار لوگ دوزخ میں ہوں گے (۱۴) وہ جزا (سزا) والے دن اس میں داخل ہوں گے (۱۵) اور وہ اس سے اوجھل نہیں ہوں گے (۱۶) تمہیں کیا معلوم کہ وہ جزا و سزا کا دن کیا ہے؟ (۱۷) (پھر سنو) تمہیں کیا معلوم کہ جزا (وسزا) والا دن کیا ہے؟ (۱۸) جس دن کوئی کسی دوسرے کے کام نہ آسکے گا اور اس دن معاملہ (اختیار) اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہوگا (۱۹)

تشریح الالفاظ

(۱) **انفطرت انفطار** کے معنی شگافتہ ہونے اور پھٹنے کے ہیں۔ (۲) **فجرت** کے معنی یہ ہیں کہ سمندروں کے پانی بے قابو ہو کر حدود سے باہر بہہ نکلیں گے۔ (۳) **بعثرت** کے معنی ہیں کہ قبریں الٹ پلٹ دی جائیں گی۔ (۴) **بالدین** دین کے معنی انصاف اور جزا کے ہیں۔ (۵) **نعیم** کے معنی عیش و آرام اور آسودہ حالی کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱) اذا السماء... الآیۃ

قیامت کا منظر

سورہ انفطار کی پہلی چند آیتوں میں سورہ تکویر کی طرح قیامت کبری کے پہلے مرحلہ کی تصویر کشی کی گئی ہے کہ نفخہ اولی کے بعد آسمان شگافتہ ہو جائیں گے، ستارے بکھر جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ ہاں البتہ وہاں سمندر کے بارے میں وارد تھا کہ **وا البحار سجرت** جس کے ایک معنی تو وہی تھے جو یہاں فجرت کے ہیں۔ ہاں البتہ

اس کے دوسرے معنی یہ تھے کہ سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے تو یہاں لفظ فجرت کی ایک ایسی تاویل کی جاسکتی ہے کہ وہ لفظ سجرت کے اس معنی کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے اور وہ اس طرح کہ چونکہ زمین کی اندرونی تہوں میں یعنی سمندروں کی آخری تہہ کے نیچے گرم لاوا موجود ہے تو جب قیامت کی تباہی کے وقت سمندروں کی اندرونی تہیں پھٹ جائیں گی اور سمندروں کا پانی اس لاوے تک پہنچ جائے گا تو سمندروں سے آگ بھڑک اٹھے گی۔

۲)۔ واذا القبور... الآية

اس آیت میں قیامت کا دوسرا مرحلہ بیان کیا جا رہا ہے کہ دوسرے نفخ صور کے بعد قبریں زیروزبر ہو جائیں گی اور مردے دوبارہ زندہ ہو کر میدان حشر میں جمع ہو جائیں گے۔

۳)۔ علمت نفس... الآية

اس آیت کا عام سادہ اور سلیس مفہوم تو یہ ہے کہ آدمی نے اپنی زندگی میں جو اچھے یا برے عمل آگے بھیجے ہوں گے یا اپنے اعمال کے جو اچھے یا برے آثار ونتائج پیچھے چھوڑ آیا ہوگا وہ سب اس دن معلوم ہو جائیں گے اور اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ جن احکام کی تعمیل کر چکا اور جن کی تعمیل رہ گئی وہ سب کچھ یعنی اس کا ثمرہ اور نتیجہ اسے معلوم ہو جائے گا۔

۴)۔ یاایھا الأنسان... الآية

غافل انسان کو خواب غفلت سے جگانے کا عجیب انداز؟

خدائے رحیم وکریم بڑے عجیب انداز میں خواب غفلت میں سوئے ہوئے انسان کو جھنجھوڑ کر جگا رہا ہے کہ جو اپنے رحیم وکریم پروردگار سے منہ موڑے ہوئے ہے اور شیطان سے رشتہ جوڑے ہوئے ہے یہ تو بتا کہ تجھے کس چیز نے دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے؟ اپنی غفلت بھی دیکھ اور اس کی نوازشات بھی دیکھ! اس نے تجھے پیدا کیا، تیرے اعضاء وجوارح کی ساخت کو درست کیا، تیری خلقت میں جو متضاد قوتیں موجود ہیں ان میں اعتدال قائم کیا اور آخرکار جس مناسب وموزوں شکل میں چاہا تجھے متشکل کر کے نیستی سے نکال کر ہستی میں لایا۔ اس محسن حقیقی کے احسانات اور منعم حقیقی کے انعامات کا تقاضا تو یہ تھا کہ تو سراپا اس کا شکرگزار ہوتا اور اس کا فرمانبردار بن کر ایام زندگی گزارتا مگر تو دھوکہ میں پڑ گیا اور ایسے رحیم وکریم رب سے رخ پھیر لیا اور اس کی بندگی سے منہ موڑ لیا اپنے دوست دشمن میں تمیز کر اور ہوش کے ناخن لے۔ جو کچھ ہو چکا سو ہو چکا خواب غفلت سے بیدار ہو اور اپنے پروردگار سے رشتہ بندی استوار کر اور توبۃ النصوح کر کے گزشتہ کی تلافی کرتے ہوئے بقیہ زندگی اپنے پروردگار کی

بندگی میں گزارنے کا عزم بالجزم کرے۔

این درگہ مادر گہ نو میدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

مروی ہے کہ جب حضرت رسول خدا نے اس آیت کی تلاوت فرمائی تو فرمایا **جراہ جھلہ یاالله!** انسان کو اس کی جہالت نے اس پر جرات دلائی ہے۔ (مجمع البیان)

۵)۔ کلا بل تکذبون... الآیۃ

غافل انسان کی فریب خوردگی کی ایک نا معقول وجہ

اگر ایک ہوشمند وخردمند آدمی کے پاس اپنے رحیم وکریم پروردگار سے غفلت برتنے کی کوئی معقول وجہ تو نہ تھی نہ ہے اور نہ ہوگی۔ ہاں البتہ اگر کوئی نامعقول وجہ ہوسکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ انسان گمان کرتا ہے کہ اس دنیا کے بعد کوئی جزا وسزا نہیں ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے اور یہ مزعومہ غلط محض ہے کیونکہ خالق حکیم نے انسان کو پیدا کر کے مطلق العنان نہیں چھوڑا۔ بلکہ بیرونی طور پر تمہاری رشد وہدایت کا انتظام الگ کیا ہے اور اندرونی طور پر اس نے تم پر فرشتے ناظر ونگران مقرر کر رکھے ہیں جو تمہارے ہر چھوٹے بڑے قول وفعل کی ریکارڈنگ کر رہے ہیں اور جزا وسزا کا وہ دن آنے والا ہے جس میں تمہارے ریکارڈ کو پیش کر کے تمہیں اپنے کئے کی ضرور جزا وسزا دی جائے گی۔ حقیقت یہ کہ قرآن مجید نے یہ خبر دے کر کہ جزا وسزا کا ایک دن آئے گا جس میں سب انسانوں کو اکٹھا کر کے ان کے اعمال کے مطابق صلہ دیا جائے گا یا سزا دی جائے گی انسان پر احسان کیا ہے یہ ہر عقل وخرد کے عین مطابق ہے کیونکہ اس طرح موجودہ دنیا میں انسان کے قول وفعل کی ریکارڈنگ کا جو نظام ہے وہ پوری طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ اس میں کیا حکمت ومصلحت کارفرما ہے؟ واضح رہے کہ قبل ازیں متعدد مقامات پر کراما کاتبین اور ان کی کتابت اعمال کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ فراجع

۶)۔ یوم لا تملك... الآیۃ

قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہیں آسکے

قیامت کا دن وہ سخت دن ہوگا جس میں سب حاکموں کی حکومت اور سب بادشاہوں کی بادشاہی ختم ہو جائے گی اس دن صرف اور صرف پروردگار عالم کی حکومت ہوگی اور ہر قسم کے معاملات کی زمام اقتدار اسی کے قبضہ قدرت میں ہوگی کوئی عام آدمی کسی عام آدمی کو اس کے اعمال کے خمیازہ سے نہیں بچائے گا اور کوئی شخص خدائی

معاملات میں دخل نہیں دے سکے گا بلکہ ہر شخص اپنے عمل وکردار اور اپنی روش ورفتار کے مطابق جزا وسزا پائے گا۔

اس آیت سے علی الاطلاق شفاعت کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ اولاً، یہاں عام لوگوں کا تذکرہ اور انکے خود ساختہ شفعاء وشرکاء جن کو خدا کا شریک اور اس کی بارگاہ میں شفیع سمجھ کر عبادت کی گئی کیا جارہا ہے کہ وہ اپنے پجاریوں کو کوئی فائدہ نہیں دیں گے۔ ثانیاً: حقیقی شفاعت کرنے والے بھی اللہ کی مرضی اور اس کی اجازت سے شفاعت کریں گے اپنی مرضی اور اختیار سے نہیں۔

ثالثاً: شفاعت صرف گنہگار اہل ایمان کی جائے گی کسی کافر ومشرک اور بے ایمان کی نہیں۔ بناء بریں اس آیت سے شفاعت کی ہرگز نفی نہیں ہوتی۔ شفاعت برحق ہے جس پر کئی بار قبل ازیں مفصل تبصرہ کیا جاچکا ہے۔

رزقنا اللہ شفاعۃ الشافعین بحقھم

صلوات اللہ علیھم اجمعین

سورہ انفطار کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بفضل خدائے کریم

حسن وخوبی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچی

والحمدللہ رب العالمین

سورہ مطففین کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں یہ لفظ موجود ہے اسی سے اس کا یہ نام ہوا۔

عہد نزول

مشہور یہی ہے کہ یہ سورہ مبارکہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اور اس کے مضامین اور انداز بیان سے بھی اس کی تائید مزید ہوتی ہے البتہ بعض مفسرین نے اسے مدنی قرار دیا ہے کہ جو کہ درست نہیں ہے۔ واللہ العالم

سورہ مطففین کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ ناپ تول میں کمی وبیشی کرنے والوں کی سخت مذمت کی گئی ہے۔

۲۔ قیامت کے یقینی الوقوع ہونے کا تذکرہ اور اس کا نقشہ۔

۳۔ لوگوں کے نیک و بد اعمال کا مخصوص صحیفوں میں قلم بند ہونے کا تذکرہ۔

۴۔ مومنین کے اچھے انجام اور مجرمین کے برے انجام کا بیان۔

۵۔ قیامت کے جھٹلانے والوں کی مذمت۔

۶۔ اہل جنت کی بعض نعمتوں کا تذکرہ۔

۷۔ قیامت کے دن ان مومنین کا جن کا دنیا میں مذاق اڑایا جاتا تھا کفار کی حالت زار دیکھ کر ہنسنے کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

سورہ مطففین کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خداؐ سے مروی ہے جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا اسے قیامت کے دن مہر لگی ہوئی عمدہ شراب طہور پلائی جائے گی۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ مطففین کی نماز فریضہ میں تلاوت کرتا ہوگا خدا اسے قیامت کے دن جہنم سے امان عطا فرمائے گا نہ جہنم اسے دیکھے گی اور نہ یہ اسے دیکھے گا تا آخر۔ (ایضا و ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۳۶) (سورۃ المطففین مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیاتُ القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡنَ اِذَا اکۡتَالُوۡا عَلَی النَّاسِ یَسۡتَوۡفُوۡنَ ۫﴿۲﴾ وَ اِذَا کَالُوۡہُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡہُمۡ یُخۡسِرُوۡنَ ؕ﴿۳﴾ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّہُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ لِیَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ۙ﴿۵﴾ یَّوۡمَ یَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ؕ﴿۶﴾ کَلَّاۤ اِنَّ کِتٰبَ الۡفُجَّارِ لَفِیۡ سِجِّیۡنٍ ؕ﴿۷﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا سِجِّیۡنٌ ؕ﴿۸﴾ کِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ ؕ﴿۹﴾ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿ۙ۱۰﴾ الَّذِیۡنَ یُکَذِّبُوۡنَ بِیَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿ؕ۱۱﴾ وَ مَا یُکَذِّبُ بِہٖۤ اِلَّا کُلُّ مُعۡتَدٍ اَثِیۡمٍ ﴿ۙ۱۲﴾ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿ؕ۱۳﴾ کَلَّا بَلۡ ٜ رَانَ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿۱۴﴾ کَلَّاۤ اِنَّہُمۡ عَنۡ رَّبِّہِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ ﴿ؕ۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّہُمۡ لَصَالُوا الۡجَحِیۡمِ ﴿ؕ۱۶﴾ ثُمَّ یُقَالُ ہٰذَا الَّذِیۡ کُنۡتُمۡ بِہٖ تُکَذِّبُوۡنَ ﴿ؕ۱۷﴾ کَلَّاۤ اِنَّ کِتٰبَ الۡاَبۡرَارِ لَفِیۡ عِلِّیِّیۡنَ ﴿ؕ۱۸﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا عِلِّیُّوۡنَ ﴿ؕ۱۹﴾ کِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ ﴿ۙ۲۰﴾ یَّشۡہَدُہُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿ؕ۲۱﴾ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ ﴿ۙ۲۲﴾ عَلَی الۡاَرَآئِکِ یَنۡظُرُوۡنَ ﴿ۙ۲۳﴾ تَعۡرِفُ فِیۡ وُجُوۡہِہِمۡ نَضۡرَۃَ النَّعِیۡمِ ﴿ۚ۲۴﴾ یُسۡقَوۡنَ مِنۡ رَّحِیۡقٍ مَّخۡتُوۡمٍ ﴿ۙ۲۵﴾ خِتٰمُہٗ مِسۡکٌ ؕ وَ فِیۡ ذٰلِکَ فَلۡیَتَنَافَسِ الۡمُتَنَافِسُوۡنَ ﴿ؕ۲۶﴾ وَ مِزَاجُہٗ مِنۡ تَسۡنِیۡمٍ ﴿ۙ۲۷﴾ عَیۡنًا یَّشۡرَبُ بِہَا الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿ؕ۲۸﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اَجۡرَمُوۡا کَانُوۡا مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یَضۡحَکُوۡنَ ﴿۫ۖ۲۹﴾ وَ اِذَا مَرُّوۡا بِہِمۡ یَتَغَامَزُوۡنَ ﴿۫ۖ۳۰﴾ وَ اِذَا انۡقَلَبُوۡۤا اِلٰۤی اَہۡلِہِمُ انۡقَلَبُوۡا فَکِہِیۡنَ ﴿۫ۖ۳۱﴾ وَ اِذَا رَاَوۡہُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّ ہٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوۡنَ ﴿ۙ۳۲﴾ وَ مَاۤ اُرۡسِلُوۡا عَلَیۡہِمۡ حٰفِظِیۡنَ ﴿ؕ۳۳﴾

فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ یَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآىٕكِ ۙ یَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے بربادی ہے ناپ تول میں کمی کرنے (ڈنڈی مارنے) والوں کے لیے (۱) جب وہ (اپنے لئے) لوگوں سے ناپ کرلیں تو پورا لیتے ہیں (۲) اور جب لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو انہیں گھاٹا دیتے ہیں (۳) کیا یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ وہ (دوبارہ زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے (۴) ایک بڑے (سخت) دن کے لیے (۵) جس دن تمام لوگ رب العالمین کی بارگاہ میں پیشی کے لیے کھڑے ہوں گے (۶) ہرگز نہیں! بے شک بدکاروں کا نامہ اعمال سجین (قیدخانہ کے دفتر) میں ہے (۷) تمہیں کیا معلوم کہ سجین کیا ہے؟ (۸) یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے (جس میں بدکاروں کے عمل درج ہیں) (۹) بربادی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے (۱۰) جو جزاوسزا کے دن (قیامت) کو جھٹلاتے ہیں (۱۱) اور اس دن کو نہیں جھٹلاتا مگر وہ شخص جو حد سے گزرنے والا (اور) گنہگار ہے (۱۲) کہ جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو پہلے زمانے والوں کے افسانے ہیں (۱۳) ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے جو وہ کرتے ہیں (۱۴) ہرگز (ایسا نہیں کہ جزاوسزا نہ ہو) یہ لوگ اس دن اپنے پروردگار (کی رحمت سے) (محجوب اور محروم) رہیں گے (۱۵) پھر یہ لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے (۱۶) پھر (ان سے) کہا جائے گا کہ یہی وہ جہنم ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے (۱۷) ہرگز (ایسا) نہیں (کہ جزاوسزا نہ ہو) یقیناً نیکوکاروں کا نامہ اعمال علیین (بلند مرتبہ لوگوں کے دفتر) میں ہے (۱۸) اور تمہیں کیا معلوم کہ علیین (بلند مرتبہ لوگوں کا دفتر) کیا ہے؟ (۱۹) وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے (جس میں نیکوکاروں کے عمل درج ہیں) (۲۰) جس کا مشاہدہ مقرب فرشتے کرتے ہیں (۲۱) بے شک نیکوکار لوگ عیش وآرام میں ہوں گے (۲۲) اونچی مسندوں پر بیٹھ کر دیکھ رہے ہوں گے (نظارے کر رہے ہوں

گے)(۲۳) تم ان کے چہروں پر راحت و آرام کی شادابی محسوس کرو گے (۲۴) انہیں سر بمہر عمدہ شراب (طہور) پلائی جائے گی (۲۵) جس پر مشک کی مہر ہوگی اس چیز میں سبقت لے جانے والوں کو سبقت (اور رغبت) کرنی چاہیے (۲۶) اور اس (شراب میں) تسنیم کی آمیزش ہوگی (۲۷) یہ وہ چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پئیں گے (۲۸) بے شک جو مجرم لوگ تھے وہ (دار دنیا میں) اہل ایمان پر ہنستے تھے (۲۹) جب ان کے پاس سے گزرتے تھے تو آنکھیں مارا کرتے تھے (۳۰) اور جب اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے تھے تو دل لگیاں کرتے ہوئے لوٹتے تھے (۳۱) اور جب ان (اہل ایمان) کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ بھٹکے ہوئے لوگ ہیں (۳۲) حالانکہ وہ ان کے نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے (۳۳) پس آج اہل ایمان کافروں (اور منکروں) پر ہنستے ہوں گے (۳۴) اونچی مسندوں پر بیٹھے ہوئے (ان کی حالت) دیکھ رہے ہوں گے (۳۵) کیا کافروں کو ان کے کئے ہوئے (کرتوتوں) کا پورا بدلہ مل گیا ہے (۳۶)

تشریح الالفاظ

(۱) ویل للمطففین تطفیف کے معنی ہیں ناپ تول میں کمی کرنا۔ (۲) معتد اثیم یہ اعتداء سے مشتق ہے جس کے معنی حد سے تجاوز کرنے کے ہیں اور اثیم کے معنی گنہگار کے ہیں۔ (۳) وعلی الارائک یہ اریکہ کی جمع ہے جس کے معنی مسند کے ہیں۔ (۴) نضرۃ النعیم نضرہ کے معنی سرسبزی و شادابی کے ہیں۔ (۵) یتغامزون کے معنی ایک دوسرے کو آنکھ مارنے کے ہیں۔ (۶) ثوب کے معنی بدلہ دیئے جانے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

(۱)۔ ویل للمطففین... الآیۃ

ناپ تول میں کمی کرنے کی مذمت

تطفیف کے لغوی معنی کمی کرنے کے ہیں اور اصطلاح میں ناپ تول میں کمی کرنے اور دوسرے فریق کو فریب کاری سے نقصان پہنچانے کے ہیں۔ یہ عظیم اخلاقی و شرعی جرم ہے کہ آدمی کسی کا حق دبائے اور ناپ تول

میں ڈنڈی مار کے اسے نقصان پہنچائے۔ ہر آدمی کی فطرت ہے کہ وہ دوسروں سے اپنا حق پورا وصول کرتا ہے تو اعلیٰ انسانی اقدار کا تقاضا یہ ہے کہ جو چیز وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے دوسروں کے لیے بھی وہی کچھ پسند کرے اور انہیں ان کا حق پورا دے۔ مگر یہ مرض بڑا پرانا ہے اور بعض امتوں پر اسی جرم کی وجہ سے عذاب بھی نازل ہو چکا ہے۔ چنانچہ جناب شعیب کی قوم پر اسی جرم شنیع کی وجہ سے عذاب نازل ہوا تھا۔ ہر چند کہ جناب شعیب نے انہیں مسلسل پند و وعظ کیا مگر ان بدبختوں پر کوئی اثر نہ ہوا اور انجام کار تباہ و برباد ہو گئے۔ نزول قرآن کے وقت عربوں میں بھی یہ جرم پورے شباب پر تھا۔ اسی لیے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اس کی مناہی کی گئی ہے۔ چنانچہ سورہ انعام آیت ۱۵۲، سوہ بنی اسرائیل ۳۵ اور سورہ رحمن آیت ۸-۹ وغیرہ اس پر شاہد صادق ہیں اور یہاں پوری سورہ ہی اس جرم کی مذمت اور ممانعت پر نازل کر دی گئی ہے۔

۲)۔ الا یظن... الآیۃ

ارشاد قدرت ہے کہ جو اس طرح حرام طریقہ پر روزی کماتے ہیں انہیں قیامت کا یقین نہ سہی کیا انہیں یہ گمان یا کم از کم یہ احتمال بھی نہیں ہے کہ انہیں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا پڑے اور اپنی اس کجروی کا حساب و کتاب دینا پڑے اور اس کی پاداش میں سزا بھگتنا پڑے؟ حالانکہ ایسے مقام پر احتمال ہی ایسے جرم سے باز رہنے کے لیے کافی ہوتا ہے حالانکہ یہاں تو یقین ہے کہ ایک سخت دن میں انہیں اپنے خالق و مالک کے حضور محاسبہ کے لیے حاضر ہونا پڑے گا اور اپنے کیے کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

۳)۔ کلا ان کتاب الفجار... الآیۃ

بدکاروں اور نیکوکاروں کے اعمال لکھے جا رہے ہیں

یہ لوگ ہرگز ایسا گمان نہ کریں کہ انہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا کوئی بدکار ہے یا نیکوکار ان کے اعمال کا ریکارڈ تیار ہو رہا ہے۔ بدکاروں کے اعمال اس دفتر میں درج ہیں جو سجین میں ہے اور نیکوکاروں کے اس دفتر میں ثبت ہیں جو علیین میں ہے۔ اب رہی یہ بات کہ سجین کیا ہے اور علیین کیا ہے؟ اس میں اختلاف ہے بعض اہل لغت کے نزدیک یہ سجن سے ماخوذ ہے جس کے معنی قید خانہ کے ہیں اور اس کی تشدید چونکہ مبالغہ کو ظاہر کرتی ہے۔ اس لیے اس کا مفہوم ہوگا دائمی قید خانہ (مجمع البیان) اور بعض نے اس سے ساتویں زمین اور علیین سے ساتواں آسمان مراد لیا ہے اور یہی بات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ (تفسیر صافی)

اور بعض نے اس سے وادی برہوت مراد لی ہے جو سرزمین یمن میں ہے اور بدکاروں کی روحوں

کا مرکز ہے۔(ایضاً)

جبکہ نیکوکاروں کے اعمال اس دفتر میں درج ہیں جو علیین یعنی کسی بلند و بالا مقام پر موجود ہے جس کا مقربین بارگاہ مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔

۴)۔ وما یکذب... الآیۃ

قیامت کو جھٹلانے والوں کے لیے تباہی ہے

مگر قیامت کو وہی لوگ جھٹلاتے ہیں جو خلق خدا پر ظلم و تعدی کا بازار گرم کرتے ہیں اور دل کھول کر گناہ پر گناہ کرتے ہیں جن کی وجہ سے ان کے دلوں پر گناہوں کا زنگ چڑھ گیا ہے۔اس لیے وہ آیات الہیہ کو پہلے لوگوں کے افسانے کہتے ہیں اور وہ قیامت کی تکذیب محض اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اپنی ظالمانہ اور گنہگارانہ روش پر باقی رہنا چاہتے ہیں اور اپنی آزادروی سے دست بردار نہیں ہونا چاہتے اس لیے اگر انہیں جزا و سزا کی باتیں سنائی جائیں تو انہیں اگلے لوگوں اور اگلے وقتوں کے افسانے قرار دیتے ہیں۔

۵)۔ کلا انھم عن ربھم... الآیۃ

ایسے لوگوں کی سزا کا بیان

ارشاد قدرت ہے کہ ایسے لوگوں کو مرنے کے بعد دو سزائیں دی جائیں گی ایک یہ کہ وہ اپنے پروردگار کی رحمت اور اس کے ثواب سے محجوب و محروم رہیں گے اور دوسری یہ کہ وہ واصل جہنم ہوں گے۔

ایضاح

واضح رہے کہ جو لوگ رویئت باوی کے قائل ہیں وہ تو اس آیت کے بلا جھجک یہ معنی کرتے ہیں کہ ایسے لوگ قیامت کے دن دیدار الٰہی سے محروم رہیں گے مگر جو لوگ رویت باری کے قائل نہیں بلکہ اسے ایک امر محال جانتے ہیں وہ اس کے یہ معنی کرتے ہیں کہ ایسے لوگ قیامت کے دن رحمت اور ثواب خداوندی کے جلوؤں سے محروم رہیں گے۔ چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام سے اس کے یہی معنی مروی ہیں فرمایا من ثوابہ ودار کرامتہ۔ (مجمع البیان)

۶)۔ ان الأبرار... الآیۃ

نیکوکار لوگوں کی اعلی جزا کا تذکرہ

ان آیتوں میں ہمیشہ کی نعمتوں سے سرفراز ہونے والے خوش قسمت لوگوں کے اجر وثواب کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ وہ اونچی مسندوں پر جلوہ افروز ہوں گے، ان کے چہروں مہروں پر شادابی صاف محسوس ہوگی انہیں سر بمہر خالص اور عمدہ شراب طہور پلائی جائے گی جس میں مشک کی خوشبودار مہر لگی ہوئی ہوگی اور اس شراب طہور میں آب تسنیم کی آمیزش ہوگی اور یہ جنت میں وہ چشمہ صافی ہے جس سے مقربان بارگاہ پئیں گے۔ایسی ہی چیزوں میں رغبت رکھنے والوں کو ایک دوسرے پر سبقت لے جانی چاہیے۔

۷)۔ ان الذین اجرموا... الآیۃ

دار دنیا میں مجرمین کی مومنین کے ساتھ بدسلوکی کا تذکرہ

متقین کے کام اور انجام کے تذکرہ کے بعد اب مجرین کے کردار کی تصویر کشی کی جا رہی ہے جو وہ اہل ایمان اور وہ بھی مفلوک الحال اور کمزور اہل ایمان کے ساتھ روا رکھتے تھے۔مثلاً

۱۔ وہ ان کو دیکھ کر ان کا مذاق اڑاتے تھے اور ان پر پھبتیاں کستے تھے۔

۲۔ جب بھی ان کے پاس سے گزرتے تھے تو ایک دوسرے کو آنکھیں مار مار کر ان کی طرف اشارے کرتے تھے۔

۳۔ اور جب اہل ایمان کے ساتھ یہ بدتمیزی اور بدسلوکی کر کے اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے تو مزے لیتے اور لطف اندوز ہوتے ہوئے لوٹتے تھے۔

۴۔ اور جب اہل ایمان کو دیکھتے تو کہتے یہ لوگ اپنے باپ دادا کا قدیمی مذہب چھوڑ کر راہ راست سے بھٹک گئے ہیں وغیرہ وغیرہ

۸)۔ وما ارسلوا علیهم... الآیۃ

بناء بر مشہور و منصور اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم کفار کی اس روش و رفتار پر تنقید کرتے ہوئے فرما رہا ہے کہ یہ لوگ جو ہر وقت مسلمانوں پر تنقید کے تیر برساتے ہیں اور ان کے عقیدہ وعمل پر نکیر کرتے ہیں تو کیا وہ مسلمانوں کے ناظر ونگران مقرر کیے گئے ہیں اور جب ایسا نہیں تو پھر اس تنقید شدید کا انہیں کس نے یہ حق دیا ہے؟ اور بعض نے اس جملہ کو کفار کے قول کا تتمہ قرار دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے متعلق کہتے تھے کہ مسلمان جو ہمیں کافر ومشرک قرار دے کر ہمارے عقیدہ وعمل پر نکیر کرتے ہیں تو کیا وہ ہمارے نگران مقرر ہوئے ہیں؟

۹)۔ فالیوم الذین آمنوا ... الآیة

انقلاب روزگار کی تصویر کشی

یہاں پہلی تصویر کا دوسرا رخ پیش کیا جارہا ہے کہ دنیا میں تو کفار اہل ایمان کا مضحکہ اڑاتے تھے اور ان پر فقرے چست کرتے تھے مگر آخرت میں انقلاب روزگار سے حالت بدل جائے گی اب اہل ایمان کفار کی حالت زار پر ہنسیں گے اور ان کا مذاق اڑائیں گے اور جنت کی مسندوں پر بیٹھ کر جہاں جنت کی نعمتوں کے جلوے دیکھیں گے وہاں جب ان کی نگاہ کفار پر پڑے گی اور ان کو جہنم کے سخت ترین عذاب میں گرفتار پائیں گے تو ان کے حال پر ہنسیں گے اور ان کا یہ ہنسنا بالکل جائز ہوگا اور کفار کے تمسخر کا جواب ہوگا۔

۱۰)۔ هل ثوب الكفار ... الآیة

اہل ایمان مسندوں پر بیٹھ کر نظارہ کریں گے کیا کافروں کو ان کے کئے کا بدلہ پورا پورا مل گیا ہے؟ اس میں یہ طنز بھی ہے کہ کفار دنیا میں جو سلوک اہل ایمان سے کرتے تھے تو گویا وہ اسے کار ثواب سمجھ کر کرتے تھے تو اس وقت اہل ایمان سوال کریں گے یا ان کی دلجوئی کی خاطر ان سے پوچھا جائے گا کہ آیا آج کفار کو اپنے اعمال کا ثواب مل گیا ہے۔

سورہ مطففین کا ترجمہ اور اس کی تفسیر
بفضلہٖ وحسن توفیقہٖ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی
۱۴ جنوری ۲۰۰۴ء والحمدللہ

سورہ انشقاق کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ انشقت مذکور ہے جس کا مصدر انشقاق ہے جس کے معنی پھٹنے کے ہیں اس لیے اس مناسبت سے اس سورہ کا نام انشقاق مقرر ہوا۔

عہد نزول

یہ سورہ مکہ مکرمہ میں اور وہ بھی پیغمبر اسلامؐ کی بعثت کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے جبکہ وہاں لوگ قرآنی دعوت اور بالخصوص حیات بعد الموت اور محاسبہ و جزا و سزا کی تو برملا تکذیب کر رہے ہیں مگر ہنوز ظلم و تعدی کا آغاز نہیں ہوا۔

سورہ انشقاق کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ قیامت کی کیفیت اور اس کے وقوع کے وقت ان ہولناک حادثات کا تذکرہ جو واقع ہوں گے۔
۲۔ اس نظام عالم کے درہم برہم ہونے کی تصویر کشی۔
۳۔ اس حقیقت کا بیان کہ کائنات کی ہر چیز خدا کے قبضہ قدرت میں ہے اور اس کی تابع فرمان ہے۔
۴۔ اس حقیقت کا تذکرہ کہ ہر انسان شعوری یا غیر شعوری طور پر اسی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ جہاں اس نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔
۵۔ دو قسم کے لوگوں کا اور ان کے اچھے اور برے انجام کا تذکرہ یعنی اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال۔
۶۔ کئی قسمیں کھا کر اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ سب لوگوں کو یکے بعد دیگرے ان مراحل سے گزرنا ہے۔
۷۔ جو لوگ قرآن سن کر بھی خدا کی بارگاہ میں نہیں جھکتے ان کی سزا کا بیان۔
۸۔ ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں کو اچھے انجام کی خوشخبری وغیرہ وغیرہ۔

سورہ انشقاق کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ انشقت کی تلاوت کرے گا تو خدا اس کو اس کا نامہ اعمال پس پشت (دائیں ہاتھ میں) دینے سے پناہ دے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ قبل ازیں سورہ انفطار کی تلاوت کے ثواب کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث گزر چکی ہے جس میں سورہ انفطار اور سورہ انشقاق کی تلاوت کا مشترکہ طور پر ثواب بیان کیا جا چکا ہے۔(ایضاً و ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۲۵) (سورۃ الانشقاق مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ① وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ② وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ③ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ④ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ⑤ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ⑥ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ⑦ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ⑧ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ⑨ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ⑩ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ⑪ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ⑫ اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ⑬ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ⑭ بَلٰۤى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ⑮ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ⑯ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ⑰ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ⑱ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ⑲ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑳ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ㉑ ۩ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ㉒ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ㉓ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ㉔ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ㉕

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے اور جب آسمان

پھٹ جائے گا (۱) اور وہ اپنے پروردگار کا حکم سن لے گا (اور اس کی تعمیل کرے گا) اور اس پر لازم بھی یہی ہے (۲) اور جب زمین پھیلا دی جائے گی (۳) اور جو کچھ اس کے اندر ہے وہ اسے باہر پھینک دے گی اور خالی ہوجائے گی (۴) اور اپنے پروردگار کا حکم سنے گی اور (اس کی تعمیل کرے گی) اور اس پر لازم بھی یہی ہے (۵) اے انسان! تو کشاں کشاں اپنے پروردگار کی طرف (کھنچا چلا) جارہا ہے اور اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا ہے (۶) پس جس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا (۷) تو اس سے آسان حساب لیا جائے گا (۸) اور وہ اپنے لوگوں کی طرف خوش وخرم لوٹے گا (۹) اور جس کا نامہ اعمال اس کے پس پشت دیا جائے گا (۱۰) تو وہ موت (اور تباہی) کو پکارے گا (۱۱) اور (دوزخ کی) بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا (۱۲) یہ شخص (دنیا میں) اپنے لوگوں میں خوش خوش رہتا تھا (۱۳) اس کا خیال تھا کہ وہ کبھی (اپنے خدا کے پاس) لوٹ کر نہیں جائے گا (۱۴) کیوں نہیں! بے شک اس کا پروردگار اسے خوب دیکھ رہا تھا (۱۵) پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں شفق کی (۱۶) اور رات کی اور ان چیزوں کی (قسم کھاتا ہوں) جن کو وہ (رات) سمیٹ لیتی ہے (۱۷) اور چاند کی (قسم کھاتا ہوں) جب وہ پورا ہوجائے (۱۸) تمہیں یونہی (تدریجا) زینہ بہ زینہ چڑھنا ہے (اور ایک ایک منزل طے کرنی ہے) (۱۹) تو انہیں کیا ہوگیا ہے کہ ایمان نہیں لاتے؟ (۲۰) اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو یہ سجدہ نہیں کرتے (۲۱) بلکہ کافر لوگ تو الٹا (اسے) جھٹلاتے ہیں (۲۲) اور اللہ بہتر جانتا ہے جو کچھ وہ (اپنے دلوں میں) جمع کر رہے ہیں (۲۳) آپ انہیں دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے (۲۴) ہاں البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے ان کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر وثواب ہے (۲۵)

تشریح الالفاظ

(۱) **انشقت انشقاق** کے معنی شگافتہ ہونے اور پھٹنے کے ہیں۔ (۲) **اذبت** کے معنی توجہ سے بات سننے اور تعمیل کرنے کے ہیں۔ (۳) **وحقت** کے معنی ہیں کہ اس کا حق بھی یہی ہے یعنی اس پر لازم ہے کہ وہ ایسا کرے۔ (۴) **کادح کدح** کے معنی ہیں کسی چیز کو محنت کرکے حاصل کرنا۔ (۵) **ثبور** کے معنی ہلاکت اور موت کے ہیں۔ (۶) **یحور حار یحور** کے معنی واپس لوٹنے کے ہیں۔ (۷) **وسق یسق** کے معنی سمیٹنے کے

ہیں۔(۸)اتسق کے معنی کامل اور پورا ہونے کے ہیں۔(۹)یوعون یہ وعی سے مشتق ہے جس کے معنی جمع کرنے اور بھرنے کے ہیں۔(۱۰)غیر ممنون کے معنی غیر مقطوع کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ اذا السماء انشقت...الآیۃ

قیامت کے برپا ہونے کی ہولناک کیفیت کا بیان

اس سورہ میں بھی سورہ تکویر اور سورہ انفطار کی طرح پہلے نفخ صور کے بعد کائنات کی حالت کی تصویر کشی کی گئی ہے کہ آسمان پھٹ جائے گا، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور سورج و چاند کی روشن قندیلیں بے نور ہو جائیں گی وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ یہاں آسمان وزمین کے بارے میں وارد ہے کہ **اذنت لربھا و حقت** جس کا یہی مفہوم ہے کہ وہ اپنے پروردگار کا تکوینی حکم پوری توجہ سے سنیں گے اور اس کی تعمیل کریں گے اور بحیثیت مخلوق ہونے کے ان کا فرض بھی ہے کہ وہ اپنے خالق کے حکم کی تعمیل کریں اور وہ ان میں جو تغیر و تبدل کرنا چاہے وہ اس سے سرمو سرتابی نہ کریں۔

اس دن زمین پھلا دی جائے گی اس کا مطلب یہ ہے کہ جب سمندر ختم ہو جائیں گے اور پہاڑ دھنکی ہوئی کپاس کی طرح فضا میں اڑ جائیں گے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں زمین چٹیل میدان کی طرح ہو جائے گی اور پہلے کی نسبت زیادہ وسیع اور کشادہ ہو جائے گی جیسا کہ سورہ طٰہٰ آیت ۱۰۶۔۱۰۷ میں وارد ہے کہ خدا اس طرح سپاٹ میدان کی شکل میں بنا دے گا کہ تم اس میں کوئی بل اور سلوٹ نہیں پاؤ گے یہ زمین اس لیے کشادہ کی جائے گی تا کہ تمام اولین و آخرین اس میں جمع ہو سکیں اور انہیں کھڑے ہونے کے لیے جگہ مل سکے اور یہ جو وارد ہے کہ اس دن زمین وہ سب کچھ باہر پھینک دے گی جو اس کے اندر ہے اور خود بالکل خالی ہو جائے گی۔ یہ دوسرے نفخ صور کے بعد کی کیفیت کا تذکرہ ہے کہ ابتدائے آفرینش کائنات سے لے کر قیام قیامت تک جس قدر لوگ زمین میں دفن ہو چکے ہوں گے وہ دوسرے نفخ صور کے بعد زندہ ہو کر قبروں سے باہر نکل آئیں گے اور زمین بالکل خالی ہو جائے گی۔

۲)۔ یا ایھا الأنسان...الآیۃ

جب یہ ہوگا اور جب وہ ہوگا یہاں شرطین بیان کی گئی ہیں مگر لفظوں میں ان کی جزا مذکور نہیں ہے کہ جب یہ

ہوگا تو پھر کیا ہوگا؟ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جزا کیا ہے؟ یعنی اس وقت انسان حساب و کتاب اور جزا و سزا کے لیے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اور اس کے دائیں یا بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا جس سے اس کے جنتی یا جہنمی ہونے کا پتہ چل جائے گا۔

الغرض انسان کا پہلے پیدا ہونا اور پھر مجبوراً یکے بعد دیگرے بچپن، جوانی اور بڑھاپا کی منزلوں سے گزرنا اور پھر موت کے گھاٹ اتر جانا یہ سب باتیں اس بات کی علامت ہیں کہ انسان ایک نہ ایک دن اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا ہے اور کشاں کشاں اپنے پروردگار کی طرف چلا جا رہا ہے درمیان میں صرف موت حائل ہے اور ظاہر ہے کہ مادام العمر فی ادبار والموت فی اقبال فما اسرع الملتقی؟

۳)۔ واما من اوتی کتبه وراء... الآية

ایک سوال اور اس کا جواب

سورہ واقعہ وغیرہ میں مذکور ہے کہ جہنمیوں کے بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا اور یہاں مذکور ہے کہ ان کے پس پشت سے دیا جائے گا فکیف الجمع؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ چونکہ اس دن مجرموں کے ہاتھ پس پشت بندھے ہوئے ہوں گے تو ظاہر ہے کہ اس طرح بایاں ہاتھ بھی پس پشت ہوگا جس میں اس کا نامہ اعمال تھمایا جائے گا اور دوسرا جواب یہ بھی دیا جا سکتا ہے کہ چونکہ ایسے شخص کو اپنے کردار کی وجہ سے اپنا انجام نظر آ رہا ہوگا۔ لہٰذا وہ نامہ اعمال لینے کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھائے گا ہی نہیں بلکہ اپنے ہاتھ پس پشت کرے گا مگر وہ ایسا کرنے سے بھی اپنی پاداش عمل سے بچ نہیں سکے گا بلکہ اسی حالت میں اس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دے دیا جائے گا اور وہ پکارے گا ہائے ہلاکت ہائے تباہی اور آخرکار اسے جہنم میں جھونک دیا جائے گا کیونکہ وہ پہلے اپنے گھر والوں میں خوش تھا اور خیال کرتا تھا کہ کبھی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں لوٹ کر نہیں جائے گا۔

۴)۔ فسوف یدعو... الآية

جن کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ہوگا ان کا حساب آسان ہوگا

چونکہ نامہ اعمال ان خوش قسمت لوگوں کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا جو مومن ہوں گے اور نیکوکار۔ لہٰذا پہلے تو ان کے نامہ اعمال میں کوئی قابل اعتراض چیز ہوگی ہی نہیں جس سے حساب میں طوالت ہو اور کوئی برائی ہوئی بھی تو اس کے باوجود نیکیوں کا پلڑا بھاری دیکھ کر معمولی برائیوں سے درگزر کیا جائے گا۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے من حاسب نفسه فی الدنیا هان الحساب علیه فی الاخرة جو شخص دنیا میں اپنا حساب خود

کرے گا تو قیامت کے دن اس کا حساب آسان ہوگا۔(تفسیر کاشف)

اور وہ اپنے اہل وعیال کی طرف (اگر وہ جنتی ہوئے) یا جنت میں اپنے شریک حیات اور اپنے غلمان کی طرف یا پھر اپنے ساتھی اہل ایمان کی طرف خوش خوش واپس لوٹے گا۔ زہے نصیب

۵)۔ فلا اقسم بالشفق... الآیة

یہاں تین قسمیں کھا کر ایک غروب آفتاب کے وقت کی سرخی کی، دوسری رات اور ان چیزوں کی جن کو رات سمیٹتی ہے اور تیسری ماہ کامل کی۔ یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ تم لوگ تدریجاً زینہ بزینہ چڑھ رہے ہو اور ایک ایک منزل طے کر رہے ہو۔ بچپن سے جوانی، جوانی سے بڑھاپا اور بڑھاپے سے موت اسی طرح صحت سے مرض اور قوت سے کمزوری اور آخر کار موت اور اس کے بعد برزخ اور اس کے بعد حشر و نشر اور حساب و کتاب وغیرہ وغیرہ۔ الغرض تم ایک حالت پر باقی نہیں رہتے بلکہ برابر آگے بڑھ رہے ہو یہ سب منزلیں طے کر کے آخر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور اس کے ہاں جزا و سزا پانی ہے۔ صرف موت پر معاملہ ختم نہیں ہوگا۔ بقول شاعر

ولوانا اذا متناتر کنا
لکان الموت راحة کل حی
ولکنا اذا متنا بعثنا
ونسئل بعده عن کل شئی

اس آیت کی ایک اور تاویل بھی بعض کتب تفسیر و حدیث میں وارد ہے اور وہ یہ ہے کہ جو کچھ سابقہ امتوں نے کیا ہے وہ تم امت محمد یہ والے بھی کرو گے۔(تفسیر البرہان، الدر المنثور، کنز العمال)

۶)۔ فما لھم لا یومنون... الآیة

خداوند عالم منکرین کی حالت پر تعجب کر رہا ہے کہ وہ انفس و آفاق میں یعنی پوری کائنات میں بکھری ہوئی لاکھوں آیات الٰہیہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے بلکہ اپنے کفر و شرک پر جمے ہوئے ہیں اور وہ قرآن جس کی تاثیر سے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں اس کی تلاوت سے بھی ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور سجدہ نہیں کرتے یعنی اللہ اور اس کے احکام کے سامنے نہیں جھکتے بلکہ تکذیب ہی کرتے ہیں۔ لہٰذا ارشاد ہوتا ہے کہ انہیں جہنم کی خبر دے دیجئے۔

واضح رہے کہ اس آیت پر سجدہ تلاوت سنت ہے واجب نہیں ہے۔

۷)۔ الا الذین آمنوا ...الآیۃ

کافرین ومکذبین کے بالمقابل مومنین صالحین کوانجام خیر کی خوشخبری دی جارہی ہے کہ ان کے لیے وہ اجر وثواب اور وہ انعام ہے جو کبھی ختم ہونے والانہیں ہے۔ اللھم اجعلنا منھم بحق النبی وآلہ الطاھرین

سورہ انشقاق کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

والحمدللہ۔ ۱۵ جنوری ۲۰۰۴ء

سورہ بروج کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ البروج موجود ہے جس سے اس سورہ کا یہ نام قرار دیا گیا ہے۔

عہد نزول

یہ سورہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور وہ بھی اس دور میں نازل ہوئی ہے کہ جب اہل اسلام پر ظلم وتشدد پورے زور سے جاری تھا تا کہ انہیں اسلام سے منحرف کیا جائے۔

سورہ بروج کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ اس سورہ کے آغاز میں سابق زمانہ کی ایک ذات الاخدود، نامی جماعت کا تذکرہ کیا گیا ہے جنہوں نے اہل ایمان کو آگ سے بھرے ہوئے گڑھوں میں جھونک دیا تھا اور پھر خود ان کا انجام بڑا دردناک ہوا تھا۔

۲۔ اس واقعہ سے یہ درس ملتا ہے کہ ہمیشہ ظلم وستم کرنے والوں کا انجام برا ہوتا ہے لہٰذا کفار ومشرکین مکہ بھی اگر اہل ایمان کی ایذا رسانی سے باز نہ آئے تو ان کا انجام بھی ان سے مختلف نہ ہوگا۔

۳۔ نیز اس قصہ سے اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ اہل ایمان کو اس طرح ثابت قدم ہونا چاہیے کہ جس قدر حوادث روزگار کی یلغار ہو جائے ان کے پائے ثبات میں لغزش واقع نہیں ہونی چاہیے اور اس واقعہ سے مسلمانوں کو صبر وثبات کی تلقین کرنا مقصود ہے۔

۴۔ اپنی طاقت وقوت کے نشے میں بدمست لوگوں کو قوم عاد وثمود اور فرعون وغیرہ جیسی طاقتور قوموں کے انجام بد سے ڈرایا گیا ہے۔

۵۔ خدائی گرفت کے سخت وشدید ہونے کا تذکرہ۔

۶۔ اہل ایمان کے اچھے انجام کا بیان۔

۷۔ اہل کفر وشرک کے بُرے انجام کا بیان۔

۸۔ قرآن مجید کی حقانیت کا تذکرہ اور یہ کہ وہ لوح محفوظ میں ثبت ہے جس کی بات اٹل ہے کسی کے جھٹلانے سے اس کی بات بدل نہیں سکتی وغیرہ وغیرہ

سورہ بروج کی تلاوت کا ثواب

۸۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ بروج کی تلاوت کرے گا خداوند عالم اسے دنیا کے ہر جمعہ اور عرفہ کی تعداد کے مطابق دس گنا زیادہ نیکیاں عطا فرمائے گا۔(مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا چونکہ سورہ بروج انبیاء کی سورہ ہے لہٰذا جو شخص اپنی نمازہائے فریضہ میں اس کی تلاوت کرے گا تو اس کا حشر ونشر انبیاء کے ساتھ ہوگا۔(ایضاً وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۲۲) (سورۃ البروج مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿١﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿٢﴾ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ﴿٣﴾ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿٤﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ﴿٥﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ﴿٦﴾ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ﴿٧﴾ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿٨﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ﴿١٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ﴿١١﴾ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴿١٢﴾ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿١٤﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿١٥﴾ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٦﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ﴿١٨﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿١٩﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿٢٠﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿٢١﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿٢٢﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے قسم ہے برجوں (قلعوں) والے آسمان (۱) اور وعدہ کئے گئے دن (قیامت) کی (۲) اور گواہ کی قسم اور اس چیز کی جس کی گواہی دی جائے گی (۳) غارت ہوئے خندق والے (۴) جس میں بھڑکتے ہوئے ایندھن والی آگ تھی (۵) جب کہ وہ اس (خندق) کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے (۶) اور وہ جو کچھ اہل ایمان کے ساتھ کر رہے تھے اس کو دیکھ رہے تھے (۷) اور انہوں نے اہل ایمان کی کسی چیز کو ناپسند نہیں کیا (اور ان میں کوئی عیب نظر نہیں آیا) سوائے اس کے کہ وہ اللہ پر ایمان لائے جو غالب ہے (اور) سزاوار ستائش ہے (۸) وہ جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہی ہے اور ہر چیز پر گواہ ہے (۹) جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں پر ظلم و ستم کیا اور پھر توبہ بھی نہ کی تو انکے لیے جہنم کا عذاب ہے اور آگ سے جلنے کی سزا ہے (۱۰) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے (جنت کے) باغ ہیں جنکے نیچے نہریں جاری ہیں یہ بڑی کامیابی ہے (۱۱) بے شک تمہارے پروردگار کی گرفت بڑی سخت ہے (۱۲) وہی پہلی بار پیدا کرنیوالا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا (۱۳) وہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا محبت کرنے والا ہے (۱۴) وہ عرش کا مالک (اور) بڑی شان والا ہے (۱۵) وہ جو چاہتا ہے وہ کر گزرتا ہے (۱۶) کیا تمہیں لشکروں کی خبر پہنچی ہے؟ (۱۷) یعنی فرعون اور ثمود (کے لشکروں) کی (۱۸) بلکہ یہ کافر (و منکر) تو جھٹلانے میں لگے ہیں (۱۹) حالانکہ اللہ ان کو آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے ہے (۲۰) بلکہ وہ بڑی شان والا قرآن ہے (۲۱) جو لوح محفوظ میں ثبت ہے (۲۲)

تشریح الالفاظ

(۱) ذات الاخدود یہ خد کی جمع ہے جس کی معنی خندق اور گڑھے کے ہیں۔ (۲) مانفقموا نقم منه کے معنی عیب لگانے کے ہیں۔ (۳) فتنو المومنين۔ فتن يفتن کے ایک معنی اذیت پہنچانے کے ہیں۔ (۴) بطش ربك۔ بطش کے معنی گرفتار کرنے اور پکڑنے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ والسماء ذات البروج... الآیة

بروج کی حقیقت کا بیان

خداوند عالم نے یہاں تین قسمیں کھا کر یہ حقیقت بیان کی ہے کہ خندق والے ظالم ہلاک و برباد ہوگئے۔ وہ تین قسمیں یہ ہیں۔

۱۔ قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔ ہم قبل ازیں سورہ حجر کی آیت ۱۶ **ولقد جعلنا فی السماء بروجا** کی تفسیر میں واضح کر آئے ہیں کہ قدیم علم ہیت کے مطابق قدماء آسمان میں بارہ برجوں کے قائل تھے اوراس طرح ہر ماہ سورج ایک برج میں رہتا تھا اور برجوں کے انہوں نے وہمی شکلوں کے مطابق یہ نام رکھے ہوئے تھے۔

۱۔حمل ۲۔ثور ۳۔جوزا ۴۔اسد ۵۔سنبلہ
۶۔میزان ۷۔عقرب ۸۔قوس ۹۔سرطان ۱۰۔جدی
۱۱۔دلو ۱۲۔ہوت

اور برج کے معنی چونکہ قلعہ کے ہیں اور وہ برج بھی وہمی طور پر بڑے بڑے تھے اس لیے انہیں برج کہا گیا ہے مگر جدید تحقیق کے مطابق ان بروج سے وہ وہمی بروج مراد نہیں ہیں بلکہ عالم بالا کے بڑے اجرام و اجسام یعنی بڑے بڑے ستارے وسیارے مراد ہیں جو اپنی درخشندگی کی وجہ سے نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں اوراس کی تائید مزید بعض قدیم مفسرین کے اقوال و آرا سے بھی ہوتی ہے۔

۲۔ قسم ہے اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس سے بالاتفاق قیامت کا دن مراد ہے۔

۳۔ قسم ہے شاہد و مشہود کی!

شاہد و مشہود سے کیا مراد ہے؟

اب رہی یہ بات کہ شاہد و مشہود سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں مفسرین اسلام کے اندر سخت اختلاف ہے اور بعض حضرات نے اس اختلاف آراء کی تعداد ۴۸ بیان کی ہے کہ سولہ (۱۶) قول شاہد کے بارے میں ہیں اور (۳۲) قول مشہود کے بارے میں ہیں۔ (تفسیر کاشف) اسی اختلاف کے پیش نظر بعض اعلام

نے اسے متشابہات میں داخل کرتے ہوئے اس کے مفہوم کو متعین کرنا مشکل قرار دیا ہے۔(فصل الخطاب)

مگر ہمارے نزدیک یہاں شاہد سے حضرت رسول خداؐ اور مشہود سے قیامت مراد ہے جیسا کہ مروی ہے کہ جب حضرت امام حسن مجتبیٰؑ سے اس شاہد و مشہود کا مفہوم پوچھا گیا تو فرمایا''شاہد سے حضرت پیغمبر اسلامؐ مراد ہیں اور مشہود سے قیامت کا دن مراد ہے پھر آپ نے اپنے بیان کردہ مفہوم کی تائید میں قرآن مجید کی یہ دو آیتیں پیش فرمائیں۔

۱۔ **یا ایہا النبی انا ارسلنك شاهدا و مبشرا و نذيراً ذلك يوم مجموع له الناس و ذلك يوم مشهود** چنانچہ پہلی آیت میں حضرت رسول خداؐ کو شاہد اور دوسری آیت میں قیامت کو مشہود کہا گیا ہے۔(تفسیر مجمع البیان و تفسیر صافی)

بے شک یہ حدیث مرسل ہے مگر چونکہ ظواہر قرآن کے مطابق ہے اور اس کے معارض کوئی حدیث موجود نہیں ہے تو اس پر اعتماد کرنے میں ہرگز کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲)۔ قتل اصحاب الأخدود... الآية

یہ خندق اور گڑھے والے کون لوگ تھے؟

یہ جواب قسم ہے کہ خندق والے غارت ہوئے یہ ظالم لوگ کون تھے جو گڑھے کھود کر اور ان میں آگ جلا کر ایمان لانے والوں کو زندہ پکڑ کر ان میں ڈال دیتے تھے اور جب وہ تڑپتے تھے تو جوہر انسانیت سے یہ عاری لوگ نہ صرف خوش ہوتے بلکہ رقص بھی کرتے تھے ان آیتوں میں کسی خاص اور قدیم واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس کے متعلق روایات اور مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے سب سے زیادہ مشہور یہ ہے کہ یہ یمن کے مقام نجران کے ایک ظالم ذونواس نامی بادشاہ کا واقعہ ہے جو حمیری خاندان سے تھا اور یہ واقعہ ۵۲۲ء کا ہے اس وقت مذہب حق نصرانیت تھا چنانچہ اس نے حضرت مسیحؑ کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے والے نصرانیوں پر شدید ظلم توڑنے شروع کیے۔ یہاں تک کہ آگ کی ایک بڑی بھٹی بنا کر اس میں انہیں جھونکا اور ہزارہا کی تعداد میں انہیں بھون ڈالا۔ روم کے بادشاہ کی تحریک اور ایما پر حبشہ کے مسیحی بادشاہ نجاشی نے یمن پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ قرآن کی یہ تلمیح اسی خاص واقعہ کی ہے۔(تفسیر ماجدی)

الغرض ذونواس فی النار ہوا اور اس طرح یہودی حکومت کا خاتمہ ہوا اور پھر یمن پر عیسائی حکومت قائم ہوگئی۔ کہا جاتا ہے کہ نجران میں وہ جگہ اب تک لوگوں کو معلوم ہے جہاں یہ خندق تھا جسے قرآن مجید میں اخدود کہا

گیا ہے اور یہاں جن لوگوں کو المومنین کہا گیا ہے ان سے مراد عیسائی لوگ ہیں کیونکہ اس وقت یہی دین حق تھا اور جناب عیسیٰ پر ایمان نہ لانے والے یہودی وغیرہ کافر کہلاتے تھے۔

درس عبرت

اس واقعہ ہائلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے معاملہ میں جبر وتشدد کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ دین اسلام کا طغرائے امتیاز ہے کہ وہ لا اکراہ فی الدین کا علمبردار ہے ورنہ اس سے پہلے عقیدہ ونظریہ کے اختلاف پر انسانی خون کی ندیاں بہادی جاتی تھیں اور بستیاں تباہ وبرباد کردی جاتی تھیں جیسا کہ یہودیت اور عیسائیت کی تاریخ اس قسم کے واقعات سے لبریز نظر آتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام سے پہلے مذہبی رواداری اور تحمل وبرداشت نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ ہاں البتہ یہ چیز اسلام کا خاصہ ہے جو اختلاف فکر ونظر کو برداشت کرنے کا نہ صرف حکم دیتا ہے بلکہ ایک دوسرے کے نظریات کا احترام کرنے کا بھی حکم دیتا ہے اور اس کی وجہ سے کسی کا خون بہانے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

۳)۔ وما نقموا منهم... الآية

اہل ایمان کا سوائے ایمان باللہ کے اور کوئی قصور نہ تھا

اس آیت میں ان اہل ایمان کے اس جرم کی نشاندہی کی جارہی ہے کہ جس کی پاداش میں ان کو یہ انسانیت سوز سزا دی گئی تھی۔ واضح کیا جارہا ہے کہ ان کا کوئی قصور نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ اس سزا کے مستوجب قرار پاتے سوائے اس کے کہ ان کی سب سے بڑی نیکی اور خوبی کو ان کی سب سے بڑی خطا اور خامی سمجھا گیا اور وہ ان کا خدائے عزیز وحمید پر ایمان لانا تھا اور اس کی اطاعت کرنا۔ سچ ہے کہ ؎

ھز بچشم عداوت بزرگ تر عیبے است!!

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اہل ایمان کا کردار اور ان کی روش ورفتار ایسی پاک وپاکیزہ ہوتی ہے کہ ان کے سخت ترین، مخالفین کو بھی ان کے ایمان وایقان کے سوا ان میں کوئی نقص وعیب دکھائی نہیں دیتا حالانکہ یہ ایمان قابل ستائش کارنامہ ہے نہ کہ لائق عیب والزام۔

۴)۔ الذی له ملك السموات... الآية

یہاں خداوند عالم نے ان چند اوصاف جلیلہ وجمیلہ کا تذکرہ کیا ہے کہ جن کی وجہ سے وہ اس کا سزاوار ہے کہ بندے اس پر ایمان لائیں اور اس کی عبادت واطاعت کریں یعنی وہ سب پر غالب ہے لائق حمد ہے۔

زمین و آسمان پر اسی کی حکومت وفرماں روائی ہے اور وہ ہر چیز پر ناظر ونگران ہے وہ ظالموں کا ظلم اور مظلوموں کی مظلومیت دیکھ رہا ہے۔ اس کی بارگاہ میں دیر تو ہوسکتی ہے مگر اندھیر نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا وہ زود یا بدیر اپنے مظلوم بندوں کا ظالموں سے بھر پور انتقام لے گا۔

۵)۔ ان الذین فتنوا ... الآیۃ

اہل ایمان مرد وزن کو اذیت پہنچانے کے لیے سخت سزا کا اعلان

اس آیت شریفہ میں اہل ایمان مرد وزن کو ان کے ایمان لانے اور اس سے نہ پھرنے کی وجہ سے اذیت پہنچانے والے اور پھر توبہ بھی نہ کرنے والے ظالموں کو جہنم کی عام سزا کے علاوہ کسی خاص آگ کے عذاب کی دھمکی دی جارہی ہے کیونکہ ان ظالموں نے اہل ایمان کو آگ کے خندق میں جھونک کر ان کو زندہ جلایا تھا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جن مظلوموں کا کوئی مددگار و حمایت کار نہ ہو تو خدائے جبار ان کا مددگار ہوتا ہے۔ ونعم ما قیل

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردں
اجابت ازدر حق بہر استقبال می آید

ایضاح

اس آیت میں اور اس کے بعد خداوند عالم نے گنہگاروں کو امید دلائی ہے کہ وہ اگر گناہ کر کے اس سے صحیح معنوں میں توبہ کر لیں تو وہ اسکے دامن عفو میں جگہ پا سکتے ہیں کیونکہ وہ گناہوں کا بڑا بخشنے والا اور اپنے بندوں سے بڑی محبت کرنے والا ہے اور اسے اپنی مخلوق سے کوئی عداوت نہیں ہے۔ مایفعل اللہ بذابکم ان شکرتم وآمنتم۔

۶)۔ ان الذین آمنوا ... الآیۃ

ثابت قدم اہل ایمان کو بہشت کی بشارت

جو لوگ ایمان لائیں اور ناملائم اور نامساعد حالات سے دوچار ہونے کے باوجود اپنے ایمان اور نیک عمل پر ثابت قدم رہیں ان کو ایسے باغہائے بہشت کی بشارت دی جارہی ہے جن کے نیچے سے نہریں بہ رہی ہوں گی اور یہ بڑی کامیابی ہے جو آخرت کی ہے اور دائمی ہے نہ کہ دنیا کی اور مخالف کو مار کر راستے سے ہٹانے کی کہ وہ کوئی کامیابی نہیں ہے۔

۷)۔ هل اتاك حديث الجنود... الآية

اس پیرایہ میں حضرت پیغمبر اسلامؐ کو تسلی اور اپنی طاقت کے نشہ میں بدمست قریش کو دھمکی دی جارہی ہے کہ ان سے بھی زیادہ شان و شوکت اور لاؤلشکر رکھنے والی قومیں پہلے گزر چکی ہیں جن کو ان کے کفر کی، رسولوں کی تکذیب کرنے اور ظلم وسرکشی کی وجہ سے خدا نے ان کو پکڑا اور ان کا نام ونشان مٹا دیا۔ مطلب یہ ہے کہ یارسول اللہ! اگر یہ آپ کو جھٹلانے والے اور ظلم وسرکشی کرنے والے بھی اپنی روش سے باز نہ آئے تو خدا ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کرے گا جو پہلے ان جیسوں کے ساتھ کر چکا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نظام کائنات کا تقاضا ہے کہ فیصلے کا کوئی دن ہے اور وہ ہونا بھی چاہیے جس کی تمام انبیاء اور ان کے اوصیاء خبر دیتے گئے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ اس کا انکار کریں اور اقرار کرنے والوں پر ظلم کریں وہ اپنے برے انجام سے بچ نہیں سکتے اور جو اس کی تصدیق کریں اور مشکلات راہ پر صبر کریں وہ یقیناً بڑے انعام کے مستحق ہیں۔

۸)۔ بل هو قرآن مجيد... الآية

اگرچہ کفار ومشرکین ہر طرح جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں اور قرآن کو کبھی شاعرانہ، کبھی ساحرانہ اور کبھی کاہنانہ کلام کہہ کر اور مختلف طریقوں سے لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈال کر اسے جھٹلانے کی ناکام کوششیں کر رہے ہیں مگر ناکامی ان کا مقدر ہے کیونکہ قرآن ایک مجد وشرف والا کلام ہے جو لوح محفوظ میں ثبت ہے جس تک کسی کی رسائی نہیں نہ اس کی کوئی بات غلط ثابت ہوسکتی ہے اور نہ اس کے لکھے ہوئے کو کوئی بدل سکتا ہے اور وہ جس بات کا اعلان کر رہا ہے وہ بات ہو کر رہے گی۔ اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔

بفضلہ تعالیٰ سورہ بروج کا ترجمہ اور اس کی
تفسیر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔
والحمدللہ۔ ۱۹ جنوری ۲۰۰۴ء

سورہ طارق کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ الطارق مذکور ہے جس سے اس سورہؑ کا نام مقرر ہوا۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے یعنی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اور وہ بھی آپ کی زندگی کے ابتدائی دور میں۔

سورہ طارق کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ سب سے پہلے آسمان اور اس کے ستاروں کی طرف انسان کی توجہ مبذول کی گئی ہے۔

۲۔ پھر انسان کی توجہ اس کی ابتدائے خلقت کی طرف موڑ کر جہاں اسے غرور سے باز رکھنے کی کوشش کی گئی ہے وہاں اسے دوبارہ پیدا کرنے پر اپنی قدرت کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔

۳۔ جہاں قیامت کا تذکرہ ہے وہاں انسانوں کے چھپے ہوئے اور پوشیدہ اعمال کے نمایاں ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۴۔ آخرت میں نفسا نفسی کا تذکرہ کہ وہاں کوئی کسی کا مددگار نہیں ہوگا۔

۵۔ قسمیں کھا کھا کر قرآن کی حقانیت کا اظہار کیا گیا ہے۔

۶۔ اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے خلاف کفار کی چالوں اور ترکیبوں کا تذکرہ۔

۷۔ پھر پیغمبر اسلامؐ کو اطمینان دلایا گیا ہے کہ خدا ان کی تدبیروں کو ناکام بنا دے گا۔

۸۔ پیغمبر اسلامؐ کو حکم دیا گیا ہے کہ کفار کو تھوڑی سے مہلت دے دو پھر دیکھا جائے گا وغیرہ وغیرہ

سورہ طارق کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو خداوند عالم اسے آسمان کے ہر ستارہ کی تعداد سے دس گنا زیادہ نیکیاں عطا فرمائے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے جو شخص سورہ والسماء والطارق کی نماز فریضہ میں تلاوت کرے گا تو قیامت کے دن خدا کی بارگاہ میں اس کی ایسی قدر ومنزلت ہوگی کہ وہ جنت میں اس کے

نبیوں کے ہمراہ ہوگا۔(ایضاً وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۱۷) (سورۃ الطارق مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِۙ ﴿۱﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا الطَّارِقُۙ ﴿۲﴾ النَّجۡمُ الثَّاقِبُۙ ﴿۳﴾ اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَيۡهَا حَافِظٌؕ ﴿۴﴾ فَلۡيَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَؕ ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍۙ ﴿۶﴾ يَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَالتَّرَآئِبِؕ ﴿۷﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجۡعِهٖ لَقَادِرٌؕ ﴿۸﴾ يَوۡمَ تُبۡلَى السَّرَآئِرُۙ ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ مِنۡ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍؕ ﴿۱۰﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِۙ ﴿۱۱﴾ وَالۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِۙ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌۙ ﴿۱۳﴾ وَّمَا هُوَ بِالۡهَزۡلِؕ ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمۡ يَكِيۡدُوۡنَ كَيۡدًاۙ ﴿۱۵﴾ وَّاَكِيۡدُ كَيۡدًاۚ ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ﴿۱۷﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے قسم ہے آسمان کی اور رات کو نمودار ہونے والے کی (۱) اور تمہیں کیا معلوم کہ رات کو نمودار ہونے والا کیا ہے؟ (۲) وہ چمکتا ہوا تارا ہے (۳) کوئی متنفس ایسا نہیں ہے جس پر کوئی نگہبان نہ ہو (۴) سو انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ (۵) اچھل کر نکلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے (۶) جو ریڑھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے (۷) بے شک وہ (خدا) اس کے لوٹا سکنے (دوبارہ پیدا کرنے) پر قادر ہے (۸) جس دن سب پوشیدہ راز کھل جائیں گے (۹) پس اس وقت نہ خود انسان کے پاس کوئی طاقت ہوگی اور نہ کوئی مددگار ہوگا (۱۰) قسم ہے بارش والے آسمان کی (۱۱) اور (نباتات کے ذریعہ سے) پھٹ جانے والی زمین کی (۱۲) کہ وہ (قرآن) قول فیصل ہے (۱۳) کوئی ہنسی مذاق نہیں ہے (۱۴) بے شک وہ

(کافرلوگ) کچھ چالیں چل رہے ہیں (۱۵) اور میں بھی (ان کے خلاف) ایک چال چل رہا ہوں (۱۶) تو (اے رسول) ان (کافروں) کو مہلت دے دیجئے ان کو تھوڑی سی مہلت دے دیجئے (۱۷)

تشریح الالفاظ

(۱) طارق کے معنی ہیں رات کے وقت آنے والا اور نمودار ہونے والا۔ (۲) دافق کے معنی ہیں اچھل کر نکلنے والا۔ (۳) والترائب یہ تریبہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں ہار پہنے کا مقام یعنی سینہ۔ (۴) السرائر یہ سریرہ کی جمع ہے جس کے معنی پوشیدہ بات کے ہیں۔ (۵) الرجع کے معنی رجوع کرنے یعنی لوٹنے کے ہیں اور بارش کے بھی۔ (۶) الصدع کے معنی شگافتہ ہونے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ والسماء والطارق... الآیۃ

ہر وہ چیز جو بلند اور سایہ فگن ہو اسے سماء اور ہر وہ چیز جو رات کے وقت آئے اور نمودار ہو اسے طارق کہا جاتا ہے۔ خداوند عالم نے یہاں آسمان اور رات کو نمودار ہونے والے ایک روشن ستارے کی قسم کھا کر یہ حقیقت بیان کی ہے کہ ہر متنفس پر نگہبان و نگران مقرر ہے یہاں دو چیزیں قابل غور ہیں ایک یہ کہ اس نجم ثاقب سے کوئی ایک مخصوص ستارہ مراد ہے یا ستاروں کی جنس یعنی عام ستارے مراد ہیں اور اگر کوئی خاص ستارہ مراد ہے تو وہ کونسا ستارہ ہے؟ چنانچہ بعض مفسرین نے اس سے ستاروں کی جنس مراد لی ہے کہ اس سے وہ بے شمار ستارے مراد ہیں جو دن کو تو چھپ جاتے ہیں اور رات کو چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اکثر نے اس سے ایک مخصوص چمکدار ستارہ مراد لیا ہے پھر وہ کونسا ستارہ ہے؟ بعض نے ثریا اور اکثر نے زحل مراد لیا ہے جو سبعہ سیارہ میں سے سب سے زیادہ بلند اور زیادہ چمکدار ہے اور بعض اخبار کے مطابق یہ حضرت امیر علیہ السلا کا ستارہ ہے۔ (صافی)

۲)۔ ان کل نفس... الآیۃ

ان نافیہ اور لما بمعنی الا ہے یعنی کوئی متنفس ایسا نہیں ہے جس پر حافظ و نگہبان نہ ہو۔ یہ جواب قسم ہے اسی بات کی قسم کھائی گئی ہے اب قابل غور و فکر یہ بات ہے کہ یہاں حافظ یعنی نگہبان سے مراد کیا ہے؟ اکثر مفسرین نے اس سے کراما کاتبین مراد لیے ہیں۔ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر ان کو حافظین کہا گیا ہے وان

علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون (سورہ انفطار ۱۲) جوانسان کے ہر قول وفعل کی نگرانی کرتے ہیں اور اسے نامہ عمل میں ثبت بھی کرتے ہیں جسے قیامت کے دن ہر شخص کے دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور اسی کے مطابق اسے جزا وسزا دی جائے گی اور ہر شخص اپنا عمل وہاں حاضر پائے گا اور چونکہ حافظ کی لفظ بمعنی محافظ بھی استعمال ہوتی ہے اس لیے بعض علماء نے اس سے وہ محافظ فرشتے مراد لیے ہیں جو خداوند عالم نے ہر انسان کی حفاظت کے لیے مقرر کر رکھے ہیں جو خدا کی حتمی مقرر کردہ مصیبت کے سوا دوسری ہر قسم کی آفات و بلیات سے آدمی کی حفاظت کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد قدرت ہے له معقبات من بین یدیه و من خلفه یحفظو نه من امر الله۔ یعنی ہر شخص کے لیے یکے بعد دیگرے آنے والے فرشتے مقرر ہیں اس کے آگے اور پیچھے جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور بعض مفسرین نے اس سے خود اللہ سبحانہ کی ذات مراد لی ہے جو مہد سے لے کر موت تک انسان کی ہر قسم کی آفات و بلیات اور مصائب وشدائد سے حفاظت کرتا ہے اور گرفتاران بلا ومصیبت کو نجات کے وسائل مہیا کر کے ان سے نجات دیتا ہے ولکل وجہ اور اگر اس سے یہ تمام مطالب مراد لئے جائیں تو یہ بات زیادہ موزوں رہے گی۔ واللہ العالم

۳)۔ فلینظر الأنسان... الآیة

انسان کو غور کرنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا ہوا ہے؟

انسان کو یہاں اپنی اصل خلقت کی طرف متوجہ کرنے کی دو غرضیں سمجھ میں آتی ہیں۔

ایک یہ کہ جب انسان اپنی اصل خلقت پر غور وفکر کرے گا تو وہ غرور و پندار سے محفوظ رہے گا کہ جو اس حقیر نطفہ سے پیدا ہوا ہے اسے تکبر کرنا زیب نہیں دیتا۔ اور دوسرا وہ حیات بعد الموت کا انکار نہیں کرے گا جب وہ مشاہدہ کر رہا ہے کہ خدا وہ قادر اور حکیم مطلق ہے جو ایک حقیر نطفہ سے انسان جیسی اشرف المخلوقات اور با صلاحیت ہستی کو پیدا کر سکتا ہے کیا وہ اس کے اعادہ اور دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے؟

ایضاح

واضح رہے کہ یہاں اس اچھل کر نکلنے والے پانی (نطفہ) کے نکلنے کا مقام صلب یعنی ریڑھ کی ہڈی اور ترائب یعنی سینے کی ہڈیوں کے درمیان بتایا گیا ہے اور عام مفسرین نے اس کی وضاحت یوں کی ہے کہ آدمی جو مرد اور عورت کے مخلوط نطفہ سے پیدا ہوتا ہے تو مرد کا نطفہ اس کی پیٹھ سے اور عورت کا اس کے سینہ سے نکلتا ہے۔ اگر چہ اس نطفہ کا دماغ سے بھی بڑا گہرا تعلق ہے لیکن چونکہ نطفہ براہ راست دماغ سے خارج نہیں ہوتا۔ اس لیے

اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ بہرحال قرآن نے صلب اور ترائب کہہ کر اصل حقیقت واضح کر دی ہے کہ یہ مادہ جسم کے اسی حصہ سے برآمد ہوتا ہے جو پیٹھ اور سینہ کے درمیان ہے کیونکہ مادہ تولید تمام اعضاء رئیسہ کے اشتراک سے تیار ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ دل اور جگر تو صلب و ترائب کے درمیان ہیں اور دماغ کا تعلق بھی نخاع کے ذریعہ سے پیٹھ سے ہے اور پھر اس مادہ کے اجزاء ترکیبی تیار ہو کر کیسہ منی میں جمع ہوتے ہیں اور بعض اطباء اور حکماء کی تحقیق یہ ہے کہ یہ نطفہ ہر ہر جزء و بدن سے خارج ہوتا ہے تو اگر یہ تحقیق صحیح ہے تو پھر ان دو مقامات کی تعیین کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ چونکہ نطفہ کی تولید میں سب سے زیادہ دخل دماغ کا ہے اور اس کا نائب نخاع ہے جو دماغ سے ریڑھ کی ہڈی کے ذریعہ سے خصیتیں تک پہنچا ہوا ہے اور اس سے دماغ کا جسم سے تعلق ہے اور اسی کے کچھ حصے سینے کی ہڈیوں میں بھی پہنچے ہوئے ہیں اور پھر اس سلسلہ میں مرد کی پشت کی ہڈی اور عورت کے سینہ کی ہڈیوں کو زیادہ دخل ہے کیونکہ اس مادہ کے اخراج کی تحریک کا مرکز یہیں ہے کہ جب دماغ سے اعصابی رو اس مرکز کو پہنچتی ہے تو اس کی تحریک سے مادہ باہر خارج ہوتا ہے۔ واللہ العالم

۴)۔ یوم تبلی السرائر... الآیۃ

قیامت کے دن تمام پوشیدہ باتوں کی جانچ پڑتال ہوگی

سرائر۔ سریرہ کی جمع ہے جس کے معنی اس چیز کے ہیں جسے انسان چھپاتا ہے اور پوشیدہ رکھتا ہے یعنی قیامت وہ دن ہوگا جس میں انسان کے سب ظاہر اور پوشیدہ اعمال اور اس کے عقائد و نظریات کی جانچ پڑتال کی جائے گی کہ عقیدہ کیا رکھا تھا اور عمل کیا گیا تھا؟ اور پھر اسکے مطابق اسے جزا و سزا دی جائے گی جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر ارشاد قدرت ہے۔ ان تبدو اما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ کہ جو کچھ تمہارے اندر ہے خواہ تم اسے ظاہر کر دو یا اپنے اندر پوشیدہ رکھو اللہ اس کا تم سے محاسبہ کرے گا۔ (البقرہ ۲۸۲) اور بعض اخبار و آثار کے مطابق جو خود حضرت رسول خداؐ سے مروی ہیں ان پوشیدہ باتوں سے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور غسل جنابت وغیرہ فرض اعمال مراد لیے گئے ہیں اور ان کو سرائر اس لیے کہا گیا ہے کہ آدمی کے یہ اعمال دوسرے لوگوں پر تو پوشیدہ ہی ہوتے ہیں یعنی ایک آدمی کہہ سکتا ہے کہ اس نے نماز پڑھی ہے جبکہ نہ پڑھی ہو اسی طرح وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ اس نے روزہ رکھا ہے ہو جبکہ نہ رکھا ہو۔ (تفسیر مجمع البیان و تفسیر صافی) الغرض اس دن ہر شخص اپنی بوئی ہوئی فصل کاٹے گا جو بالکل تیار ہوگی۔

۵)۔ فما لہ من قوۃ... الآیۃ

یعنی اس دن نہ تو آدمی کے اندر خود اتنی طاقت ہوگی کہ خدا کی گرفت سے بچ سکے اور نہ ہی کوئی یار و مددگار ہوگا جو اسے اللہ کے عذاب سے بچا سکے۔

واضح رہے کہ اس سے عقیدہ شفاعت کی نفی نہیں ہوتی جو کہ مخصوص ہستیاں مخصوص لوگوں کی کریں گی مگر اللہ کے اذن اور اس کی اجازت کے بعد جس کی کئی بار وضاحت کی جا چکی ہے۔

٦)۔ والسماء ذات الرجع... الآیة

رجع کے معنی چکر لگانے کے بھی ہیں اور بارش کے بھی اور صدع کے معنی شگافتہ ہونے کے ہیں چونکہ آسمان چکر بھی لگاتا ہے اور بارش بھی برساتا ہے۔لہٰذا دونوں معنی مراد لئے جا سکتے ہیں مگر زیادہ مفسرین نے یہاں ذات الرجع سے بارش مراد لی ہے کہ جب وہ برستی ہے تو زمین سے نباتات اگتی ہیں جس کی وجہ سے زمین پھٹتی ہے۔

بہرحال یہاں یہ دو قسمیں کھا کر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ قرآن قول فیصل ہے۔

۷)۔ انہ لقول فصل... الآیة

یہ جواب قسم ہے بناء بر مشہور یہاں انہ کی ضمیر کا مرجع قرآن ہے کہ وہ حق و باطل میں فیصلہ اور امتیاز کرنے والا کلام حق ترجمان ہے کوئی ہنسی مذاق نہیں ہے لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ اور اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے ذالك الكتاب لاریب فیہ اور بعض علماء نے اس کا مرجع معاد اور دوبارہ پیدا ہونے کو قرار دیا ہے کہ وہ خبر حق ہے۔والاول اولی۔

۸)۔ انھم یکیدون کیدا... الآیة

کفار و مشرکین اسلام و قرآن کو مٹانے کی تدبیریں کرتے ہیں اور خدا انہیں بچانے کی

ارشاد قدرت ہے کہ کفار قرآن کی دعوت کو ختم کرنے اور نور اسلام کو مٹانے کی چالیں چل رہے ہیں اور شیطانی تدبیریں کر رہے ہیں اور میں بھی ان کی حرکات سے غافل نہیں ہوں۔ میں انہیں اپنے مذموم ارادوں میں ناکام بنانے کی تدبیر کر رہا ہوں نتیجہ یہ نکلے گا کہ ان کی تدبیریں ناکام ہو جائیں گی اور دھری کی دھری رہ جائیں گی اور قرآن و اسلام کا نور چہار دانگ عالم میں پھیل کر رہے گا۔یریدون لیطفوا نور اللہ بافواھم واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون۔ یعنی

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ارشادقدرت ہے آپ کافروں سے انتقام لینے میں کوئی جلدی نہ کریں بلکہ ان کوتھوڑی سی مہلت دے دیں اوران کا معاملہ میرے حوالے کردیں میں خودان سے نمٹ لوں گا اوران کی ناکام چالوں اورمیری کامیاب تدبیرکانتیجہ خودبخودآپ کے سامنے آجائے گا۔انشاءاللہ۔الا ان حزب اللہ ھم الغالبون۔

سورہ طارق کا ترجمہ اوراس کی تفسیر بحمدہ وفضلہ بخیروخوبی
اپنے اختتام کوپہنچی ۲۰ جنوری ۲۰۰۴ء

سورہ اعلیٰ کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ الاعلی مذکور ہے سبح اسم ربک الاعلی تو اسی سے اس سورہ کا یہ نام تجویز ہوا ہے۔

عہد نزول

جمہور علماء کے نزدیک یہ سورہ مکی ہے اور اس کے مضمون اور انداز بیان سے مستفاد ہوتا ہے کہ وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی کے بالکل ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔

سورہ اعلیٰ کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ اس سورہ کا آغاز پروردگار کی تسبیح کرنے کے حکم سے ہوا ہے۔

۲۔ پھر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ خدا نے ہی کائنات ارضی وسمادی پیدا کی ہے۔

۳۔ کائنات کی کوئی چیز بے ہنگم نہیں ہے بلکہ ہر چیز میں تناسب قائم ہے اور اسے صحیح اندازے اور سلیقے سے بنایا گیا ہے۔

۴۔ آنحضرتؐ کو اس طرح قرآن پڑھانے کی یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ پھر وہ کبھی نہیں بھولیں گے۔

۵۔ یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ پیغمبر کا کام صرف تبلیغ کرنا اور نصیحت کرنا ہے اس کا منوانا آپ کا کام نہیں ہے۔

۶۔ پیغام حق اور نصیحت کو قبول کرنا یا نہ کرنا یہ بندوں کا اختیاری معاملہ ہے۔

۷۔ صرف وہ لوگ اخروی فوز وفلاح پائیں گے جو اعتقادی اور عملی کثافتوں سے اپنا دامن پاک وصاف رکھیں گے اور اپنے پروردگار کا ذکر کریں گے اور نماز پڑھیں گے۔

۸۔ اور جن بدبختوں کی توجہ کا مرکز صرف یہی دنیا ہوگی اور آخرت کی فکر نہیں کریں گے وہ واصل جہنم ہوں گے۔

۹۔ عام لوگوں کی حالت زار کا تذکرہ کہ وہ دنیوی زندگی کو مقدم اور اخروی زندگی کو موخر کئے ہوئے ہیں جو کہ مستقل اور پائیدار ہے اور یہ حقیقت پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی مذکور ہے وغیرہ وغیرہ۔

سورہ اعلیٰ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورۂ اعلی کی تلاوت کرے گا تو اسے خدائے تعالیٰ جناب ابراہیمؑ، جناب موسیٰؑ اور حضرت پیغمبر اسلامؐ پر نازل شدہ کتابوں کے حروف سے دس گنا زیادہ نیکیاں عطا فرمائے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا حضرت رسول خدا سورہ اعلی کو بہت پسند فرماتے تھے اور یہ کہ سب سے پہلے سبحان ربی الاعلی میکائیل نے کہا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص اپنی نماز فریضہ یا نافلہ میں سورہ سبح اسم ربك الاعلی کی تلاوت کرے گا تو قیامت کے دن اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازہ سے جی چاہے داخل ہو جا۔ (ایضاً وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۱۹) (سور (الاعلیٰ مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلَی ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ خَلَقَ فَسَوّٰی ۪ۙ﴿۲﴾ وَ الَّذِیۡ قَدَّرَ فَہَدٰی ۪ۙ﴿۳﴾ وَ الَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰی ۪ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَہٗ غُثَآءً اَحۡوٰی ؕ﴿۵﴾ سَنُقۡرِئُکَ فَلَا تَنۡسٰۤی ۙ﴿۶﴾ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ ؕ اِنَّہٗ یَعۡلَمُ الۡجَہۡرَ وَ مَا یَخۡفٰی ؕ﴿۷﴾ وَ نُیَسِّرُکَ لِلۡیُسۡرٰی ۚ﴿۸﴾ فَذَکِّرۡ اِنۡ نَّفَعَتِ الذِّکۡرٰی ؕ﴿۹﴾ سَیَذَّکَّرُ مَنۡ یَّخۡشٰی ﴿ۙ۱۰﴾ وَ یَتَجَنَّبُہَا الۡاَشۡقَی ﴿ۙ۱۱﴾ الَّذِیۡ یَصۡلَی النَّارَ الۡکُبۡرٰی ﴿ۚ۱۲﴾ ثُمَّ لَا یَمُوۡتُ فِیۡہَا وَ لَا یَحۡیٰی ﴿ؕ۱۳﴾ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَکّٰی ﴿ۙ۱۴﴾ وَ ذَکَرَ اسۡمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ﴿ؕ۱۵﴾ بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ﴿۫ۖ۱۶﴾ وَ الۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی ﴿ؕ۱۷﴾ اِنَّ ہٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی ﴿ۙ۱۸﴾ صُحُفِ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ مُوۡسٰی ﴿۱۹﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے (اے نبی) اپنے بلند و برتر پروردگار کے نام کی تسبیح کیجئے (۱) جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا پھر درست کیا (تناسب قائم کیا) (۲) جس نے تقدیر مقرر کی (ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا) اور (سیدھی) راہ دکھائی (۳) اس نے (جانوروں کے لیے) زمین سے چارہ نکالا (۴) پھر اسے (خشک کر کے) سیاہی مائل کوڑا بنا دیا (۵) ہم آپ کو (ایسا) پڑھائیں گے کہ پھر آپ نہیں بھولیں گے (۶) مگر جو اللہ چاہے (بھلا دے) بے شک وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور اس کو بھی جو چھپا ہوا ہے (۷) اور ہم آپ کو آسان (شریعت) کی سہولت دیں گے (۸) پس آپ نصیحت کیجئے اگر نصیحت کچھ فائدہ پہنچائے (۹) وہ شخص نصیحت قبول کرے گا جو (خدا و آخرت سے) ڈرتا ہوگا (۱۰) اور جو بدبخت ہے وہ اس سے گریز کرے گا (۱۱) جو بڑی آگ میں داخل ہوگا (۱۲) پھر وہ اس میں نہ مرے گا نہ جئے گا (۱۳) وہ شخص فائز المرام ہوا جس نے اپنے آپ کو (بداعتقادی و بدعملی سے) پاک کیا (۱۴) اور اپنے پروردگار کا نام یاد کیا اور نماز پڑھی (۱۵) مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو (آخرت پر) ترجیح دیتے ہو (۱۶) حالانکہ آخرت بہتر ہے اور پائیدار ہے (۱۷) یقیناً یہ بات پہلے صحیفوں میں بھی ہے (۱۸) یعنی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں (۱۹)

تشریح الالفاظ

(۱) سبح تسبیح کے معنی پاکیزگی بیان کرنے کے ہیں۔ (۲) غثاء احوی کے معنی ہیں سیاہی مائل کوڑا کرکٹ۔ (۳) الذکری کے معنی نصیحت کے ہیں۔ (۴) تزکی کے معنی پاک و پاکیزہ ہونے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱) ۔ سبح اسم ربك الاعلی ... الآیة

اللہ کی تسبیح کرنے سے کیا مراد ہے؟

مخفی نہ رہے کہ آیت میں سبح اسم ربک الاعلی وارد ہے جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "اپنے بلند و برتر

پروردگار کے نام کی تسبیح کیجئے'' یہاں اسم سے خود اسم بھی مراد ہوسکتا ہے اور مسمی بھی سو اگر اسم سے اسم ہی مراد لیا جائے تو پھر نام کی تسبیح اور پاکی بیان کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کو صرف انہی ناموں سے یاد کیا جائے جو خود اس نے اپنے لئے تجویز فرمائے ہیں اور پیغمبر اسلام نے بتائے ہیں اور اس کا کوئی مخصوص نام اس کی مخلوق پر نہ بولا جائے اور نہ ہی مخلوق کا کوئی ایسا نام اس پر بولا جائے جو اس کے شایان شان نہ ہو بلکہ اس سے اس کی ذات یا صفات میں نقص کا کوئی پہلو نکلتا ہے۔ اور اگر اسم سے مراد مسمی لیا جائے اور عرب اسم سے مراد مسمی لیا کرتے ہیں جیسا کہ شاعر کہتا ہے کہ ع

الی الحول ثم اسم السلام علیکما

بناء بریں اللہ کی تسبیح سے اس کی قولی و فعلی تسبیح مراد ہوسکتی ہے

خدا کی تسبیح کی (۲) دو قسمیں ہیں قولی اور فعلی

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے کی دو قسمیں ہیں ایک لفظی کہ جب سورہ سبح اسم ربك الاعلی پڑھی جائے تو سبحان ربی الاعلی کہا جائے۔ جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ جب سبح اسم ربك الاعلی کی تلاوت کرو تو کہو سبحان ربی الاعلی۔ اور اگر نماز کی حالت میں ہو تو پھر آہستہ کہو۔ (مجمع البیان)

اور ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورہ سبح اسم ربك الاعلی کی تلاوت کرتے تھے تو سبحان ربی الاعلی پڑھتے تھے۔ (تفسیر صافی)

دوسری فعلی یعنی اللہ سبحانہ کو ان تمام کفریہ و شرکیہ باتوں سے بلند و برتر اور پاک وصاف سمجھا جائے جو اس کی شان کے منافی ہوں بلکہ خدائے تعالیٰ کی ذات وصفات کے بارے میں وہ تصور قائم کیا جائے جو خود خدا نے قرآن میں یا سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام نے اپنے فرمان میں اس کے بارے میں قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ وبس

۲)۔ الذی خلق فسوی... الآیۃ

اللہ ہر چیز کا خالق اور اسے ٹھیک بنانے والا ہے

اس آیت میں دوسری بہت سی آیات کی طرح یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ خدا نے ہی ہر چیز پیدا کی ہے اور پھر اس کی تخلیق میں ایسا تناسب اور توازن قائم کیا ہے اور اس ترتیب وترکیب اور اس شکل وصورت پر پیدا کیا ہے جس سے بہتر کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ جیسا کہ ارشاد قدرت ہے الذی احسن کل شئی خلقه که

اللہ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے وہ خوب ہی پیدا کی ہے۔(سورہ سجدہ ۷) کوئی چیز بے ہنگم نہیں ہے اور پوری کائنات میں کہیں کوئی خلل اور فرق نہیں ہے۔ ما تری فی خلق الرحمن من تفاوت اور یہ بات اس کے کمال صنعت وحکمت کی نا قابل انکار دلیل ہے۔

۳)۔ والذی قدر... الآیۃ

اس آیت کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خدا نے ہر چیز کی تقدیر مقرر کر دی ہے کہ وہ کب پیدا ہو گی؟ کتنا عرصہ دنیا میں رہے گی اور اس پر کیا کیا بیتے گی اور پھر وہ کب ختم ہو جائے گی اور دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خدا نے ہر چیز کو خاص اندازے پر بنایا، خاص مقصد کے لیے بنایا پھر اس کے مطابق اسے شکل وصورت اور اس کی بقا کے لیے آلات واسباب اور اندرونی و بیرونی وسائل مہیا فرمائے اور پھر اسے اپنے کام میں لگا دیا۔

ع

ابروباد و مہ و خورشید و فلک درکار اند

چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں قدر ما خلق فاحکم تقدیرہ و دبرہ فالطف تدبیرہ ووجھہ لوجھتہ فلم یتعد حدود منزلتہ۔ اللہ نے جو کچھ پیدا کیا ہے پہلے اس کا محکم اندازہ لگایا پھر اس کی بہترین طریقہ پر تدبیر فرمائی اور پھر اسے اپنے مقصد حیات پر لگا دیا اور اس کی مقدرت سے آگے تجاوز نہیں فرمایا۔(نہج البلاغہ)

خلاصہ یہ کہ یہ ساری کائنات ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بنائی گئی ہے یونہی بے مقصد اور بے سوچے سمجھے نہیں بنائی گئی اور پھر اسے پیدا کر کے یونہی چھوڑ نہیں دیا گیا بلکہ اسے اپنے مقصد خلقت تک پہنچنے کے لیے اس کی راہنمائی بھی فرمائی گئی ہے جو کہ ہر چیز میں طبعی وفطری ہے اور انسان میں اختیاری ہے کہ اندرونی طور پر اسے عقل دے کر اسے صحیح وغلط میں امتیاز کرنے کی صلاحیت دی گئی ہے اور بیرونی طور پر انبیاء ورسل بھیج کر اسے حق و باطل میں سے راہ حق اختیار کرنے کا اختیار دیا گیا ہے ؎

ہر یکے راہبرے کارے ساختند
میلش او دردلش انداختند

۴)۔ والذی اخرج... الآیۃ

مرعی جانوروں کے چارہ کو کہا جاتا ہے اور یہاں اس سے ہر قسم کی زمینی نباتات مراد ہے جو انسانوں کے لیے مال ومتاع اور حیوان کے لیے چارہ اور خوراک کا کام دیتی ہے جب اس کا موسم ربیع ہو تو ایسی سرسبز و

شاداب ہوتی ہے کہ دل کو لبھاتی ہے اور جب اس پر موسم خزاں آئے تو خشک ہوکر سیاہ رنگ کا کوڑا کرکٹ بن جاتی ہے اس میں گویا اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ ہمیشہ حالات یکساں نہیں رہتے بلکہ موسم بہار کے بعد موسم خزاں بھی آتا ہے۔ تلك الایام نداولها بین الناس۔ ونعم ماقیل

زرنج و راحت گیتی مشو رنجاں مشو خنداں
کہ آئین جہاں گاہے چنیں گاہے چناں باشد

۵)۔ سنقرئك... الآیة

اللہ سبحانہ آپ کو ایسا پڑھائے گا کہ پھر نہیں بھولیں گے

قبل ازیں سورہ طہٰ آیت ۱۱۴ اور سورہ قیامت آیت ۱۶ تا ۱۹ کی تفسیر میں یہ بات واضح کی جاچکی ہے کہ جب جناب جبرائیل امین وحی لاتے تھے تو حضرت رسول خدا اس خیال کے پیش نظر کہ وہ بھول نہ جائیں اور وحی کا کچھ حصہ رہ نہ جائے جلد جلد اسے دہراتے تھے یہاں تک کہ خدا نے انہیں یقین دلایا کہ ہم آپ کو ایسا پڑھائیں گے اور آپ کو ایسا یاد ہوجائے گا کہ پھر آپ نہیں بھولیں گے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن بطور معجزہ نازل ہوا تھا اور بطور معجزہ ہی آنحضرتؐ کو لفظ بلفظ یاد کرادیا گیا اور بھول جانے کے اندیشہ کو ہمیشہ کے لیے ختم کردیا گیا تھا۔

۶)۔ الا ماشاء الله... الآیة

اس استثناء کا مطلب کیا ہے؟

مگر جو اللہ چاہے۔ اس کا مفہوم متعین کرنے میں مفسرین میں قدرے اختلاف ہے کہ اگر وہ کچھ بھلانا چاہے تو بھلا سکتا ہے مگر یہ استثناء کبھی واقع نہیں ہوا۔ گویا یہ ایسے ہے جیسے اہل جنت کے بارے میں وارد ہے خلدین فیها مادامت السموات والارض الا ماشاء ربك (ہود ۱۰۷) جب تک آسمان و زمین رہیں گے وہ ہمیشہ جنت میں رہیں مگر یہ کہ آپ کا پروردگار چاہے (یعنی نکالنا چاہے) مگر وہ ایسا کبھی نہیں چاہے گا اور بعض نے یہ کہا کہ یہ استثناء صرف اظہار قدرت کے لیے ہی نہیں ہے بلکہ نسخ اور انساء کے ذریعہ سے یہ واقع بھی ہوا ہے کہ اگر خدا کسی مصلحت کے تحت کوئی چیز بھلانا چاہے تو وہ ایسا کرسکتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد قدرت ہے ماننسخ من آیة اوننسها نات بخیر منها اومثلها۔ (البقرہ) کہ جب ہم کوئی آیت منسوخ کردیتے ہیں یا آپ کے ذہن سے بھلا دیتے ہیں تو اس جیسی یا اس سے بہتر آیت لاتے ہیں۔ لان الذی لا ینسی هو الله (تفسیر قمی) یعنی وہ ذات جسے کسی قسم کا نسیان نہیں ہوتا وہ صرف اللہ ہے۔ ہاں

البتہ یہ بات مسلم ہے کہ انبیاء ہوں یا ان کے اوصیاء ان کو شیطانی سہو ونسیان ہرگز نہیں ہوتا اور نہ ہی ہوسکتا ہے اور اللہ ہر ظاہر اور پوشیدہ بات کو جانتا ہے۔ **وھو بکل شئی علیم**۔

۷)۔ ونیسرك للیسریٰ... الآیۃ

یہاں یسریٰ (آسان) سے شریعت اسلامیہ مراد ہے جو بالکل سہلہ وسمحاء ہے۔ ارشاد قدرت ہے کہ یارسول اللہ! آپ جس سہل و آسان شریعت کی تبلیغ پر مامور ہیں اگرچہ وہ سہل و آسان ہے اور فطرت انسانی کے عین مطابق ہے مگر اس کے پہنچانے میں بہت سی مشکلات ہیں اور بہت سی دشواریاں حائل ہیں مگر ہم انہیں آسان بنادیں گے۔ چنانچہ خداوند عالم نے اپنا وعدہ پورا کیا اور پیغمبر اسلامؐ نے اس راستہ کی تمام تر مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود بطریق احسن اسلام کی تبلیغ کا فریضہ اپنے قول و فعل سے بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا اور آپ ہر طرح اس سلسلہ میں کامیاب وکامران ہوئے۔

۸)۔ فذکر ان نفعت الذکریٰ... الآیۃ

ہر حال میں دعوت حق دینا اور تبلیغ کرنا واجب ہے

چونکہ اس آیت کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ آپ نصیحت کیجئے اگر نصیحت کچھ فائدہ پہنچائے اس سے بعض سہل انگیز اور بے توفیق مدعیان علم استدلال کرتے ہیں کہ ان پر تبلیغ کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ اس پر کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ بات محض غلط ہے اور ہر حال میں تبلیغ فرض ہے عذرا او نذرا۔ اگر فائدہ ہوگیا تو نذارت ہوجائے گی اور اگر فائدہ نہ ہوا تو پھر حجت تمام ہوجائے گی اور کوئی بدکردار فردائے قیامت یہ تو نہیں کہہ سکے گا کہ اس کے کانوں میں کلمہ حق پڑا نہیں تھا۔

اس لئے ارشاد قدرت ہے کہ آپ اپنا فرض ادا کریں۔ اب جس شخص کے دل ودماغ میں خدا وحشر کا خوف ہوگا وہ اس سے فائدہ اٹھائے گا اور جو بدبخت ہوگا وہ اس سے گریز کرے گا اور محروم رہے گا۔

اس سے بھی واضح ہے کہ تبلیغ حق بہرحال لازم ہے ورنہ سعید و شقی کا پتہ کیسے چلے گا یعنی یہ کس طرح معلوم ہوگا کہ اس سے فائدہ اٹھانے والا خوش بخت کون ہے اور محروم رہنے والا بدبخت کون ہے؟

الغرض اگرچہ بظاہر شرط کے الفاظ موجود ہیں مگر درحقیقت کوئی شرط مقصود نہیں ہے بلکہ اس حکم کی انجام دہی کی تاکید کرنا مقصود ہے گویا یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی شخص سے کہا جائے کہ اگر تو آدمی ہے تو پھر یہ کام کر۔

۹)۔ قد افلح... الآیۃ

فائز المرام ہونے والے لوگوں کے اوصاف کا بیان

کامران اور فائز المرام ہونے والوں کے یہاں تین اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔

۱) اعتقادی اور عملی خبائث سے اپنے آپ کو پاک کریں۔یعنی کفروشرک اور نفاق کو چھوڑ کر ایمان لائیں۔

۲) اللہ کو یاد کریں۔یعنی برے اخلاق چھوڑ کر اچھے اخلاق اپنائیں۔

۳) نماز پنجگانہ پڑھیں یعنی برے اعمال ترک کر کے نیک عمل بجالائیں۔

گویا اس پیرایہ میں وہی حقیقت دہرائی گئی ہے جو کئی بار قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے یعنی ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت اولئك هم اصحاب الجنة هم فيها خالدون۔

ایک روایت میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے قد افلح من تزکی... الآیۃ کے یہ معنی بیان کئے گئے ہیں کہ اس شخص نے فلاح پائی جس نے زکوٰۃ فطرہ ادا کی اور نماز عید الفطر پڑھی۔(تفسیر صافی)

ایک اور روایت میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے فذکر اسم ربہ فصلی کا یہ مفہوم بیان کیا گیا ہے کہ جب بھی خدا کا نام یاد کرے تو سرکار محمد وآلہ محمد علیہم السلام پر درود پڑھے۔(ایضاً)

۱۰)۔بل توثرون... الآیۃ

دنیا کی زندگی فانی ہے اور آخرت کی باقی ودائمی اور دنیا کی زندگی کمتر ہے و کہتر ہے اور آخرت کی برتر و بہتر۔تو اس چیز کا تقاضا تو یہ تھا کہ لوگ فانی کو چھوڑ کر باقی کو اور کمتر کو چھوڑ کر بہتر کو اختیار کرتے اور اس کے سنوارنے کی کوشش کرتے مگر عام لوگ اس کے برعکس آخرت کو بھلا کر صرف دنیا کی زندگی کو سدھارنے اور اس کی آسائش وآرام کو حاصل کرنے کی فکر میں مشغول ہیں بھلا اس سے بڑھ کر کوئی حماقت اور کم عقلی کی بات ہوسکتی ہے؟ جس کا ارتکاب کفار ومشرکین اور مجرمین کررہے ہیں۔

۱۱)۔ان هذا لفی الصحف الأولی... الآیۃ

مطلب یہ ہے کہ اے کفارِ قریش! پیغمبر اسلامؐ جو کچھ اسلامی حقائق اور معاد کے جو دقائق بیان کررہے ہیں کہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی یہ باتیں لکھی ہوئی ہیں۔یعنی جناب ابراہیم خلیل اللہ اور جناب موسیٰ کلیم اللہ کے صحیفوں میں مذکور ہیں کیونکہ تمام انبیاء ورسل کی دعوت ایک رہی ہے اگرچہ زمان ومکان کے لحاظ سے شرائع واحکام وغیرہ میں کچھ رد وبدل ہوتا رہا ہے۔

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ خداوند عالم نے کس قدر صحیفے نازل کئے؟

فرمایا ایک سو چار پھران کی تفصیل بیان فرمائی۔(کتاب خصال شیخ صدوق)

سورہ اعلیٰ کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بفضلہٖ وحسن توفیقہ آج
بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ والحمدللہ
۲۱ جنوری ۲۰۰۴ء سوا پانچ بجے دن

سورہ غاشیہ کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں الغاشیہ کا لفظ موجود ہے اس سے اس سورہ کا یہ نام مقرر ہوا ہے۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے اور داخلی قرآئن وشواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سورہ آنحضرتؐ کی مکی زندگی کے بالکل ابتدائی دور میں نازل شدہ سورتوں میں سے ہے۔

سورہ غاشیہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ اس سورہ کا بنیادی موضوع توحید، رسالت اور آخرت کا اثبات ہے۔ کیونکہ اس دور میں زیادہ تر انہی تین باتوں کو لوگوں کے ذہن نشین کرانے پر زور دیا جاتا تھا۔

۲۔ سب سے پہلے لوگوں کو قیامت کی ہولنا کیوں سے ڈرایا گیا ہے کہ وہ ایک بڑی آفت ہے جو پوری کائنات پر چھا جائے گی۔

۳۔ اس وقت تمام لوگ دو گروہوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے ایک گروہ جہنم میں جائے گا اور دوسرا جنت میں جائے گا۔

۴۔ پھر جہنم کے کچھ شدائد اور جنت کے کچھ لذائذ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۵۔ لوگوں کو کائنات کی مختلف چیزوں جیسے آسمان و زمین اور پہاڑ اور صحرا نورد عربوں کی من پسند سواری اونٹ کی خلقت پر غور وفکر کر کے مبدأ و معاد کے اقرار کی دعوت دی گئی ہے کہ وہ سوچیں کہ آیا یہ سب کچھ کسی صانع حکیم کی صنعت وحکمت کا نتیجہ ہے یا یہ سب کچھ اتفاقاً ہو گیا ہے؟

۶۔ پیغمبر اسلام کا کام صرف تبلیغ اور نصیحت کرنا ہے وہ لوگوں کے نگران نہیں ہیں کہ زبردستی لوگوں سے حق منوائیں۔

۷۔ سب لوگوں کی بازگشت خدا کی طرف ہے اور ان کا حساب وکتاب اسی کے ذمہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

سورہ غاشیہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو خدائے کریم اس کا حساب و کتاب آسان لے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ ھل اتاک حدیث الغاشیہ کی اپنی نماز ہائے فریضہ یا نافلہ میں پڑھنے پر مداومت کرے تو خدا اسے دنیا و آخرت میں اپنی رحمت میں ڈھانپے گا اور قیامت کے دن اسے دوزخ کے عذاب سے مامون فرمائے گا۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۲۶) (سورۃ الغاشیۃ مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝۱ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۶ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝۷ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۸ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝۹ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۱۰ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝۱۱ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝۱۲ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝۱۳ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝۱۴ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝۱۵ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝۱۶ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝۱۷ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝۱۸ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝۱۹ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝۲۰ فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝۲۱ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝۲۲ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۝۲۳ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝۲۴ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝۲۵ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝۲۶

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے کیا تمہیں (کائنات پر) چھا جانے والی (مصیبت یعنی قیامت) کی خبر پہنچی ہے؟ (۱) اس دن کچھ چہرے ذلیل (اترے ہوئے) ہوں گے (۲) سخت محنت کرنے والے (نڈھال اور) تھکے ماندے ہوں گے (۳) وہ دہکتی ہوئی آگ میں پڑیں گے (اور جھلسیں گے) (۴) انہیں کھولتے ہوئے چشمہ کا پانی پلایا جائے گا (۵) (وہاں) ان کے لیے کوئی کھانا نہ ہوگا سوائے خاردار جھاڑ کے (۶) جو نہ (انہیں) موٹا کرے گا اور نہ بھوک دور کرے گا (۷) (اور) کچھ چہرے اس دن تر و تازہ (اور بارونق) ہوں گے (۸) اپنی کاوش و کوشش پر خوش اور مطمئن ہوں گے (۹) (اور) عالیشان جنت میں ہوں گے (۱۰) جہاں وہ کوئی بے ہودہ بات نہیں سنیں گے (۱۱) اس میں چشمہ رواں دواں ہوگا (۱۲) اس میں اونچے اونچے تخت (بچھے ہوئے) ہوں گے (۱۳) اور جام و ساغر رکھے ہوں گے (۱۴) اور گاؤ تکیے قطار در قطار لگے ہوئے ہوں گے (۱۵) اور طرح طرح کے نفیس فرش و فروش بچھے ہوئے ہوں گے (۱۶) کیا یہ لوگ اونٹ کو (غور سے) نہیں دیکھتے کہ وہ کیونکر پیدا کیا گیا ہے؟ (۱۷) اور آسمان کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے بلند کیا گیا ہے (۱۸) اور پہاڑوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیونکر کھڑے کئے گئے ہیں (۱۹) اور زمین کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے بچھائی گئی ہے (۲۰) پس (اے رسول) آپ نصیحت کیجئے (اور سمجھایئے) کہ آپ نصیحت کرنے (اور سمجھانے) والے ہیں (۲۱) آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں (۲۲) ہاں البتہ جو شخص روگردانی کرے اور کفر کرے گا (۲۳) تو اللہ اس کو بڑا عذاب دے گا (۲۴) یقیناً ان کی بازگشت ہماری طرف ہے (۲۵) پھر بے شک ان کا حساب کتاب ہمارے ذمہ ہے (۲۶)

تشریح الالفاظ

(۱) الغاشیه کے معنی ڈھانکنے اور چھا جانے کے ہیں یعنی قیامت۔ (۲) ناصبه نصب سے مشتق ہے جس کے معنی تھکاوٹ کے ہیں۔ (۳) ضریع کے معنی کانٹے دار بوٹی کے ہیں۔ (۴) ناعمه کے

معنی تر و تازہ اور بارونق کے ہیں۔ (۵) اکواب یہ کوب کی جمع ہے جس کے معنی آبخورے اور ساغر کے ہیں۔ (۶) نمارق یہ نمرقہ کی جمع ہے جس کے معنی گاؤ تکیہ کے ہیں۔ (۷) زرابی یہ زربی اور زریہ کی جمع ہے جس کے معنی مسند اور گدی کے ہیں۔ (۸) مصیطر کے معنی داروغہ اور مسلط آدمی کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ ھل اتاك... الآیة

غاشیہ یعنی چھا جانے والی قیامت کا تذکرہ

یہ خطاب پیغمبر اسلامؐ سے ہے اور یہاں اپنی شدت اور ہولناکی سے ساری کائنات کو ڈھانپ لینے والی اور سب پر چھا جانے والی آفت سے مراد قیامت ہے تو گویا یہاں سے قیامت اور پورے عالم آخرت کا تذکرہ ہو رہا ہے جو اس نظام دنیا کی تباہی سے شروع ہو کر لوگوں کے دوبارہ زندہ ہو کر محشور ہونے اور عدالت الٰہی میں حساب و کتاب کے بعد جزا و سزا پانے یعنی جنت اور جہنم کے داخلہ تک تمام مراحل پر محیط ہے۔

۲)۔ وجوہ یومئذ... الآیة

قیامت کے دن لوگوں کی دو قسمیں ہوں گی ایک جہنمی اور دوسری جنتی

اس دن کچھ چہرے ذلیل اور اترے ہوئے یعنی بالکل پژمردہ ہوں گے انہوں نے چونکہ دار دنیا میں سخت محنت و مشقت کی ہوگی اس لیے وہ تھکے ماندے ہوئے محسوس ہوں گے یعنی ان لوگوں نے کام تو ہمیشہ کئے ہوں گے مگر وہ کام یا گناہ وعصیاں کی قسم سے ہوں گے یا غیر اللہ کے لیے کئے ہوں گے اس لئے ان کا نتیجہ سوائے تھکاوٹ اور عذاب جہنم کے اور کچھ برآمد نہ ہوگا اور بعض اخبار و آثار سے واضح و آشکار ہوتا ہے کہ اس سے ناصبی لوگ یعنی دشمنان اہلبیت مراد ہیں جن کے تمام اعمال اہلبیت نبوتؑ سے نصب و عداوت رکھنے کی وجہ سے اکارت ہو جائیں گے۔

چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا **کل ناصب لنا وان تعبدو اجتھد یصیر الی ھذہ الآیۃ عاملۃ ناصبۃ** کہ جو بھی ہمارا دشمن ہے اگرچہ عبادت کرے اور عمل کرنے میں بڑی جدوجہد کرے تاہم وہ اسی آیت کا مصداق ہے اور اس کا انجام جہنم ہے۔ (مجمع البیان)

اور یہی روایت تفسیر صافی میں حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے جن کو کھانے کے لیے ضریع دیا

جائے گا اور پینے کے لیے کھولتے ہوئے چشمے کا پانی۔ واضح رہے کہ ضریع ایک خاردار قسم کی گھاس ہے جو زمین پر پھیلتی ہے مگر اس کے کانٹوں اور کڑواہٹ کی وجہ سے کوئی جانور اسے نہیں کھاتا۔ (القاموس)

پیغمبر اسلامؐ سے مروی ہے کہ ضریع جہنم میں ایک خاردار چیز ہے جو تمہ سے زیادہ کڑوی، مردار سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم ہے جو جہنمیوں کو بطور غذا دی جائے گی۔ (مجمع البیان وصافی)

ایضاح

مخفی نہ رہے کہ دوزخیوں کی خورد ونوش کے سلسلہ میں قرآن مجید میں مختلف چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے مثلاً کھانے کے لیے کہیں زقوم، کہیں غسلین اور کہیں ضریع کا نام لیا گیا ہے اور پینے کے لیے کہیں ماء حمیم اور کہیں عین آنیہ وغیرہ کا نام لیا گیا ہے تو یہ حصر جو یہاں مذکور ہے کہ ان کے لیے کوئی کھانا نہ ہوگا سوائے ضریع کے تو یہ حصر حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے کہ بہ نسبت خوشگوار اور عمدہ غذا کے ان کو صرف بری غذا دی جائے گی جو زقوم بھی ہوسکتی ہے ور ضریع وغیرہ بھی مطلب یہ ہے کہ دوزخیوں کو کوئی کھانے کے لائق عمدہ غذا نہیں دی جائے گی۔

۳)۔ وجوہ یومئذ ناعمۃ... الآیۃ

اس دن کچھ چہرے تر وتازہ اور بارونق ہوں گے

اور یہ دوسری قسم کے لوگ ہوں گے یعنی مومنین صالحین جو جنت کے مستحق ہوں گے یہ اس دن شادمان وفرحان ہوں گے، اپنی دنیاوی سعی وکوشش یعنی اپنی کارکردگی پر خوش اور مطمئن ہوں گے اور ایسے باغہائے بہشت میں ہوں گے جن کے اوصاف جلیلہ وجمیلہ کا تذکرہ ان آیتوں میں موجود ہے کئی مقامات پر کئی آیات میں ان نعمتوں کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ الغرض جنت وہ مقام ہے جہاں انسان جو چاہے گا وہ پائے گا۔ **وفیہا ماتشتھیہ الا نفس و تلذ الاعین۔** (زخرف ۷۱)

ایضاح

اب تک دونوں قسم کے لوگوں کے چہروں کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے صرف چہرے ہی مراد نہیں ہیں بلکہ چہروں والے لوگ مراد ہیں۔ یعنی یہاں مجاز اُجز سے کل مراد لیا گیا ہے کیونکہ انسان کے جسم کا نمایاں جزء اس کا چہرہ ہی ہے جس سے اس کی خوشی یا غم کی اندرونی کیفیت کا پتہ چلتا ہے۔

۴)۔ افلا ینظرون...الآیۃ

کرشمہ ہائے قدرت کے نظارہ کی دعوت

ان آیتوں میں خداوند عالم کفار ومشرکین کو اپنی قدرت کے بعض کرشموں کے نظارہ کی دعوت دے رہا ہے کہ اگر تم ان دیکھی حقیقتوں کو تسلیم نہیں کرتے تو کم از کم ان چیزوں کو تو دیکھو اور ان کی تخلیق پر غور وفکر کرو جو شب و روز بلکہ ہر وقت تمہارے مشاہدہ میں ہیں تو تمہیں صانع حکیم کی صنعت اور حکمت کے کئی کرشمے نظر آئیں گے۔ مثلا اونٹ ہی کو لے لو جس پر سوار ہو کر تم صحرائی سفر کرتے ہو کہ کس طرح خدا نے اسے اس طرح پیدا کیا ہے جیسا کہ ریگستانی سفر کے لیے ہونا چاہیے تھا جو بے آب و گیاہ ریگستانوں میں کئی کئی دن تک سفر کرتا ہے نہ سفر کی طوالت سے گھبراتا ہے اور نہ ہی بھوک و پیاس کی شدت سے درماندہ ہوتا ہے بلکہ تمہیں اور تمہارے مال ومتاع کو اٹھا کر برابر منزل کی طرف رواں دواں ہے اسے کس نے اس طرح بنایا ہے؟؟

پھر اوپر دیکھو کہ تمہارے سروں پر آسمان نیلگوں کا شامیانہ کس طرح تنا ہوا ہے؟ پھر اپنے دائیں بائیں نگاہ کرو کہ کس طرح پہاڑ کھڑے کئے گئے ہیں اور دور تک کس طرح کوہساروں کا سلسلہ چلا جاتا ہے پھر اپنے نیچے نظر کرو کہ تمہارے نیچے کس طرح زمین کا فرش زمردیں بچھا ہوا ہے؟ کیا تمہاری عقل یہ قبول کرتی ہے کہ یہ سب کچھ خود بخود ہو گیا ہے؟ اور اگر ایسا نہیں ہو سکتا اور تم تسلیم کرتے ہو کہ یہ سب کچھ ایک قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ہے تو پھر سوچو کہ جو قادر وتوانا خدا یہ سب کچھ پیدا کر سکتا ہے۔ وہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے میدان قیامت میں حساب وکتاب کے لیے نہیں لا سکتا؟ مالکم کیف تحکمون؟؟

بہر حال اونٹ جیسے عجیب الخلقت حیوان کا مطیع ہونا اور آسمان کا اپنی عظمت سمیت اس کا مسخر ہونا اور اس زمین کا اپنی وسعت سمیت ہمارے موافق ہونا ہمیں خدا کے وجود اور آخرت کے برحق ہونے پر آمادہ کرتے ہیں اور ایسے عقل مند لوگ قدردانی کے مستحق ہیں اور جو اس حقیقت سے غافل ہیں وہ اس نعمت سے محرومی کے مستوجب ہیں۔

۵)۔ فذکر انما انت مذکر...الآیۃ

پیغمبروں کا کام اور فریضہ تبلیغ وہدایت ادا کرنا ہے

مذکورہ بالا معقول ومدلل طریقہ پر کفار کو بات سمجھانے کے بعد پیغمبر اسلام کی طرف روئے سخن موڑتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے کہ آپ کا کام تبلیغ کرنا، راہ راست دکھانا اور وعظ ونصیحت کرنا ہے اور آپ اپنا یہ فریضہ بڑی

خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ لہٰذا اگر وہ نہیں مانتے اور ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں تم ان پر داروغہ ہو کر مسلط تو نہیں ہو کہ زبردستی ان سے منواؤ۔

ان علیك الا البلاغ یعنی ع

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

لہٰذا جو شخص حق سے منہ موڑے گا اور کفر اختیار کرے گا تو خدا اسے سخت سزا دے گا۔

۶)۔ ان الینا ایابھم... الآیۃ

سب لوگوں کی بازگشت خدا کی طرف ہے اور ان کا حساب و کتاب اس کے ذمہ ہے

آخر سب لوگوں کی بازگشت ہماری طرف ہے اور ان کا حساب و کتاب ہمارے ذمہ ہے اور ہم ہی جزاو سزا دیں گے۔

حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اس قدر کثیر التعداد مخلوق کا خدا کس طرح حساب و کتاب لے گا؟ فرمایا جس طرح ان سب کو روزی دیتا ہے۔ (نہج البلاغہ) پھر پوچھا گیا کہ وہ لوگوں سے حساب و کتاب کس طرح لے گا جبکہ وہ اسے دیکھیں گے نہیں؟ فرمایا جس طرح وہ انہیں روزی دیتا ہے جبکہ وہ اسے دیکھتے نہیں۔ (ایضاً)

اس آیت کی تاویل

اس آیت کی تنزیل تو وہی تھی جو اوپر بیان کر دی گئی ہے مگر بعض اخبار و آثار سے واضح ہوتا ہے کہ ہر امت کا حساب اس کا نبی لے گا اور ہر زمانہ کے لوگوں کا حساب و کتاب ان کا امام لے گا۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ فرمایا کل امۃ یحاسبھا امام زمانھا ویعرف الآئمۃ اولیاءھم واعداءھم بسیماھم وھو قولہ و علی الاعراف رجال یعرفون کلابسیماھم۔ یعنی ہر گروہ کا حساب اس کا امام زمانہ لے گا اور آئمہ اپنے دوستوں اور دشمنوں کو ان کی خصوصی علامتوں سے پہچانتے ہیں جیسا کہ سورہ اعراف میں ارشاد قدرت ہے کہ مقام اعراف میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو سب کو ان کی پیشانیوں اور علامتوں سے پہچانتے ہوں گے۔ (تفسیر المیزان)

اس موضوع کی مزید وضاحت معلوم کرنے کے خواہش مند حضرات ہماری کتاب احسن الفوائد فی شرح العقائد کی طرف رجوع کریں۔

سورہ الغاشیہ کا ترجمہ اور اس کی تفسیر خدا کے
خصوصی فضل وکرم
اور اس کی توفیق خیر سے خیر وخوبی کے ساتھ
اختتام پذیر ہوئی۔
والحمدللہ ۲۲ جنوری ۲۰۰۴ء

سورۃ الفجر کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کا آغاز ہی لفظ والفجر سے ہوا ہے اسی لئے اس کا یہ نام مقرر ہوا۔

عہد نزول

یہ سورہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اور اس کے مضامین اور انداز بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کی مکی زندگی کے وسطانی دور میں نازل ہوئی ہے جب کہ کفار نے مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرنے اور نئے لوگوں کو مسلمان ہونے سے روکنے کے لیے مسلمانوں پر ظلم وستم کرنا شروع کر دیا تھا اس لئے خداوند عالم نے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی اور کافروں کی حوصلہ شکنی کی خاطر انہیں عاد وثمود اور فرعون کے برے انجام سے آگاہ کیا ہے۔

سورۃ الفجر کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ فجر، دس مخصوص راتوں اور جفت وطاق وغیرہ کی قسمیں کھا کر سامعین سے سوال کیا گیا ہے کہ جس چیز کا تم انکار کرتے ہو کیا یہ اس کے برحق ہونے کے لیے کافی نہیں ہیں۔

۲۔ شب وروز کا آنا جانا اور دوسرے انقلابات عالم شہادت دے رہے ہیں کہ جس خدا نے یہ سب کچھ کیا ہے وہ قیامت قائم کرنے اور انسان کو دوبارہ زندہ کر کے لانے پر قادر ہے اور اس کی حکمت تقاضا کرتی ہے کہ وہ انسان کا محاسبہ کرے اور پھر اسے جزا وسزا دے۔

۳۔ پھر بعض سرکش اور حدود الٰہی سے تجاوز کرنے والی قوموں جیسے عاد وثمود اور فرعون وغیرہ کی تباہی و بربادی سے استدلال کیا ہے کہ نظام کائنات چلانے والی ایک دانا وبینا ذات ہے جو ہر شخص وقوم کو اس کے کردار اور اس کی روش ورفتار کے مطابق ترقی دیتا ہے یا تنزلی کرتا ہے۔

۴۔ اس عوامی اور جاہلانہ نظریہ کی تردید کی گئی ہے کہ انسان کا مرفہ الحال اور صاحب مال ہونا اس کے خدا کے ہاں منظور نظر اور محبوب خدا ہونے کی اور اس کی مفلوک الحالی اس کے مردود بارگاہ ہونے کی علامت ہے۔ ایسا نہیں ہے اور یہ نظریہ بالکل غلط ہے۔

۵۔ کفار ومشرکین اور مجرمین کا قیامت کے دن کف افسوس ملنا اور اس کا فائدہ نہ دینا اور ان کے تاثرات کا تذکرہ۔

۶۔ جو لوگ نفس مطمئنہ کے حامل ہوتے ہیں انہیں دنیا سے رخصت ہوتے وقت رضائے الٰہی کے حصول اور جنت میں دخول کا مژدہ جانفزا سنایا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ

سورۃ الفجر کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کو مخصوص دس راتوں میں پڑھے تو خدا اسے بخش دے گا اور جو اس کی عام دنوں میں تلاوت کرے تو قیامت کے دن اس کے لئے ایک خاص نور ہوگا۔ (مجمع البیان)

۲۔ داؤد بن فرقد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا تم لوگ سورہ فجر کو اپنے فرائض اور نوافل میں پڑھا کرو کیونکہ یہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی سورہ ہے تو جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا وہ قیامت کے دن جنت میں حضرت امام حسین کے ہمراہ ہوگا۔ (ایضاً وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۳۰) (سورۃ الفجر مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَالۡفَجۡرِ ۙ﴿۱﴾ وَلَیَالٍ عَشۡرٍ ۙ﴿۲﴾ وَّالشَّفۡعِ وَالۡوَتۡرِ ۙ﴿۳﴾ وَالَّیۡلِ اِذَا یَسۡرِ ۚ﴿۴﴾ ہَلۡ فِیۡ ذٰلِکَ قَسَمٌ لِّذِیۡ حِجۡرٍ ؕ﴿۵﴾ اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ ۪ۙ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ ۪ۙ﴿۷﴾ الَّتِیۡ لَمۡ یُخۡلَقۡ مِثۡلُہَا فِی الۡبِلَادِ ۪ۙ﴿۸﴾ وَثَمُوۡدَ الَّذِیۡنَ جَابُوا الصَّخۡرَ بِالۡوَادِ ۪ۙ﴿۹﴾ وَفِرۡعَوۡنَ ذِی الۡاَوۡتَادِ ۪ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِیۡنَ طَغَوۡا فِی الۡبِلَادِ ۪ۙ﴿۱۱﴾ فَاَکۡثَرُوۡا فِیۡہَا الۡفَسَادَ ۪ۙ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ عَلَیۡہِمۡ رَبُّکَ سَوۡطَ عَذَابٍ ۚۙ﴿۱۳﴾ اِنَّ رَبَّکَ لَبِالۡمِرۡصَادِ ﴿ؕ۱۴﴾ فَاَمَّا الۡاِنۡسَانُ اِذَا مَا ابۡتَلٰىہُ رَبُّہٗ فَاَکۡرَمَہٗ وَنَعَّمَہٗ ۬ۙ فَیَقُوۡلُ رَبِّیۡۤ اَکۡرَمَنِ ﴿ؕ۱۵﴾ وَاَمَّاۤ اِذَا مَا ابۡتَلٰىہُ فَقَدَرَ

عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۬ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْۤ اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا
تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّتُحِبُّوْنَ
الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّاۤ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ
صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۬ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ
الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ
اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْۤ اِلٰى
رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے قسم ہے صبح کی (۱) اور دس (مقدس) راتوں کی (۲) اور جفت اور طاق (۳) اور رات کی جبکہ (جانے کے لیے) چلنے لگے (۴) کیا اس میں صاحب عقل کے لیے کوئی قسم ہے؟ (یعنی یقینا ہے) (۵) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے پروردگار نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا؟ (۶) یعنی ستونوں والے ارم کے ساتھ (۷) جن کا مثل (دنیا کے) شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا (۸) اور قوم ثمود کے ساتھ (کیا کیا) جنہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں (اور عمارتیں بنائی تھیں) (۹) اور فرعون میخوں والے کے ساتھ (کیا کیا؟) (۱۰) ان لوگوں نے شہروں میں سرکشی کی تھی (۱۱) اور ان میں بہت فساد پھیلایا تھا (۱۲) تو تمہارے پروردگار نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا (۱۳) بے شک آپ کا پروردگار (ایسے لوگوں کی) تاک میں ہے (۱۴) لیکن انسان (کا حال یہ ہے کہ) جب اس کا پروردگار اسے آزماتا ہے اور اسے عزت ونعمت دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے میری عزت افزائی کی (۱۵) اور جب وہ (خدا) اسے اس طرح آزماتا ہے کہ اس کا رزق اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کر دیا (۱۶) ہرگز نہیں! بلکہ تم لوگ یتیم کی عزت نہیں کرتے (۱۷) اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو آمادہ نہیں کرتے

(۱۸) اور وراثت کا سارا مال (حلال وحرام) سمیٹ کر کھا جاتے ہو (۱۹) اور تم مال ومنال سے بہت زیادہ محبت کرتے ہو (۲۰) ہرگز نہیں! (وہ وقت یاد کرو) جب زمین کوتوڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا (۲۱) اور تمہارا پروردگار (یعنی اس کا حکم) آجائے گا اور فرشتے قطار اندر قطار آئیں گے (۲۲) اور اس دن جہنم (سامنے) لائی جائے گی اور اس دن انسان کو سمجھ آئے گی مگر اب سمجھ آنے کا کیا فائدہ؟ (۲۳) وہ کہے گا کہ کاش! میں نے اپنی (اس) زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا (۲۴) پس اس دن نہ تو خدا کی طرح کوئی عذاب دے گا (۲۵) اور نہ اس کے باندھنے کی طرح کوئی باندھ سکے گا (۲۶) (ارشاد ہوگا) اے نفس مطمئن (۲۷) تو اس حالت میں اپنے پروردگار کی طرف چل کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے (۲۸) پس تو میرے (خاص) بندوں میں داخل ہو جا (۲۹) اور میری جنت میں داخل ہو جا (۳۰)

تشریح الالفاظ

(۱) **والشفع** اس کے معنی جفت کے ہیں جبکہ وتر کے معنی طاق کے ہیں۔ (۲) **لذی حجر**۔ **حجر** کے معنی عقل کے ہیں۔ (۳) **جابوا الصخر** جوب کے معنی پتھر کو تراشنے کے ہیں۔ (۴) **ذی الاوتاد** یہ وتد کی جمع ہے جس کے معنی میخ کے ہیں۔ (۵) **بالمرصاد**۔ **مرصاد** کے معنی گھات کے ہیں۔ (۶) **اکلا لما**۔ **لما** کے معنی جمع کرنے اور سمیٹنے کے ہیں۔ (۷) **دکا دکا**۔ **دك** کے معنی کوٹ کر ہموار کرنے کے ہیں۔ (۸) **ولا تحاضون**۔ حض کے معنی آمادہ کرنے اور ابھارنے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ **والفجر... الآیة**

یہاں صبح اور دس راتوں سے کیا مراد ہے؟

سورہ فجر کی ان ابتدائی آیتوں کی تفسیر میں مفسرین اسلام کے درمیان بہت اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا صبح سے ہر صبح مراد ہے یا کوئی خاص صبح؟ اور اگر خاص ہے تو ذی الحجہ کی پہلی تاریخ کی صبح ہے یا ماہ محرم کی پہلی تاریخ کی صبح، یا عیدالاضحیٰ کے دن کی صبح؟ اور پھر دس راتوں سے کون سی دس راتیں مراد ہیں؟ ماہ ذی الحجہ کی ابتدائی دس

راتیں یا ماہ محرم کی دس راتیں یا ماہ رمضان کے آخری عشرہ کی دس راتیں؟ اسی طرح شفع اور وتر سے کیا مراد ہے؟ نماز شب کی دو رکعت شفع اور ایک رکعت وتر؟ یا علم الاعداد کے جفت و طاق یا تمام مخلوق کیونکہ ہر مخلوق یا جفت ہے یا طاق؟ راسخون فی العلم کا کوئی مستند بیان موجود نہ ہونے کی وجہ سے جزم ویقین کے ساتھ تو کچھ نہیں کہا جاسکتا اور کسی مفہوم کو متعین نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں البتہ جو کچھ مشہور ہے اور جسے دل و دماغ قبول بھی کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ فجر سے ہر صبح اور لیل سے ہر رات مراد ہے اور چونکہ فجر دن کے آنے کی اور رات اس کے جانے کی علامت ہے تو گو یا یہ قسم اسی طرح ہے جس طرح سورہ مدثر کی آیت ۳۳ میں کھائی گئی ہے۔ **واللیل اذا ادبر والصبح اذا اسفر** کہ قسم ہے رات کی جب پیٹھ دکھائے اور صبح کی جب روشن ہو جائے۔

اسی طرح دس راتوں سے ماہ ذی الحجہ کی ابتدائی دس رتیں مراد ہیں اور شفع اور وتر سے علم الحساب مراد ہے۔

لمحہ فکریہ

کیا اس میں ایک صاحب عقل کے لئے کوئی قسم ہے؟ ہاں ہے! اور یقینا ہے۔

جواب قسم کیا ہے؟

بہر حال جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے ان سے جو بھی مراد ہو۔ درحقیقت قابل غور بات تو یہ ہے کہ مقسم علیہ کیا ہے؟ یعنی وہ کیا مقصد ہے جسے ثابت کرنے کی خاطر قسمیں کھائی جا رہی ہیں وہ مذکور نہیں ہے۔ ہاں البتہ عاد و ثمود اور فرعون کے عذاب اور نفس مطمئنہ رکھنے والوں کے ثواب کا تذکرہ اس بات کا قوی قرینہ ہے کہ اس سے مراد آخرت کی جزا و سزا ہے جس کے انکار کرنے والوں کو پہلے سزا مل چکی ہے۔ یعنی ان چیزوں کی قسم کہ تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے اور تمہیں اپنے اعمال خیر و شر کے مطابق قیامت کے دن جزا و سزا دی جائے گی اور بعض مفسرین نے جواب قسم اللہ کے وجود اور اس کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کو قرار دیا ہے۔ واللہ العالم

۲)۔ **الم تری کیف... الآیۃ**

عاد و ثمود اور فرعون کے قصص کا اجمالی تذکرہ

گردش لیل و نہار وغیرہ سے جزا و سزا کے برحق ہونے پر قسم کھانے اور استدلال کرنے کے بعد اب یہاں اس کے یقینی الوقوع ہونے پر بعض سرکش اور بداعمال قوموں کے عروج کے بعد ان کے زوال اور

بالکل اضمحلال سے استدلال کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ یہاں قوم عاد وثمود اور فرعون اور ان کے انجام کی طرف اشارہ کر کے یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ اس کائنات کا نظام ایک دانا و بینا خدائے علیم وحکیم چلا رہا ہے جو ہر قوم اور ہر شخص کے ساتھ اس کے قول وعمل کے مطابق سلوک کرتا ہے اور آخرت میں بھی ایسا کرے گا۔

مخفی نہ رہے کہ قوم عاد اور اس کی بدعملی وسرکشی کی داستان قبل ازیں متعدد مقامات جیسے سورہ اعراف، ہود اور سورہ شعراء میں بیان کی جا چکی ہے جسے عاد ارم اور عاد اولی بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ سورہ نجم میں وارد ہے **وانه اهلك عاد الاولی** (آیت ۵) اور اسے عاد ارم جو کہ آیت میں عطف بیان واقع ہوا ہے کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس قوم کے آباو اجداد میں ایک شخص کا نام ارم تھا اور بنی عاد کا سلسلہ نسب یوں تھا عاد بن عوض بن ارم بن سام بن نوح۔ (مجمع البیان) اور بعض نے اسے عاد ارم کہنے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ ارم اس قوم کے دارالحکومت کا نام تھا۔ (تفسیر المیز ان)

بہر حال یہ قوم عالیشان محل بنانے میں بڑی ماہر اور مشہور تھی جس کا تذکرہ سورہ شعرا میں بایں الفاظ کیا گیا ہے کہ جناب ہودؑ نے اس قوم سے کہا **اتبنون بكل ريع آية تعبثون و تتخذن مصانع لعلكم تخلدون**۔ (شورہ شعراء ۱۲۸-۱۲۹) کہ تم ہر اونچی جگہ یادگار محلات بناتے ہو اور بڑے بڑے محل تعمیر کرتے ہو تاکہ ہمیشہ یہیں رہ جاؤ اور اسی وجہ سے ان کو ذات العماد (اونچے ستونوں والے) کہا گیا ہے کہ وہ بلند وبالا عمارتیں بناتے تھے اور انہیں بڑے بڑے اونچے ستونوں پر قائم کرتے تھے اور بعض مفسرین نے ان کے قد وقامت اور تنومندی کی وجہ سے انہیں ذات العماد قرار دیا ہے۔

الغرض وہ قوم دولت وثروت، قوت وطاقت، قد کاٹھ اور شان وشوکت کے لحاظ سے عدیم النظیر تھی۔ **وزادكم في الخلق بسطة** خدا نے ان کو بدعملی، سرکشی اور فساد فی الارض کی وجہ سے تباہ وبرباد کر دیا۔ اسی طرح قوم ثمود کا تذکرہ کئی مقامات پر تفصیل سے گزر چکا ہے جیسے سورہ اعراف اور شعراء وغیرہ اس قوم کی یہ خصوصیت قابل ذکر ہے کہ اس نے پہاڑ کے پتھر تراش کر عالیشان عمارتیں بنانے کا طریقہ ایجاد کیا اور اس فن کو اس کے کمال تک پہنچایا۔

مخفی نہ رہے کہ یہاں وادی سے وادی القریٰ مراد ہے۔ جہاں یہ قوم رہائش پذیر تھی اور پہاڑوں میں عمارتیں بناتی تھی اور فرعون کے تفصیلی حالات وواقعات بھی متعدد بار بیان کئے جا چکے ہیں اور اسے **ذی الاوتاد** (میخوں والا فرعون) کہنے کی وجہ بھی بیان کی جا چکی ہے کہ وہ چونکہ اپنے مخالفین کو ان کے ہاتھ پاؤں میں میخیں ٹھونک کر سزائیں دیتا تھا اس وجہ سے یا پھر اس وجہ سے کہ اس کی حکومت میخوں پر استوار تھی یعنی اس کا لاؤلشکر اس قدر زیادہ تھا کہ جہاں جاتا تھا لشکر کے لئے بہت سے شامیانے لگائے جاتے تھے اور ان کو نصب کرنے کے

لیے میخیں گاڑی جاتی تھیں۔

ان قوموں کی تباہی کے اسباب

یہ قومیں کیوں برباد ہوئیں؟ ان کے کفر و شرک کے علاوہ خدا نے یہاں دو اسباب کی نشاندہی کی ہے۔

(۱) سرکشی کرنا (۲) فتنہ وفساد پھیلانا

ان کی سرکشی اور ظلم و ستم کی گرم بازاری کا یہ عالم تھا کہ کسی کمزور کا مال، کسی کی جان اور کسی کی عزت و آبرو ان سے محفوظ نہ تھی چنانچہ ان کی اس روش و رفتار کی پاداش میں خالق جبار نے ان پر اپنے عذاب کا وہ کوڑا برسایا کہ ان کی عظمت و سطوت کا نام و نشان بھی مٹا دیا اور ان کے محلات کے کھنڈرات کے سوا کچھ بھی نہ بچا اور وہ بھی پچھلوں کے لئے درس عبرت حاصل کرنے کے لئے۔

مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے؟

۳)۔ فاما الانسان... الآیۃ

عام انسانوں کی فکری، کجروی اور گمراہی

خدا فراموش اور مادہ پرست بلکہ خود فراموش قومیں اور افراد ہمیشہ سے اس فکری گمراہی میں مبتلا رہی ہیں اور اب بھی ہیں کہ ان کی مالی خوشحالی اور فارغ البالی خدا کے ہاں ان کے منظور نظر اور محبوب خدا ہونے کی علامت ہے اور رزق کی تنگی اور مفلوک الحالی خدا کے ہاں ان کے راندۂ بارگاہ اور مبغوض خدا ہونے کی دلیل ہے اور وہ لوگ ہمیشہ اسی مال و دولت کی کثرت کو عزت اور مالی کمزوری کو ذلت کا معیار سمجھتے تھے خداوند عالم نے یہاں یہ حقیقت واضح کی ہے کہ لوگوں کی اس سوچ کا زاویہ سراسر غلط ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مالی خوشحالی ہو یا مفلوک الحالی یہ دونوں چیزیں خدائی امتحان کا حصہ ہیں یعنی وہ کبھی مال و دولت کی فراوانی سے یہ آزمائش کرنا چاہتا ہے کہ بندہ اس نعمت کا شکر ادا کرتا ہے یا نہ؟ اور کبھی فقر و فاقہ میں مبتلا کر کے یہ امتحان لینا چاہتا ہے کہ بندہ اس مصیبت پر صبر کرتا ہے یا نہ؟ ورنہ نہ مال کی کثرت میں عزت ہے اور نہ تنگی معیشت میں کوئی ذلت ہے۔ واضح رہے کہ اس قسم کی ایک آیت مع تفسیر قبل ازیں سورہ انبیاء میں نمبر ۳۵ پر گزر چکی ہے۔ ہم نے اس موضوع پر اپنی کتاب اصلاح الرسوم میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے تفصیلات دیکھنے کے خواہشمند حضرات اس کتاب کی طرف رجوع کریں۔

۴)۔ کلا بل لا تکرمون الیتیم... الآیۃ

عام انسان کے سابقہ تصور کا بطلان

اس آیت میں خدائے علیم وحکیم عام انسان کی مذکورہ بالا سوچ کا بطلان واضح وعیاں کر رہا ہے کہ انسان کی عزت وذلت کا میزان اس کی مالی مرفہ الحالی یا مفلوک الحالی نہیں ہے بلکہ اس کا معیار عقیدہ وعمل ہے اور آدمی کے اخلاق واطوار اور اس کی سیرت وکردار ہے وبس۔ اور یہ لوگ اپنے کردار پر نظر نہیں کرتے کہ وہ کیا ہے؟؟

عام انسانی کمزوریوں پر تبصرہ

الف)۔ وہ یتیم اور بے کس کی دلجوئی اور عزت افزائی کرنے کی بجائے الٹا اس کی تذلیل وتحقیر کرتے ہیں۔

ب)۔ غریب ونادار کو کھانا کھلانے کی بجائے دوسروں کو بھی اسے کھلانے پر آمادہ نہیں کرتے۔

ج)۔ میراث کا سارا مال کیا حلال اور کیا حرام سمیٹ کر کھا جاتے ہیں نہ عورتوں کا حق ادا کرتے ہیں اور نہ لڑکیوں کا۔ الغرض دوسروں کے حقوق پر ناجائز قبضہ کرتے ہیں۔

د)۔ اور مال ومتاع سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ اس کے کمانے اور خرچ کرنے میں جائز وناجائز کے حدود کی بھی پروا نہیں کرتے اور حلال وحرام میں امتیاز نہیں کرتے۔

۶)۔ وجاء ربك... الآية

اللہ کے آنے کا کیا مطلب ہے؟

جو لوگ اللہ کے دیدار کے قائل ہیں وہ تو بلا جھجک کہہ دیں گے خداوند عالم صف درصف فرشتوں کے جلو میں نمودار ہوگا مگر جو لوگ خدا کو جسم وجسمانیات اور جہت ومکان اور مکانیات سے منزہ ومبرا جانتے ہیں وہ اس کی یہ تاویل کرنے پر مجبور ہیں کہ یہاں ایک مضاف محذوف مانیں یعنی کہ جب خدا کا حکم آئے گا یا اس کا فیصلہ آئے گا اور اس کے جلال وجمال اور سلطنت وتمکنت کے آثار واضح وآشکار اور نمودار ہوں گے اور جہنم کو سامنے لا کھڑا کیا جائے گا۔ و برزت الجحیم یعنی جہنم ظاہر ہو جائے گی اس دن مجرم انسان سمجھے گا کہ اسے کیا کرنا تھا اور وہ کیا کرتا رہا؟؟ مگر اس وقت سوچنے کا موقع کہاں ہوگا؟ اور کہے گا کہ کاش اس نے آج کی اس زندگی کے لیے کچھ ساز وسامان آگے بھیجا ہوتا۔ مگر وہ دن تو جزا وسزا اور پکڑ دھکڑ کا دن ہوگا۔ توبہ وانابہ اور اصلاح کا وقت نہیں ہوگا۔

۷)۔ یا ایها النفس المطمئنة... الآية

اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف چل

ہم سورہ یوسف کی تفسیر اور پارہ ۱۳ کے آغاز میں واضح آئے ہیں کہ صفاتی طور پر نفس انسانی کی چار قسمیں ہیں۔

۱)۔ نفس امارہ ۲)۔ نفس لوامہ ۳)۔ نفس ملہمہ ۴)۔ اور نفس مطمئنہ

اور یہ اس کی ترقی اور کمال کی آخری منزل ہے کہ وہ عقیدہ وایمان اور کردار ورفتار کے لحاظ سے اس قدر مطمئن ہے کہ گویا اطمینان وسکون اور راحت وآرام کا مرکز ہے۔ اسے یہ مژدہ جانفزا سنایا جارہا ہے کہ اپنے پروردگار کی طرف اس حالت میں پلٹ کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے اور اس کے خاص بندوں میں شامل ہو کر اس کی جنت میں داخل ہو جا۔ گویا کہ یہ خدائے مہربان کی جانب سے اپنے صاحب ایمان بندہ کو مبارک باد دی جارہی ہے۔ زہے نصیب!

اس سے کون مراد ہے؟

تفسیر قمی میں ہے یعنی الحسین بن علی علیہ السلام کہ اس سے حضرت امام حسین علیہ السلام مراد ہیں اور حسب ظاہر اس سے وہ سب مخلص اہل ایمان مراد ہیں جو ایمان لانے کے بعد خدا کے اوامر ونواہی پر عمل کرتے رہے اور اس کے ذکر سے لطف اندوز ہوتے رہے جن کا خدا ان الفاظ میں ذکر خیر کرتا ہے "**والذین آمنوا و تطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب الذین آمنوا و عملوا الصالحات طوبی لھم و حسن مآب**۔ (الرعد ۲۹) جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دلوں کو یاد خدا سے تسلی ہوتی ہے اور اطمینان نصیب ہوتا ہے یاد رکھو کہ خدا کی یاد سے ہی دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے ان کے لئے طوبی (خوشحالی) ہے اور ان کا انجام اچھا ہے۔

افادہ

تفسیر صافی میں بحوالہ اصول کافی منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا ایک بندہ مومن اپنی روح کے قبض ہونے کو ناپسند کرتا ہے؟ فرمایا بخدا! ہاں جب ملک الموت اس کی روح کو قبض کرنے کے لیے آتا ہے تو وہ قدرے گھبراتا ہے تو ملک الموت اس سے کہتا ہے گھبرا نہیں مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے حضرت پیغمبر اسلامؐ کو معبوث فرمایا میں ایک شفیق والد سے بھی زیادہ تجھ پر مہربان ہوں، آنکھ کھول اور دیکھ۔ اس وقت خدا اس کے سامنے حضرت رسول خدا، حضرت امیر علیہ السلام، جناب خاتون جنت اور دوسرے آئمہ طاہرینؑ کی تمثیل پیش کرتا

ہے اور ملک الموت اس سے کہتا ہے کہ یہ حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام تیرے ساتھی ہیں چنانچہ ادھر وہ آنکھ کھول کر یہ منظر دیکھتا ہے اور ادھر ایک منادی خدائے تعالی کی طرف سے ندا دیتا ہے۔ یا ایتھا النفس المطمئنه الحدیث۔ اس وقت مومن کو قبض روح اور اللہ کی بارگاہ میں حاضری سے زیادہ پسندیدہ چیز اور کوئی نہیں ہوتی۔

اس رویت وزیارت کی کیفیت کیا ہے؟

چونکہ موت کے وقت رویت آئمہ علیہم السلام کا موضوع چھڑ گیا ہے تو یہاں اس کی قدرے وضاحت کر دینا فائدہ سے خالی نہیں ہے کیونکہ متعدد روایات میں وارد ہے کہ مرنے والے کو خواہ مومن ہو یا بے ایمان اسے نبی وعلی علیہما السلام کی زیارت ہوتی ہے اور پھر عوام یہ سمجھتے ہیں کہ سرکار محمد آل محمد علیہم السلام ہر مرنے والے کے پاس بنفس نفیس تشریف لاتے ہیں جبکہ یہ بات عقلاً وشرعاً محال وناممکن ہے کیونکہ ہر وقت ہر جگہ حاضر ہونا خدا کی صفت خاصہ ہے کیونکہ وہ جسم سے منزہ ومبرا ہے ورنہ ایک جسم دار چیز ایک وقت میں ایک ہی جگہ ہو سکتی ہے۔ جب کہ مرنے والے ایک وقت میں بہت ہوتے ہیں۔ اس لئے علماء اعلام نے اس کی چند توجیہات پیش کی ہیں۔

۱)۔ حضرت رسول خداؐ اور حضرت علیؑ مرتضی جنت الفردوس میں ہیں اور جنت آسمانوں میں ہے۔ لہٰذا مرنے والا جب اوپر منہ کر کے مر رہا ہوتا ہے تو خدا اپنی قدرت کاملہ سے درمیانی پردے ہٹا دیتا ہے اور مرنے والا اس طرح ان کو دیکھتا ہے کہ گویا اس کے سامنے موجود ہیں۔ یہ توجیہ علامہ محدث جزائری نے اپنی کتاب انوار نعمانیہ میں پیش کی ہے۔

۲)۔ حضرت رسول خداؐ اور حضرت امیر علیہ السلام کی تمثیل خداوند عالم مرنے والے کی قوت متخیلہ میں پیدا کر دیتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ ان حضرات کو سامنے دیکھ رہا ہے یہ تاویل حضرت علامہ مجلسی نے اپنی کتاب بحار الانوار میں پیش کی ہے۔

۳)۔ خداوند عالم حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کی تمثیل مرنے والے کے سامنے پیش کرتا ہے۔ یہ تاویل فاضل کاشانی نے اپنی کتاب الوافی میں پیش کی ہے۔

الغرض اگر مرنے والا مومن ہو تو وہ اس سے فیضیاب ہوتا ہے اور اگر غیر مومن ہو تو اس کی حسرت میں اضافہ ہوتا ہے اللھم اجعلنا من ھولاء المومنین المتقین بجاہ النبی و آلہ الطاھرین۔

سورہ فجر کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بفضلہ تعالی بخیر وخوبی
اختتام پذیر ہوگئی۔ والحمدللہ
۲۳ جنوری ۲۰۰۴ء سوا چھ بجے شام

سورہ البلد کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ البلد مذکور ہے اسی سے اس سورہ کا نام ماخوذ ہے۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے اور حسب ظاہر پیغمبر اسلام کی مکی زندگی کے ادوار ثلاثہ میں سے پہلے دور کے آخر میں نازل ہوئی ہے جبکہ آنحضرتؐ نے رؤساء قریش کے غلط کردار پر تنقید کرنا شروع کر رکھی تھی اور ان لوگوں نے بھی آپ کے خلاف ظلم وستم کرنا شروع کر دیا تھا۔ واللہ العالم

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ سب سے پہلے تو مکہ شہر کی قسم کھا کر جہاں مکہ کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے وہاں یہ قسم چونکہ اس وجہ سے کھائی گئی ہے کہ حضور اس شہر میں قیام پذیر ہیں اس طرح آپ کی عظمت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

۲۔ اس طرح اس شہر سے پیغمبر اسلامؐ کے ذریعہ سے برپا ہونے والے عظیم انقلاب کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔

۳۔ اس سورہ میں دنیا میں انسان اور انسان کے لیے دنیا کی حیثیت کو متعین کیا گیا ہے کہ خدائے حکیم نے انسان کے لیے سعادت وشقاوت دونوں کے دروازے کھول دیئے ہیں اور ان کو سمجھنے اور پھر ایک راستہ اختیار کرنے کے لیے اعضاء وجوارح اور دوسرے وسائل بھی مہیا کر دیئے ہیں۔ اب یہ انسان اور اس کی سعی وکوشش پر موقوف ہے کہ وہ اپنے لئے کون سا راستہ اختیار کرتا ہے۔

۴۔ انسان کے بےقابو اور مطلق العنان ہونے کی نفی کی گئی ہے۔

۵۔ سعادت کے حصول کے لئے جن اچھے کاموں کی ضرورت ہے بالخصوص حقوق الناس کی انجام دہی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۶۔ کفار کے برے انجام یعنی جہنم کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص سورہ بلد کی تلاوت کرے گا تو خدا قیامت کے دن اسے اپنے قہر وغضب سے امان کردے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ لا قسم بھذا البلد کی نماز فریضہ میں تلاوت کرے گا اس کی دنیا وآخرت میں یہی شہرت ہوگی کہ وہ صالحین اور اللہ کے نزدیک منزلت رکھنے والے لوگوں میں سے ہے اور انجام کار انبیاء شہداء اور صالحین کا رفیق ہوگا۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۲۰) (سورۃ البلد مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۱ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝۲ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝۴ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝۵ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝۶ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ۝۷ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝۸ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝۹ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝۱۱ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝۱۲ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝۱۳ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝۱۴ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝۱۵ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝۱۶ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝۱۷ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝۱۸ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝۱۹ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝۲۰

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے نہیں! میں قسم کھاتا ہو اس شہر کی (۱) درآنحالیکہ آپ اس شہر میں قیام پذیر ہیں (۲) اور قسم کھاتا ہوں باپ (آدم) کی اور اس کی اولاد کی (۳) یقیناً ہم نے انسان کو محنت و مشقت کے لیے پیدا کیا ہے (۴) کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہ پا سکے گا (۵) وہ کہتا ہے کہ میں نے بہت سا مال اڑا دیا (۶) کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا (۷) کیا ہم نے اس کے لیے دو آنکھیں نہیں بنائیں؟ (۸) اور ایک زبان اور دو ہونٹ؟ (۹) اور ہم نے اسے دونوں راستے دکھا دیئے ہیں (۱۰) مگر وہ (نیکی کی) دشوار گزار گھاٹی سے نہیں گزرا (۱۱) اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ دشوار گزار گھاٹی کیا ہے؟ (۱۲) وہ کسی گردن کو (غلامی یا قرض سے) چھڑانا (۱۳) یا بھوک کے دن (۱۴) کسی یتیم رشتہ دار کو (۱۵) یا خاکسار مسکین کو کھانا کھلانا (۱۶) پھر وہ ان لوگوں میں سے بھی ہوتا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو صبر کرنے اور رحم کرنے کی وصیت کی (۱۷) یہی لوگ داہنے (ہاتھ) والے ہیں (۱۸) اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا وہ بائیں (ہاتھ والے ہیں) (۱۹) ان پر چوطرفہ بند کی ہوئی آگ محیط ہوگی (۲۰)

تشریح الالفاظ

(۱) حل بھذا البلد حل کے معنی کسی جگہ اترنے والا اور مکہ مکرمہ کے حرم سے باہر کا علاقہ۔ (۲) کبد کے معنی مشقت اور سختی کے ہیں۔ (۳) لبدا کے معنی بہت سا مال یہ لفظ مفرد بھی ہوسکتا ہے اور لبدہ کی جمع بھی۔ (۴) العقبہ کے معنی دشوار گزار گھاٹی کے ہیں۔ (۵) مسغبة۔ یہ مصدر ہے جس کے معنی بھوک ہیں۔ (۶) ذامتربة یہ مصدر جس کے معنی خاکسار اور خاک آلودہ کے ہیں۔ (۷) نار موصدة کے معنی بند شدہ اور محیط شدہ یعنی چوطرفہ بند اور چھائی ہوئی آگ۔

تفسیر الآیات

۱)۔ لا أقسم... الآیة

۔ مکہ مکرمہ اور اس میں قیام پذیر پیغمبر اسلامؐ کی قسم

لا کے بارے میں کئی بار گفتگو ہو چکی ہے کہ اکثر علماء تو اسے زائدہ جانتے ہیں مگر بعض محقق علماء قرآن میں حروف زائدہ کے قائل نہیں ہیں لہٰذا یہ زائدہ نہیں ہے بلکہ مخاطب کے زعم باطل کے ابطال کے لیے ہوتی ہے اور یہاں وہ ان کا یہ زعم ہے کہ آدمی کا مال ومنال اور بخت واقبال انسانی تدبیر و کوشش کا نتیجہ ہے اور یہ کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور حساب و کتاب کا لیا جانا ایک ڈھکوسلا ہے۔ خداوند عالم ان کے اس زعم کی تردید کر رہا ہے کہ ایسا نہیں ہے۔

بہر حال خداوند عالم نے مکہ کی قسم کھائی ہے جس سے اس شہر کی اہمیت واضح ہے مگر اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اے رسول! آپ اس میں قیام پذیر ہیں جس سے اس کی عظمت وجلالت میں اضافہ ہو گیا ہے بنا بریں یہ "حل" حلول کی طرح مصدر ہے اور اسم فاعل یعنی حال کے معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی اس شہر کے مجد و شرف کا سبب یہ ہے کہ آپ اس میں مقیم ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی عظیم ہستی کی طرف نسبت سے کسی چیز کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے جیسا کہ کسی حقیر چیز کی طرف نسبت سے کسی چیز کی خست میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

انت حل بھذا البلد کے دو اور معنی

مگر سابقہ صاف وصریح مفہوم کے علاوہ اس جملہ معترضہ کے دو معنی اور بھی کئے گئے ہیں۔

۱)۔ ایک یہ کہ باوجود یکہ کفار مکہ، مکہ کو امن وامان کا شہر جانتے ہیں جس میں کسی جانور کے مارنے اور کسی درخت کے کاٹنے کو جائز نہیں جانتے ہیں مگر وہ اے میرا نبی! تمہاری ایذا رسانی بلکہ قتل کرنے کو حلال جانتے ہیں اس لئے آپ کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں صاحب مجمع البیان نے اس مفہوم کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی قرار دیا ہے۔

بناء بریں یہ حل حلال سے ماخوذ ہوگا۔

۲)۔ دوسرا یہ کہ اس میں پیشگوئی کی جا رہی ہے کہ اگرچہ آپ اس شہر میں مجبور ومقہور ہیں مگر ایک ایسا وقت آئے گا کہ تمہارے لئے یہاں کفار سے قتل وقتال کرنا اور انہیں قتل کرنا حلال ہوگا چنانچہ وہ وقت فتح

مکہ کے وقت آ گیا تھا۔

۲)۔ ووالد وما ولد... الآیة

اس والد ومولود کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں اشہر یہ ہے کہ اس سے جناب آدمؑ اور ان کی اولاد میں سے انبیاء واوصیاء مراد ہیں اور بعض نے اس سے جناب ابراہیمؑ اور ان کی اولاد مراد لی ہے اور بعض نے ہر والد اور ہر مولود مراد لیا ہے۔

۳)۔ لقد خلقنا الأنسان... الآیة

ہم نے انسان کو محنت ومشقت میں پیدا کیا ہے

یہ جواب قسم ہے۔ کبد کے معنی ہیں سختی ومحنت ومشقت جیسا کہ تشریح الالفاظ میں اس کی وضاحت کی جا چکی ہے یعنی انسان کی ساخت وترکیب اور اس کا نظام حیات اور طریق ہست و بود شاہد ہے کہ وہ یہاں دنیا میں عیش وعشرت کی زندگی بسر کرنے اور مزے کرنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ وہ مصیبتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور یہ سلسلہ اول سے آخر تک قائم رہتا ہے سب سے پہلے رحم مادر میں حبس کی تکلیف، پھر ولادت کی زحمت، پھر ماں کا دودھ پینے اور چھڑانے کی مشقت پھر ضروریات زندگی مہیا کرنے کی سختی۔ مزید برآں بیماری کی تکلیف، کاروبار میں نقصان کی کوفت، عزیزوں اور دوستوں کی موت اور جدائی کی کلفت وغیرہ وغیرہ بقول شاعر ؎

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟

۴)۔ ایحسب ان لن... الآیة

انسان گمان کرتا ہے کہ اس پر کسی کا قابو نہیں ہے؟

جب انسان چاروں طرف سے مصائب وآلام میں گھرا ہوا ہے تو اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ اپنے آپ کو کسی بلند وبالا ہستی کا بندہ سمجھتا اور اس کے دامن رحمت میں پناہ لیتا مگر ناشکرا انسان ایسے غرور وپندار کا شکار ہے کہ وہ کسی کو اپنے اوپر قادر ہی تسلیم نہیں کرتا اور وہ اس طرح اپنے آپ کو مطلق العنان جانتا ہے کہ گویا اس کی روش ورفتار کو کوئی بلند وبالا ہستی دیکھ ہی نہیں رہی جس نے اس سے باز پرس کرنی ہے؟ اور وہ ہستی اس کی خالق ومالک ہے۔

۵)۔ یقول اھلکت... الآیۃ

اس لئے وہ اپنی فضول خرچی اور بے محل دولت لٹوانے پر پشیمان ہونے کی بجائے الٹا اتراتا ہے اور فخر کرتا ہے جیسا کہ ہمارے سرمائے دار لوگ بڑی بڑی کوٹھیاں بنا کے اعلیٰ کاریں خرید کے اور بڑے لوگوں کی مہمان نوازی پر لاکھوں روپے پانی کی طرح بہا کے اپنی دولت کی نمائش کرتے ہیں اور پھر اس فضول خرچی پر فخر و مباہات بھی کرتے ہیں مگر ان کے مال میں غریبوں، مسکینوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا اور اگر کبھی کبھار کسی غریب کی کچھ مالی امداد کرتے بھی ہیں تو صرف نام و نمود کے لیے نہ کہ اللہ کی خوشنودی کے لیے ایسے ہی لوگوں کی خداوند عالم یہاں مذمت فرما رہا ہے۔

۶)۔ الم نجعل لہ عینین... الآیۃ

خدا نے انسان کو اعضاء و جوارح دے کر کس قدر احسان کیا ہے؟

اگرچہ منعم حقیقی کی نعمتیں بے شمار ہیں مگر یہاں صرف چند نعمتوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ اسے دو آنکھیں دیں تا کہ صانع ازل کی قدرت و حکمت کا نظارہ کرے اور زبان و ہونٹ دے تا کہ وہ حق اور حقیقت کا اقرار اور اظہار کرے اور عقل و فکر دی تا کہ صحیح و غلط میں امتیاز کرے اور اسے حق و باطل اور خیر و شر کے دونوں راستے دکھائے تا کہ غلط راستے سے اجتناب کرے اور صحیح راستہ اختیار کرے جیسا کہ ارشاد ہے **و نفس و ما سوا ھا فا لھمھا فجورھا و تقوا ھا** کہ قسم ہے کہ نفس انسانی کی اور اسے درست کرنے والے کی جس نے اسے نیکی اور بدی کا الہام و القاء کیا۔ انا ھدینٰاہ السبیل اما شا کرا و اما کفورا۔ ہم نے انسان کو راہ حق دکھا دی ہے اب چاہے وہ بندہ شا کر بنے یا بندہ کافر۔ اس کا اسے اختیار ہے۔

۷)۔ فلا اقتحم العقبہ... الآیۃ

ان نعمتوں کا تقاضا تو یہ تھا کہ انسان کٹھن راستہ یعنی عبادت و اطاعت الٰہی کا دشوار گزار راستہ اختیار کرتا اور نفس امارہ اور شیطانی ترغیبات کے راستہ سے احتراز کرتا۔ جو اگرچہ حسب ظاہر دشوار گزار ہے مگر انجام کے لحاظ سے نہایت خوشگوار ہے مگر وہ اس دشوار گزار گھاٹی میں داخل ہی نہیں ہوا۔

۸)۔ وما ادراك ما العقبۃ؟... الآیۃ

دشوار گزار گھاٹی کیا ہے؟؟

اس آیت میں اس دشوار گزار گھاٹی کی تفصیل بیان کی جا رہی ہے کہ وہ چند کام ہیں۔

۱) جائز طریقہ سے کمایا ہوا مال خرچ کر کے کسی گردن کو غلامی یا قرضہ کے بند سے آزاد کرانا جو کہ خدمت خلق ہونے کی وجہ سے بہت بڑی عبادت اور سعادت ہے۔

۲) کسی بھوکے انسان کو کھانا کھلانا جو ایک بہت بڑا ثواب ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو کسی بھوکے مومن کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے تو اسے اس قدر اجر و ثواب ملے گا کہ خدا کے سوا نہ کوئی ملک مقرب جانتا ہے اور نہ کوئی نبی مرسل۔ (تفسیر صافی)

۳) کسی رشتہ دار یتیم کو کھانا کھلانا اور اس کی دوسری ضروریات زندگی مہیا کرنا جو بڑی نیکی ہے۔ چنانچہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا خدا جانتا تھا کہ ہر شخص غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس لئے اس نے عام لوگوں کو جنت میں پہنچانے کے لیے یہ سہولت پیدا کر دی (کہ کسی خاکسار اور یتیم رشتہ دار کو کھانا کھلا کر بھی یہ سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔) (ایضاً)

۹)۔ ثم کان من الذین آمنوا ... الآیۃ

قبولیت اعمال کی شرط اولین ایمان ہے

چونکہ یہ حقیقت کئی بار واضح کی جا چکی ہے کہ کسی بھی عمل صالح کی قبولیت کی شرط اولین ایمان ہے ارشاد قدرت ہے **و من یعمل من الصالحات من ذکر او انثی و ھو مومن**۔ (سورۂ نساء: ۱۲۴) جو شخص بھی نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا اس لئے ارشاد ہو رہا ہے کہ دشوار گزار گھاٹی میں داخل ہونے والے کو یہ اجر و ثواب تب ملے گا کہ جب وہ ایماندار بھی ہوگا۔ واضح رہے کہ اس پھر کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کام پہلے کرے اور اس کے بعد ایمان لائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کار ہائے خیر قبول تب ہوں گے۔ جب آدمی صاحب ایمان ہوگا اسی لئے بعض علماء نے یہاں ثم کو واوَ (اور) کے معنی میں لیا ہے۔

ایمان کا اثبات کردار سے ہوتا ہے

ایمان چونکہ عقیدہ، قول اور فعل کے مجموعہ کا نام ہے اور ظاہر ہے کہ عقیدہ ہو یا قول اس کی تصدیق آدمی

کے عمل وکردار سے ہوتی ہے اور مومنین کا وہ عمل وکردار کچھ پہلے مذکور ہو چکا ہے اور کچھ یہاں مذکور ہے کہ وہ ایک دوسرے کو صبر وثبات اختیار کرنے اور رحم و ہمدردی کرنے کی وصیت ونصیحت کرتے ہیں ان کا صلہ یہ ہے کہ یہی لوگ صاحب یمن وبرکت اور یہی وہ خوش قسمت لوگ ہیں جن کا نامہ اعمال قیامت کے دن ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

۱۰)۔ والذین کفروا ... الآیۃ

اور جو بدقسمت ایسے نہیں ہیں بلکہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں وہ ایسے منحوس ہیں کہ قیامت کے دن جن کا نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ ایسی آگ میں معذب ہوں گے جس سے نکلنے کا ہر دروازہ بند ہوگا۔

اعاذنا اللہ و جمیع اھل الایمان منھا بجاہ النبی وآلہ سادۃ الانس و الجان

سورہ بلد کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بفضلہ وحسن توفیقہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

والحمد للہ ۲۵ جنوری ۲۰۰۴ء

سورہ الشّمس کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ والشّمس ہے اسی سے اس کا نام الشّمس مقرر ہوا ہے۔

عہد نزول

یہ بالاتفاق مکی ہے اور سورہ البلد کے دور کی نازل شدہ سورتوں میں سے ہے یعنی پیغمبر اسلامؐ کی مکی زندگی کے پہلے دور میں نازل ہوئی ہے جبکہ کفار کی طرف سے آپ کی مخالفت خاصی زوروں پر تھی۔

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ متعدد قسمیں کھا کر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ خالق مہربان نے انسان کو نیکی اور بدی بتا دی اور پھر بھلائی وبرائی کا راستہ بھی بتا دیا ہے اب ان میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا انسان کا کام ہے۔

۲۔ اس امتیاز خیر وشر کا پہلا طریقہ انسانی ضمیر ووجدان کا فیصلہ ہے اور پھر انبیاء ورسل کا بیان ہدایت نظام۔

۳۔ انسان کے مستقبل کا دارومدار اس کے اپنے فیصلہ پر ہے کہ وہ کونسا راستہ اختیار کرتا ہے؟

۴۔ قوم ثمود کی سرکشی کرنے اپنے رسول جناب صالحؑ کو اذیت پہنچانے اور حکم خداوندی کی مخالفت کرنے کا انجام بیان کیا گیا ہے کہ وہ کسی طرح برباد ہوئی تھی۔

۵۔ یہ قصہ سنا کر دراصل کفار مکہ اور قوم قریش کو یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ تمہارے حالات بھی قوم ثمود جیسے ہیں۔ لہٰذا اگر تم نے اصلاح احوال نہ کی تو تمہارا انجام بھی اس قوم سے مختلف نہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اسے اتنا ثواب ملے گا جتنا اس شخص کو ملے گا جو ہر وہ چیز صدقہ کر دے جس پر سورج و چاند طلوع ہوتا ہے۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ والشّمس و ضحاھا، و اللیل اذا یغشھا، والضحی اور الم نشرح کی تلاوت دن یا رات میں کرے گا تو کائنات کی ہر موجود

چیز حتی کہ اس کا اپنا گوشت و پوست قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گا اور خدائے رحیم ان کی گواہی کو قبول کرتے ہوئے حکم دے گا کہ میرے بندہ کو جنت میں لے جاؤ تا کہ وہ جس جنت کو چاہے اپنے لئے منتخب کرے۔(ایضاً وثواب الاعمال)

(آیا تہا ۱۵) (سورۃ الشمس مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ۙ۝۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۙ۝۲ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۙ۝۳ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۙ۝۴ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۙ۝۵ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۙ۝۶ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۙ۝۷ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۙ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۙ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۙ۝۱۱ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۙ۝۱۲ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝۱۳ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۪ۙ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۙ۝۱۴ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝۱۵

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے قسم ہے سورج اور اس کی ضیاء و شعاع کی (۱) اور چاند کی جب وہ اس (سورج) کے پیچھے آئے (۲) دن کی جب وہ اس (سورج) کو خوب روشن کردے (۳) اور رات کی جب کہ وہ اسے ڈھانپ لے (۴) اور آسمان کی اور اس (ذات) کی جس نے اسے بنایا (۵) اور زمین کی اور جس نے اسے بچھایا (۶) اور انسانی نفس کی اور اس کی جس نے اسے درست بنایا (۷) پھر اسے اس کی بدکاری اور پرہیزگاری کا الہام (القاء) کیا (۸) بے شک وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کا تزکیہ کیا (۹) اور وہ شخص نامراد ہوا جس نے (گناہ سے آلودہ کرکے) اسے دبا دیا

(۱۰) قوم ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے (اپنے پیغمبر کو) جھٹلایا (۱۱) جب ان کا سب سے زیادہ بدبخت (آدمی) اٹھ کھڑا ہوا (۱۲) تو اللہ کے رسول (صالح) نے ان لوگوں سے کہا کہ اللہ کی اونٹنی اور اس کے پانی پینے سے خبردار رہنا (اس کا خیال رکھنا) (۱۳) پس ان لوگوں نے اس (رسول) کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں تو ان کے پروردگار نے ان کے گناہ (عظیم) کی پاداش میں ان پر ہلاکت نازل کی اور اس (بستی) کو زمین کے برابر کردیا (۱۴) اور اللہ کو اس واقعہ کے انجام کا کوئی خوف نہیں ہے (۱۵)

تشریح الالفاظ

(۱) وضحاھا۔ ضحی کے معنی روشنی، چاشت کا وقت اور روشنی کی حرارت کے ہیں۔ (۲) دسھا یہ دراصل دسس تھا جو صرفی تعلیل کے بعد دس ہوگیا جس کے معنی کسی چیز کو دوسری چیز میں چھپانے کے ہیں۔ (۳) انبعث کے معنی اٹھ کھڑے ہونے کے ہیں۔ (۴) ناقۃ اللہ فعل محذوف کا مفعول ہے یعنی اللہ کی اونٹنی کے معاملہ میں ڈرنا۔ (۵) عقبہا عقبی کے معنی بدلہ، انجام اور آخرت کے ہیں۔ (۶) دمدم کے معنی ہلاک کرنے کے ہیں دمدم علیہم یعنی اللہ نے ان کو ہلاک کردیا۔

تفسیر الآیات

۱)۔ والشمس... الآیۃ

چند قسموں کا تذکرہ

خدائے علیم وحکیم نے یہاں چند قسمیں کھا کر ایک حقیقت کو واضح کیا ہے اور قبل ازیں اس بات پر کئی بار تبصرہ کیا جاچکا ہے کہ خالق کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مخلوق میں سے جس چیز کی چاہے قسم کھائے مگر اس کی مخلوق کے لیے اللہ کی ذات یا اس کے صفات کے سوا اور کسی چیز کی قسم کھانا جائز نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ قسم کسی چیز کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے کھائی جاتی ہے۔ تاکہ مخاطبین کو اس معاملہ کی اہمیت وعظمت اور نزاکت کا احساس دلایا جائے۔

۱) چنانچہ پہلی قسم آفتاب اور اس کی ضیاء پاشی کی ہے۔

۲) اور دوسری قسم چاند کی ہے جو سورج کے پیچھے آتا ہے۔

۳) تیسری قسم دن کی ہے جو سورج کو یا بقولے زمین کو یا اندھیرے کو خوب روشن اور نمایاں کر دے۔

۴) چوتھی قسم رات کی ہے کہ جب وہ سورج کو یا بقولے زمین کو ڈھانپ لے۔

مخفی نہ رہے کہ حسب ظاہر تو اس شمس وقمر اور دن رات سے یہی ظاہری آفتاب و ماہتاب اور شب و روز مراد ہیں مگر بعض اخبار میں آفتاب کی تاویل حضرت رسول خداؐ سے اور ماہتاب کی تاویل حضرت امیر علیہ السلام سے اور رات کی تاویل حکام جور سے کی گئی ہے۔ (تفسیر صافی)

۵) پانچویں قسم آسمان اور اس کے بنانے والی ذات کی ہے۔

۶) چھٹی قسم زمین اور اس کا فرش بچھانے والی ذات کی ہے۔

۷) ساتویں قسم انسانی نفس اور اس کے معتدل اور درست بنانے والی ہستی کی ہے جس نے اسے برائی اور اچھائی کا الہام کیا۔

ایضاح

مخفی نہ رہے کہ آخری آیات میں قسموں میں بنانے والی ذات، بچھانے والی ذات اور نفس انسانی کو درست اور معتدل بنانے والی ذات کی قسم اس بناء پر ہے کہ مابنھا ما طحھا اور ماسواھا میں لفظ ما کو موصولہ اور وہ بھی من کے معنی میں لیا جائے اور اگر اسے مصدریہ کے معنی میں لیا جائے تو پھر مطلب یوں ہوگا کہ قسم ہے آسمان کی اور جیسا کہ اس کو بنایا قسم ہے زمین کی اور جیسا کہ اسے بچھایا۔ قسم ہے انسان کی اور جیسا کہ اسے درست بنایا۔

واضح رہے کہ خداوند عالم نے نفس انسانی میں خیر و شر اور صحیح و غلط اور حق و باطل کے سمجھنے اور ان میں امتیاز قائم کرنے کی قوت فطری طور پر ودیعت کر دی ہے اس لئے وہ بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ خیر کیا ہے اور شر کیا ہے؟

۲)۔ قد افلح من زکھا ... الآیۃ

ان قسموں کے جواب قسم کی وضاحت

یہ ہے ان سات قسموں کا مقسم علیہ۔ جس کو ثابت کرنے اور ذہنوں میں راسخ کرنے کی خاطر یہ سات عدد قسمیں کھائی گئی ہیں کہ وہ شخص فلاح پا گیا جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ شخص جس نے اسے گناہوں سے آلودہ کر کے دبا دیا اور خاک میں ملا دیا۔

تزکیہ نفس کا طریقہ کار کیا ہے؟

اب رہی اس بات کی تحقیق کہ تزکیہ نفس کا طریقہ کار کیا ہے؟ تو قرآن وسنت پر نظر غائر رکھنے والوں پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ

۱) سب سے پہلے تو کفر وشرک اور نفاق کی نجاست سے آئینہ دل و دماغ کو پاک کر کے انہیں نور ایمان سے منور کیا جائے۔

۲) گناہوں کی کثافت سے اعضاء و جوارح کو صاف کر کے اعمال صالحہ کا یعنی تقویٰ کا لباس زیب تن کیا جائے۔

۳) اخلاق رذیلہ کی رذالت سے نفس انسانی کو صاف وشفاف کر کے اسے اخلاق عالیہ وحسنہ کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔

اسی بیان حقیقت ترجمان سے یہ بات بھی واضح وعیاں ہوجاتی ہے کہ نفس انسانی کو دبانے اور خاک میں ملانے کا مطلب یہ ہے کہ کفر وشرک اور کفران نعمت کیا جائے اور اعمال صالحہ کی بجائے برے اعمال کا ارتکاب کیا جائے اور اخلاق حسنہ کی بجائے اخلاقِ رذیلہ سے اسے داغدار کیا جائے۔

ایضاح

واضح رہے کہ یہ آیت قد افلح من زکھا... الآیۃ اس بات کی نا قابل رد دلیل ہے کہ انسان اپنے افعال میں خود مختار ہے اور اپنے مستقبل کو سنوارنا یا بگاڑنا اس کے اپنے اختیار میں ہے وہ ہرگز مجبور و مقہور نہیں ہے۔

۳)۔ کذبت ثمود بطغواھا... الآیۃ

جناب صالح کی رسالت اور ان کی قوم کی تکذیب کا اجمالی تذکرہ

جناب صالح ان کی قوم ثمود اور جناب کی ناقہ کے بطور معجزہ پہاڑ سے نمودار ہونے اور قوم کے ان کی تکذیب کرنے اور ناقہ کی کونچیں کاٹنے اور اس کی پاداش میں ان پر عذاب الٰہی کے نازل ہونے اور اس طرح قوم کے نیست ونابود ہونے کے واقعات قبل ازیں متعدد مقامات پر بیان کئے جاچکے ہیں جیسے سورہ اعراف آیت ۷۳ تا ۷۶ سورہ ہود آیت ۶۱ تا آیت ۶۳ سورہ شعراء آیت ۱۵۵ اور اس کی بعد والی آیات اور سورہ قمر آیت ۲۹

وغیرہ۔اس لئے یہاں ان کے دھرانے کے ضرورت نہیں ہے بلکہ مذکورہ بالا مقامات کی طرف رجوع کیا جائے۔

۴)۔ **فدمدم علیهم... الآیة**

دمدمہ کے معنی کسی کو بیخ و بن سے اکھیڑنے اور ہلاک کرنے کے ہیں کہ اللہ نے ان کو اس طرح ہلاک کر کے پیوند خاک کیا کہ کسی بڑے چھوٹے کو باقی نہیں چھوڑا۔جس کی تفصیل مذکورہ مقامات پر بیان کی جا چکی ہے۔

۵)۔ **ولا یخاف عقبها... الآیة**

عقبی کے کئی معنوں میں سے ایک معنی انتقام اور دوسرے انجام کے ہیں یعنی اللہ کو اس ہلاکت خیز دمدمہ اور واقعہ کے انجام اور انتقام کا کوئی اندیشہ نہیں ہے کیونکہ خدا سے بالاتر کوئی قوت و طاقت ہی نہیں جو ان ہلاک شدگان کا اللہ سے انتقام لے یا پھر اللہ کو کوئی خوف ہو کہ میرے اس اقدام کا انجام کیا ہوگا؟ **وھو رب العالمین و احکم الحاکمین۔**

سورہ والشمس کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بفضلہ وکرمہ
بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی والحمدللہ ۲۵ جنوری ۲۰۰۴ء

سورہ واللیل کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ واللیل مذکور ہے اسی سے اس سورہ کا یہ نام قرار پایا۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے اور انداز بیان اور مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا عہد نزول بھی وہی ہے جو سورہ الشّمس کا ہے۔ یعنی آنحضرتؐ کی مکی زندگی کا ابتدائی دور۔

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ پہلے شب وروز، مرد وزن یعنی نر و مادہ کی دورنگی کی قسمیں کھا کر یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ انسان کی سعی وکوشش میں بھی دورنگی پائی جاتی ہے۔

۲۔ بعد ازاں دونوں قسم کے لوگوں کے دونوں قسم کے اعمال وافعال کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔

۳۔ پھر ان دونوں قسم کے لوگوں کی مختلف جزا وسزا کا تذکرہ ہے۔

۴۔ لوگوں کو دعوت حق دینا اور راہ ہدایت دکھانے کا انتظام کرنا خدا نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔

۵۔ اب اس راہ حق یا راہ باطل پر گامزن ہونا اور چلنا انسان کا اپنا اختیاری فعل ہے۔

۶۔ دنیا وآخرت دونوں اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہیں جو مانگو گے وہی اس کے ہاں پاؤ گے وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو خدا اسے اس قدر ثواب عطا کرے گا کہ وہ خوش ہو جائے گا اور اسے ہر قسم کی تنگی سے محفوظ رکھے گا اور ہر قسم کی آسائش مہیا فرمائے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ قبل ازیں سورہ والشّمس کی تلاوت کے سلسلہ میں اس سورہ اور اس سورہ کی مشترکہ تلاوت کا ثواب بیان کیا جا چکا ہے۔ (ایضاً وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۲۱) (سورۃ اللیل مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ۙ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۙ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰۤی ۙ﴿۳﴾ اِنَّ سَعۡیَكُمۡ لَشَتّٰی ؕ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَاتَّقٰی ۙ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ﴿۶﴾ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلۡیُسۡرٰی ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰی ۙ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ﴿۹﴾ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰی ؕ﴿۱۰﴾ وَمَا یُغۡنِیۡ عَنۡهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰی ؕ﴿۱۱﴾ اِنَّ عَلَیۡنَا لَلۡهُدٰی ۫ۖ﴿۱۲﴾ وَاِنَّ لَنَا لَلۡاٰخِرَةَ وَالۡاُوۡلٰی ﴿۱۳﴾ فَاَنۡذَرۡتُكُمۡ نَارًا تَلَظّٰی ۚ﴿۱۴﴾ لَا یَصۡلٰىهَاۤ اِلَّا الۡاَشۡقَی ۙ﴿۱۵﴾ الَّذِیۡ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ؕ﴿۱۶﴾ وَسَیُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقَی ۙ﴿۱۷﴾ الَّذِیۡ یُؤۡتِیۡ مَالَهٗ یَتَزَكّٰی ۚ﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَهٗ مِنۡ نِّعۡمَةٍ تُجۡزٰۤی ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِ الۡاَعۡلٰی ۚ﴿۲۰﴾ وَلَسَوۡفَ یَرۡضٰی ﴿۲۱﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے قسم ہے رات کی جب کہ وہ (دن کو) ڈھانپ لے (۱) اور قسم ہے دن کی جب کہ وہ روشن ہو جائے (۲) اور اس ذات کی قسم جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا (۳) یقیناً تمہاری کوششیں مختلف قسم کی ہیں (۴) تو جس نے (راہ خدا میں) مال دیا اور پرہیز گاری اختیار کی (۵) اور اچھی بات (اسلام) کی تصدیق کی (۶) تو ہم اسے آسان راستہ کے لیے سہولت دیں گے (۷) اور جس نے بخل کیا اور (خدا سے) بے پرواہی کی (۸) اور اچھی بات کو جھٹلایا (۹) تو ہم اسے سخت راستے کی سہولت دیں گے (۱۰) اور اس کا مال اسے کوئی فائدہ نہ دے گا جب وہ (ہلاکت کے) گڑھے میں گرے گا (۱۱) بے شک راہ دکھانا ہمارے ذمہ ہے (۱۲) اور بے شک آخرت اور دنیا ہمارے ہی قبضہ میں ہیں (۱۳) سو میں نے تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرایا ہے (۱۴) اس میں وہ داخل ہوگا (اور جلے گا) جو بڑا بد بخت ہوگا (۱۵) جس نے جھٹلایا اور روگردانی کی (۱۶) اور جو بڑا پرہیز گار ہوگا وہ اس

سے دور رکھا جائے گا(۱۷) جو پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال دیتا ہے(۱۸) اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ دیا جائے (۱۹) بلکہ وہ تو صرف اپنے بالا و برتر پروردگار کی خوشنودی چاہتا ہے(۲۰) اور عنقریب وہ اس سے ضرور خوش ہو جائے گا(۲۱)

تشریح الالفاظ

(۱) لشتی یہ شتیت کی جمع ہے جس کے معنی مختلف اور متفرق کے ہیں۔(۲) تردی کے معنی منہ کے بل کسی گڑھے میں گرنے کے ہیں۔(۳) وسیجنبہا، اس کے معنی دور رکھے جانے کے ہیں۔(۴) یتزکی کے معنی پاکیزگی حاصل کرنے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ واللیل اذا یغشی... الآیۃ

خدائے علیم و حکیم یہاں تین قسمیں کھا کر ایک حقیقت واضح کرنا چاہتا ہے۔

۱۔ پہلی قسم رات کی ہے کہ جب اپنے اندھیرے سے دن اور سورج بلکہ کائنات کی ہر چیز کو ڈھانپ لے۔

۲۔ دوسری قسم دن کی ہے جبکہ وہ اپنی ضیاء پاشیوں اور جلوہ آرائیوں سے دنیا کو منور و درخشان کر دے۔

۳۔ تیسری قسم نر اور مادہ کے پیدا کرنے والے کی ہے (اگر ما کو موصولہ اور وہ بھی بمعنی من لیا جائے) یا نر و مادہ کی خلقت کی ہے (اگر ما کو مصدریہ تسلیم کیا جائے)۔

ایضاح

مخفی نہ رہے کہ دنیا میں سب چیزیں جوڑا جوڑا ہیں جیسا کہ ارشاد قدرت ہے **و من کل شئی خلقنا زوجین** کہ ہم نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے ہیں (الذاریات ۴۹) نر اور مادہ، رات اور دن، نور و ظلمت، مثبت اور منفی ذرہ۔ الغرض دنیا کی ہر چیز اپنے جوڑے سے مل کر اپنے مقصد خلقت کو پورا کرتی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کائنات میں مقصدیت کارفرما ہے جو اس کے صانع اور بنانے والے کی جہاں قدرت کاملہ کی دلیل ہے وہاں اس کی حکمت بالغہ کا بھی ناقابل انکار ثبوت ہے۔

۲)۔ ان سعیکم لشتی... الآیۃ

جواب قسم یہ ہے کہ تمہاری کوششیں مختلف النوع ہیں

یہ ہے وہ حقیقت جس کے ثابت کرنے کے لیے اس قدر قسمیں کھائی گئی ہیں یعنی جس طرح شب و روز الگ الگ ہیں اور نر مادہ جدا جدا ہیں اور ان کی خصوصیات اور اغراض و مقاصد بھی جدا جدا ہیں۔ اسی طرح انسانوں کی کوششیں بھی الگ الگ ہیں اور ان کے عواقب ونتائج بھی جدا جدا ہیں۔ الغرض انسان ہوں یا ان کی جدوجہد وہ دو قسم کے ہیں کچھ وہ ہیں جو اپنی جدوجہد اور سعی وکوشش سے اپنی ابدی اور دائمی زندگی یعنی آخرت سدھارنا چاہتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو اپنی سعی و کاوش سے اپنی چندروزہ حیات مستعار کو سنوارنا چاہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب ان کا مقصد جدا جدا ہے تو پھر ان کا عمل و کردار بھی یقینا الگ الگ ہوگا۔ وہ ہرگز یکساں نہیں ہوسکتا۔ بناء بریں لازم ہے کہ ان ہر دو قسم کے لوگوں کی سعی وکوشش کے عواقب اور نتائج بھی الگ الگ ہوں۔ کیونکہ یہ بات عقلا و شرعا ناممکن ہے کہ نیک و بد اور دنیا طلبی اور آخرت طلبی کے عمل کا انجام و نتیجہ یکساں ہو! افنجعل المسلمین کالمجرمین۔ مالکم کیف تحکمون؟؟

۳)۔ فاما من اعطی... الآیۃ

پہلی قسم یعنی آخرت کے طالبگاروں کے کردار کا تذکرہ

یہاں خداوند عالم نے پہلی قسم کے ان خوش قسمت لوگوں کے تین کرداروں کا تذکرہ کیا ہے جو آخرت کے طلبگار ہیں۔

۱)۔ اعطی یعنی خدا کے عطا کردہ مال و منال کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور حقوق اللہ اور حقوق الناس ادا کرتے ہیں اور زر پرستی کے مرض میں مبتلا ہو کر بخل سے کام نہیں لیتے۔

۲)۔ واتقی یعنی پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں اور اللہ کی عصیاں کاری اور نافرمانی سے اپنے دامن کو بچاتے ہیں۔ الغرض زندگی کے ہر ہر شعبہ میں اللہ کے اوامر ونواہی کی پابندی کرتے ہیں۔

۳)۔ وصدق بالحسنی یعنی اسلام اور پیغمبر اسلامؐ نے عقیدے و عمل کی جن اچھی باتوں کی تعلیم دی ہے اور ان کے انجام دینے کی تلقین کی ہے وہ ان کی تصدیق کرتے ہیں اور ان پر عمل بھی کرتے ہیں۔

ان لوگوں کا انعام کیا ہے؟

جو لوگ نیکوکار ہیں اور آخرت کے طلبگار اور اس کے حصول کے لیے جدوجہد کرتے ہیں۔ خدائے کریم

آخرت کے ثواب سے پہلے ان کے لیے آسان راستے میں سہولت بہم پہنچاتا ہے یعنی وہ اپنی توفیق خیر ان کے شامل حال کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ بڑی سہولت اور آسانی وخوشدلی سے نیکی کے کام انجام دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں انہیں جاگیر جنت حاصل ہوگی۔

۴)۔ واما من بخل... الآیۃ

دوسری قسم یعنی دنیا کے طلبگاروں کے کردار کا تذکرہ

خداوند عالم نے اس گروہ کے بھی تین برے اعمال کا تذکرہ کیا ہے۔

۱)۔ بخل جو اللہ کے دیئے ہوئے مال کو اس کے صحیح مصرف میں صرف کرنے اور حقوق اللہ اور حقوق الناس کی ادائیگی میں بخل سے کام لیتے ہیں اور خرچ نہیں کرتے۔

۲)۔ واستغنی جو خدا اور اس کی رحمت اور آخرت کی خاطر عمل کرنے کی بجائے اس سے بے نیازی اور بے پروائی برتتے ہیں۔

۳۔ وکذب بالحسنی اور اسلام کی بتائی ہوئی اچھی باتوں کی تصدق کرنے اور ان پر عمل کرنے کی بجائے الٹا ان کی تکذیب کرتے ہیں اور انہیں جھٹلاتے ہیں۔

ان لوگوں کی سزا کیا ہے؟

جو لوگ بدکار ہیں اور صرف دنیا کے طلبگار خدائے جبار ان کو آخرت کے عذاب سے پہلے دار دنیا میں یہ سزا دیتا ہے کہ ان کے لیے سخت راستے میں سہولت دیتا ہے یعنی ان سے اپنی توفیق سلب کر لیتا ہے۔ لہٰذا وہ بڑی سہولت اور آسانی سے برے کام انجام دیتے ہیں اور راہ حق پر چلنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں اور پھر اس کے نتیجے میں جہنم کا ایندھن بنتے ہیں۔

ان آیتوں کی شان نزول

مفسر واحدی نے ان آیتوں کی شان نزول میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک انصاری کی ایک غریب و نادار مسلمان کے گھر میں ایک کھجور تھی۔ لہٰذا وہ صاحب خانہ سے اجازت لیے بغیر گھر میں داخل ہو جاتا اور کھجور پر چڑھ جاتا اور اگر صاحب خانہ کے بچے کھجور کا کوئی دانہ اٹھا کر کھا جاتے تو ان پر سختی کیا کرتا تھا۔ صاحب خانہ نے اس بات کی بارگاہ رسالت میں شکایت کی۔ آنحضرتؐ نے مالک کو بلا کر فرمایا کہ اگر تو یہ کھجور صاحب خانہ کو بیچ

دے تو اس کے عوض جنت میں تجھے ایک کھجور دلواؤں گا؟ مگر انصاری نے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا تو اسے جنت کے ایک باغ کے عوض بیچ دے! مگر وہ پھر بھی نہ مانا۔

ابوالدحداح نامی ایک صحابی جو یہ گفتگو سن رہا تھا وہ اس انصاری کے پاس پہنچا اور کچھ ردوقدح کے بعد اس نے اپنی چالیس کھجوریں دے کر اس سے وہ کھجور خرید لی اور بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر جنت کی کھجور کے عوض اسے فروخت کر دیا اور آنحضرتؐ نے وہ کھجور صاحب خانہ غریب مسلمان کو عنایت فرما دی۔ اس طرح ابوالدحداح اس مدح کا اور وہ انصاری مذمت کا مستحق قرار پایا جو ان آیتوں میں مذکور ہے۔ (تفسیر واحدی و مجمع البیان)

بہرحال شان نزول جو بھی **ھو العبرۃ بعموم الوارد لا بخصوص المورد**۔ جو بھی ایسا اچھا یا برا کام کرے گا وہ اس کے اچھے یا برے انجام سے ضرور دوچار ہوگا۔ ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

۵)۔ ان علینا للھدی... الآیۃ

راہ راست دکھانا خدا کے ذمے لازم ہے

خداوند عالم ہمارا صرف حاکم اعلیٰ ہی نہیں بلکہ مہربان پروردگار بھی ہے لہٰذا اس نے از راہ لطف و کرم اپنے بندوں کو راہ راست دکھانا اپنے ذمہ لیا ہے چنانچہ سورہ نحل میں بھی فرماتا ہے۔ **وعلی اللہ قصد السبیل**۔ اور وہ یہ راہنمائی تین طرح کرتا ہے۔

خدا کی راہنمائی کے تین طریقے؟

۱۔ اس کائنات میں آیات آفاقیہ اور آیات انفسیہ بکھیر کر۔
۲۔ عقل سلیم دے کر جو صحیح و غلط اور حق و باطل میں تمیز کرتی ہے۔
۳۔ انبیاء و مرسلین اور ان کے اوصیاء منتجبین بھیج کر جو انسانوں کو راہ راست بتاتے ہیں۔

بہرحال راہ راست دکھانا خدا کا کام ہے اور اس پر چلنا یا نہ چلنا یہ انسان کا کام ہے خدا کسی پر جبر نہیں کرتا کیونکہ جبر کرنا اس کے نظام عدل و حکمت کے خلاف ہے۔ **کما لا یخفی**

۶)۔ وان لنا للآخرۃ... الآیۃ

دنیاوآخرت خدا کے قبضہ قدرت میں ہیں

لہٰذا جو دنیا چاہتے ہیں خدا ان کو دنیا دے دیتا ہے اور جو آخرت چاہتے ہیں خدا ان کی عاقبت سنوار دیتا ہے چنانچہ ارشاد قدرت ہے و من یرد ثواب الدنیا نوته منها و من یردد ثواب الآخرة نوته منها۔ (سورہ آل عمران ۱۴۵) اور اسی مفہوم کو ایک اور مقام پر یوں ادا کیا گیا ہے من کان یرید حرث الآخرة نزدله فی حرثه و من کان یرید حوث الدنیا نوته منها و ما له فی الآخرة من نصیب۔ (سورہ شورہ ۲۰) اور جو سمجھ دار اور ایماندار لوگ ہوتے ہیں وہ خدا سے نہ صرف دنیا طلب کرتے ہیں اور نہ صرف آخرت بلکہ وہ یوں دعا کرتے ہیں۔ ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار۔

۷)۔ لا یصلاها الا الأشقي...وسیجنبها الاتقی...اللآیة

اشقی اور اتقی دونوں افعل التفضیل کے صیغے ہیں یعنی بہت بڑا بد بخت اور بہت بڑا پرہیز گار حالانکہ جہنم میں داخلہ کے لیے صرف تقویٰ کافی ہے۔ لہٰذا اس زیادہ شقی یا زیادہ سعید ہونے کا جہنم کے درکات اور جنت کے درجات سے تو تعلق ہوسکتا ہے مگر اصل دوزخ یا بہشت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا یہاں بالاتفاق یہ دونوں لفظ اپنے حقیقی معنی میں استعمال نہیں ہوئے بلکہ اشقی سے شقی اور اتقی سے تقی مراد ہے جو محض اللہ کی رضا جوئی اور اپنی پاکیزگی کے حصول کی خاطر اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرے نہ کہ نام ونمود کے لیے نہ کسی نفع و اضافہ کمانے کے لیے اور نہ ہی کسی محسن کے احسان کا بدلہ چکانے کے لیے۔

۸)۔ ولسوف یرضی... الآیة

ارشاد قدرت ہے کہ عنقریب ضرور ایسے پرہیز گار پر اللہ خوش ہو جائے گا یہ اس بندہ پرہیز گار کی کامیابی کا اعلان ہے جس نے یہ سب کچھ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے کیا تھا۔ بناء بریں یرضی کا فاعل خدا ہوگا اور بعض مفسرین نے یرضی کا فاعل بندہ پرہیز گار کو قرار دیا ہے کہ اللہ اسے اس قدر اجر و ثواب عطا فرمائے گا کہ وہ خوش ہو جائے گا دونوں تفسیروں کا مطلب ایک ہی ہے۔ کما لا یخفی

اللهم اجعلنا من هولا السعدا بحق النبی وآله آئمه الهدی

سورہ اللیل کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بفضلہ وحسن توفیقہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی

والحمدللہ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء

سورہ والضحیٰ کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ والضحیٰ مذکور ہے اسی سے اس سورہ کا یہ نام ہوا ہے۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے اور اس کا انداز بیان اور نفس مضمون بتاتا ہے کہ آنحضرتؐ کی مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔

اس سورہ کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ چونکہ بعثت نبوی کی ابتداء میں چند سورتوں اور چند آیتوں کے نزول کے بعد کچھ مدت کے لیے کسی خاص مصلحت کے تحت وحی کا سلسلہ بند ہوگیا تھا جس سے آنحضرت کو قدرے تشویش لاحق ہوئی۔ چنانچہ آنحضرت کو تسلی دی جارہی ہے کہ ایسا کسی ناراضی کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ کسی خاص مصلحت کے تحت ہوا ہے۔

۲۔ آنحضرتؐ کو خوشخبری دی گئی ہے کہ آنے والا دور پہلے دور سے بہتر ہوگا۔ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ خداوند عالم کی یہ پیشن گوئی مکمل طور پر پوری ہوئی۔

۳۔ ان بعض خصوصی احسانات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو خدائے رحیم نے رحمۃ للعالمین پر کئے۔

۴۔ اپنی کمزور مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۵۔ اللہ کی نعمتوں کے ظاہر کرنے کا حکم دیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو خدا اسے راضی کرے گا اور پیغمبر اسلامؐ اس کی شفاعت کریں گے اور اسے ہر یتیم و سائل کی تعداد سے دس گنا زیادہ حسنات عطا فرمائے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ قبل ازیں سورہ والشمس کی تلاوت کے ضمن میں اس سورہ کی تلاوت کے ساتھ اس سورہ کی تلاوت کے

مشترکہ ثواب کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔(ایضاً وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۱۱) (سورۃ الضحیٰ مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالضُّحٰیۙ ① وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰیۙ ② مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰیؕ ③ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰیؕ ④ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰیؕ ⑤ اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰیۚ ⑥ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰیۚ ⑦ وَوَجَدَكَ عَآىِٕلًا فَاَغْنٰیؕ ⑧ فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْؕ ⑨ وَاَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْؕ ⑩ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ⑪

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے قسم ہے روز روشن کی (۱) اور رات کی جب کہ وہ آرام وسکون کے ساتھ چھا جائے (۲) (اے رسول) نہ آپ کے پروردگار نے آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ ناراض ہوا ہے (۳) یقیناً تمہارے لیے انجام (اور بعد کا دور) آغاز (پہلے دور) سے بہتر ہے (۴) اور عنقریب آپ کا پروردگار آپ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے (۵) کیا خدا نے آپ کو یتیم نہیں پایا؟ تو پناہ کی جگہ دی؟ (۶) اور آپ کو گمنام پایا تو (لوگوں کو آپ کی طرف) راہنمائی کی (۷) اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نادار پایا سو مالدار بنا دیا (۸) پس یتیم پر سختی نہ کیجئے (۹) اور سائل کو نہ جھڑکئے (۱۰) اور اپنے پروردگار کی نعمت کا اظہار کیجئے (۱۱)

تشریح الالفاظ

(۱) سجی کے معنی سکون کے ساتھ پھیلنے اور چھا جانے کے ہیں۔(۲) ودعك۔ ودع کے معنی چھوڑنے کے ہیں۔(۳) وما قلا یقلو قلی، قلیا کے معنی ناراض ہونے کے ہیں۔(۴) وجدك ضالا۔

ضال کے کئی معنوں میں سے ایک معنی غیر معروف یعنی گمنام ہونا بھی ہیں۔(۵)عائلا کے معنی محتاج، حاجت مند اور غریب و نادار کے ہیں۔(۶)فلا تقھر۔ قھر کے معنی سختی کرنے اور دبانے کے ہیں۔(۷)فلا تنھر۔ نھر کے معنی جھڑکنے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ والضحی...الآیة

اس سورہ کی شان نزول

کتب فریقین میں اس سورہ کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ آغاز وحی کے بعد کسی خاص مصلحت کے تحت وحی ربانی کا سلسلہ بند ہوگیا تو جو کان وحی الٰہی سننے کی لذت سے آشنا تھے ان پر یہ بات شاق گزری اور آپ نے خیال فرمایا کہ کہیں کسی وجہ سے خدا ناراض تو نہیں ہوگیا تو خدا نے اپنے حلفی بیان میں اپنے محبوب کو یقین دلایا کہ نہ آپ کے پروردگار نے آپ کو چھوڑا ہے اور نہ ہی وہ آپ سے ناراض ہے۔(کتب فریقین)

مخفی نہ رہے کہ لفظ ضحیٰ کی تحقیق سورہ شمس کی تفسیر میں گزر چکی ہے کہ جب سورج اپنے طلوع کے بعد پوری طرح چمکنے لگے تو اس وقت کو ضحیٰ یعنی چاشت کہتے ہیں مگر بعض اہل تحقیق کے نزدیک جب یہ لفظ رات کے بالمقابل بولا جائے تو اس سے روشن دن مراد ہوتا ہے اور جہاں رات کی قسم کے ساتھ سجی کی لفظ مذکور ہے تو سجو کے معنی سکون کے ہیں یعنی جب رات سکون کے ساتھ چھا جائے یعنی دنیا والے محو آرام ہو جائیں۔

۲)۔ ما ودعك ربك...الآیة

جواب قسم کی وضاحت

یہ جواب قسم ہے یعنی یہ قسمیں اس بات پر کھائی جارہی ہیں کہ پیغمبر اسلام کو تسلی اور اطمینان دلایا جائے کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو تنہا چھوڑا ہے بلکہ وہ ہر ہر قدم پر آپ کے ساتھ ہے اور نہ ہی آپ پر ناراض ہے بلکہ وہ پوری طرح آپ سے خوش ہے۔

۳)۔ وللآخرة...الآیة

آخرت اور اولی کی وضاحت

اکثر مفسرین نے یہاں آخرت سے اس کے مشہور اصطلاحی معنی اور اس کے بالمقابل اولی سے دنیا کے معنی مراد لیے ہیں کہ آخرت میں خدائے کریم آپ کو جن خصوصی انعامات و نوازشات سے نوازے گا وہ اس دنیا کی نعمتوں سے بہر حال بہتر ہیں۔ مگر بعض مفسرین نے ان اصطلاحی معنوں سے ہٹ کر آخرت سے آنے والا دور اور اولی سے پہلے والا دور مراد لیا ہے یعنی اس طرح خداوند عالم نے اپنے حبیب کو یہ بشارت دی ہے کہ موجودہ مصائب و مشکلات کے بادل چھٹ جائیں گے اس لئے آپ کا مستقبل آپ کے ماضی سے زیادہ درخشندہ اور تابناک ہے اور دنیا جانتی ہے کہ یہ پیشنگوئی فتح مکہ کے موقع پر پوری ہوگئی جب کہ اسلام کا پرچم ہمیشہ کے لیے بلند ہوگیا اور کفر کا پرچم سرنگوں ہوگیا۔

۴)۔ ولسوف یعطیك... الآية

اللہ آپ کو اس قدر عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اس عطا سے کیا مراد ہے؟

حسب ظاہر قرآن میں اس کی صراحت نہیں ہے اس لیے بعض مفسرین نے اس سے سابقہ بشارت اور اسلام کے مستقبل کی ماضی و حال کی نسبت بہتری مراد لی ہے لیکن اگر حقیقی وارثان قرآن کے بیان کی طرف رجوع کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اس سے قیامت کے دن پیغمبر اسلامؐ کی شفاعت کبری مراد ہے کہ جب خدا آپ کو گنہگار اہل ایمان کے حق میں شفاعت کرنے کا حق دے گا تو آپ اس قدر شفاعت کریں گے کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ چنانچہ جناب محمد بن حنفیہ سے مروی ہے کہ آپ نے اہل عراق سے خطاب کر کے فرمایا کہ تم لوگ خیال کرتے ہو کہ قرآن مجید میں سب سے زیادہ امید افزا آیت یہ ہے جس میں خدا فرماتا ہے **یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لاتقنطوا من رحمة الله**۔ مگر ہم اہلبیت کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ امید افزا آیت یہ ہے کہ جس میں خدا فرماتا ہے **ولسوف یعطیك ربك فترضی وھی والله الشفاعة** اور وہ بخدا شفاعت کبری ہے کہ خدا آپ کو کلمہ گو یوں میں اس کا اتنا حق دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ (تفسیر مجمع البیان، تفسیر صافی)

باقی رہی یہ بات کہ شفاعت کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ اور کن لوگوں کی شفاعت کی جائے گی؟ اور پیغمبر اسلامؐ کے علاوہ اور کون کون بزرگوار شفاعت کریں گے؟ ان امور کی کئی بار وضاحت کی جا چکی ہے

اعادہ وتکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

۵)۔ الم یجدك یتیما... الآیة

یتیم عبداللہ پر بعض خصوصی عنایات خداوندی کا تذکرہ

ان آیات میں خداوند عالم نے اپنی بعض ان خصوصی عنایات کا تذکرہ فرمایا ہے جو اس نے ابتداء عمر سے لے کر آخر عمر تک جناب عبداللہ وآمنہ کے دریتیم پر فرمائی ہیں۔

پہلی عنایت خاصہ کا تذکرہ

اللہ نے آپ کو یتیم پایا تو پناہ کی جگہ عنایت کی ابھی آپ شکم مادر کی زینت تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہو گئے ولادت کے بعد چھ سال کی عمر تک والدہ ماجدہ نے اپنی آغوش محبت میں پرورش کی اس کے بعد آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور آپ شفقت مادری سے بھی محروم ہو گئے اس کے بعد آپ کے جدنامدار جناب عبدالمطلب نے آپ کو اپنی آغوش عاطفت میں لے لیا مگر دو سال کے بعد جب آپ کی عمر آٹھ سال کی تھی تو وہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے اور ان کے بعد خدائی انتظام کے تحت آپ کے شفیق عم محترم جناب ابوطالب نے آپ کی کفالت، پرورش اور نگہداشت کا فریضہ اپنے ذمہ لیا اور دنیا جانتی ہے کہ انہوں نے یہ فریضہ اس خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ دنیا اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر نظر آتی ہے۔ ولنعم ماقیل۔

ولو لا ابو طالب و ابنه
لما مثل الدین شخصا فقاما
فهذا بمكه آوىٰ و حاما
وهذا بیثرب جس الحماما

ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ کی پرورش اور کفالت کا یہ اہتمام خالق دوجہان کر رہا تھا اور یہ سب کچھ اسی کی نگرانی میں ہو رہا تھا۔

۶)۔ ووجدك ضالا... الآیة

دوسری عنایت خاصہ کا تذکرہ

اس آیت کی تشریح میں مفسرین نے بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں اور اس کا مفہوم متعین کرنے میں بڑی

بوقلمونیاں دکھائی ہیں۔ صاحب مجمع البیان نے چھ قول اور صاحب تفسیر کبیر نے بیس قول درج کئے ہیں چونکہ تمام محقق اہل اسلام اور تمام اہل ایمان کا یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبر اسلام کا دامن عصمت مہد سے لحد تک نہ صرف کفر وشرک کی آلودگی سے بلکہ ہر کبیرہ وصغیرہ گناہ کی کثافت سے بھی پاک وصاف تھا لہٰذا ضرورت ہے کہ اس آیت کا ایسا مفہوم متعین کیا جائے جس سے نہ اس مسلمہ عقیدہ کو ٹھیس لگے اور نہ ہی یہ آیت دوسری آیات وروایات سے متصادم ہو اور وہ مفہوم وہی ہے جو مامون عباسی کے سوال پر اقلیم امامت کے آٹھویں تاجدار حضرت امام رضا علیہ السلام نے متعین فرمایا ہے کہ **وہ وجدك ضالا فی قوم لا یعرفون حقك فهدی الناس الیك** یعنی اللہ نے آپ کو قوم میں گم نام اور کھویا ہوا پایا کہ وہ آپ کی قدر ومنزلت کو نہیں پہنچانتے تھے تو اس نے لوگوں کو ہدایت کی کہ وہ آپ کو پہچانیں۔ (تنزیہہ الانبیاء)

بناء بریں ضال بمعنی مضلول ہے یعنی اسم فاعل بمعنی مفعول ہے **والمراد انك كنت خاملا لا تذكر ولا تعرف فعرفك الله الناس حتى عرفوك وعظموك**۔ (مجمع البیان)

مطلب یہ ہے کہ آپ غیر معروف تھے آپ کو کوئی جانتا نہیں تھا تو خدائے قدیر نے آپ کی لوگوں کو معرفی کرائی یہاں تک کہ وہ آپ کو پہچاننے لگے اور آپؐ کی عظمت کا اقرار کرنے لگے اس وضاحت سے واضح ہو گیا کہ ھدی کا مفعول لوگ ہیں کہ اللہ نے لوگوں کو ہدایت کی نہ کہ پیغمبر اسلامؐ جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے اور یہ مفہوم بڑا واضح اور بے غبار ہے۔ والحمد للہ

۷)۔ ووجدك عائلا ... الآیة

تیسری عنایت خاصہ کا تذکرہ

آپ تہی دست تھے کہ خدائے قدیر نے ملیکۃ العرب جناب خدیجۃ الکبری سے عقد وازدواج کا اہتمام کر کے آپ کو مالدار بنایا۔ یہ اور بات ہے کہ پھر دونوں میاں بیوی نے وہ سب دولت وثروت اسلام کی نشر واشاعت اور اس کی ترویج وترقی پر صرف کر دی اور کچھ بھی باقی نہ چھوڑا۔

۸)۔ فاما الیتیم ... الآیة

یتیم پر سختی نہ کیجیے

خدائے علیم وحکیم نے یہاں اپنی تین عنایات خاصہ کا تذکرہ کرنے کے بعد آنحضرت کو تین ایسے حکم دیئے ہیں جن کا تعلق اللہ کی کمزور مخلوق کے ساتھ محبت اور حسن سلوک کرنے سے ہے۔

اول

یہ کہ یتیم پر سختی نہ کیجئے۔ یتیم کے ساتھ نرم روی اور حسن سلوک کرنے کی شریعت میں بڑی تاکید وارد ہوئی ہے اوراس کا بڑا ثواب وارد ہوا ہے۔ یہاں تک کہ آنحضرت نے اپنی دوانگلیاں ملا کر لوگوں کو دکھائیں اور پھر فرمایا کہ **انا و کافل الیتیم کھاتین** کہ میں اور کسی یتیم کی کفالت کرنیوالا اسی طرح جنت میں اکٹھے ہوں گے۔(تفسیر قمی)

دوم

یہ کہ سائل کو نہ جھڑکئے! اس موضوع پر کئی بار تبصرہ کیا جا چکا ہے کہ **للسائل حق ولوجاء راکبا** یعنی سائل کا حق ہے اگر چہ وہ سواری پر سوار ہو کر بھی آئے۔(الوسائل۔الوافی)

سوم

۹)۔ واما بنعمة ربك...الآية

سوم یہ کہ اللہ کی نعمت کا اظہار کیجئے! (اظہارِ نعمت کی دو قسمیں ہیں قولی اور فعلی) متعدد روایات میں وارد ہے کہ محسن کے احسان و انعام کا شکریہ ادا کرنا اور اس کا تذکرہ کرنا ضروری ہے قول سے بھی اور فعل سے بھی کیونکہ خدا جب کسی بندہ پر کوئی لطف و کرم کرتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ بندہ پر اس کا اثر نمایاں دیکھے۔ یعنی بندہ کی روش و رفتار اس بات کی غمازی کرے کہ اس پر پروردگار کا خصوصی فضل و کرم ہے۔(ایضاً)

سورۂ والضحیٰ کا ترجمہ اوراس کی تفسیر بفضلہٖ وکرمہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ والحمدللہ ۲۷ جنوری ۲۰۰۴ء

سورہ الم نشرح کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ الم نشرح مذکور ہے اسی سے اس سورہ کا یہ نام ہوا ہے۔

عہد نزول

یہ سورہ مکی ہے جو سورہ والضحیٰ کے فوراً بعد اترا بلکہ اس کا تتمہ وتکملہ ہے بلکہ ہمارے اکثر علماء وفقہا کے نزدیک اور برادرانِ اسلامی کے بعض علماء کے نزدیک یہ سورہ اور سورہ والضحی ایک ہی سورہ ہیں چنانچہ ان کا فتوی ہے کہ نماز فریضہ میں چونکہ سورہ حمد کے بعد ایک کامل سورہ کا پڑھنا واجب ہوتا ہے لہٰذا ان دو سورتوں میں سے ایک پر اکتفا نہیں کیا جا سکتا بلکہ دونوں کا پڑھنا لازم ہے۔ (مجمع البیان وغیر)

اور برادران اسلامی کے طاوٗس اور عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ ان دونوں سورتوں کو ایک جانتے تھے اور دونوں کو ملا کر بسم اللہ کے بغیر نماز کی ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔ (تفسیر کبیر رازی)

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ باررسالت اٹھانے کے لیے شرح صدر کی نعمت کا تذکرہ۔

۲۔ کمر توڑ بوجھ کے اتارنے کا بیان۔

۳۔ ہر مشکل کے بعد آسانی حاصل ہونے کی بشارت۔

۴۔ پیغمبر اسلامؐ کے ذکر کے بلند کرنے کا تذکرہ۔

۵۔ کارہائے رسالت سے فارغ ہو کر عبادت اور دعاو پکار کی زحمت برداشت کرنے کا حکم وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے اسے اتنا ثواب ملے گا جتنا اس شخص کو ملے گا جو آنحضرتؐ کی اس حالت میں زیارت کرے جب آپ کسی وجہ سے پریشان ہوں اور وہ آپ کی پریشانی کو دور کرے۔ (مجمع البیان)

(آیاتہا ۸) (سورۃ الم نشرح مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝۵ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝۶ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝۸

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے (اے رسول) کیا ہم نے آپ کے سینے کو کشادہ نہیں کر دیا؟ (۱) اور وہ بوجھ آپ سے اتار دیا (۲) جو آپ کی کمر کو توڑ رہا تھا (۳) اور آپ کے ذکر (آوازہ) کو بلند کیا (۴) یقیناً ہر دشواری کے ساتھ آسانی ہے (۵) بے شک ہر تنگی کے ساتھ فراخی ہے (۶) جب (کار رسالت سے) فارغ ہوں تو (عبادت و ریاضت کرنے میں) محنت کیجیے (۷) اور اپنے پروردگار کی طرف رغبت کیجئے (۸)

تشریح الالفاظ

(۱) الم نشرح۔ شرح صدر کے معنی سینہ کو کشادہ کرنے کے ہیں۔ (۲) وزرك۔ وزر کے معنی بوجھ کے ہیں۔ (۳) انقض۔ نقض کے معنی توڑنے کے ہیں۔ (۴) فانصب۔ یہ نصب سے امر کا صیغہ ہے جس کے معنی تعب و مشقت کے ہیں۔

تفسیر آلایات

(۱)۔ الم نشرح لك...الآیة

پیغمبر اسلامؐ اعلان نبوت سے پہلے عرب قوم کے حالات و واقعات دیکھ کر کڑھتے رہتے تھے اور ان کی اصلاح کی تدبیروں میں غلطاں و پیچاں رہتے تھے یہاں تک کہ خداوند عالم نے آپؐ پر قرآن مجید جیسی عظیم

کتاب ہدایت نازل کرکے آپ کا سینہ کشادہ کر دیا ہے اور کار ہدایت کو آسان کر دیا ہے۔

شرح صدر سے کیا مراد ہے؟

بعض لوگوں نے اس شرح صدر کے ڈانڈے شق صدر کے بے بنیاد واقعہ سے جوڑنے کی کوشش کی ہے جو برادران اسلامی کی بعض کتابوں میں درج ہے کہ ایک بار بچپن میں جبرائیل نے آنحضرتؐ کا سینہ چاک کرکے اس سے دل باہر نکالا اور پھر اسے دھو کر اس سے کالا نقطہ نکالا حالانکہ وہ روایت بالکل غلط ہے اور شان رسالت کے منافی ہے۔ بھلا شرح صدر کو شق صدر سے کیا واسطہ؟ یہی وجہ ہے کہ اہلسنت کے بعض اکابر علماء نے بھی اس کی تردید کی ہے۔ چنانچہ فاضل آلوسی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ حمل الشرح فی الآیۃ علی شق الصدر ضعیف عند المحققین کہ آیت میں وارد شدہ لفظ شرح صدر کو شق صدر پر محمول کرنا محققین کے نزدیک ضعیف ہے۔

بہرحال شرح صدر سے ہر قسم کے ذہنی تردد اور فکری پریشانی سے پاک اور آسودہ ہونا مراد ہے۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام (سورہ انعام ۱۲۵) اللہ جب کسی شخص کو ہدایت دینے کا ارادہ کرے تو اس کے سینے کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے۔ چنانچہ جب خلاق عالم نے جناب موسیٰ کو منصب نبوت پر فائز کرکے فرعون جیسے جابر حکمران کے پاس جانے اور اس سے ٹکرانے کا حکم دیا تو جناب موسیٰ نے عرض کیا رب انی اخاف ان یکذبون و یضیق صدری۔ اے میرے پروردگار! مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے اور میرا سینہ تنگ ہو رہا ہے اس موقع پر جناب موسیٰ

۲)۔ ووضعنا عنك...الآیۃ

آپ کے ذکر کے بلند کرنے کا مطلب کیا ہے؟

اہلبیت نبوت علیہم السلام کی روایات سے مستفاد ہوتا ہے کہ ذکر کی اس بلندی سے مراد یہ ہے کہ خداوند عالم نے پیغمبر اسلامؐ کی شان اس قدر بلند کی ہے کہ جہاں بھی کلمہ اور اذان و اقامت وغیرہ میں توحید کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہاں ذکر رسول بھی ضرور کیا جاتا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ساری کائنات میں جہاں بھی منبروں، محرابوں اور میناروں سے اشھدان لا الہ الا اللہ کی آواز بلند ہوتی ہے وہیں اشھد ان محمداً رسول اللہ کی آواز بھی گونجتی ہے۔ وھذا اوضح من ان یخفی۔ (مجمع البیان و تفسیر صافی وغیرہ)

۳)۔ فان مع العسر یسرا...الآیۃ

ہر دشواری کے ساتھ آسائش ہے

چونکہ بعثت کے ابتدائی دور میں کفار و مشرکین نے مسلمانوں کے خلاف ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا تھا خداوند عالم پیغمبر اسلامؐ کو تسلی و اطمینان دلا رہا ہے کہ قانون قدرت اور آئین فطرت یہ ہے کہ ہر تنگی کے ساتھ آسائش ہوتی ہے اور ہر کٹھن منزل کے آغاز میں کچھ مشکلات راہ ہوتی ہیں لیکن اگر آدمی صبر و ثبات اور عزم و استقلال کے ساتھ اس کام پر ڈٹا رہے تو یہ عسر اور مشکل بالآخر یسر اور آسانی تک رسائی حاصل کرنے کا زینہ بن جاتی ہے۔ لہٰذا ہر حال میں انسان کو اپنے خدائے رحمن پر بھروسہ کرنا چاہیے اور مشکلات راہ سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ لہٰذا یہ مشکل دن بھی جلد ختم ہو جائیں گے اور فتح و کامرانی اور خوشی و شادمانی کا دور شروع ہو جائے گا۔ مروی ہے کہ ایک بار پیغمبر اسلامؐ خوش خوش بیت الشرف سے برآمد ہوئے اور فرما رہے تھے کہ لن یغلب عسر یسر ین فان مع العسر یسر ا ان مع العسر یسر ا۔ ایک دشواری دو آسانیوں پر کبھی غالب نہیں آئے گی پھر اسی کی آیت کی تلاوت فرمائی۔ (مجمع البیان)

ونعم ما قیل

اذا ما نا بك شئی فلا تحزن ولا تجزع
فعسر بين يسرين اذا فكر ته فافرح

۴)۔ فاذا فرغت... الآیة

یعنی فرائص رسالت اور وظائف نبوت یا جب واجبی عبادت سے فارغ ہو جائیں تو پھر نوافل اور دعا و پکار کرنے میں مشغول ہو جائیں الغرض فارغ نہ بیٹھیں بلکہ ہمہ وقت فرائض نبوت اور وظائف بندگی ادا کرنے کے لیے کمر بستہ رہیں اور بقدر وسعت اپنی جد و جہد اور سعی و کوشش جاری رکھیں۔

۵)۔ والی ربك فارغب... الآیة

یعنی ہر طرف سے توجہ ہٹا کر ہمہ تن اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوں اور اس سے اپنی دینی و دنیوی کامیابیوں کی دعا کریں اور اسی سے مدد طلب کریں اور اس کے سوا کسی اور پر بھروسہ نہ کریں۔ چنانچہ خود پیغمبر اسلامؐ سے مروی ہے فرمایا واذا استعنت فاستعن بالله و اعلم انه لو اجتمعت الانس و الجن علی ان ینفعوك بشئی لم ینفعونك الا بشئی کتب الله لك ولو اجتمعت علی ان یضروك لم یضروك بشئی الا بشئی کتبه الله علیك۔ (تفسیر کاشف)

اور جب بھی تم مدد مانگنا چاہو تو اللہ سے مانگو اور یقین سمجھو کہ اگر تمام جن و انس تمہیں کچھ فائدہ پہنچانا چاہیں تو بجز اس کے جو خدا نے لکھ دیا ہے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور اگر تمام جن و انس تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو بجز اس کے جو اللہ نے لکھ دیا ہے۔کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

افادہ

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو مبلغین تبلیغ دین کا فریضہ ادا کرتے ہیں اور مخلوق خدا کی اصلاح کرتے ہیں ان کو بھی صرف اسی فریضہ کی ادائیگی پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ فریضہ عبادت بھی ادا کرنا چاہیے اور خلوت میں خدا سے دعا و پکار اور مناجات بھی ضرور کرنی چاہیے تا کہ ان پر یہ مثل صادق نہ آئے کہ

خود میاں فضیحت و دیگراں رانصیحت

سورہ الم نشرح کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بعونہ تعالیٰ وحسن توفیقہ مکمل ہوئی۔

والحمدللہ ۲۹ جنوری ۲۰۰۴ء

سورۂ والتین کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ والتین مذکور ہے اسی سے اس سورہ کا یہ نام ہوا ہے۔

عہد نزول

جمہور علماء کے نزدیک یہ سورہ مکی ہے اگرچہ بعض اہل علم نے اسے مدنی قرار دیا ہے مگر جمہور نے اس قول کو رد کر دیا ہے اور مشہور قول کی داخلی تائید مزید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اس سورہ میں ھذا البلد الامین کہہ کر جس بلد امین کی قسم کھائی گئی ہے اس سے بالاتفاق مکہ مکرمہ مراد ہے نہ کہ مدینہ منورہ۔ نیز انداز بیان اور نفس مضمون سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ یہ آنحضرتؐ کی مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ خالق اکبر نے متعدد قسمیں کھا کر یہ حقیقت بیان کی ہے کہ اس نے انسان کو بہترین ساخت و صورت میں پیدا کیا ہے۔

۲۔ پھر انسان کے اپنے صحیح یا غلط کردار کی وجہ سے بلندی تک پہنچنے یا پستی میں گرنے کا تذکرہ۔

۳۔ قیامت کے دن اور اس میں جزا وسزا کا تذکرہ۔

۴۔ خدا کے احکم الحاکمین ہونے کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو جب تک وہ زندہ رہے گا تو عافیت ویقین کے ساتھ زندہ رہے گا اور جب وفات پائے گا تو اس سورہ کے قاریوں کی تعداد کے برابر اسے ایک ایک روزہ رکھنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ والتین والزیتون کی اپنی نمازہائے فریضہ اور نافلہ میں تلاوت کرے گا تو خدا اسے اس قدر جنت دے گا کہ وہ خوش ہو جائے گا۔ (ایضاً وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۸)　　(سورۃ التین مکیۃ)　　(رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝۵ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۶ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝۷ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے قسم ہے انجیر اور زیتون کی (۱) اور طور سینا کی (۲) اور پرامن شہر (مکہ) کی (۳) ہم نے انسان کو بہترین ساخت وانداز کے ساتھ پیدا کیا ہے (۴) پھر اسے (اس کی کج رفتاری کی وجہ سے) پست ترین حالت کی طرف لوٹا دیا (۵) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے سو ان کے لیے ختم نہ ہونے والا اجر ہے (۶) تو اس کے بعد آپ کو جزا وسزا کے معاملہ میں کون جھٹلا سکتا ہے (۷) کیا اللہ سبحانہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟ (۸)

تشریح الالفاظ

(۱) والتین۔ تین کے معنی انجیر کے ہیں۔ (۲) طور سینین یہ اسی پہاڑ کا نام ہے جس پر خدا تعالیٰ نے جناب موسیٰ سے کلام کیا تھا عام طور پر اسے طور سینا کہا جاتا ہے۔ (۳) احسن تقویم کے معنی ہیں بہترین ساخت وانداز۔ (۴) بالدین۔ دین کے معنی جزا اور سزا کے ہیں۔

تفسیر الآیات

(۱)۔ والتین والزیتون... الآیة

جن چار چیزوں کی یہاں قسم کھائی گئی ہے ان سے کیا مراد ہے؟

خالق اکبر نے یہاں چار چیزوں کی قسم کھا کر ایک حقیقت بیان کی ہے؟ اس حقیقت کی تشریح سے پہلے یہاں ان چار چیزوں کی تحقیق ضروری ہے۔ یعنی تین، زیتون، طورسنین اور بلد حرام سے کیا مراد ہے؟ چنانچہ پہلی دو چیزوں کے بارے میں مفسرین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اکثر مفسرین نے تو تین سے وہی مشہور پھل مراد لیا ہے جو کھایا جاتا ہے اور زیتون سے وہی درخت مراد لیا ہے جس سے تیل نکالا جاتا ہے اور یہ ان دونوں چیزوں کے فوائد و برکات کی وجہ سے ہے اور طورسنین سے وہ پہاڑ مراد ہے جس پر خدائے سبحانہ نے جناب موسیٰ سے کلام کیا تھا اور بلدامین سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ مگر بعض اہل تفسیر نے تین اور زیتون سے بھی دو پہاڑ مراد لئے ہیں جو کہ بالترتیب شام اور دمشق میں ہیں اور بعض نے ان دو چیزوں سے وہ علاقے مراد لئے ہیں جہاں یہ پھل بکثرت پائے جاتے ہیں یعنی شام اور فلسطین اور بعض نے ان چار چیزوں سے چار شہر مراد لئے ہیں یعنی تین سے مدینہ، زیتون سے بیت المقدس، طورسنین سے کوفہ اور بلدامین سے مکہ اور بعض نے تین سے حضرت رسول خداؐ، زیتون سے حضرت امیر علیہ السلام، طورسنین سے امام حسن و حسین علیہما السلام اور بلدامین سے دوسرے آئمہ علیہم السلام مراد لئے ہیں۔ الی غیر ذالك من الاقوال التی لا طائل تحتها۔ الغرض اس قسم کی قسموں سے اصل مقصد مقسم علیہ کی اہمیت اور اس کی عظمت کو اجاگر کرنا ہوتا ہے نہ کہ اس چیز کی اہمیت کو بیان کرنا جس کی قسم کھائی جائے کیونکہ خالق کے لیے اپنی ہر مخلوق کی قسم کھانا جائز ہے۔

۲)۔ لقد خلقنا الأنسان... الآیة

جواب قسم یہ ہے کہ ہم نے انسان کو بہترین ساخت اور انداز پر پیدا کیا

یہ ہے وہ جواب قسم جس کی خاطر یہ چار قسمیں کھائی گئی ہیں کہ ہم نے انسان کو اس کی ظاہری شکل و صورت ہو یا اس کی باطنی قوتیں اور صلاحیتیں ہوں۔ الغرض ہم نے اسے ہر لحاظ سے بہترین ساخت اور انداز پر پیدا کیا ہے کہ شکل و عقل میں اور ظاہری و باطنی خوبیوں میں کوئی بھی دوسری مخلوق اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی نہ اس کی ظاہری شکل کی کوئی مثال موجود ہے اور نہ اس کی باطنی صلاحیتوں اور ترقیوں کی کوئی نظیر ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت انسان خدا کی پوری کائنات میں تخلیق قدرت کا شاہکار ہے۔ فتبارك الله احسن الخالقین۔

۳)۔ ثم رددناہ... الآیة

اس آیت کے مفہوم کی تعیین؟

اس آیت کے حقیقی مفہوم کے متعین کرنے میں مفسرین میں فی الجملہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ بعض نے اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ انسان جیسی حسین وجمیل مخلوق پر نیرنگی روزگار سے وہ وقت بھی آتا ہے کہ بڑھاپے میں اس کا حلیہ بدتر ہو جاتا ہے مگر اس سے اگلی آیت اس مفہوم سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی کہ سوائے ان لوگوں کے کہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کیونکہ بڑھاپے کے یہ ظاہری آثار تو ان مومنین صالحین پر بھی نمودار ہوتے ہیں وہ ان سے محفوظ تو نہیں ہوتے۔ لہٰذا اس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اگر چہ خدا نے تو انسان کو گوناگوں ظاہری اور باطنی خوبیوں سے نوازا ہے مگر جب وہ اپنے سوءِ اختیار سے ان صلاحیتوں سے صحیح کام نہیں لیتا اور ان کو خدا کی رضا کے تابع نہیں کرتا بلکہ ان کو غلط استعمال کرتا ہے یعنی ایمان کی جگہ کفر وشرک اور نفاق اختیار کرتا ہے اور نیک عمل کرنے اور اپنے خالق و مالک کی بندگی کا وظیفہ ادا کرنے کی بجائے فسق و فجور اور خالق کی نافرمانی کی راہ اختیار کرتا ہے تو وہ ذلت ورسوائی اور عذاب کی اس پست ترین منزل تک گر جاتا ہے۔

ایضاح

مخفی نہ رہے کہ اس اسفل السافلین کی منزل تک گرانے اور لوٹانے کی نسبت خدا کی طرف مجازی ہے ورنہ اس کا حقیقی سبب انسان کی اپنی ذاتی اور اختیاری روش ورفتار ہے۔ ہاں البتہ اس سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو ایمان لائے اور اس کے تقاضا کے مطابق نیک عمل بھی کئے ان کے لیے قطع نہ ہونے والا دائمی اجر وثواب ہے۔

۴)۔ فما یکذبك... الآیة

ان تکوینی اور فطری دلائل کے بعد کون شخص یا کون سی چیز آپ کو دین اسلام کی صداقت یا جزا وسزا کی حقانیت کے بارے میں جھٹلا سکتی ہے؟ یعنی کوئی نہیں جھٹلا سکتا اور جب مشاہدہ شاہد ہے کہ نوع انسانی میں دو قسم کے عقیدہ وعمل کے لوگ موجود ہیں یعنی مومن اور بے ایمان اور پھر نیکوکار اور بدکار تو پھر جزا وسزا کا کون انکار کر سکتا ہے؟ اور کس طرح کر سکتا ہے؟ اور ان دونوں کا انجام کس طرح ایک جیسا ہو سکتا ہے؟ **أفنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون**۔ (سورہ قلم ۳۵-۳۴) کیا ہم اطاعت گزاروں کو مجرمین کی طرح کر دیں؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟

۵)۔ الیس اللہ... الآیة

آئین فطرت ہے کہ عام لوگ چھوٹے چھوٹے حکام سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ عدل وانصاف

کریں یعنی اچھا کام کرنیوالوں کوصلہ دیں اور برے کام کرنے والوں کوسزا دیں تو کیا جوتمام حاکموں سے بڑا حاکم ہے کیا اس کے بارے میں یہ تصور بھی کیا جا سکتا ہے کہ وہ عدل وانصاف نہ کرے؟ ظاہر ہے کہ عدل الٰہی کے اسی عملی مظاہرہ کا نام جزاوسزا ہے۔

فائدہ

تفسیر مجمع البیان میں حضرت رسول خداؐ سے اس کے بارے میں اورعیون الاخبار میں جناب امام رضا علیہ السلام کے متعلق مروی ہے کہ وہ اس سورہ کوختم کرنے کے بعد پڑھا کرتے تھے **بلی و انا علی ذالك من الشاهدين** لہٰذا ہمیں بھی ایسا کرنا چاہیے۔

سورہ والتین کا ترجمہ اوراس کی تفسیر بعون اللہ وحسن توفیقہ بخیر وخوبی اپنے اختتام کوپہنچی۔

والحمدللہ ۳۰ جنوری ۲۰۰۴ء

سورہ العلق کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

اس سورہ کے دو نام ہیں اقرأ اور علق۔ چنانچہ پہلا نام اس سورہ کی پہلی آیت کے پہلے فقرہ اقرأ سے اور دوسرا نام اس کی دوسری آیت میں وارد شدہ لفظ العلق سے ماخوذ ہے۔

عہد نزول

اس سورہ کے دو حصے ہیں پہلا حصہ آغاز سے شروع ہو کر پانچویں آیت مالم یعلم پر ختم ہوتا ہے اور دوسرا حصہ چھٹی آیت سے شروع ہو کر اختتام سورہ پر ختم ہوتا ہے۔ تو یہ جو مشہور ہے کہ سب سے پہلے سورۂ اقراء نازل ہوئی ہے تو اس سے مراد اس کی ابتدائی پانچ آیات ہیں اور دوسرا حصہ بعد میں کسی وقت نازل ہوا ہے۔

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ اس سورہ کا آغاز پڑھنے سے ہوتا ہے جس سے تعلیم کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔

۲۔ یہ فرما کر اس خدا کے نام سے پڑھئے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔ قلم کی اہمیت اور عظمت اجاگر کی گئی ہے۔

۳۔ اس حقیقت کا بیان کہ انسان جب مالدار ہو جاتا ہے تو پھر سرکش بن جاتا ہے۔

۴۔ پیغمبر اسلامؐ کو نماز پڑھنے سے منع کرنے والے کی مذمت۔

۵۔ اللہ کی رویت عمومی کا تذکرہ کہ وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے۔

۶۔ برے کام کرنے والوں کو وعید وتہدید۔

۷۔ برے لوگوں کی بات ماننے کی مناہی۔

۸۔ اللہ کا سجدہ کر کے اس کا قرب حاصل کرنے کا حکم وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جس شخص نے اس سورہ کی تلاوت کی تو گویا اس نے تمام مفصل سورتوں کی تلاوت کی۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت دن میں کرے گا اور پھر اس دن مر جائے یا رات میں کرے اور پھر اس رات میں مر جائے تو اس کی موت شہادت کی موت ہوگی اور خدا اسے شہید محشور کرے گا اور اسے پیغمبر اسلامؐ کے ہمراہ شمشیر بکف ہو کر لڑنے والے مجاہد کے برابر ثواب عطا کیا جائے گا۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۱۹)　　(سورۃ العلق مکیۃ)　　(رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍۚ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُۙ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِۙ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْؕ ﴿۵﴾ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤىۙ ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰىؕ ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰىؕ ﴿۸﴾ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰىۙ ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰىؕ ﴿۱۰﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤىۙ ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰىؕ ﴿۱۲﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰىؕ ﴿۱۳﴾ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰىؕ ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَىٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۙ۬ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِۙ ﴿۱۵﴾ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍۚ ﴿۱۶﴾ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗۙ ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَۙ ﴿۱۸﴾ كَلَّاؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ۩ ﴿۱۹﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے (اے رسول) اپنے پروردگار کے نام سے پڑھیے جس نے (سب کائنات کو) پیدا کیا (۱) (بالخصوص) انسان کو جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے پیدا کیا (۲) پڑھیئے! اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے (۳) جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا (۴) اور انسان کو وہ کچھ پڑھایا جو وہ نہیں جانتا تھا (۵) ہرگز نہیں! انسان (اس وقت) سرکشی کرنے لگتا ہے (۶) جب وہ سمجھتا ہے کہ وہ (غنی) بے نیاز ہے (۷) بے

شک آپ کے پروردگار کی طرف ہی (سب کی) بازگشت ہے(۸) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو منع کرتا ہے(۹) ایک بندہ (خاص) کو جب وہ نماز پڑھتا ہے(۱۰) بھلا دیکھئے تو! اگر وہ (بندہ خاص) ہدایت پر ہے(۱۱) یا وہ پرہیز گاری کا حکم دیتا ہے(۱۲) کیا تم نے غور کیا ہے کہ اگر یہ شخص (حق کو) جھٹلاتا ہے اور (اس سے) روگردانی کرتا ہے تو انجام کیا ہوگا؟ (۱۳) کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ (سب کچھ) دیکھ رہا ہے؟ (۱۴) ہرگز نہیں اگر وہ (اس سے) باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے (۱۵) وہ پیشانی جو جھوٹی ہے اور گنہگار؟ (۱۶) پس وہ بلائے اپنے ہم نشینوں کو (۱۷) ہم بھی دوزخ کے ہر کاروں (فرشتوں) کو بلائیں گے (۱۸) ہرگز نہیں! اس کی بات نہ مانیے اور سجدہ کیجئے اور (اپنے پروردگار کا) قرب حاصل کیجئے (۱۹)

تشریح الالفاظ

(۱) علق۔ علق خون منجمد یعنی خون کے لوتھڑے کو کہا جاتا ہے یہ نطفہ کے بعد دوسری منزل ہے اور اس کے بعد مضغہ کی نوبت آتی ہے۔ (۲) لیطغی۔ طغاوت کے معنی سرکشی کرنے کے ہیں۔ (۳) نادیہ۔ نادی کے معنی مجلس و محفل کے ہیں اور یہاں اس سے جلیس و ہم نشین مراد ہے۔ (۴) الزبانیہ۔ زبانیہ کے معنی سپاہی اور ان فرشتوں کے ہیں جو دوزخیوں کو ہانک کر دوزخ کی طرف لے جاتے ہیں۔ (۵) لنسفعا یہ سفع کے مادہ سے مضارع کے جمع متکلم کا صیغہ ہے اور اس کے آخر میں نون تاکید خفیفہ ہے جو یوں لکھا جاتا ہے لنسفعن مگر قرآنی رسم الخط میں لنسفعا لکھا جاتا ہے جس کے معنی کسی چیز کو زور سے کھینچنے کے ہیں۔ (۶) ناصیة دراصل سر کے اگلے حصہ پر پیشانی کے اوپر جو بال ہوتے ہیں ان کو ناصیہ کہا جاتا ہے اور اس کے مجازی معنی پیشانی کے ہوتے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ اقرا باسم ربك... الآیة

سب سے پہلی سورہ کونسی ہے جو نازل ہوئی؟

مفسرین اسلام میں فی الجملہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی وہ کونسی سورہ ہے جو سب سے پہلے

پیغمبر اسلامؐ پر نازل ہوئی؟ اشہر اور اصح یہی ہے کہ اسی سورہ اقرأ کی پہلی پانچ آیتوں سے نزول قرآن اور وحی ربانی کا آغاز ہوا۔ البتہ اس کی باقی آیتیں اس کے بعد اس وقت نازل ہوئیں جب آنحضرتؐ نے اعلانیہ نماز پڑھنا شرع کر دی اور ولید بن مغیرہ اور ابوجہل نے آپ کے اس انداز عبادت کو انوکھا سمجھ کر اور دھمکیاں دے کر آپ کو اس سے باز رکھنے کی ناکام کوشش کی۔ جس پر خدا نے ان آیتوں میں ان کی مذمت کی ہے اور اپنی ناراضی کا اظہار کیا ہے اور بعض نے سورہ حمد اور بعض نے سورہ مدثر کو پہلی سورہ اور پہلی وحی قرار دیا ہے مگر قول مشہور ہی منصور ہے۔

بناء بر مشہور شان نزول

مشہور یہ ہے کہ نزول وحی کے آغاز سے پہلے آنحضرتؐ غار حرا میں تشریف لے جاتے تھے اور وہاں کئی کئی شب و روز تک خلوت میں عبادت خدا بجالاتے تھے چنانچہ ایک بار آپ وہیں مشغول عبادت تھے کہ ایک فرشتہ آیا اور اس نے آپ سے کہا کہ اقرأ (پڑھیئے) آپ نے کہا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں اس نے آپ کو اپنے سینہ سے لگا کر خوب بھینچا یہاں تک کہ آپ کی طاقت جواب دینے لگی اور پھر کہا اقرا۔ مگر آپ نے پھر وہی جواب دیا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں حتی کہ تین بار یہی کچھ ہوا اور بالآخر چوتھی بار آپ نے پڑھا **اقرا باسم ربك الذی خلق... الآیۃ تا مالم یعلم** اس کے بعد لرزتے اور کانپتے ہوئے گھر پہنچے اور ام المومنین جناب خدیجہؑ سے کہا مجھے کوئی چادر وغیرہ اوڑھاؤ چنانچہ انہوں نے آپ کو کمبل اوڑھا دیا اور جب کچھ افاقہ ہوا تو آپ نے سارا ماجرا کہہ سنایا جس پر ام المومنین نے آپ سے کہ کہا کہ خدا کی قسم آپ کا خدا آپ کو کبھی ذلیل و رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ قرابتداروں سے صلہ رحمی کرتے ہیں سچ بولتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں۔ الغرض لوگوں کا بوجھ خود اٹھاتے ہیں اس کے بعد آپ حضرت رسول خداؐ کو لے کر اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو عیسائی المذہب تھا۔ مگر بہت بوڑھا اور معمر آدمی تھا آپؐ نے جب انہیں اپنا ماجرا سنایا تو اس نے کہا کہ مبارک ہو کہ آپ نبی بننے والے ہیں آپ کے پاس وہی ناموس وحی لایا ہے جو موسیٰ و عیسیٰؑ کے پاس لاتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

اس واقعہ پر تنقید

یہ ہے وہ شان نزول جو برادران اسلامی بڑے طمطراق سے جناب عائشہ کی زبانی تقریر و تحریر میں بیان کیا کرتے ہیں اور جسے ہمارے بھی بعض مولفین سوچے سمجھے بغیر نقل کر دیتے ہیں مگر اہل تحقیق جانتے ہیں کہ

روایت میں درایت ضروری ہوتی ہے۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایاحدیث تدریہ خیر من الف ترویہ اگرایک روایت کوسوچ سمجھ اور پرکھ کر بیان کر وتو یہ ایک ہزارکوسوچے سمجھے بغیرنقل کرنے سے بہتر ہے۔(اساس الاصول)

بناء بریں جب اس روایت کودرایت کی کسوٹی پر پرکھا جا تا ہے تو یہ ناقص المعیار نظر آتی ہے۔

الف)۔ کیا وہ مصطفیٰؐ جس کا دعوی تھا کہ کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین کہ میرے اندراس وقت بھی نبوت کی صلاحت موجودتھی جب کہ آدم خاک و پانی کے درمیان تھے وہ وحی رحمانی اور القاء شیطانی میں تمیز نہ کرسکے؟

ب)۔ وہ پیغمبراسلامؐ جو (۷۰) ستر زبانوں میں لکھ پڑھ سکتے تھے ہاں البتہ ایک خاص مصلحت کےتحت نزول وحی سے پہلے لکھتے پڑھتے نہ تھے وہ کس طرح کہتے ہیں کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں؟ میں کس طرح پڑھوں؟

ج)۔ جو بات ورقہ بن نوفل عیسائی بھانپ گیا وہ خود آپ کومعلوم نہ ہوسکی؟

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

د)۔ عقل وشرع کا فیصلہ ہے کہ ہرنبی کواپنی نبوت پر یقین کامل ہوتا ہے مگرعقل یہ بات باور کرنے سے قاصر ہے کہ خاتم الانبیاء کواپنی نبوت ورسالت کا یقین نہ ہو؟ حاشا وکلا۔

بہرحال یہ روایت شان رسالت کے سراسر منافی ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں ہوسکتی۔ حالانکہ بات صرف اس قدر ہے جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی فرمایا انہا اول سورہ نزلت نزل جبرائیل علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا محمد اقراء قال ما اقرأ قال اقراء باسم ربك الذی خلق فرمایا یہ پہلی سورہ ہے جو پیغمبراسلامؐ پر نازل ہوئی یعنی جناب جرائیل پیغمبراسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا محمد! اقراء (پڑھو!) آپ نے فرمایا کیا پڑھوں کہا اقراء باسم ربك الذی خلق اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ پڑھوجس نے پیدا کیا۔(تفسیرقمی وصافی وغیرہ)

۲)۔ اقرا و ربك الاکرم... الآیۃ

اللہ وہ کریم ہے جس نے قلم کے ساتھ انسان کواس چیز کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ خلقت کے بعد خدا کی سب سے بڑی نعمت علم ہے اوراس کا ذریعہ اور وسیلہ قلم ہے اس سے قلم کی اہمیت اور افادیت پر جو تیز روشنی پڑتی ہے وہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے اگرمتقدمین اپنے علوم وفنون کوقلم

کے ذریعہ سے صفحہ کاغذ و قرطاس پر نہ لکھ گئے ہوتے تو ہم کس طرح ان کے فیوض سے استفادہ کرتے؟ یا آج کے اس متمدن دور میں کائنات کے مختلف گوشوں میں رہنے والے لوگ کس طرح ایک دوسرے کی تحقیقات سے فائدہ اٹھاتے؟ یہی وجہ ہے کہ لکھنے کا علم سب سے پہلے جناب آدمؑ کو دیا گیا تھا۔ الغرض ہم نے اگلوں کی تحقیقات سے استفادہ کیا اور ہمارے بعد آنے والے ہماری نگارشات سے استفادہ کریں گے اور اسی طرح چراغ سے چراغ جلتا رہے گا اور یہ سلسلہ قیامت تک برابر جاری وساری رہے گا۔ انشاءاللہ۔ نیز آیت ۵ علم الانسان ما لم یعلم سے واضح ہوتا ہے کہ علم اللہ کا خاص عطیہ ہے وہ جس قدر چاہے کسی کو عطا کرے اور جب چاہے یہ نعمت سلب کرلے۔ لہٰذا کبھی بھی کسی عالم کو اپنے علم پر فخر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس کا اپنا تو کچھ بھی نہیں ہے اس کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ عطاء پروردگار ہے اور اس کے فضل وکرم کا ثمرہ ہے۔

۳)۔ کلا ان الأنسان...الآیۃ

عام انسان کی ایک طبعی کمزوری کا تذکرہ

یہ اس سورہ کا دوسرا حصہ ہے جو پہلی پانچ آیتوں کے کچھ عرصہ بعد نازل ہوا۔ اس آیت میں انسان کی ایک عام طبعی کمزوری کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ انسان جب تک فقیر وقلاش ہوتا ہے اور دوسروں کا محتاج ہوتا ہے تب تک تو وہ ٹھیک رہتا ہے مگر جب قدرے تونگر اور مالدار ہو جائے اور اپنے آپ کو دوسروں سے بے نیاز سمجھنے لگے تو پھر اس میں طغاوت یعنی سرکشی پیدا ہونے لگتی ہے۔ جیسا کہ روزمرہ کا مشاہدہ بھی یہی ہے اور تاریخ کا بیان بھی یہی ہے کہ سرمایہ دار اور صاحبان اقتدار نشہ دولت و اقتدار میں بدمست ہو کر کس طرح اپنے آپ کو بڑا اور کبیر اور دوسروں کو چھوٹا اور حقیر جانتے ہیں اور پھر کس طرح ان کے حقوق کو پائمال کر کے ان پر ظلم وستم کرنا روا جانتے ہیں۔ الغرض یہی تونگری اور بے نیازی ہے جو بندہ کو خدا کے سامنے جھکنے سے روکتی ہے بلکہ کبھی کبھار اسے خدائی کا دعویٰ کرنے پر بھی آمادہ کرتی ہے۔ حالانکہ سب کی بازگشت خدا کی طرف ہے کہ وہ سرکشی کرنے والا کس قدر عاجز و ناتواں تھا کہ موت کی ایک ہچکی کا بھی مقابلہ نہ کر سکا۔

سب ٹھاٹھ دھرا رہ جائے گا جب کوچ کرے گا بنجارہ

درس عبرت

اس سے یہ درس ملتا ہے کہ آدمی کو کبھی اپنے علم وفضل اور دولت وثروت کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھ کر اس پر غرور و پندار اور سرکشی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے عطیہ پروردگار سمجھ کر اس کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اس کی چوکھٹ پر

جبین نیاز خم کرنی چاہیے۔ کیونکہ ہر جود و کرم کا مرکز وہی ذات ہے اور انجام کار اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

۴)۔ ارایت الذی ینھی... الآیۃ

یہاں عبد سے اللہ کا وہی بندہ خاص مراد ہے جسے خداوند علیم و حکیم ہمیشہ مقام مدح میں بڑے پیارے انداز محبت سے اپنا بندہ خاص کہہ کر یاد کرتا ہے جیسے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا فاوحی الی عبدہ ما اوحی اور روکنے والے نابکار سے باختلاف روایات ابوجہل یا اس کا بھائی ولید بن مغیرہ ہے۔ جو پیغمبر اسلامؐ کو نماز پڑھنے سے روکتا تھا اور مزاحمت کرتا تھا۔ ارشاد قدرت ہے کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے اور اس کی حرکت پر غور کیا ہے جو اس کو روکتا ہے جو خاموشی اور عجز و نیاز کے ساتھ اپنے خالق و مالک کی نماز پڑھ رہا ہے اور اس کی عبادت میں مصروف ہے کسی کا کوئی نقصان وزیاں نہیں کر رہا تو کسی کو اسے روکنے کا کیا حق ہے؟ مقام غور و فکر ہے کہ اگر وہ نماز گزار خود حق پر ہے اور لوگوں کو بھی حق و حقیقت کی دعوت دیتا ہے اور ان کو نیکوکار اور پرہیزگار بننے کی تلقین کرتا ہے تو پھر اس مزاحمت کرنیوالے اور اس کی تکذیب کرنے والے اور اس سے روگردانی کرنے والے روسیاہ کا انجام کیا ہوگا؟ کیا اسے معلوم نہیں ہے کہ اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے یعنی اگر کوئی نیکوکار نیکی کرتا ہے تو وہ اسے بھی دیکھ رہا ہے اور اگر کوئی نیکی کرنے والے کو نیکی سے روکتا ہے تو وہ اسے بھی دیکھ رہا ہے اور پھر سب کو ان کے کردار کے مطابق جزا و سزا دے گا۔

۵)۔ کلا لئن لم ینتہ... الآیۃ

تاریخ گواہ ہے کہ جب ابوجہل نے پیغمبر اسلامؐ کو خانہ خدا کے پاس نماز پڑھنے سے منع کیا تو آنحضرتؐ نے اسے ایسا کرنے پر عذاب الٰہی سے ڈرایا اور اسے ایسا کرنے پر جھڑکا تو ابوجہل نے کہا تم مجھے جھڑکتے ہو اور عذاب سے ڈراتے ہو حالانکہ اس وادی میں سب سے زیادہ میرے حمایت کار اور ہم نشین ہیں۔ اسی بنا پر اسے دھمکی دی جا رہی ہے کہ اگر وہ اپنی ان نازیبا حرکتوں سے باز نہ آیا تو ہم اس کی جھوٹی پیشانی سے پکڑ کر اور گھسیٹ کر واصل جہنم کر دیں گے اب اسے چاہیے کہ وہ اپنے ہم نشینوں کو بلائے اور ادھر ہم بھی جہنم کے داروغوں کو بلائیں گے پھر پتہ چل جائے گا کہ میدان کس کے ہاتھ میں ہے؟ اور معلوم ہو جائے گا کہ اسے ہمارے عذاب اور ہماری گرفت سے کون بچاتا ہے اور کون چھڑاتا ہے؟

۶)۔ کلا لا تطعہ... الآیۃ

آپ ہرگز اس کی بات نہ مانیں اور بے دھڑک بارگاہ الٰہی میں سجدہ کریں یعنی نماز پڑھیں اور اس

طرح اس کی عبادت کر کے اس کا قرب معنوی حاصل کریں۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا آدمی اپنے پروردگار کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ حالت سجدہ میں ہوتا ہے۔ (اصول کافی وعیون الاخبار)

ایضاح

واضح رہے کہ فقہ جعفریہ کے نقطہ نگاہ سے قرآن مجید میں چار مقامات پر سجدہ تلاوت واجب ہے ان میں چوتھا مقام یہی ہے جبکہ پہلے تین مقامات یہ ہیں۔(۱) سورہ الم سجدہ، پارہ ۲۱، (۲) سورہ فصلت، پارہ ۲۴، (۳) سورہ نجم پارہ ۲۷، (۴) اور یہ سورۂ اقراء پارہ ۳۰۔ باقی تمام سجدے صرف مستحب ہیں واجب نہیں ہیں۔

سورہ علق کا ترجمہ اوراس کی تفسیر بفضلہ احسن طریقہ پر اختتام پذیر ہوئی

والحمدللہ یکم فروری ۲۰۰۴ء

سورہ قدر کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ القدر موجود ہے جس کی وجہ سے اس کا یہ نام تجویز ہوا۔

عہد نزول

اگر چہ یہ اس سورہ کے مکی یا مدنی ہونے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے مگر مشہور و منصور قول یہی ہے کہ یہ سورہ مکی ہے اور اس کے مضمون اور انداز بیان سے بھی اسی قول کی تائید مزید ہوتی ہے یعنی سورہ علق کی جن پہلی پانچ آیتوں سے نزول قرآن کا مقدس سلسلہ شروع ہوا تھا اس سورہ میں اس کے نزول کی تاریخ بتائی جارہی ہے کہ وہ ماہ رمضان کی مبارک لیلۃ القدر تھی۔

اس سورہ کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ سب سے پہلے تو یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ قرآن مجید اللہ سبحانہ نے نازل کیا ہے یہ پیغمبر اسلامؐ کی تصنیف نہیں ہے۔

۲۔ پھر اس قرآن کے نزول کی تاریخ بتائی گئی ہے کہ وہ ماہ رمضان کی ایک مقدس رات ہے جسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔

۳۔ قدر کے ایک معنی تقدیر اور قسمت کے ہیں یعنی یہ رات وہ تقدیر ساز رات ہے کہ جس میں سال بھر کے واقعات وحالات کے منجانب اللہ تقدیر الٰہی کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں۔

۴۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ یہ ایک رات ہزار مہینوں سے افضل اور اعلیٰ ہے یعنی اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔

۵۔ اس رات میں فرشتے اور روح القدس ہر امر کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور یہ خیر وسلامتی صبح صادق تک باقی رہتی ہے وغیرہ وغیرہ

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص اس سورہ قدر کی تلاوت

کرے گا تو اس کو اس شخص کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا جو ماہ رمضان کے روزے رکھے اور لیلۃ القدر عبادت خدا میں جاگ کر گزارے۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص اپنی نماز ہائے فریضہ میں سورہ انا انزلنا فی لیلۃ القدر پڑھے تو اسے ایک منادی ندا دیتا ہے کہ تیرے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے اس لیے از سر نو عمل کر۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص بآواز بلند سورہ القدر کی تلاوت کرے وہ راہ خدا میں شمیر بکف ہونے والے شخص کی مانند ہے اور جو آہستہ آواز سے اس کی تلاوت کرے وہ راہ خدا میں جہاد کر کے اپنے خون میں لتھڑے ہوئے شخص کی مانند ہے۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۵) (سورۃ القدر مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۞ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۞ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ۞ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ‌ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۞ سَلٰمٌ ۛ هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۞

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا (۱) اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ (۲) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (۳) اس میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کی اجازت سے (سال بھر کی) ہر بات کا حکم لے کر اترتے ہیں (۴) وہ (رات) سراسر سلامتی ہے طلوع صبح تک (۵)

تشریح الالفاظ

(۱)القدر. اس لفظ کے دو معنی ہیں (الف) تقدیر الٰہی والی رات، (ب) قدر و منزلت والی رات یہاں یہ دونوں معنی مراد لئے جا سکتے ہیں۔(۲)الف شهر یہ رات ایک ہزار مہینہ سے بہتر و برتر ہے جس کے ۸۳ سال اور چار ماہ بنتے ہیں۔(۳)الروح اس سے مراد روح القدس ہے۔

تفسیر الآیات

۱)۔ انا انزلناه...الآیة

یہاں چند چیزیں قابل غور و فکر ہیں اول یہ کہ

نزول قرآن کی تاریخ کیا ہے؟

قرآن مجید کب نازل ہوا؟ حسب ظاہر تو قرآن پورے ۲۳ سال کی طویل مدت میں مختلف اجزا کی صورت میں اترا ہے مگر قرآن مجید میں وارد ہے شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ماہ رمضان کے مقدس مہینہ میں نازل ہوا ہے ایک دوسری جگہ وارد ہے انا انزلناه فی لیلة مبارکه۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ماہ رمضان کی بھی ایک مخصوص رات ہے اب اس کی وضاحت سورہ قدر میں کر دی گئی ہے کہ انا انزلناه فی لیلة القدر کہ وہ مخصوص رات لیلۃ القدر ہے اب رہی یہ بات کہ آیا اس رات سارا قرآن نازل ہوا ہے یا اس رات نزول قرآن کا آغاز ہوا ہے؟ روایات اہلبیتؑ سے جو امر پایہ ثبوت کو پہنچا ہے وہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں پورا قرآن مجید یکبارگی لوح محفوظ سے بیت المعمور پر نازل ہوا ہے اور وہاں سے حسب حالات جز و جزء ہو کر ۲۳ سال کی مدت میں پیغمبر اسلامؐ کے قلب مقدس پر نازل ہوا ہے نزل به الروح الامین علی قلبك لتکون من المنذرین۔ اس امر کی مزید وضاحت اس تفسیر کی پہلی جلد کے پانچویں مقدمہ میں کر دی گئی ہے۔

۲)۔ وما ادراك ما لیلة القدر...الآیة

دوسرا امر جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ

لیلۃ القدر کیسی رات ہے اور اس میں کیا ہوتا ہے؟

قدر کے دو معنی ہیں ایک تقدیر الٰہی اور دوسرا قدر و منزلت اور یہاں یہ دونوں معنی متصور ہو سکتے ہیں

کیونکہ مختلف احادیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ سال بھر میں جو واقعات روئے زمین پر بلکہ پوری کائنات میں وقوع پذیر ہونے والے ہوتے ہیں ان کا اجمالی خاکہ نیمہ شعبان کی رات میں بنایا جاتا ہے اوراس میں رنگ لیلۃ القدر میں بھرا جاتا ہے یعنی اسے آخری وحتمی شکل اس رات میں دی جاتی ہے جیسے کسی کی موت یا حیات یا کسی کی ترقی یا تنزل یا کسی کی رزق میں وسعت یا تنگی اور صحت یا کسی کی مرض وغیرہ وغیرہ حالات وسانحات مقدر ہوتے ہیں اوران کے بارے میں حکیمانہ فیصلے ہوتے ہیں اور جہاں تک اس کی قدرومنزلت کا تعلق ہے تو اس کے لئے یہی بات ہی کافی ہے کہ ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینہ یعنی ۸۳ سال اور چار ہ ماہ کی عبادت کے برابرنہیں ہے بلکہ اس سے بہتر ہے اور تیسرا امر یہ ہے کہ

لیلۃ القدر ماہ رمضان کی کونسی رات ہے؟

اس میں اختلاف پایا جاتا ہے اوراس کی وجہ اخبار وآثار کا ظاہری اختلاف ہے۔

۱) چنانچہ کئی روایات میں وارد ہے کہ اس رات کو ماہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

۲) بعض اخبار میں ۱۹ ماہ رمضان وارد ہے۔

۳) بعض میں ۲۱ اور بعض میں ۲۳

جبکہ برادران اسلامی میں زیادہ شہرت ۲۷ ماہ رمضان کی رات کو ہے جبکہ ہمارے ہاں ۱۹-۲۱ اور ۲۳ کو زیادہ شہرت حاصل ہے اورزیادہ روایات ۲۱ اور ۲۳ کے بارے میں وارد ہیں اور اکثر روایات ۲۳ پر دلالت کرتی ہیں لیکن معصومین علیہم السلام نے لوگوں کے اصرار کے باوجود ایک رات کی تعیین نہیں فرمائی بلکہ یہی فرمایا کہ جس چیز کے تم طلبگار ہو اس کے مقابلہ میں دو رات عبادت کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے اور بعض آثار میں یوں وارد ہے کہ اگر اس طرح دو رات تمہیں عمل کرنا پڑے تو اس میں کیا مضائقہ ہے؟ (مجمع البیان و من لایحضرہ الفقیہہ)

۳)۔ تنزل الملائکۃ...الآیۃ

اس رات فرشتے اورروح یعنی روح القدس نازل ہوتے ہیں۔

فرشتے اورروح القدس کیوں نازل ہوتے ہیں؟

باقی رہی اس امر کی تنقیح کہ اس رات فرشتوں اورروح القدس کے نازل ہونے کی غرض کیا ہے؟ اس کا

جواب یہ ہے کہ جو امور دنیا کے انتظام کے متعلق ہوتے ہیں اور اس رات طے پاتے ہیں اور مقدر ہوتے ہیں ان کے نفاذ کے لیے یہ حضرات زمین پر اترتے ہیں کیونکہ امور تکوینیہ از قسم خلق و رزق اور موت و حیات وغیرہ وغیرہ کی انجام دہی میں فرشتے خدا کے آلات و ادوات کی حیثیت رکھتے ہیں کہ وہ یہ کام ان کے ساتھ انجام دیتا ہے۔

یہ فرشتے نبی و امام کی بارگاہ میں بھی حاضر ہوتے ہیں

متعدد احادیث میں وارد ہے کہ یہ فرشتے جب لیلۃ القدر میں زمین پر تشریف لاتے ہیں تو پہلے حجت خدا کی خدمت میں حاضری دینے میں خواہ وہ نبی ہو یا ان کا وصی۔ باقی رہی اس بات کی تحقیق کہ

وہ کیوں حاضر ہوتے ہیں؟

اس کا جواب علامہ مجلسی نے یہ دیا ہے کہ حجت خدا کے اکرام و احترام کی خاطر حاضر ہوتے ہیں۔ (سابع بحارالانوار) اور محدث جزائری نے یہ جواب دیا ہے کہ وہ نبی و امام کے علم میں اضافہ و ازدیاد کی خاطر حاضر ہوتے ہیں اور ان کو اس سال میں ہونے والے حتمی واقعات سے آگاہ کرتے ہیں (انوار نعمانیہ)۔ بہر حال وہ اس لیے حاضر نہیں ہوتے کہ نبی یا امام کو نظام عالم کے چلانے میں کوئی دخل ہے۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ فرشتوں کا نبی و امام کی خدمت میں حاضر ہونے کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ نظام کائنات کے چلانے یا ان امور کی انجام دہی یا اس سلسلہ میں فرشتوں کی ڈیوٹیاں تقسیم کرنے یا لوگوں کی تقدیر کے ادلنے بدلنے یا موت و حیات دینے یا روزی کے گھٹانے یا بڑھانے میں ان کا کوئی دخل ہے بلکہ یہ سب کام ذات پروردگار سے متعلق ہیں۔ اس قسم کا عقیدہ رکھنا وہی تفویض ممنوع ہے جس کے قائل کو معصومین نے مشرک قرار دیا ہے اور اس پر لعنت کی ہے۔ (سابع بحارالانوار و امالی صدوق وغیرہ) اگر کوئی شخص یہ بدعقیدہ رکھتا ہے کہ امام زمانہ یا نبی یا دوسرے آئمہ علیہم السلام ایسا کرتے ہیں تو یہ اس کا ذاتی مشرکانہ عقیدہ ہے جس سے خدا و مصطفی اور ائمہ طاہرینؑ بے زار ہیں۔

۴)۔ سلام ھی حتی... الآیۃ

یہ شب قدر سرتاپا سلامتی ہی سلامتی ہے اور طلوع صبح تک باقی رہتی ہے اور فرشتوں کے نزول کی وجہ سے زمین پر ایک خاص روحانی ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس رات کے برکات سے صحیح استفادہ کرنے کے لیے اپنے اندر روحانی شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ آدمی اس کی روحانی تاثیر سے متاثر ہو کر فیضیاب ہو سکے۔

سورہ قدر کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بعونہ تعالیٰ و حسن توفیقہ احسن طریقہ پر اختتام پذیر ہوئی۔ والحمدللہ

سورہ بینہ کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لم یکن اور البینہ کے الفاظ موجود ہیں اسی سے اس سورہ کے یہ دو نام مقرر ہوئے ہیں۔

عہد نزول

اس سورہ کے مکی یا مدنی ہونے میں علماء میں سخت اختلاف ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ علماء نے بالکل متضاد دعوے کئے ہیں۔ چنانچہ فاضل ابوحیان اندلسی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک یہ سورہ مکی ہے اور ابن النوبیر اور ابن یسار اسے مدنی قرار دیتے ہیں اور اسے جمہور کا قول قرار دیتے ہیں اگرچہ کوئی ایسی داخلی یا خارجی قطعی شہادت موجود نہیں ہے جس کی بناء پر جزم ویقین کے ساتھ کوئی فیصلہ کیا جا سکے البتہ ہمارا ذاتی رجحان اس کے مدنی ہونے کی طرف ہے جس کی تائید اس کے بعض مضامین سے بھی ہوتی ہے اسی بناء پر قرآن مجید کے مختلف نسخوں میں اس سورہ کے سرنامہ پر کہیں ''مکیہ'' اور کہیں ''مدینہ'' لکھا ہوا ہے۔ واللہ العالم

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ سورہ علق میں نزول قرآن کا تذکرہ تھا۔ سورہ قدر میں اس کی تاریخ بیان کی گئی اور اس سورہ میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اس وحی ربانی کے ساتھ ایک رسول کا بھیجنا بھی ضروری تھا۔

۲۔ رسول کا بھیجنا کیوں ضروری ہے؟ تاکہ اہل کتاب اور دیگر مشرک اور گمراہ لوگوں کو چاہ ضلالت سے باہر نکالے۔

۳۔ اہل کتاب کی گمراہی کا سبب یہ نہیں ہے کہ ان کے پاس کوئی صحیفہ یا رسول نہیں بھیجا گیا بلکہ اس کی اصلی وجہ ان کے ذاتی اغراض اور مفادات ہیں۔

۴۔ سب انبیاء اور سب آسمانی صحیفے ایک ہی دین کے داعی ہیں سب کی دعوت کا خلاصہ یہ ہے کہ سب راستوں کو چھوڑ کر خالص اللہ کی بندگی کا راستہ اختیار کرو۔ نماز پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

۵۔ بہترین خلائق اور بدترین خلائق دونوں قسم کے انسانوں کا تذکرہ اور ان کے عقیدہ وعمل کے اختلاف

کے مطابق ان کے انجام کے مختلف ہونے کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا وہ قیامت کے دن خیر البریہ کے ہمراہ ہوگا۔ (مجمع البیان) نیز آپ سے منقول ہے فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اس سورہ کے پڑھنے کا کیا ثواب ہے تو وہ اہل وعیال اور مال ومنال کو چھوڑ کر اس کا علم حاصل کرتے۔ (الحدیث)

۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ لم یکن کی تلاوت کرے گا تو وہ شرک سے بری قرار پائے گا، پیغمبر اسلامؐ کے دین میں داخل کیا جائے گا اور اللہ سبحانہ اسے مومن محشور کرے گا اور اس کا حساب بآسانی لے گا۔ (ایضاً وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۸) (سورۃ البینۃ مدینۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ مُنۡفَکِّیۡنَ حَتّٰی تَاۡتِیَہُمُ الۡبَیِّنَۃُ ۙ﴿۱﴾ رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَہَّرَۃً ۙ﴿۲﴾ فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ ؕ﴿۳﴾ وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡہُمُ الۡبَیِّنَۃُ ؕ﴿۴﴾ وَ مَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۙ حُنَفَآءَ وَ یُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ذٰلِکَ دِیۡنُ الۡقَیِّمَۃِ ؕ﴿۵﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ فِیۡ نَارِ جَہَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ شَرُّ الۡبَرِیَّۃِ ؕ﴿۶﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ ؕ﴿۷﴾ جَزَآؤُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ

فِيهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝۸

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ کافر تھے وہ (اپنے کفر سے) باز آنے والے نہ تھے جب تک ان کے پاس ایک واضح دلیل نہ آ جائے (۱) یعنی اللہ کا ایک رسول جو انہیں پاک و پاکیزہ صحیفے پڑھ کر سنائے (۲) جن میں بالکل درست باتیں لکھی ہوئی ہوں (۳) اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی (اور وہ اہل کتاب تھے) وہ تو واضح دلیل کے آ جانے کے بعد ہی تفرقہ میں پڑے (۴) حالانکہ انہیں تو بس یہی حکم دیا گیا تھا کہ دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے اللہ کی عبادت کریں بالکل یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی نہایت (صحیح اور) درست دین ہے (۵) بے شک جو اہل کتاب اور مشرکین کفر میں مبتلا ہیں وہ جہنم کی آگ میں پڑیں گے (اور) ہمیشہ اس میں رہیں گے یہی لوگ بدترین خلائق ہیں (۶) اور بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہی بہترین خلائق ہیں (۷) ان کی جزا ان کے پروردگار کے ہاں ہیشگی کی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں (یہ سب کچھ) اس کے لئے ہے جو اپنے پروردگار (کی حکم عدولی) سے ڈرتا ہے (۸)

تشریح الالفاظ

(۱) منفکین یہ فک سے مشتق ہے جس کے معنی چھوڑنے چھڑانے اور باز آنے کے ہیں۔ (۲) کتب قیمة کے معنی ہیں راست اور درست تحریریں۔ (۳) حنفاء یہ حنیف کی جمع ہے جس کا مفہوم تمام باطل راستوں سے ہٹ کر اور خدا کی طرف یکسوئی سے متوجہ ہونے والا۔ (۴) دین القیمة دین موصوف ہے جو اپنی صفت قیم کی طرف مضاف ہے اور اس میں جو تا ہے وہ مبالغہ کا ہے جیسے علامہ میں یعنی یہی وہ راست دین ہے جس میں کسی قسم کی کوئی کجی نہیں ہے۔

تفسیر الآیات

۱) ۔ لم یکن الذین... الآیۃ

دین کی آمد سے پہلے لوگوں کی کیا حالت تھی؟

جن لوگوں کی نظر قبل از اسلام کے حالات پر ہے وہ جانتے ہیں کہ دنیا اس قدر جہالت وضلالت اور کفر وشرک کی ان اتھاہ گہرائیوں میں گری ہوئی تھی کہ جب تک ایک مصلح اعظم نہ آئے اور اپنے ہمراہ ایک مکمل ضابطہ حیات نہ لائے اس وقت تک اس کی اصلاح کی کوئی امید نہ تھی۔ چنانچہ خدائے رحیم وکریم نے اصلاح احوال اور اتمام حجت کے لئے پیغمبر اسلامؐ جیسے عظیم ہادی راہنما کو قرآن جیسی عظیم کتاب ہدایت دے کر بھیجا۔ چنانچہ البینہ سے حضرت رسول اللہ مراد ہیں جو کہ البینہ سے بدل ہیں۔ یعنی حضرت رسول خداؐ اسلام کی صداقت، خدا کی وحدانیت اور قرآن کی حقانیت کی وہ واضح دلیل ہیں کہ ان سے بڑھ کر کائنات میں کوئی دلیل و برہان نہیں ہے جس کی سیرت وکردار اسلام کی صداقت کا شاہکار ہے۔

۲) ۔ وما تفرق الذین... الآیۃ

اسلام اور قرآن کے منکروں میں دو قسم کے لوگ تھے (اور یہ تفریق آج تک برابر جاری ہے) ایک وہ جن کے پاس کوئی آسمانی کتاب آ چکی تھی اور وہ کسی نہ کسی رنگ میں توحید و رسالت کے بنیادی عقائد کے قائل تھے ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ اپنی آسمانی کتابوں کی حقیقی تعلیم سے بہت دور ہو چکے تھے اور اپنی کتابوں میں لفظی و معنوی تحریفیں کر چکے تھے اور اب شرک میں بھی مبتلا ہو چکے تھے دوسرے مشرکین جو توحید و رسالت کے بنیادی عقائد سے بھی بالکل ناواقف تھے اور از سرتا پا دریائے شرک میں غرق تھے اور جن کے پاس کوئی آسمانی کتاب موجود نہ تھی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اہل کتاب پیغمبر اسلامؐ اور قرآن کی آمد سے پہلے ان کی تشریف آوری اور ان کی تصدیق پر متفق تھے مگر جب آپ تشریف لائے تو پھر وہ اختلاف میں پڑ گئے چنانچہ بعض ایمان لے آئے اور اکثر نے کفر کا راستہ اختیار کیا جیسا کہ قبل ازیں کئی بار اس حقیقت کا اظہار کیا جا چکا ہے بلکہ اس قوم کا پہلے سے بھی یہی وطیرہ رہا ہے کہ وہ اتمام حجت کے بعد اختلاف وافتراق کا شکار ہوتے رہے ہیں۔

مخفی نہ رہے کہ اس قسم کی ایک آیت مع تفسیر سورہ آل عمران میں نمبر ۱۰۵ پر اور دوسری سورہ غاشیہ میں مع تفسیر گزر چکی ہے۔ نیز واضح رہے کہ من اھل الکتاب والمشرکین میں جو حرف من وارد ہے وہ بیانیہ

ہے تبعیضیہ نہیں ہے یعنی اہل کتاب ہوں یا مشرکین سب کفر میں مبتلا تھے ایسا نہیں تھا کہ بعض کافر ہوں اور بعض نہ ہوں۔ کما لایخفٰی۔

۳)۔ وما امروا ... الآیۃ

حالانکہ ان کو ان کی آسمانی کتابوں میں براہ راست حکم دیا جا چکا تھا کہ وہ خدا کی اس طرح عبادت اور بندگی کریں کہ دین کو اسی کے لئے خالص رکھیں اور سب باطل راستوں سے الگ تھلگ ہو کر پوری یکسوئی کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوں مگر افسوس کہ انہوں نے ان مقدس تعلیمات کو بالکل بھلا دیا اور طاق نسیان پر رکھ دیا اور اپنی عملی زندگی میں ان کتابوں اور ان کی تعلیمات کے بالکل منکر ہو گئے۔ لہٰذا نماز کا قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا کوئی اہتمام نہ کیا یعنی جو کچھ دین پیغمبر اسلامؐ پیش کر رہے ہیں یہی تعلیم اہل کتاب کو اس سے پہلے آسمانی کتابوں کے ذریعہ سے ان کے انبیاء نے دی تھی مگر انہوں نے ان مقدس تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا اور خود ساختہ غلط عقائد و اعمال اپنا لئے جن کا انہیں کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا۔

۴)۔ ان الذین کفروا ... الآیۃ

واضح رہے کہ یہاں کفر سے پیغمبر اسلامؐ کی نبوت و رسالت کا انکار مراد ہے وہ پیغمبر اسلامؐ جن کا وجود خود ایک واضح دلیل اور روشن برہان ہے۔ لہٰذا جو اہل کتاب اور جو مشرکین ان پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آپ کو اور آپ کے لائے ہوئے قانون کو نہیں مانتے بلکہ اس کے خلاف بغاوت کرتے ہیں وہ نہ صرف کافر ہیں بلکہ بدترین خلائق بھی ہیں اور جہنم کا ایسا ایندھن ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

۵)۔ ان الذین آمنوا ... الآیۃ

پہلے گروہ کے برعکس جو لوگ مشکلات راہ کی پرواہ کئے بغیر اور ہر قسم کی دینوی مصلحتوں اور مفادوں سے بلند ہو کر اس رسول اعظمؐ اور ان کے لائے ہوئے پیغام حق پر نہ صرف ایمان لائیں بلکہ اس ایمان کے تقاضوں کے مطابق نیک عمل بھی کریں۔ وہ نہ صرف مومن صالح ہیں بلکہ بہترین خلائق بھی ہیں اور سب لوگوں سے بہتر و برتر ہیں اور ان کی جزا و سزا وہ ابدی اور دائمی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں اور یہ اس شخص کا صلہ ہے جو اپنے پروردگار کے احکام کی خلاف ورزی اور حکم عدولی سے ڈرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ عمداً کوئی ایسا کام نہ کرنے جو پروردگار کی ناراضی کا باعث ہو۔

ایضاح

خیر البریہ سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں

فریقین کی کتب تفسیر و حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ اس آیت کے حقیقی مصداق حضرت علی ابن ابی طالبؑ ہیں چنانچہ جابر بن عبداللہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت علیؑ کا ورود ہوا آنحضرتؐ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا **والذین نفسی بیدہ ان ھذا و شیعتہ ھم الفائزون یوم القیامۃ**۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ (علی) اور ان کے شیعہ قیامت کے دن فائز المرام ہونے والے ہیں۔

اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اسکے بعد جب بھی کسی بزم میں حضرت علیؑ آجاتے تھے تو صحابہ کرام کہتے تھے۔ **جاء خیر البریہ**۔ بہترین خلائق آ گیا۔ (تفسیر در منثور ج ۶ ص ۷۹ صبع مصر، ابن جریر ج ۳۰ ص ۴۶ طبع مصر، تفسیر فتح القدیر شوکانی ج ۵ ص ۷۷۴ طبع مصر، تفسیر فتح البیان ج ۱۰ ص ۳۳۲ وغیرہ وغیرہ)

سورہ بینہ کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بفضلہ و حسن توفیقہ بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہنچی۔

والحمدللہ

۲ فروری ۲۰۰۴ء دس بجے شب

سورہ زلزال کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ زلزال مذکور ہے اس سے اس سورہ کا یہ نام ہوا۔

عہد نزول

اس سورہ کے مکی یا مدنی ہونے کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے بعض اسے مکی قرار دیتے ہیں اور بعض مدنی اگرچہ اس کا مضمون مکی سورتوں سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے مگر اکثر قرآنوں میں اس سورہ کے سرنامہ پر مدنی لکھا جاتا ہے اور روایت کے اعتبار سے بھی یہی قول قوی معلوم ہوتا ہے۔ واللہ العالم

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ قیامت کے ہولناک منظر کی تصویر کشی۔

۲۔ موت کے بعد دوسری زندگی کا تذکرہ۔

۳۔ قیامت کے دن انسان کا ہر چھوٹا بڑا نیک یا بد عمل اس کے سامنے آجائے گا اور اس کے مطابق اسے جزا وسزا دی جائے گی۔

۴۔ جب زمین کو زلزلہ آجائے گا تو ایک انسان کامل اس سے پوچھے گا کہ اسے کیا ہو گیا؟ اس دن زمین اس انسان کامل سے باتیں کرے گی۔ وغیرہ وغیرہ

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا وہ ایسا ہے جیسے اس نے سورہ بقرہ کی تلاوت کی ہے اور اسے قرآن کی ایک چوتھائی حصہ کی تلاوت کا ثواب ملے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا سورہ اذا زلزلت کی تلاوت سے ملول خاطر نہ ہوا کرو۔ کیونکہ جو شخص اپنی نماز نافلہ میں اس کی تلاوت کرے گا تو وہ زلزلہ سے اور اس کی موت مرنے سے محفوظ رہے گا اور آسمانی بجلی اور دیگر آفات سے خدا اسے محفوظ رکھے گا اور جب فوت ہو گا تو خدا کے

حکم سے اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔(ایضاً وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۸) (سورۃ الزلزال مدینۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿۱﴾ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ﴿۲﴾ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ﴿۳﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ﴿۵﴾ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ﴿۶﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے جب زمین پوری شدت سے ہلا ڈالی جائے گی (۱) اور زمین اپنے بوجھوں کو باہر نکال دے گی (۲) اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ (۳) اس دن وہ اپنی تمام خبریں بیان کرے گی (۴) کیونکہ تمہارے پروردگار کا اسے یہی حکم ہوگا (۵) اس دن لوگ متفرق طور پر (اپنی قبروں سے) نکلیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال (کے نتائج) دکھائے جائیں (۶) تو جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس (کی جزا) دیکھ لے گا (۷) اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ بھی اس (کی سزا) کو دیکھ لے گا (۸)

تشریح الالفاظ

(۱) زلزلت، زلزلہ کے معنی جنبش اور تھرتھرانے کے ہیں۔ (۲) اثقالھا یہ ثقل کی جمع ہے جس کے معنی بوجھ کے ہیں اور یہاں اس سے مراد مردے ہیں۔ (۳) اوحی لھا وحی کے معنی خفی اشارہ و ایما اور حکم کے ہیں۔ (۴) اشتاتا یہ شتیت کی جمع ہے جس کے معنی متفرق اور جدا جدا کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ اذا زلزلت الأرض... الآیۃ

قیامت کا ہولناک منظر

عام مفسرین نے پہلی آیت کو پہلے نفخ صور سے متعلق قرار دیا ہے کہ جب وہ عظیم زلزلہ آئے گا جس کا تذکرہ سورہ حج کی ابتدائی آیتوں میں کیا گیا ہے یا ایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم یوم ترونھا تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملھا وتری الناس سکاری وماھم بسوکاری ولکن عذاب اللہ شدید اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو۔ بیشک قیامت کا زلزلہ ایک بہت بڑی چیز ہے جس دن تم اس کو دیکھو گے تو ہر دودھ پلانے والی (ماں) اس (بچے) سے غافل ہو جائے گی جسے وہ دودھ پلاتی تھی اور حاملہ عورت اپنا حمل گرا دے گی اور تم لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ مدہوش ہیں۔ حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے ہاں البتہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہوگا۔ چنانچہ یہاں بھی زلزالہا مفعول مطلق بھی زلزلہ کی اسی شدت اور سختی اور تاکید کے اظہار کے لیے ہے اور بعض مفسرین نے اسے دوسرے نفحہ سے متعلق قرار دیا ہے جیسا کہ دوسری آیت سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب زمین اپنے تمام بوجھ یعنی مردے نکال کر باہر پھینک دے گی جیسا کہ سورہ انشقاق میں وارد ہے کہ القت ما فیھا و تخلت کہ جو کچھ زمین کے اندر ہے وہ باہر پھینک کر خود خالی ہو جائے گی اور بقولے مردوں کے علاوہ دوسرے تمام دفینے بھی نکال کر باہر ڈال دے گی اور انسان دیکھے گا کہ جس دنیا اور اس کے مال ومنال پر وہ نہ صرف جان بلکہ ایمان بھی قربان کر دیتا تھا آج وہ محض بیکار ہے اور اس کے کسی کام کا نہیں ہے۔

۲)۔ وقال الأنسان مالھا... الآیۃ

وہ انسان کامل جس سے زمین باتیں کرے گی حضرت امیر علیہ السلام ہیں

اس وقت ایک انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ اس دن زمین (اس انسان سے) اپنی تمام خبریں بیان کرے گی! اب قابل غور بات یہ ہے کہ وہ انسان کون ہوگا جو زمین سے پوچھے گا کہ اسے کیا ہو گیا؟ اور پھر زمین اس سے تمام خبریں بیان کرے گی؟ کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد عام انسان بھی ہو سکتا ہے اور قیامت کا منکر انسان بھی۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سورہ حج کے بیان کے مطابق جب عام لوگوں کے حواس گم ہو جائیں

گے اور وہ مدہوش و مست پھر رہے ہوں گے تو یہ سوال و جواب کرنے کا کسے ہوش ہوگا؟ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی خاص انسان ہے جو زمین سے یہ سوال کرے گا اور پھر زمین اس سے باتیں کرے گی۔ چنانچہ روایات اہلبیتؑ میں وارد ہے کہ وہ انسان کامل حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ (تفسیر قمی و برہان اور صافی وغیرہ)

چنانچہ بروایت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام خود حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپ کے سامنے اس سورہ کی تلاوت کی گئی تو فرمایا انا الانسان و ایای تحدث اخبارھا کہ میں وہ انسان ہوں اور مجھ سے ہی زمیں اپنی خبریں بیان کرے گی۔ (تفسیر صافی بحوالہ الخرائج والجرائح)

زمین کیا خبریں بیان کرے گی؟

مروی ہے کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ زمین کیا خبریں بیان کرے گی؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا ہر مرد و زن نے زمین پر جو کچھ عمل کیا ہوگا وہ اس کی گواہی دے گی۔ (مجمع البیان اور درمنثور وغیرہ)

جب تک موجودہ اکتشافات اور جدید آلات ایجاد نہیں ہوئے تھے تب تک ملحدین مذاق اڑاتے تھے کہ اس اندھی بہری زمین کو کیا خبر کہ اس کی پشت پر کون کیا کر رہا ہے؟ اور اہل ایمان پریشان ہوتے تھے اور مختلف تاویلیں کیا کرتے تھے مگر آج تو یہ چیزیں عیاں راچہ بیان کی مصداق بن چکی ہیں۔ ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ اور ٹیلیویژن پر پیش کیا جانے والا ہر پروگرام ہزاروں میلوں کے فاصلہ سے بے کم و کاست سنا اور دیکھا جا سکتا ہے اور درمیان کی دیواریں اور پہاڑ حائل نہیں ہو سکتے۔ ریڈار کی آنکھ ہزاروں میلوں سے اڑنے والے جہاز کا سراغ لگا سکتی ہے اور بتا سکتی ہے تو پھر زمین کا ذرہ ذرہ ہماری ہر کارستانی کو کیوں نہیں دیکھ سکتا اور ہمارے کردار کی تصویر کیوں محفوظ نہیں کر سکتا اور بوقت ضرورت اسے کیوں نہیں پیش کر سکتا؟ حقیقت یہ ہے کہ زمین کے علاوہ ہمارے کراما کاتبین اور خود ہمارے اپنے اعضاء و جوارح ہماری پوری زندگی اور اس کی ہر ہر حرکت و سکون کا ریکارڈ مرتب کر رہے ہیں جسے قیامت کے دن پیش کر دیا جائے گا جس کے بعد کسی بندہ کو انکار کرنے کی جرات نہیں ہو سکے گی۔

۳)۔ یومئذ یصدر الناس... الآیۃ

اشتاتا۔ یہ شتیت کی جمع ہے جس کے معنی متفرق اور الگ الگ کے ہیں اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں اور دونوں مراد بھی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ ہر شخص اکیلا قبر سے اٹھے گا اور اکیلا ہی بارگاہ رب العزت میں پیش

ہوگا۔جیسا کہ ارشاد قدرت ہے **ولقد جئتمو نافرادی کما خلقنا کم اول مرۃ**۔تم اکیلے میری بارگاہ میں آئے ہو جس طرح میں نے پہلے تمہیں اکیلے پیدا کیا تھا اور دوسرا یہ کہ لوگ گروہ در گروہ ہو کر محشور ہوں گے اور بارگاہ خدا میں حاضر ہوں گے مومن الگ، کافر الگ اور منافق الگ اور نیکو کار الگ اور بدکار الگ جیسا کہ ارشاد قدرت ہے **ویوم تقوم الساعۃ یومئذ یتفرقون** جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن لوگ گروہ در گروہ ہو جائیں گے اور سورہ نباء آیت ۱۸ میں وارد ہے **یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا**۔جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم فوج فوج ہو کر آؤ گے۔ یہ حشر ونشر اور یہ بعث بعد الموت کیوں ہے تا کہ لوگ اپنے اعمال کو اور ان کے عواقب ونتائج کو دیکھیں اور وہ اپنے کردار کی روشنی میں جس جزا یا سزا کے سزاوار ہیں وہ پائیں چنانچہ ذیل میں اس کی تفصیل بیان کی جارہی ہے۔

۴)۔ فمن یعمل... الآیۃ

اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ انسان اس دارالامتحان میں جو کچھ بھی چھوٹی یا بڑی نیکی یا بدی کرتا ہے وہ اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن جب آدمی اپنا نامہ اعمال پڑھے گا تو پکار اٹھے گا کہ **مالھذا الکتاب لایغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا** کہ اس نامہ اعمال نے تو ہمارا کوئی چھوٹا یا بڑا عمل لکھے بغیر نہیں چھوڑا۔ لہٰذا جن کا حساب وکتاب لیا جائے گا تو انہیں ہر ہر نیکی پر جزا اور ہر ہر برائی پر سزا ضرور دی جائے گی مگر یہ کہ توبہ کرنے یا خدا کے فضل وکرم کے شامل حال ہونے کی وجہ سے کوئی بندہ اس گناہ کی سزا سے بچ جائے تو یہ اور بات ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں وارد ہے جو کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ قیامت کے دن جب ایک جہنمی اپنی کسی چھوٹی سی نیکی کو دیکھے گا تو اس کی حسرت میں اضافہ ہوگا کیونکہ اس نے وہ نیکی غیر اللہ کے لیے کی ہوگی اور جب کوئی بہشتی اپنی کسی چھوٹی سی برائی کو دیکھے گا جو اسے معاف کر دی جائے گی تو اس کی خوشی میں اضافہ ہوگا۔(تفسیر قمی ونور الثقلین)

درس عبرت

اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ کسی بھی نیکی کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کیونکہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں جمع ہو کر کبھی ایک بہت بڑی نیکی کا روپ دھار لیتی ہیں اور آدمی کی بخشش کا ذریعہ بن جاتی ہیں اور کسی برائی کو چھوٹی سمجھ کر اس کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ کبھی وہ چھوٹی چھوٹی برائیاں مل کر ایک بہت بڑی برائی کی شکل اختیار کر لیتی ہیں جو آدمی کی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہیں چنانچہ وارد ہے کہ **لا کبیرۃ مع الاستغفار**

ولا صغيرة مع الاصرار۔ توبہ واستغفار کرنے سے گناہ کبیرہ کبیرہ نہیں رہتا اور اصرار اور بار بار کرنے سے گناہ صغیرہ صغیرہ نہیں رہتا۔

سورہ زلزال کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بعونہ تعالیٰ وحسن توفیقہ بخیر وخوبی

اپنے اختتام کی منزل کو پہنچی۔ والحمدللہ ۵ فروری ۲۰۰۴ء ۱۴ ذی الحجہ ۱۴۲۴ء

سورہ العادیات کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کے آغاز میں یہی لفظ عادیات موجود ہے اسی سے اس سورہ کا یہ نام ہوا۔

عہد نزول

اس سورہ کے مکی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے چنانچہ بعض علماء اسے مکی اور بعض اسے مدنی جانتے ہیں مگر چونکہ عام قرآنوں میں اس سورہ کے سرنامہ پر مکی لکھا ہوا ہوتا ہے۔ نیز اس کا موضوع مکی سورتوں سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ لہٰذا یہی قول مرجح ہے کہ یہ سورہ مکی ہے۔ واللہ العالم

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ متعدد قسمیں کھا کر یہ تلخ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ عام انسان بڑا ناشکرا ہے اور خود اس کا عمل و کردار اس بات کا بڑا شاہد ہے۔

۲۔ اور یہ کہ انسان مال ودولت کی سخت محبت میں گرفتار ہے۔

۳۔ پھر سورہ کے آخر میں ایسے ناشکرے انسان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ کیا وہ نہیں جانتا کہ خدائے خبیر اس کے ظاہر و باطن سے حتی کہ اس کے سینہ کے رازوں سے بھی آگاہ ہے اور یہ کہ اس نے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور اس نے اس سے حساب و کتاب لینا ہے۔ اس دن اسے معلوم ہوگا کہ اسے کیا کرنا تھا اور وہ کیا کر کے آیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص سورہ العادیات کی تلاوت کرے گا اسے مزدلفہ میں شب باشی کرنے والوں کی تعداد سے دس گنا زیادہ نیکیاں عطا کی جائیں گی۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ والعادیات کی تلاوت پر مداومت کرے تو خداوند عالم قیامت کے دن اسے حضرت امیر علیہ السلام کے ساتھ محشور فرمائے گا اور آپ کے خاص رفقاء میں سے ہوگا۔ (ایضاً وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۱۱) (سورۃ العادیات مدینۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ﴿۲﴾ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ﴿۷﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۗ﴿۸﴾ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۙ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۧ﴿۱۱﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے قسم ہے ان گھوڑوں کی جو پھنکارے مارتے ہوئے دوڑتے ہیں (۱) پھر اپنی ٹاپوں کی ٹھوکر سے (پتھر سے) چنگاریاں نکالتے ہیں (۲) پھر صبح کے وقت (اچانک) چھاپہ مارتے ہیں (۳) تو اس طرح گرد وغبار اڑاتے ہیں (۴) پھر اسی حالت میں (دشمن کی) جماعت (لشکر) میں گھس جاتے ہیں (۵) بے شک انسان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے (۶) اور وہ خود اس پر گواہ ہے (۷) اور وہ مال ودولت کی محبت میں بڑا سخت (گرفتار) ہے (۸) کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا جب قبروں سے نکال لیا جائے گا جو کچھ ان میں (دفن) ہے (۹) اور جو کچھ سینوں میں (چھپا ہوا) ہے وہ ظاہر کردیا جائے گا (۱۰) اس دن ان کا پروردگار ان کے حالات سے بڑا باخبر ہوگا (۱۱)

تشریح الالفاظ

(۱) والعادیات۔ یہ عدو سے مشتق ہے جس کے معنی دوڑنے کے ہیں۔ (۲) ضبحاً ضبح اس آواز کو کہتے ہیں جو دوڑتے وقت گھوڑے کے سینے سے برآمد ہوتی ہے یعنی پھنکار۔ (۳) موریات یہ موریہ کی جمع ہے چنگاری نکالنے والے کو کہا جاتا ہے۔ (۴) اثرن۔ اثارہ کے معنی اڑانا اور نقع کے معنی گردوغبار کے ہیں۔

(۵) کنود کند کے معنی کفران نعمت کے ہیں۔(۶) بعثر کے معنی نکالے جانے کے ہیں۔(۷) وحصل کے معنی ظاہر کئے جانے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ والعادیات ضبحا...الآیۃ

اس سورہ کی شان نزول

فاضل طبرسی لکھتے ہیں کہ سریہ ذات السلاسل میں پیغمبر اسلامؐ نے کئی بار مختلف صحابہ کرام کو کچھ فوج دے کر بھیجا مگر سب ناکام واپس آئے بالآخر حضرت علی علیہ السلام کو بھیجا جو مظفر و منصور ہو کر واپس تشریف لائے۔ بہر حال جب ادھر حضرت امیرؑ نے صبح کے وقت ان لوگوں پر فاتحانہ حملہ کیا اور ادھر یہ سورہ نازل ہوئی تو پیغمبر اسلامؐ نے نماز صبح میں اس سورہ کی تلاوت کی کچھ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم تو اس سورہ کو نہیں جانتے۔آنحضرتؐ نے فرمایا ابھی ابھی حضرت علیؑ دشمن پر حملہ کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور جرائیل نے مجھے اس کی بشارت دی ہے۔(مجمع البیان)

افادہ

چونکہ اس سورہ کے مکی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے مگر اس شان نزول سے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ سورہ مدنی ہے کیونکہ جہاد بالسیف بالاتفاق مدینہ میں واجب ہوا ہے اور جنگ سلاسل ہجرت کے بعد لڑی گئی ہے اور اگر اس سورہ کو مکی تسلیم کیا جائے تو پھر ان گھوڑوں سے عربوں کے عام گھوڑے مراد ہوں گے جو سفر و حضر میں غرضیکہ ہر حال میں ان کے ہمدم اور ساتھی ہوتے تھے اور انہی کے ساتھ وہ حملہ کر کے غنیم سے مال و دولت چھینتے تھے مگر وہ مال کی محبت میں یہ حقیقت بھول جاتے تھے کہ انہیں وہ طاقت و قوت کس ہستی نے دی ہے جس کے بل بوتے پر وہ مد مقابل پر غلبہ حاصل کر کے یہ دولت حاصل کرتے تھے۔

۲)۔ ان الأنسان...الآیۃ

انسان بڑا ناشکرا ہے

یہ جواب قسم ہے کہ انسان بڑا ناشکرا ہے اور اپنے محسن حقیقی کے احسانات کا شکر ادا نہیں کرتا گھوڑا ایک بے

عقل جانور ہے مگر وفادار ہے اور آخری وقت تک اپنے مالک کا ساتھ دیتا ہے اور اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا تو گویا یہ ایک علامتی مثال ہے کہ گھوڑا ایک بے عقل جانور ہو کر تو وفادار ہے مگر حضرت انسان صاحب عقل و خرد ہو کر اپنے خالق و مالک کا وفادار نہیں ہے؟ جانور اپنے مالک کی اطاعت کرتا ہے مگر انسان اپنے مالک و خالق کی اطاعت نہیں کرتا۔

کنود کے معنی کیا ہیں؟

مروی ہے کہ ایک بار پیغمبر اسلامؐ نے صحابہ کرام سے دریافت کیا کہ کیا تم جانتے ہو کہ کنود کے کیا معنی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا **الکنود الذی یا کل وحدہ و یمنع رفدہ و یضرب عبدہ** کنود وہ ہے جو اکیلا کھانا کھائے، جو اپنی عطا کو روکے اور اپنے غلام کو مارے۔ (مجمع البیان) تعجب ہے کہ اسے کوئی معمولی سی تکلیف پہنچ جائے یا کوئی حاجت پوری نہ ہو تو خدا کی شکایت کا دفتر کھول دیتا ہے مگر اس کے ہزاروں احسانات کو بھول جاتا ہے اور ان کا شکر ادا نہیں کرتا۔ اور وہ خود اور اس کا ضمیر وجدان اس بات کا گواہ ہے۔

سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے

۳)۔ وانہ لحب الخیر... الآیۃ

بالاتفاق یہاں خیر سے مال و دولت مراد ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان کو مال و دولت سے جو محبت ہے وہ عیاں را چہ بیان کی مصداق ہے یہی وجہ ہے کہ وہ نہ اس کی جمع آوری میں حلال و حرام کے حدود کی پرواہ کرتا ہے اور نہ اس کے صرف کرنے میں جائز و ناجائز کی قیود کی کوئی فکر کرتا ہے اور وہ اس کمائی کو اپنی تدبیر اور محنت کا نتیجہ قرار دیتا ہے وہ اسے عطاء پروردگار تسلیم کرنے کے لیے بھی آمادہ نہیں ہے کجا کہ وہ مالی حقوق کی ادائیگی پر تیار ہو۔ قرآن میں مذکور ہے کہ قارون اپنے مال کے بارے میں کہا کرتا تھا کہ **انما اوتیتہ علی علم عندی**۔ یہ مال مجھے اس علم کی وجہ سے ملا ہے جو میرے پاس ہے۔ (القصص ۲۰:۷۸)

۴)۔ افلا یعلم... الآیۃ

یہ اس ناشکرے اور دولت کے پجاری انسان کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ کیا وہ اتنا بھی نہیں جانتا کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ اسے اور سب قبروں والوں کو اور سب دفینوں کو باہر نکالا جائے گا اور پھر ذرہ ذرہ کا حساب و کتاب لیا جائے گا کہ یہ دولت کیسے کمائی گئی اور پھر خرچ کہاں کی گئی؟

۵)۔ وحصل ما فی الصدور... الآیۃ

قیامت کے دن سینوں کے رازوں کی بھی جانچ پڑتال کی جائے گی

اس آیت میں یہ حقیقت واضح کی جارہی ہے کہ قیامت کا دن وہ سخت محاسبہ کا دن ہوگا کہ اس وقت صرف ظاہری اقوال وافعال ہی کے بارے میں باز پرس نہیں ہوگی بلکہ قلبی رازوں اور دلی ارادوں کے بارے میں بھی جانچ پڑتال کی جائے گی کہ بندہ نے کوئی کام کس نیت اور کس ارادہ سے کیا تھا؟ کیونکہ **نیة المومن خیر من عمله و نیة الکافر شر من عمله** یعنی مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور کافر کی نیت اس کے عمل سے بدتر ہے۔

سورہ عادیات کا ترجمہ اوراس کی تفسیر

بفضلہٖ وحسن توفیقہٖ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ الحمدللہ ۷ فروری ۲۰۰۴ء ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۲۴ء

سورہ القارعہ کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کا آغاز ہی لفظ قارعہ سے ہوا ہے اس لیے اس کا نام یہی مقرر ہوا ہے۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے اور وہ آنحضرتؐ کی مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ اس سورہ کا بنیادی موضوع قیامت اور اس کی ہولناک کیفیت کا بیان ہے۔

۲۔ پہلے اس بڑے حادثہ کے متعلق سوال کر کے لوگوں کو متوجہ کیا گیا ہے اور بعدازاں اس کی تفصیلی کیفیت بیان کی گئی ہے۔

۳۔ قیامت کے وقت کس طرح نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا اس کا بیان۔

۴۔ وزن اعمال کا تذکرہ اور یہ کہ جس شخص کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا اسے خوشگوار زندگی نصیب ہوگی اور جس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا تو پھر ہاویہ اس کا زاویہ ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص سورہ القارعہ کی تلاوت کرے گا تو خدا قیامت کے دن اس کے میزان اعمال کو بھاری کرے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ قارعہ کی تلاوت کرے گا تو خدا اسے دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھے گا اور قیامت کے دن جہنم کی گرمی سے اسے مامون فرمائے گا۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۱۱) (سورۃ القارعۃ مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْقَارِعَةُ ① مَا الْقَارِعَةُ ② وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ③ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ④ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ⑤ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ⑥ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ⑦ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ⑧ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ⑨ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ⑩ نَارٌ حَامِيَةٌ ⑪

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے کھڑ کھڑانے والی (بڑا حادثہ) (۱) کیا ہے وہ کھڑ کھڑانے والی (۲) اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ کھڑ کھڑانے والی کیا ہے (۳) جس دن سب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے (۴) اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی مانند ہوں گے (۵) تو جس کی (نیکیوں کے) پلڑے بھاری ہوں گے (۶) تو وہ دل پسند عیش و آرام میں ہوگا (۷) اور جس کے (نیکیوں کے پلڑے) ہلکے ہوں گے (۸) ان کا ٹھکانہ گہرا گڑھا ہوگا (۹) اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ (ھاویہ) کیا ہے (۱۰) وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے (۱۱)

تشریح الالفاظ

(۱) القارعة قرع کے معنی زور سے کھٹکھٹانے کے ہیں مراد عظیم حادثہ، بڑی آفت وغیرہ۔ (۲) الفراش کے معنی پروانہ کے ہیں۔ (۳) العهن المنفوش کے معنی دھنکی ہوئی اون کے ہیں۔ (۴) هاويه کے معنی گہرے گھڑے کے ہیں۔ (۵) نار حاميه کے معنی بھڑکتی ہوئی آگ کے ہیں۔ (۶) امها ام کے معنی ماں کے ہیں یہاں اس سے ٹھکانہ مراد ہے۔ (۷) ماهية میں تا سکتہ کی ہے جو قافیہ کی رعایت سے ہے۔

تفسیر الآیات

۱)۔ القارعة...الآیة

القارعة قیامت کے متعدد ناموں میں سے ایک نام ہے

قیامت کے بہت سے ناموں میں سے جیسے الحاقہ، الصاخہ، الطامۃ وغیرہ میں سے ایک نام القارعہ بھی ہے جس کے معنی زور سے کھٹکھٹانے، کسی چیز کو کسی چیز پر مارنے کے ہیں۔ اس سے مراد وہ عظیم حادثہ اور ہولناک واقعہ ہے جسے قیامت کہا جاتا ہے جس سے اجرام فلکی آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور انسانوں کے دل و دماغ ہل جائیں گے اور تمام چیزوں کے باہمی ٹکراؤ سے وہ مہیب اور سخت آوازیں نکلیں گی کہ جس سے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے۔ الغرض اس سے قیامت کا وہ سخت زلزلہ مراد ہے جو تمام چیزوں کو تھوڑ پھوڑ کر رکھ دے گا اور جس سے تمام نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا اور لوگ اس کی شدت سے گھبرا کر اس طرح دیوانہ وار دوڑ رہے ہوں گے اور گر رہے ہوں گے جس طرح روشنی پر پروانے دوڑ کر آتے ہیں اور اس پر نثار ہوتے ہیں یہ بھی ادھر ادھر گر رہے ہوں گے اور پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح فضا میں اڑتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اس فنائے عالم کبیر کے بعد ایک نیا عالم وجود میں آئے گا جسے عالم آخرت کہا جاتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ یہاں قیامت کے پہلے مرحلہ سے لے کر اس کے آخری مرحلہ جزا و سزا تک کا ایک ہی جگہ تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

۲)۔ فاما من ثقلت... الآیة

میزان اعمال کا اجمالی تذکرہ

موازین میزان کی جمع ہے جس کے معنی ترازو کے ہیں۔ میزان کی حقیقت کیا ہے؟ یہ کوئی مادی میزان ہے یا معنوی پھر اس پر اعمال کے تولنے کی کیفیت کیا ہوگی؟ آیا نامہ ہائے اعمال تولے جائیں گے؟ یا خود اعمال اور جب عمل عرض ہے نہ کہ جوہر تو پھر عرض کو کس طرح تولا جائے گا؟ ان امور پر قبل ازیں سورہ اعراف آیت ۸۔۹ اور سورہ انبیاء آیت ۴۷ کی تفسیر میں مفصل گفتگو کی جا چکی ہے۔ اس لئے اس کے اعادہ و تکرار کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ بہر حال میزان عدل پر اجمالاً ایمان رکھنا واجب ہے مگر یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ دنیا میں وزن ظاہر کے لحاظ سے ہوتا ہے مگر آخرت میں اندرونی حقیقت کے اعتبار سے ہوگا۔ لہٰذا جس شخص کے عمل میں جس قدر اخلاص زیادہ ہوگا اتنا اس کا وزن زیادہ ہوگا اور جو عمل اخلاص سے خالی ہوگا وہ

بالکل بے وزن ہوگا۔

۳)۔ فھو فی عیشۃ ...الآیۃ

وزن اعمال کے نتیجہ کا بیان

اس وزن اعمال کے نتیجہ میں جس خوش قسمت کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ جنت میں پسندیدہ اور عیش و آرام کی زندگی گزارے گا جس میں آسائش وآرام کا ہر سامان موجود ہوگا اور جس بدنصیب کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا اس کا ٹھکانہ ھاویہ ہوگا یعنی وہ گہرا گڑھا ہوگا جس میں بھڑکتی ہوئی آگ بھری ہوگی۔

سورہ قارعہ کا ترجمہ اور اس کی تفسیر
بفضلہٖ وحسن توفیقہ بڑی خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔ والحمدللہ

۸ فروری ۲۰۰۴ء بمطابق ۱۶ ذی الحجہ ۱۴۲۴ء

سورہ تکاثر کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی ہی آیت میں لفظ التکاثر موجود ہے جس سے اس سورہ کا یہ نام مقرر ہوا۔

عہد نزول

اگرچہ بعض روایات سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ سورہ مدنی ہے مگر تمام مفسرین کے نزدیک یہ مکی ہے۔

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ مال واولاد جیسی فانی چیزوں پر فخر ومباہات کرنے والوں کی مذمت۔

۲۔ اپنے مستقبل سے آنکھیں بند کر کے دنیا کا مال جمع کرنے والوں کی مذمت۔

۳۔ اس حقیقت کا بیان کہ قیامت کے دن ان دنیاوی نعمتوں کے بارے میں باز پرس کی جائے گی وغیرہ وغیرہ

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو خدا قیامت کے دن اس سے اپنی عطا کردہ نعمتوں کے بارے میں باز پرس نہیں کرے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص اپنی نماز فریضہ میں سورہ الہاکم التکاثر پڑھے گا تو خدا اسے سو شہید کا ثواب عطا کرے گا اور جو اسے اپنی نماز نافلہ میں پڑھے گا تو اسے پچاس شہید کا ثواب عطا کرے گا اور اس کے ہمراہ فرشتوں کی چالیس صفیں نماز فریضہ ادا کریں گی۔ (ایضاً)

(آیاتہا ۸) (سورۃ التکاثر مکیۃ) (رکوعاتہا ۱)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۲ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ كَلَّا لَوْ

تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡیَقِیۡنِ ؕ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِیۡمَ ۙ﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّہَا عَیۡنَ الۡیَقِیۡنِ ۙ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِیۡمِ ٪﴿۸﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے تمہیں کثرت (مال و اولاد) کی مسابقت نے غفلت میں رکھا (۱) یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے (۲) ہرگز نہیں! عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا (۳) پھر ہرگز نہیں! عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا (۴) ہرگز نہیں! اگر تم یقینی طور پر (اس روش کے انجام کو) جانتے (تو ہرگز ایسا نہ کرتے) (۵) تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے (۶) پھر تم لوگ (آخرت میں) ضرور یقین کی آنکھ سے اسے (یقینی دیکھنا) دیکھو گے (۷) پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پرس کی جائے گی (۸)

تشریح الالفاظ

(۱) الھا کم یہ لہو سے مشتق ہے اور اہم اور ضروری امر سے غافل کرنے والی چیز کو لہو کہا جاتا ہے۔

(۲) التکاثر کے معنی مال و دولت وغیرہ پر باہمی فخر و مباہات کرنے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱۔ الھا کم التکاثر... الآیۃ

اس سورہ کی شان نزول

بیان کیا گیا ہے کہ یہود یا مسلمانوں کے دو قبیلوں نے اپنی کثرت عددی، یا کثرت مال و منال یا کثرت اکابر و اشراف پر باہمی فخر و مباہات کیا ایک نے کہا ہم زیادہ ہیں دوسرے نے کہا ہم زیادہ ہیں یا یہ کہا کہ ہمارا مال و منال زیادہ ہے یا ہمارے اشراف زیادہ ہیں یہاں تک کہ زندوں کو شمار کرتے کرتے قبروں تک پہنچ گئے اور پھر قبروں کو شمار کیا کہ ہمارے اشراف کی قبریں زیادہ ہیں۔ (مجمع البیان)

الغرض اسی فخر ومباہات میں مشغول رہے اور آخر کار جہالت وضلالت کی موت مر گئے۔ (بناء براس کے کہ ان قبیلوں سے یہودی قبیلے مراد لئے جائیں) اور مال ومنال کے جمع کرنے اور اس کی کثرت پر فخر ومباہات کرنے میں مصروف رہے اور آخرت کی فکر سے بالکل غافل ہوگئے اور اپنی عاقبت سنوارنے کا کوئی ہوش نہ رہا (بنا براس کے کہ ان قبیلوں سے مسلمان قبیلے مراد لئے جائیں)۔ الغرض عرب جاہلیت میں مال وجائیداد اور اولاد کی کثرت پر فخر وناز کرنے کی روحانی بیماری بڑی عام تھی اور آج اس متمدن دور میں بھی یہ بیماری عام ہے۔ البتہ خاندانی منصوبہ بندی کے تصور نے اولاد کی کثرت پر فخر کرنے کے رجحان کو کم کر دیا ہے مگر مال وجائیداد کی کثرت پر فخر کرنا اور اترانا اور معیار زندگی کو بلند سے بلند تر کرنے کا رجحان تو آج بھی بہت عام ہے۔ بہرحال خدائے علیم و حکیم ایسے لوگوں کی اس روش ورفتار کی مذمت کر رہا ہے کہ جو زیادہ کمانے اور حیات مستعار کا سامان جمع کرنے کی دھن میں لگے رہتے ہیں یہاں تک موت آکر ان کا گلہ دبا لیتی ہے اس وقت انہیں معلوم ہوتا ہے کہ جمع کرنے کی چیز (ایمان وعمل) تو اور تھی مگر یہ لوگ اور چیز (مال ومنال) کے جمع کرنے میں مصروف رہے۔

۲)۔ حتی زرتم المقابر... الآیۃ

مفسرین نے اس کے دو مفہوم بیان کئے ہیں ایک یہ کہ تم اپنے مفاخر بیان کرنے اور باہمی فخر ومباہات کرنے کے سلسلہ میں قبرستانوں اور ان کی قبروں کی تعداد شمار کرنے تک پہنچ گئے دوسرا تم برابر اسی غفلت والی روش پر قائم رہے یہاں تک کہ خود قبروں تک پہنچ گئے یعنی مر گئے اور پیوند خاک ہوگئے اور یہ دونوں مفہوم یہاں مراد ہو سکتے ہیں۔

۳)۔ کلا سوف تعلمون... الآیۃ

کلا زجر وتوبیخ کا کلمہ ہے انسان کی اس غافلانہ روش ورفتار پر تنبیہ کا تازیانہ لگایا جا رہا ہے کہ اگر تم اس غفلت سے باز نہ آئے اور آخرت سنوارنے کے لیے ایمان وعمل کی کوئی فکر نہ کی تو بہت جلد تمہیں اس کے برے انجام کا علم ہو جائے گا۔ **ثم کلا سوف تعلمون** یہ اس تہدید ووعید کی تاکید ہے اور آدمی کی اس غلط روش کی تغلیط وتکذیب ہے کہ تمہیں بہت جلد یعنی مرنے کے بعد اور بالخصوص آخرت میں معلوم ہو جائے گا کہ اس غفلت مجرمانہ کا انجام کیا ہے؟ یعنی

سزائے ایں چنیں دو نان بجز دو زخ کجا باشد؟

پھر یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ اگر تم لوگوں کو آخرت اور اس کے اہوال واحوال کا علم الیقین ہوتا تو پھر اس تکاثر وغیرہ جیسے فضول کاموں میں مصروف نہ ہوتے اور آخرت سے غفلت نہ برتتے۔ بہرحال یہاں ان امور

کا علم الیقین تو حال ہوسکتا ہے مگر عین الیقین قیامت کے دن حاصل ہوگا جو تم اپنی ان ظاہری آنکھوں سے دوزخ کا مشاہدہ کروگے۔ علم کے تین درجے ہیں۔

(۱) علم الیقین (۲) عین الیقین (۳) حق الیقین

دور سے دھواں دیکھ کر آگ کے وجود کا جو علم ہوتا ہے اس کا نام علم الیقین ہے اور قریب جا کر اور آنکھ سے آگ کو دیکھ کر اس کا جو علم ہوتا ہے اس کا نام عین الیقین ہے اور اس میں ہاتھ ڈالنے اور اس کی گرمی کا احساس ہونے کے بعد جو علم ہوتا ہے اس کا نام حق الیقین ہے۔

۴)۔ ثم لتسألن...الآیۃ

قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں جواب طلبی ہوگی

اگرچہ خدا کی نعمتیں بے شمار ہیں جیسا کہ اس کا ارشاد ہے **وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا** کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کرسکتے مگر یہاں وہ بعض بڑی بڑی نعمتیں مراد ہیں جو خدا نے براہ راست ہر شخص کو عطا کی ہیں جیسے زندگی، جوانی، مال ومنال، جاہ وجلال اور اولاد وجائیداد وغیرہ وغیرہ کہ زندگی کن کاموں میں بسر کی تھی جوانی کن کاموں میں گزاری تھی اور مال کمایا کہاں سے تھا اور خرچ کہاں کیا تھا وغیرہ وغیرہ۔

اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ اللہ کی وہ نعمت جس کے بارے میں لوگوں سے جواب طلب کیا جائے گا ہم محمد وآل محمد علیہم السلام ہیں۔ (مجمع البیان وتفسیر صافی)

اللھم وقفنا لان نشکر نعمتك التی انعمت بھا علینا انك علی کل شئی قدیر وبالاجاجة جدیر۔

سورہ التکاثر کا ترجمہ وتفسیر
اللہ کے خصوصی فضل وکرم اور اس کی توفیق و فیق سے
اختتام پذیر ہوئی۔ والحمدللہ

سورۃ العصر کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کا آغاز ہی لفظ والعصر سے ہوا ہے اس لئے اس کا یہی نام مقرر ہوا ہے۔

عہد نزول

اگر چہ بعض علماء اس سورہ کو مدنی قرار دیتے ہیں مگر اکثرت نے اسے مکی قرار دیا ہے جس میں اسلام کی تعلیم کو مختصر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ قسم کھا کر یہ تلخ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ انسان خسارے میں ہے۔

۲۔ اس خسارے سے وہی خوش قسمت لوگ محفوظ ہیں جن کے اندر چار صفتیں پائی جاتی ہیں۔

۱)۔ایمان ۲)۔نیک کام ۳)۔حق کی وصیت ۴)۔صبر کی نصیحت

۳۔ الغرض اس سورہ میں بڑے اختصار کے ساتھ تعلیم اسلام کا خلاصہ اور فوز وفلاح پانے کا معیار اور خسارے سے بچنے کا میزان بیان کیا گیا ہے۔وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اس کا خاتمہ صبر پر ہوگا اور قیامت کے دن اصحاب حق میں سے ہوگا۔(مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ والعصر کی اپنے نوافل میں تلاوت کرے گا تو خدا اسے قیامت کے دن خنداں وفرحان اور منور چہرے کے ساتھ محشور کرے گا اور پھر اسے جنت میں داخل کرے گا۔(مجمع البیان)

(آیاتہا ۳) (سورۃ العصر مکیۃ) (رکوعہا ۱)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْعَصْرِ ۝١ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝٢ إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝٣

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے قسم ہے زمانے کی (۱) یقیناً ہر انسان گھاٹے میں ہے (۲) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور صبر کی نصیحت کی (۳)

تشریح الالفاظ

(۱) **والعصر** عصر کے معنی زمانے کے ہیں۔ (۲) **لفی خسر** ۔ **خسر** کے معنی خسارے اور گھاٹے کے ہیں۔ (۳) **تواصوا** کے معنی ایک دوسرے کو وصیت کرنے کے ہیں۔ (۴) **بالحق** یہ باطل کی ضد ہے۔ (۵) **بالصبر** ۔ **صبر** کے معنی ہیں۔ **کف النفس عما لا ینبغی** یعنی نفس کو ناشائستہ قول و فعل سے باز رکھنا۔

تفسیر الآیات

۱)۔ والعصر... الآیۃ

عصر سے کیا مراد ہے؟

مفسرین میں اختلاف ہے کہ یہاں العصر سے کیا مراد ہے؟ چنانچہ بعض نے اس سے نماز عصر، بعض نے نماز عصر کا وقت بعض نے زمانہ نبوت بعض نے زمانہ رجعت اور بعض نے مطلق زمانہ مراد لیا ہے اگرچہ نص معصوم نہ ہونے کی وجہ سے جزم و یقین کے ساتھ تو کچھ نہیں کہا جا سکتا تاہم آخری قول قوت سے خالی نہیں ہے جس میں زمانے کی تینوں قسمیں ماضی حال اور استقبال داخل ہیں۔ واللہ العالم

اسی طرح الانسان کی لفظ اگرچہ واحد ہے مگر اس سے استثنا کرنا دلیل ہے کہ اس سے مراد اسم جنس ہے جس سے کوئی خاص قوم وقبیلہ، کوئی خاص فرقہ و جماعت یا کوئی خاص فرد مراد نہیں ہے بلکہ پوری انسانی نوع مراد ہے کہ سب انسان خسارے میں ہیں سوائے ان لوگوں کے جن میں چار صفتیں پائی جائیں۔

۲)۔ الا الذین آمنوا ... الآیۃ

ان صفات چہارگانہ کی وضاحت

یہ سورہ جامعیت اور اختصار کا عدیم النظیر نمونہ ہے یعنی اس مختصر سے سورہ میں اسلام کا مکمل منشور اور اس کے فرد و معاشرہ کے بارے میں اصلاحی پروگرام کا خلاصہ بڑے جامع انداز میں بیان کردیا گیا ہے۔

۱) ایمان لانا یعنی صدق دل سے دین اسلام کے اصول وعقائد کو اور اس کے پیش کردہ حقائق کو تسلیم کرنا بالخصوص توحید، عدالت، نبوت، امامت اور قیامت اور زبان سے ان کا اقرار کرنا اور خاص خاص عمل بجالا کر اس کی پختگی کا اظہار کرنا۔

۲) عمل صالح بجالانا۔ خسارے سے بچنے کے لیے جس دوسری صفت کی ضرورت ہے وہ نیک عمل یعنی خدا اور رسول کی اطاعت گزاری وفرمانبرداری ہے یا بالفاظ دیگر ایمان کے عملی تقاضوں کو پورا کرنا۔ واضح رہے کہ عمل صالح کی تین قسمیں ہیں:

۱)۔ حقوق اللہ ۲)۔ حقوق العباد ۳)۔ اور حقوق النفس کا ادا کرنا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جہاں تک آدمی کی اپنی انفرادی اصلاح اور اس کی کامیابی کا تعلق ہے تو وہ تو ان دو صفتوں کی تکمیل سے مکمل ہوجاتی ہے مگر اجتماعی اصلاح اور معاشرتی کامیابی کے لیے دو مزید صفتوں کی ضرورت ناگزیر ہے۔

۱)۔ ایک دوسرے کو حق کی وصیت کرنا۔

۲)۔ اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرنا۔ جن کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی کہا جاسکتا ہے۔

اگرچہ یہ آخری دو صفتیں صفت نمبر ۲ یعنی عمل صالح میں داخل ہیں مگر ان کی اہمیت کے پیش نظر ان کا علیحدہ ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اصلاح معاشرہ اور قوم کی اجتماعی فلاح کے سلسلہ میں ان دو صفتوں کی افادیت واہمیت لاکلام ہے کہ آدمی جس بات کو حق سمجھے اسے دوسروں تک بھی پہنچائے اور اس سلسلہ میں پیش آمدہ مشکلات پر خود صبر کرے اور دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرے۔

صبر کا مفہوم اور اس کی تین اقسام کا بیان

واضح رہے کہ صبر کا مفہوم ہے کف النفس عما لا ینبغی یعنی نفس کو ناشائستہ قول وفعل سے باز رکھنا اور صبر وثبات سے کام لینا اور اس کی تین قسمیں ہیں۔

۱)۔مصیبت پر صبر کرنا

۲)۔واجب کی ادائیگی پر صبر کرنا

۳)۔حرام کام سے اجتناب کرنے پر صبر کرنا

الغرض ہر انسان اپنے قدموں سے چل کر موت کی طرف جا رہا ہے اور انجام ہلاکت ہے تو اس سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ عمر اس کی مختصر مہلت سے فائدہ اٹھایا جائے اور اسے صحیح مصرف میں صرف کیا جائے اور اس کا صحیح مصرف اور صحیح استعمال تین کام ہیں۔

۱)۔ایمان

۲)۔نیک کام

۳)۔اور حق وصبر کی تعلیم وتلقین۔واللہ الموفق

سورہ الہمزۃ کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ ھمزہ مذکور ہے اسی سے اس سورہ کا یہ نام مقرر ہوا ہے۔

عہد نزول

بالاتفاق یہ سورہ مکی ہے اور وہ بھی آنحضرتؐ کی مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے۔

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ دوسروں کی عیب جوئی اور ان پر چشمک زنی کرنے والوں کی مذمت۔

۲۔ ایسا کرنے والوں کے اپنے ذاتی کردار پر نقد وتبصرہ۔

۳۔ ایسے لوگوں کے برے انجام کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص سورہ الھمزہ کی تلاوت کرے گا تو خدا اسے پیغمبر اسلامؐ اور ان کے صحابہ کرام کا تمسخر اڑانے والوں کی تعداد سے دس گنا زیادہ نیکیاں عطا فرمائے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے جو شخص سورہ ھمزہ کو اپنی نماز ہائے فریضہ ونافلہ میں پڑھے اس سے فقر دور ہوگا، رزق میں وسعت ہوگی اور بری موت مرنے سے محفوظ رہے گا۔ (ایضاً وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۹) (سورۃ الھمزۃ مکیۃ) (رکوعہا ۱)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَیۡلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا

وَّعَدَّدَهٗ ﴿٢﴾ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ﴿٣﴾ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ﴿٤﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ﴿٥﴾ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ﴿٦﴾ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ﴿٧﴾ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ﴿٨﴾ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿٩﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے تباہی ہے ہر اس شخص کے لیے جو (روبرو) طعن وتشنیع کرنے والا (اور پس پشت) عیب جوئی کرنے والا ہے (۱) جو مال جمع کرتا ہے اور اسے گن گن کر رکھتا ہے (۲) کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا (۳) ہرگز نہیں وہ تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا (۴) اور تمہیں کیا معلوم ہے کہ وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ کیا ہے؟ (۵) وہ اللہ کی خوب بھڑکائی ہوئی آگ ہے (۶) جو دلوں تک جا پہنچے گی (۷) جو چوطرفہ طور پر ان پر بند کر دی جائے گی (۸) وہ لمبے لمبے ستونوں (جیسے شعلوں) میں (گھرے ہوئے ہوں گے) (۹)

تشریح الالفاظ

(۱)۔ہمزہ لمزہ اگرچہ یہ دونوں الفاظ ہم معنی ہیں یعنی طعنہ دینے اور عیب نکالنے والا شخص۔ مگر ان میں ایک باریک فرق ہے وہ یہ کہ ھمزہ اس شخص کو کہا جاتا ہے جو روبرو زبان سے اور اشاروں کنایوں سے کسی پر طعن وتشنیع کرے۔(۲) لمزہ یہ ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو پس پشت کسی کی عیب جوئی کرے اور اس کی برائیاں بیان کرے۔(۳) موصدہ کے معنی چوطرفہ طور پر بند کرنے کے ہیں۔(۴) عمد یہ عماد کی جمع ہے جس کے معنی ستون کے ہیں اور ممدودہ کے معنی دراز کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ ویل لکل ھمزۃ... الآیۃ

عرب جاہلیت میں جہاں اور بہت سی کمزوریاں تھیں وہاں ایک نمایاں کمزوری یہ بھی تھی کہ وہ کبر و

نخوت میں گرفتار تھے یعنی اپنے آپ کو بڑا اور دوسرے سب لوگوں کو حقیر جانتے تھے۔لہٰذا وہ اشاروں، کنایوں یعنی ہاتھوں اور آنکھوں کے اشاروں سے دوسروں کی توہین وتذلیل کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے وہ منہ درمنہ بھی ایسا کرتے اور پس پشت بھی دوسروں کی عیب جوئی کرتے اوران کی برائیاں اچھالتے اوروں کا کیا ذکر وہ ہستی جس کا کردار سورج و چاند سے زیادہ روشن اور جس کی سیرت آسمانی پانی سے زیادہ پاکیزہ اور جس کے اخلاق گلاب کی پتی سے بھی زیادہ لطیف تھے وہ اس پر بھی طعن وتشنیع کیا کرتے تھے۔

عجب وخود پسندی کی مذمت

حالانکہ عجب وخود پسندی ان برے اخلاق میں سے ایک ہے جو آدمی کے لیے مہلک ہے اور یہ اپنی ذات سے غیر معمولی محبت کا نتیجہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو عظیم اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے حالانکہ انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو کمتر اور دوسروں کو بہتر سمجھے۔اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ صرف فریب نفس ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

۲)۔ الذی جمع مالا... الآیة

پیغمبر اسلامؐ پر زبان طعن دراز کرنے والوں کا اپنا کردار

یہاں ان لوگوں کے ذاتی کردار کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو پیغمبر اسلامؐ کے خلاف طعن وتشنیع کی زبان دراز کرتے تھے کہ وہ مال ودولت کے ایسے پجاری ہیں کہ نہ اس کے جمع کرنے میں جائز وناجائز کا خیال کرتے ہیں اور نہ اس کے صرف کرنے میں حلال وحرام کی پرواہ کرتے ہیں بلکہ وہ ایسے بخیل وکنجوس ہیں کہ گن گن کر رقم رکھتے ہیں اور احمق ایسے ہیں کہ سمجھتے ہیں کہ یہ مال انہیں بقاء دوام عطا کرے گا اور وہ موت سے بچ کر لافانی ہو جائیں گے حالانکہ ان سے کئی گنا زیادہ سرمایہ دار پہلے گزر چکے ہیں جن کا اب دنیا میں نام ونشان بھی باقی نہیں ہے۔لہٰذا ان کا انجام بھی ان سے مختلف نہیں ہوگا اور انجام کار وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے اور دوزخ کی اس بھڑکتی ہوئی آگ میں جلیں گے جس کو خدائے قہار نے اپنے خاص قہر وغضب سے بھڑکایا ہے جو ان کے دلوں تک پہنچ جائے گی جو مرکز کفر وشرک تھے اور وہ ہر طرف سے ان پر بند کردی جائے گی اور وہ اس میں گھرے رہیں گے اور ہرگز باہر نہیں نکل سکیں گے۔

واضح رہے کہ اس قسم کی ایک آیت سورہ بلد میں نمبر ۲۰ پر مع تفسیر گزر چکی ہے اور یہ لمبے لمبے ستون اس احاطے کے بھی ہوسکتے ہیں جو انہیں گھیرے ہوئے ہوگا اور خود آگ کے شعلے بھی۔اعاذنا اللہ منھا۔

مال ودولت کی محبت کی مذمت

ارباب عقل ودانش جانتے ہیں کہ مال دنیا کی محبت ہی ہر برائی کی پہلی جڑ ہے ہر قسم کے گناہ وعصیاں یہیں سے پھوٹتے ہیں یہ آئے دن کے جھگڑے وفساد اور جنگ وجدال اور قتل وقتال یہ سب مکاریاں اور فریب کاریاں، یہ سب ہوس رانیاں اور حرص کا مانیاں اسی شجرہ ملعونہ کے تلخ ثمرات ہیں **ومن یوق شح نفسه فلاٗئولئك هم المفلحون**۔ جو شخص اپنے نفس کے بخل وحرص سے بچایا گیا وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم بجاہ النبی وآلہٖ

سورہ الفیل کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ الفیل مذکور ہے اس سے اس کا یہ نام قرار پایا۔

عہد نزول

بالاتفاق یہ سورہ مکی ہے اور آنحضرتؐ کی بعثت کے آغاز میں نازل ہوئی۔

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ جو اس سورہ کے نزول کا باعث بنا۔

۲۔ اصحاب فیل کی تباہی و بربادی کا تذکرہ۔

۳۔ ابابیل نامی ایک حقیر سے پرندے کے ذریعہ سے ابرہہ کے ہاتھیوں اور لشکریوں کی بربادی بیان کرکے قادر مطلق کی قدرت کا بیان وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو خدا اسے مسخ وقذف سے محفوظ رکھے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ فیل کی اپنی نماز فریضہ میں تلاوت کرے گا تو قیامت کے دن ہر سہل وجبل اور ہر شجر و مدر گواہی دے گا کہ وہ نمازی تھا اور خدا ان کی شہادت کو قبول کرکے اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (ایضاً وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۵) (سورۃ الفیل مکیۃ) (رکوعہا ۱)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصۡحٰبِ

الْفِيْلِ ﴿۱﴾ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ﴿۲﴾ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ﴿۳﴾ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۴﴾ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ﴿۵﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا (سلوک) کیا؟ (۱) کیا اس نے ان کی تدبیر وترکیب کو بے کار نہیں کر دیا؟ (۲) ان پر (ہر سمت سے) ابابیل نامی پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیئے (۳) جو ان پر سنگ گل (پکی ہوئی مٹی کے پتھر) مارتے تھے (۴) آخر کار اللہ نے انہیں (مویشیوں کے) کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا (۵)

تشریح الالفاظ

(۱) فی تضلیل کے معنی بے کار اور ناکام بنانے کے ہیں۔ (۲) ابابیل یہ چڑی کی قسم کا ایک پرندہ ہے۔ (۳) سجیل یہ گل کا معرب ہے یعنی مٹی گارے سے بنا ہوا پتھر جو پک کر سخت ہو جائے۔ (۴) کعصف عصف کے معنی بھوسے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱۔ الم تر کیف...الآیۃ

اس سورہ کی شان نزول

یہ اسی سال کا واقعہ ہے جس میں حضرت رسول خداؐ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ عربی روایات کے مطابق ارباط نامی ایک بادشاہ نے ۲۰ سال تک یمن پر حکومت کی بعد ازاں حبشی قوم سے ابرھہ نامی ایک افسر نے بغاوت کر کے اسے قتل کر دیا اور خود یمن کا حاکم بن بیٹھا یہ شخص عیسائی مذہب رکھتا تھا اور اس مذہب کی نشر واشاعت کا جنون کی حد تک شائق تھا جہاں اس نے اپنی مملکت میں بڑے بڑے شہروں میں بڑے بڑے گرجے بنوائے وہاں یمن

کے دارالحکومت صنعاء میں بھی ایک بہت بڑا عالیشان گرجا تعمیر کرایا۔ مگر بڑی کوشش وکاوش کے باوجود اسے وہ پذیرائی حاصل نہ ہوئی جو عربوں میں خانہ کعبہ کو حاصل تھی آخر اس بدبخت نے اس رکاوٹ کو راستہ سے ہٹانے اور خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کا پروگرام بنایا اور ساٹھ ہزار کا لشکر جرار لے کر مکہ پر حملہ آور ہوا جس میں قریباً ایک درجن ہاتھی بھی تھے جس کی وجہ سے انہیں اصحاب الفیل کہا جاتا ہے۔ چونکہ لشکری راستہ میں مار دھاڑ کرتے ہوئے آرہے تھے اور لوگوں کے اونٹ اور بھیڑ بکریاں وغیرہ وغیرہ جو کچھ مل جاتا لوٹ کر لے جاتے اسی اثناء میں جناب عبدالمطلب کے دوسو اونٹ بھی لوٹ لئے۔ چنانچہ جب آپ کو اطلاع ہوئی تو آپ ابرھہ کے پاس تشریف لے گئے اور ابرھہ کو چونکہ بتایا گیا تھا کہ آپ قوم قریش کے سردار ہیں وہ احترام سے پیش آیا اور تشریف آوری کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا تمہارے لشکری میرے دوسو اونٹ لے گئے ہیں وہ مجھے واپس کئے جائیں ابرھہ حیران ہوا اور کہا میرا خیال تھا کہ آپ خانہ کعبہ کے بارے میں سفارش کریں گے جو آپ کے لیے ذریعہ عزت ہے اس کے جواب میں آپ نے فرمایا انی انا رب الابل۔ ہر مالک کو اپنے مال کی فکر ہوتی ہے چونکہ میں اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے میں نے ان کی بازیابی کا مطالبہ کیا ہے وان للبیت ربا سیمنعه. اور اس گھر (خانہ کعبہ) کا بھی ایک مالک ہے جو خود اس کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ کعبہ کے مالک نے اس کی حفاظت کا یہ انوکھا اور معجزانہ انتظام فرمایا ہے کہ جب یہ لوگ مکہ کے قریب پہنچے تو ان کے ہاتھی بیٹھ گئے بالخصوص محمود نامی بڑا ہاتھی جس پر ابرھہ سوار تھا وہ بیٹھ گیا اور آگے بڑھنے سے انکار کر دیا اور اس کے علاوہ ابابیل نامی پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ نمودار ہوئے جن کی چونچوں اور پنجوں میں کنکریاں تھیں جو چنے کی دال کے برابر تھیں ہر پرندہ ہر سوار پر ایک کنکر مارتا جو اس کے فولادی خود، آہنی زرہ اور اس کے جسم کو چیرتا ہوا پار ہو جاتا ہے جس سے وہ پیوند خاک ہو جاتا اس طرح فوج کا زیادہ حصہ تو وہیں ڈھیر ہو گیا اور اس کا جو مختصر حصہ جس میں ابرھہ بھی تھا وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوا وہ بھی خارش کی مہلک بیماری میں مبتلا ہوا چنانچہ اکثر تو راستہ ہی میں ہلاک ہو گئے اور کچھ واپس وطن پہنچ کر دم توڑ گئے۔ (مجمع البیان، روح المعانی، درمنثور)

چونکہ عربوں کے لیے یہ واقعہ ماضی کا بہت قریبی واقعہ تھا بلکہ اس سورہ کے نزول کے وقت کئی ایسے لوگ زندہ تھے جن کا یہ چشم دید واقعہ تھا بناء بریں اگرچہ یہ الم تر کا خطاب حضرت رسولؐ کو ہے مگر دراصل ان لوگوں میں سے ہر شخص اس کا مخاطب ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان لوگوں کے مذموم عزائم (جن میں عربوں کے تجارتی راستہ جو جنوب عرب سے شام و مصر کی طرف جاتا تھا پر قبضہ کرنا بھی تھا) خاک میں ملا دیا اور ان کو ہلاک کر کے جہاں اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کیا وہاں اس بات کی طرف اشارہ بھی کیا کہ پیغمبر اسلامؐ اور ان کے دین کو اسی طرح غلبہ حاصل ہوگا اور جو بھی ان سے ٹکرائے گا وہ پاش پاش ہو جائے گا۔ الا ان حزب الله هم الغالبون۔

سورہ قریش کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ قریش مذکور ہے اس لئے یہی اس سورہ کا نام قرار پایا۔

عہد نزول

اگرچہ بعض اہل علم نے اس سورہ کو مدنی قرار دیا ہے مگر جمہور علماء کے نزدیک یہ مکی ہے جس کی تائید مزید اس سورہ کے الفاظ رب ھذا البیت سے ہوتی ہے اگر یہ سورہ مدنی ہوتی تو پھر یہ الفاظ ''اس گھر کے رب'' کس طرح مناسب ہوتے؟

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ اس سورہ کے مضمون کو سورہ فیل کے مضمون سے ازحد مناسبت ہے اس لئے یہ گویا اس کا تتمہ ہے جو اس کے بعد متصلاً نازل ہوئی ہے بلکہ ہمارے بعض فقہاء کی تحقیق یہ ہے کہ یہ دونوں سورتیں دراصل ایک ہی سورہ کے دو جزء ہیں۔ (مجمع البیان)

۲۔ اس میں خالق اکبر نے قوم قریش پر اپنے بعض احسانات کا تذکرہ کرکے انہیں اپنی عبادت کی دعوت دی ہے۔

۳۔ چونکہ پیغمبر اسلامؐ کا تعلق بھی اسی معزز قبیلہ قریش سے ہے جو سب سے زیادہ آپ کی مخالفت کررہے تھے اس لئے ان کی توجہ دعوت رسول کی طرف مبذول کرائی گئی ہے کہ ابرھہ کے حملہ کے وقت تو خانہ کعبہ کی حفاظت خدا نے کی ہے تمہارے خودساختہ بتوں نے نہیں کی اور جنوب عرب سے مصروشام کی طرف تجارت کا راستہ کھول کر اور اس کی حفاظت کرکے تمہاری مرفہ الحالی کا انتظام خدا نے کیا ہے کسی اور نے نہیں کیا ورنہ اگر ابرھہ کا حملہ کامیاب ہوتا اور تمہارا راستہ بند ہوجاتا تو تم فاقوں مرجاتے۔ خدا ہی نے اس گھر کے صدقہ میں تمہیں امن عطا کیا اور تمہارے کاروبار کو فروغ بخشا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو

اسے خانہ کعبہ کا طواف اور اس میں اعتکاف بیٹھنے والوں کی تعداد سے دس گنا زیادہ نیکیاں عطا کی جائیں گی۔(مجمع البیان)

۲۔ مفضل بن صالح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جو فرمارہے تھے کہ ایک رکعت میں دوسورتیں جمع نہ کریں سوائے الضحی اور الم نشرح کے اور الم تر کیف فعل ربك اور لا یلاف قریش کے۔(ایضاً)

(آیاتہا ۴) (سورۃ القریش مکیۃ) (رکوعہا ۱)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ لِاِيۡلٰفِ قُرَيۡشٍۙ ۝۱ اٖلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِۚ ۝۲ فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَيۡتِۙ ۝۳ الَّذِىۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ۝۴

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے چونکہ (اللہ نے) قریش کو مانوس کر دیا (۱) یعنی جاڑے اور گرمی کے تجارتی سفر سے مانوس کر دیا ہے (۲) تو ان کو چاہیے کہ اس گھر (خانہ کعبہ) کے پروردگار کی عبادت کریں (۳) جس نے ان کو بھوک میں کھانے کو دیا اور خوف میں امن عطا کیا (۴)

تشریح الالفاظ

(۱) ایلاف کے معنی مانوس اور مانوس کرنے کے ہیں۔(۲) رحلة الشتآء والصیف سے سردی اور گرمی کا تجارتی سفر مراد ہے کہ جاڑے کے زمانے میں وہ جنوب مغرب کی طرف سفر کرتے تھے اور گرمی میں شام وفلسطین کی طرف کرتے تھے۔(۳) ھذا البیت سے مراد خانہ کعبہ ہے۔

تفسیر الآیات

۱)۔ لایلاف قریش... الآیة

اس سورہ کی شان نزول

چونکہ قریش ایک تاجر و کاروباری قوم تھی ان کی معاشیات کا دار و مدار تجارتی کاروبار پر تھا سردی کے موسم میں ان کے تجارتی قافلے یمن وغیرہ گرم ممالک کی طرف جاتے اور گرمیوں میں ان کے قافلے شام وفلسطین جیسے سرد ممالک کی طرف جاتے تھے۔ اس دور میں جبکہ تجارتی قافلے لوٹے جاتے تھے قریش کے قافلے اس لوٹ مار سے محفوظ رہتے تھے کیونکہ ان کا خانہ کعبہ سے خاص تعلق تھا اس لئے کہ وہ اس کے متولی سمجھے جاتے تھے اور لوگوں کے دلوں میں خانہ کعبہ کا بڑا احترام تھا تو یہاں انہی احسانات کو یاد دلا کر قریش کو اس قابل احترام گھر کے مالک کی عبادت کی دعوت دی جا رہی ہے کہ کس قدر شرم کی بات ہے کہ تم اس گھر کے خادم اور متولی ہونے کی وجہ سے اس سے دنیوی فائدے تو اٹھاؤ مگر اس کے مالک کی عبادت سے کنی کتراؤ اور اس ذمہ داری کو پورا نہ کرو جو تم پر عائد ہوتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ یہ دونوں باتیں یعنی بھوک اور فقر و فاقہ کے بعد مالی خوشحالی اور بے امنی اور فتنہ و فساد کے بعد امن و امان کی بحالی ابرھہ کے حملہ کے ناکام اور بے کار ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئیں ورنہ اگر وہ بدبخت اپنے مذموم ارادہ میں کامیاب ہو جاتا تو جہاں ان کے یہ تجارتی راستے بند ہو جاتے اور وہ فاقوں سے مر جاتے اور اگر وہ خانہ خدا کے طفیل انہیں امن و امان عطا نہ کرتا تو ابرھہ اور اس کے لاؤ لشکر کے بجائے وہ خود مویشیوں کے کھائے ہوئے بھوسے کی مانند ہو جاتے۔ **ذالك فضل الله يوتيه من يشاء**۔

سورہ قریش کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بفضلہٖ وعونہ اختتام پذیر ہوئی۔ والحمد للہ

سورہ الماعون کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی آخری آیت میں لفظ الماعون مذکور ہے اس سے اس سورہ کا یہ نام مقرر ہوا۔

عہد نزول

اگر چہ کئی اہل علم اس سورہ کے مدنی ہونے کے قائل ہیں اور بعض داخلی قرائن سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے مگر اکثر علماء نے اسے مکی قرار دیا ہے لہٰذا اس کے سرنامہ پر مکی لکھا جاتا ہے۔

اس سورہ کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ دین یعنی روز جزا و سزا پر ایمان نہ رکھنے کی مذمت۔

۲۔ ایسے لوگوں کی بدکرداری کی تصویر کشی اور ان کے یتیموں کے دھکے دینے اور غریبوں کو کھانا نہ کھلانے کا تذکرہ۔

۳۔ نماز میں غفلت کرنے والوں کی مذمت۔

۴۔ ریا کاری کرنے والوں کی اور ضرورت کی چیز دوسروں کو نہ دینے والوں کے مذمت وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو خدا اسے بخش دے گا بشرطیکہ وہ زکوۃ ادا کرنے والا ہوا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو خدا اس کے نماز و روزہ کو قبول کرے گا اور اس کا محاسبہ نہیں کرے گا۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۷) (سورۃ الماعون مکیۃ) (رکوعہا ۱)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ① فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ② وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ③ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ④ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ⑤ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ⑥ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ⑦

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو جزوسزا (کے دن) کو جھٹلاتا ہے (۱) پس یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (۲) اور کسی مسکین کو کھانا کھلانے پر (لوگوں) کو آمادہ نہیں کرتا (۳) تباہی ہے ان نمازیوں کے لیے (۴) جو اپنی نماز (کی ادائیگی) میں غفلت برتتے ہیں (۵) جو ریاکاری کرتے ہیں (۶) اور معمولی روزمرہ ضرورت کی چیزیں بھی (لوگوں کو) نہیں دیتے (۷)

تشریح الالفاظ

(۱) یدع۔ دع کے معنی دھکا دینے کے ہیں۔ (۲) یحض۔ حض کے معنی ترغیب دینے اور آمادہ کرنے کے ہیں۔ (۳) ساھون۔ سھو کی لفظ اپنے اصلی معنی یعنی بھول چوک میں استعمال نہیں ہوئی کیونکہ وہ سہو ونسیان تو امت مرحومہ کو معاف کر دیا گیا ہے بلکہ اس سے مراد اس کے مجازی معنی ہیں یعنی غفلت برتنا ہے۔ (۴) الماعون کے معنی روزمرہ گھریلو استعمال کی چیزیں ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ ارایت الذی... الآیة

الدین سے کیا مراد ہے؟

الدین کے لغوی معنی جزاوسزا کے ہیں اور اصطلاحی معنی دین اسلام یہاں اس سے کون سے معنی مراد ہیں؟ اکثر نے اس سے آخرت کا دن اور اس کی جزاوسزا مراد لی ہے اور بعض نے اس سے دین اسلام مراد لیا ہے

اگرچہ دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں مگر قرینہ مقام کے مطابق پہلے معنی زیادہ موزوں ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ آخرت کے محاسبہ اوراس دن کی پکڑ کا یقین ہی آدمی کو پرہیز گار ونیکو کار بناتا ہے اور جس میں اس یقین کا فقدان ہو وہ نہ صرف عبارت گزاری بلکہ ہر نیکی سے عاری رہے گا وہ نہ حقوق اللہ کو باقاعدگی سے ادا کرے گا بلکہ ان میں غفلت و ریاکاری کرے گا اور نہ ہی حقوق الناس ادا کرے گا بلکہ صاحبان حقوق کو دھکے دینے میں عار محسوس نہیں کرے گا اور لوگوں کو عام روزمرہ کی چیزیں بھی بطور عاریہ دینے سے گریز کرے گا۔

۲)۔ فذلك الذی... الآیة

یوم آخرت کے منکر کے کردار کی تصویر کشی

یہاں روز جزا وسزا کے منکر کے کردار کی تصویر کشی کی جارہی ہے کہ جو اس دن کا قائل نہیں ہے خود اس کا عمل و کردار اس بات کی گواہی دے گا کہ اس کا قیامت پر ایمان نہیں ہے چنانچہ اگر کوئی قسمت کا مارا یتیم بچہ اس سے شفقت کی بھیک مانگے یا نان جویں کا مطالبہ کرے تو یہ اس پر دست شفقت پھیرنے کی بجائے اسے دھکے دے کر اپنی بزم سے نکال دیتا ہے اور اگر کوئی غریب و مسکین امداد کا طالب آجائے تو اسے خود کھانا کھلانا تو درکنار وہ دوسروں کو بھی اسے کھانا کھلانے کی رغبت نہیں دلاتا گویا کہ آخرت کے انکار نے اسے ایسا سنگدل بنادیا ہے کہ اس کے دل میں شفقت اور ہمدردی خلائق نام کا کوئی جذبہ ہی نہیں ہے۔واضح رہے کہ اس قسم کی ایک آیت مع تفسیر قبل ازیں سورہ الحاقہ آیت ۳۴ اور سورہ فجر آیت ۱۸ میں گزر چکی ہے۔

۳)۔ فویل للمصلین... الآیة

منافقین کا تذکرہ

پہلے ان لوگوں کا تذکرہ تھا جو کھلم کھلا یوم جزا وسزا کو نہیں مانتے مگر اب یہاں ان منافقین کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو بظاہر یوم جزا وسزا پر ایمان کا اظہار تو کرتے ہیں مگر ان کا کردار ان کے زبانی اقرار کی نفی کرتا ہے۔ چنانچہ وہ نماز پڑھنے میں غفلت برتتے ہیں یعنی نہیں پڑھتے کیونکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ نماز پڑھنے پر ثواب نہیں ہے اور نہ پڑھنے پر کوئی عذاب نہیں ہے۔(ارشاد حضرت امیر علیہ السلام۔مجمع البیان) تفسیر قمی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہاں نماز میں غفلت سے کسی شرعی عذر کے بغیر نماز کو وقت فضیلت سے موخر کرنا مراد ہے اور اصول کافی میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی روایت میں اس سے نماز کو ضائع کرنا مراد لیا گیا ہے۔

۴)۔ الذین هم... الآیة

ریا کاری کی نماز پڑھنے کی مذمت

اسی آیت سے واضح ہوتا ہے کہ ایسے لوگ اگر نماز پڑھتے بھی ہیں تو محض لوگوں کو دکھانے کے لیے کہ لوگ انہیں تارک صوم وصلوۃ نہ کہیں اور ان کا شکوہ وشکایت نہ کریں بلکہ ان کی تعریف وتوصیف کریں۔

۵)۔ ویمنعون الماعون... الآیة

الماعون نہ دینے والوں کی مذمت

الماعون کا مفہوم جیسا کہ تشریح الالفاظ میں بیان کیا گیا ہے عام ضرورت کی وہ چیزیں جو لوگ ایک دوسرے سے عاریۃً لیا کرتے ہیں جیسے نمک مرچ، دیا سلائی چاقو چھری اور رسی ڈول اور کلہاڑی وغیرہ وغیرہ تو جو سفلہ فطرت لوگ ایسی معمولی چیزیں دینے سے گریز کریں تو ایسے منافقین کی پست اخلاقی اور بے مروتی بھی مزید کسی ثبوت کی محتاج ہے؟ حاشا وکلا

ایضاح

اس بیان نیز البرہان سے واضح وعیاں ہوگیا کہ اس سورہ میں دو قسم کے لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ایک جو علانیہ طور پر جزا وسزا کے منکر ہیں ان کے برے اخلاق واطوار کے تذکرہ میں نماز کے پڑھنے یا پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے دوسرے وہ جو حسب ظاہر اسلام کا دعوی کرتے ہیں مگر وہ ابھی دل کی گہرائیوں سے مسلمان نہیں ہوئے ان کے تذکرہ میں نماز کی ادائیگی میں بے اعتنائی اور حقوق الناس کی ادائیگی میں کوتاہی کا ذکر ہے۔ فتدبر وتشکر۔

سورہ الماعون کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بعونہ بخیر وخوبی اپنے اختتام پر پہنچی۔ والحمد للہ

سورہ الکوثر کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ الکوثر مذکور ہے اسی سبب سے اس کا یہ نام قرار پایا۔

عہد نزول

اگرچہ بہت سے اہل علم نے اس سورہ کو مدنی قرار دیا ہے اور فاضل سیوطی نے بھی اپنی تفسیر اتقان میں اسی قول کو ترجیح دی ہے مگر جمہور مفسرین نے اسے آنحضرتؐ کی مکی زندگی کے آخری دور کی نازل شدہ سورتوں سے قرار دیا ہے۔ واللہ العالم

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ اس سورہ میں پیغمبر اسلامؐ کو ابتر (نسل بریدہ) کہنے والے گستاخ مخالفوں کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔

۲۔ اس میں پیغمبر اسلامؐ کو کوثر کے عطا کئے جانے کا مژدہ جانفزا دیا گیا ہے عنقریب کوثر کے معنی کی تشریح کی جائے گی۔

۳۔ اس میں نماز پڑھنے اور قربانی کرنے کا حکم دیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص سورہ کوثر کی تلاوت کرے گا خدا اسے جنت کی نہروں سے سیراب کرے گا اور اسے عید کے دن قربانی پیش کرنے والوں کی تعداد سے دس گنا زیادہ اجر وثواب عطا فرمائے گا۔ الحدیث (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص اپنی نماز ہائے فریضہ و نافلہ میں اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو خدا اسے قیامت کے دن کوثر سے سیراب کرے گا۔ (ایضاً وثواب الاعمال)

(آیاتہا ۳) (سورۃ الکوثر مکیۃ) (رکوعہا ۱)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اِنَّاۤ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَؕ‏ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡؕ‏ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ‏ ﴿۳﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے (اے رسولؐ) ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے (۱) پس آپ اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کریں اور قربانی کریں (۲) بے شک آپ کا دشمن ہی نسل بریدہ ہوگا (۳)

تشریح الالفاظ

(۱) کوثر بروزن فوعل کثرت سے ماخوذ ہے اور مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی کسی چیز کا بے حد بکثرت ہونا۔ عرب ہر اس چیز کو جو بھی تعداد وغیرہ کے اعتبار سے بہت زیادہ ہوا سے کوثر کہتے ہیں۔ (۲) والنحر نحر کے معنی قربانی کرنے کے ہیں۔ (۳) شانئك جس کے دل میں بغض وعداوت ہوا سے شانی کہا جاتا ہے۔ (۴) الابتر یہ بتر سے مشتق ہے جس کے معنی قطع کرنے کے ہیں جس شخص کی اولاد نہ ہو اس کو بھی ابتر کہا جاتا ہے اور جس حیوان کی دم نہ ہوا۔ اسے بھی ابتر کہا جاتا ہے۔

تفسیر الآیات

۱) انا اعطیناك الکوثر... الآیۃ

اس سورہ کی شان نزول

خداوند عالم نے حضرت رسول خداؐ کو جناب ام المومنین خدیجۃ الکبری کے بطن سے دو بیٹے عطا فرمائے تھے قاسم اور عبداللہ (اور ایک بیٹا جناب ماریہ قبطیہ کے بطن سے ہوا) مگر جب یکے بعد دیگرے سب اللہ کو پیارے ہو گئے تو سفلہ صفت اور گستاخ مخالفین نے خوش ہو کر آنحضرت کو ابتر کہنا شروع کیا مطلب یہ تھا کہ جب

ان کا کوئی بیٹا نہیں جو آپ کا جانشین ہو اور جس سے ان کا مشن جاری رہے۔ لہٰذا جب آپؐ فوت ہو جائیں گے تو ان کا دین اسلام اور ان کا نام مٹ جائے گا۔ ظاہر ہے کہ ان دلآزار اور غیر مہذب باتوں سے آنحضرتؐ کی بڑی دلآزاری ہوتی تھی تو خداوند کریم نے آپ کی تسلی اور اطمینان کی خاطر سورہ کوثر نازل فرمائی۔ (مجمع البیان وغیرہ)

الکوثر سے کیا مراد ہے؟

کوثر کے معنی و مفہوم میں مفسرین میں سخت اختلاف ہے۔

۱)۔ اکثر نے تو اس سے ایک مخصوص نہر مراد لی ہے جو خدا نے شب معراج پیغمبر اسلامؐ کو دکھائی تھی جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور گھی سے زیادہ نرم ہے جس کے کنکر زبرجد و یاقوت و مرجان کے ہیں، جس کی خاک مشک اذخر ہے اور گھاس زعفران۔ (تفسیر صافی)

۲)۔ بعض نے اس سے حوض کوثر مراد لیا ہے۔

۳)۔ بعض نے اس سے خیر کثیر مراد لی ہے۔ (مجمع البیان)

۴)۔ بعض نے اس سے شفاعت مراد لی ہے۔ (ایضاً)

۵)۔ اور بعض نے اس سے نسل اور ذریت کی کثرت مراد لی ہے۔ (مجمع البیان)

فاضل طبرسی نے لکھا ہے **واللفظ تحمل الکل فیجب ان یحمل علی جمیع ماذکر من الاقوال** کہ جب لفظ کوثر میں ان سب معنوں کا احتمال ہے تو واجب ہے کہ اسے ان سب معنوں پر محمول کیا جائے کہ اللہ نے یہ سب کچھ پیغمبر اسلامؐ کو عطا فرمایا ہے۔ (مجمع البیان)

اظہار حقیقت

اوپر جو شان نزول بیان کی گئی ہے اس لحاظ سے اگر بنظر غائر ان سب اقوال کا جائزہ لیا جائے تو اس آخری پانچویں معنی کے سوا کوئی معنی بھی مخالفین کی زبان سے نکلی ہوئی لفظ ابتر سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا ہاں البتہ اگر کوئی معنی اس سے مناسبت رکھتا ہے اور جس کا اس سے جوڑ ہے اور پھر اس کا توڑ بھی ہے تو وہ یہی آخری معنی ہے کہ ہم نے آپ کو اولاد اور نسل کثیر عطا کی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے پیغمبر اسلامؐ کو علی و بتول علیہما السلام کے ذریعہ سے اس قدر اولاد کثیر عطا فرمائی ہے کہ کائنات کا کوئی قطعہ اور عالم کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جہاں آل نبی اور اولاد علیؑ موجود نہ ہو۔ مگر آپ کے دشمنوں کی اس طرح نسل قطع ہوئی ہے کہ آج پوری کائنات میں کوئی شخص بھی ابوجہل، ابولہب اور ولید وغیرہ دشمنان رسول کی اولاد کہلانے والا نظر نہیں آتا۔

صاحب ضیاء القرآن نے بھی اس سے حبیب خدا کی نسل مراد لی ہے جسے خدا خاتون جنت سیدہ طاہرہ فاطمۃ زاہراء سے چلائے گا۔ (ضیاء القرآن) الغرض تاریخ نے ثابت کردیا ہے کہ آج دنیا علویوں اور ہاشمیوں سے لبریز ہے مگر کوئی ابوجہلی اور ابولہبی نظر نہیں آتا۔ لہٰذا پیغمبر اسلامؐ ابتر نہیں ہیں بلکہ آپ کے مخالفین اور دشمن ابتر ہیں۔ والحمدللہ

۲)۔ فصل لربك وانحر... الآية

اس نماز سے مفسرین نے نماز عید اور نحر سے بروز عید قربان قربانی کرنا مراد لی ہے یعنی اللہ کے ان انعامات اور احسانات کے بالمقابل شکر خدا ادا کرتے ہوئے اللہ کے لئے نماز پڑھیں اور اسی کی خاطر قربانی کریں اور بعض روایات سے اس نماز سے عام نماز پنجگانہ مراد لی گئی ہے اور نحر سے نماز میں منہ اور سینہ تک رفع یدین کرنا مراد لیا ہے۔ (تفسیر صافی)

خلاصہ یہ کہ یہ سورہ باوجود اختصار کے اس قدر جامع ہے اور فصاحت و بلاغت کا وہ حسین وجمیل مرقع ہے کہ عرب کے فصحاء و بلغاء کو اعتراف ہے کہ ما هذا كلام البشر کہ یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہے۔

سورہ کوثر کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بفضلہٖ وعونہ بڑی تفصیل جمیل کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ والحمدللہ

سورۃ الکافرون کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ الکافرون مذکور ہے اسی سے اس کا یہ نام قرار پایا۔

عہد نزول

اگرچہ بعض اہل علم اسے مدنی قرار دیتے ہیں مگر جمہور مفسرین نے اسے مکی قرار دیا ہے اور مشہور قول ہی منصور ہے۔

اس سورہ کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ کفار کے دین و مذہب اور ان کے معبودوں سے برات و بیزاری کا اعلان۔

۲۔ کفار کی ایک عیارانہ پیشکش کا جواب اور اصولوں پر سودے بازی کرنے سے انکار۔

۳۔ اسلامی رواداری کا تذکرہ اور مذہب کے نام پر کشت وخون کرنے کی مذمت وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص سورہ الکافرون کی تلاوت کرے تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے ایک ربع قرآن پڑھا اور سرکش شیاطین اس سے دور ہوتے ہیں اور شرک سے بیزار ہوتا ہے اور وہ قیامت کے فزع اکبر سے محفوظ رہے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ میرے والد ماجد فرماتے تھے کہ سورہ کافرون ربع قرآن کے مساوی ہے اور جب آپ اس کی تلاوت سے فارغ ہوتے تھے تو پڑھتے تھے اعبد اللہ وحدہ اعبداللہ وحدہ۔ (ایضاً)

۳۔ حسین بن ابولعلاء سے مروی ہے کہا جو شخص اپنی نماز فریضہ میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھے تو خدا اس کو، اس کے والدین کو اور اس کی اولاد کو بخش دے گا اور اگر وہ اشقیاء میں سے ہوگا تو اس کا نام سعداء میں درج کر دیا جائے گا اور خدا اسے سعادت کی زندگی سے زندہ رکھے گا اور شہادت کی موت مارے گا۔ (ایضاً)

(آیاتہا ٦) (سورۃ الکافرون مکیۃ) (رکوعہا ١)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَۙ ① لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَۙ ② وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُۚ ③ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡۙ ④ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُؕ ⑤ لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ ⑥

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے (اے رسول) آپ کہہ دیجئے اے کافرو (١) میں ان (بتوں) کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو (٢) اور نہ تم اس (اللہ) کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں (٣) اور نہ میں ان (بتوں) کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو (٤) اور نہ تم (اللہ) کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں (٥) تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین (٦)

تشریح الالفاظ

(١) لااعبد عبادت کے معنی پرستش کے ہیں۔ (٢) دین کے معنی جزا و سزا کے ہیں ویسے یہاں دین سے مراد وہ کیش و مذہب ہے جو چند اصول و فروع اور زندگی گزارنے کے چند قواعد و ضوابط کا مجموعہ ہے۔

تفسیر الآیات

١)۔ قل یا ایھا الکافرون...الآیۃ

اس سورہ کی شان نزول

بعثت رسولؐ کے ابتدائی ایام میں تو کفار و مشرکین نے اپنے کبر و نخوت کی وجہ سے پیغمبر اسلامؐ کی دعوت

کو توجہ کے قابل بھی نہ سمجھا لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی مخالفت کے باوجود اسلام روز بروز ترقی کے راستہ پر گامزن ہے اور لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں تو اب اس دعوت کو ناکام بنانے کی طرف متوجہ ہوئے پہلے طمع ولالچ کا حربہ استعمال کیا اور پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ اگر خدائے واحد کی دعوت وارشاد اور ہمارے معبودوں کی مذمت سے دستبردار ہو جائیں تو آپ جو چاہیں ہم کرنے کے لیے تیار ہیں سونے چاندی کے ڈھیر قدموں میں نثار کر سکتے ہیں آپ کو اپنا سردار تسلیم کرنے کے لیے آمادہ ہیں اور اگر کوئی رشتہ درکار ہے تو وہ دینے کے لیے تیار ہیں مگر جب پیغمبر اسلامؐ نے ان کی یہ پیشکش پائے استحقار سے ٹھکرا دی تو انہوں نے ایک اور پینترا بدلا اور تبلیغ اسلام میں رخنہ اندازی کے لیے ایک اور ترکیب سوچی چنانچہ ایک نمائندہ وفد جس میں ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن عبدالمطلب، امیہ بن خلف اور عتبہ بن ربیعہ شامل تھے حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کی دعوت وتبلیغ سے انتشار پیدا ہو رہا ہے جس سے ہمارے کمزور اور ہمارے دشمن کے طاقتور ہونے کا اندیشہ ہے آیئے کہ قومی یکجہتی کو بحال رکھنے کے لیے ہماری ایک تجویز ہے اس پر عمل کریں اور ایک سال تک آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں اور ایک سال تک ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ خداوند عالم نے لوگوں کی اس چال کو ناکام بنانے کے لیے یہ سورہ نازل فرمائی اور پیغمبر اسلامؐ نے ان سے کہا **افغیر الله تأمرونی اعبد ایها الجاهلون**۔ اے جاہلو! تم مجھے یہ کہتے ہو کہ میں اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کروں اور شرک کا ارتکاب کروں اور پھر آپ نے یہ سورہ مجمع عام میں پڑھ کر سنائی اور اس طرح کفار کی امیدوں یا ان کی ترکیبوں وتدبیروں پر پانی پھیر دیا۔ (تفسیر مجمع البیان، وقرطبی ومظاہری وغیرہ)

اس سورہ میں ایک ہی جملہ کی تکرار کی وجہ؟

کہا جاتا ہے کہ اس میں ایک ہی بات کی تکرار کیوں کی گئی ہے؟ اس کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں اور دیئے جا سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ مضارع ہو یا اسم فاعل اس میں دونوں زمانے حال واستقبال شریک ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہاں پہلے جملے سے حال مراد ہے کہ میں ان بتوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو اور دوسرے سے استقبال سے مراد ہے کہ میں آئندہ بھی ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں اس طرح آپؐ نے مکمل انکار کر کے بتا دیا کہ ایک بااصول شخص کے لیے اصولوں پر سودے بازی کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ الغرض ایسا کر کے حکیم الامۃ رسول نے کفار ومشرکین کی چالوں کا ہر امکانی دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔

دوسرا یہ کہ چونکہ کفار کی تجویز میں یہی تکرار موجود تھی۔ **تعبد الهنا سنة و نعبد و الهك سنة**

تو اسی ترکیب کے ساتھ ان کی تجویز کو رد کیا گیا ہے۔

تیسرا یہ کہ یہ تکرار نفی شرک کے لیے ہے اور ظاہر ہے کہ جس بات سے شرک کی نفی ہوتی ہو اس بات کی تکرار پسندیدہ ہوتی ہے۔

۲)۔ لکم دینکم ولی دین... الآیۃ

اسلامی رواداری کی عمدہ مثال

یہ اسلامی رواداری کی بڑی عمدہ و اعلیٰ مثال ہے کہ یہاں کفار کی بے دینی کو بھی دین تسلیم کر کے ان سے کہا جا رہا ہے کہ تمہارا دین تمہارے لئے اور ہمارا دین ہمارے لئے۔ حالانکہ کفار کا مزعومہ دین دین ہی نہیں ہے بلکہ مکمل بے دینی ہے۔

بہرحال پیغمبر اسلامؐ کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ دین کے نام پر جنگ و جدال اور قتل و قتال کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ ؏

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

درس عبرت

اگر پیغمبر اسلامؐ کفار و مشرکین سے یہ فرما سکتے ہیں کہ تمہارا دین تمہارے لئے اور میرا دین میرے لئے یعنی دین و مذہب کے نام پر باہم لڑنے مرنے کا کوئی جواز نہیں ہے تو آج کسی اسلامی فرقہ سے تعلق رکھنے والا مسلمان دوسرے مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمان سے کیوں نہیں کہہ سکتا کہ تمہارا مذہب تمہارے لئے اور میرا مذہب میرے لئے مذہب و مسلک کے نام پر کشت و خون کرنے اور فتنہ و فساد پھیلانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

دعا یہ ہے کہ خداوند عالم اپنے حبیب کے صدقہ میں مسلمانوں کو اسلامی رواداری اپنانے اور ایک دوسرے کو اور اس کے نظریہ کو برداشت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور فرقہ واریت کی لعنت سے بچائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی و آلہ الطاھرین۔

سورہ الکافرون کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بفضلہ بڑی تفصیل جمیل کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ والحمدللہ

سورۃ النصر کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سوہ کی پہلی آیت میں لفظ نصر اللہ مذکور ہے اسی سے اس سورہ کا یہ نام مقرر رہوا۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مدنی ہے یعنی مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ یہ سورہ دین اسلام کی مکمل فتح مندی کا اعلان ہے۔

۲۔ گروہ درگروہ لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کی پیشین گوئی۔

۳۔ بطور شکرانہ نعمت خدا کی حمد وثناء اوراس کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرنے کا حکم وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جوشخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اسے اس قدر ثواب ملے گا کہ گویا وہ فتح مکہ میں پیغمبر اسلامؐ کے ہمراہ موجود تھا۔(مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جوشخص اپنی نمازہائے فریضہ یا نافلہ میں سورہ اذا جاء نصر اللہ کی تلاوت کرے گا تو خدا اسے اس کے دشمنوں پر فتح و فیروزی عطا فرمائے گا اور وہ قیامت کے دن اس حال میں قبر سے باہر آئے گا کہ اس کے پاس جہنم اوراس کی گرمی وغیرہ سے امان نامہ ہوگا اورانجام کار جنت میں داخل ہوگا۔(ایضاً وثواب والاعمال)

(آیاتہا ۳) (سورۃ النصر مدینۃ) (رکوعہا ۱)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ① وَرَاَيۡتَ

النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِيۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۝۲ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ ؔ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۳

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے جب اللہ کی مدد اور اس کی فتح و فیروزی آجائے (۱) اور آپ دیکھ لیں کہ لوگ فوج درج فوج اللہ کے دین میں داخل ہورہے ہیں (۲) تو (اس وقت) اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کریں اور اس سے مغفرت طلب کیجئے۔ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے (۳)

تشریح الالفاظ

(۱) **والفتح** یہاں فتح سے فتح مکہ مراد ہے۔ (۲) **افواجا** کے معنی فوج درفوج کے ہیں۔ (۳) **توابا** یہ توبہ سے مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں توبہ کا بڑا قبول کرنے والا۔

تفسیر الآیات

۱) ۔ اذا جاء نصر اللہ... الآیۃ

اس سورہ کی شان نزول

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اس سورہ میں پیغمبر اسلامؐ کے لیے ایک بہت بڑی بشارت ہے یہی وجہ ہے کہ جب یہ سورہ نازل ہوئی اور آپ نے پڑھ کر سنائی تو صحابہ کرام خوش ہوئے مگر جناب عباس رو پڑے آپ نے رونے کی وجہ پوچھی تو آپ نے کہا کہ اس میں تو آپ کی سناونی سنائی گئی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے اور آپ اس کے بعد دو سال تک زندہ رہے مگر کبھی مسکراتے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔ (مجمع البیان)

آیت کے الفاظ اور بعض آثار سے واضح ہوتا ہے کہ یہ سورہ فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی ہے جس میں فتح مکہ کی بشارت ہے جس کے بعد مختلف قبائل عرب جیسے اہل مکہ، اہل طائف و یمن وغیرہ فوج درفوج ہوکر دین اسلام میں داخل ہوئے اور اگرچہ اکثر لوگ اسلام کی حقانیت سمجھ چکے تھے مگر قریش کی مخالفت والی رکاوٹ انہیں

قبول اسلام سے مانع تھی تو فتح مکہ کے بعد جب یہ رکاوٹ بھی دور ہوگئی تو لوگ قطار اندر قطار اسلام میں داخل ہونے لگے اور اسلام کی فتح و فیروزی اور غلبہ و کامرانی کے ڈنکے بجنے لگے اور فتوحات کے دروازے کھل گئے۔
بعض اخبار سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ سورہ حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی ہے اور یہ آخری مکمل سورہ ہے جو سب کے آخر میں آنحضرتؐ پر نازل ہوئی جبکہ پہلی سورہ اقرا باسم ربك ہے۔ (تفسیر صافی)

اور اس تضاد کو اس طرح ختم کیا جا سکتا ہے کہ گو یہ سورہ نازل تو پہلے ہو چکی تھی مگر ممکن ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اس کی تلاوت کی ہو اور عام لوگوں نے یہ سمجھا ہو کہ یہ اب نازل ہوئی ہے۔ واللہ العالم

۲)۔ فسبح بحمد ربك... الآية

مومن کی فتح و فیروزی اس کے عجز کے احساس میں اضافہ کا باعث ہوتی ہے اور وہ اپنی اس کامیابی کو اپنی قابلیت یا اپنے حسن تدبر کا نتیجہ قرار نہیں دیتا بلکہ وہ اسے سراسر تائید ایزدی اور نصرت الٰہی کا مرہون منت جانتا ہے اس لئے خداوند عالم بطور تشکر نعمت اپنے حبیب مکرمؐ کو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرنے کا حکم دے رہا ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ اپنے آخری ایام میں اٹھتے بیٹھتے اور آتے جاتے۔ الغرض ہر وقت یہ پڑھتے تھے سبحان الله و بحمده استغفر الله و اتوب الیه۔ (الکافی)

اور سوال کرنے پر فرماتے ہیں کہ مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور پھر اسی سورہ کی تلاوت فرماتے ہیں۔ (الکافی)

آنحضرتؐ کے استغفار کرنے کا مطلب

ظاہر ہے کہ کسی گناہ کے بغیر استغفار کا حکم خدا کی رحمت اور رضوان کو اپنی طرف مبذول کرنے کی خاطر ہے اور یہ کہ قیامت تک امت کے لئے سنت قرار پائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ شب و روز میں تین سو ساٹھ مرتبہ استغفار کرتے تھے اور یہ سوال کرنے پر کہ جب آپ نے کوئی گناہ نہیں کیا تو پھر خدا سے مغفرت کیوں طلب کرتے ہیں؟ آپ فرماتے تھے اولا اکون عبداً شکوراً (اگر گناہ نہیں کیا) تو کیا میں بندہ شاکر بن کر نہ جیوں؟

بہر حال چونکہ یہ کوئی دنیاوی فتح نہ تھی جس پر کوئی جشن منایا جاتا بلکہ چونکہ یہ دینی فتح ہے اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ اب مزید اللہ کی حمد و ثناء اور اس کی تسبیح و تقدیس کی جائے اور اس کی بارگاہ میں نذرانہ توبہ و انابہ پیش کیا جائے۔

سورہ النصر کا ترجمہ اور اس کی تفسیر بفضلہ و عونہ بڑی خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

والحمد للہ

سورہ اللھب کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ لہب موجود ہے اسی سے اس سورہ کا یہ نام قرار پایا ہے۔

عہد نزول

یہ سورہ بالاتفاق مکی ہے۔

اس سورہ کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ اس سورہ میں پیغمبر اسلامؐ کے چچا ابولہب کی ایک گستاخی کا منجانب اللہ دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔

۲۔ اس کے اور اس کی بیوی کے برے انجام کی خبر دی گئی ہے۔

۳۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اگر حضرت رسولؐ خدا کی شان میں کوئی معمولی سی بھی گستاخی یا بے ادبی کی جائے تو اس سے غضب خداوندی جوش میں آجاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو امید ہے کہ خداوند عالم اسے اور ابولہب کو ایک جگہ (جہنم میں) نہیں رکھے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جب سورہ تبت کی تلاوت کرو تو ابولہب کے خلاف بددعا کرو کیونکہ وہ حضرت رسول خداؐ اور ان کے لائے ہوئے دین کی تکذیب کرتا تھا۔ (ایضاً و ثواب الاعمال)

(آیاتہا ۵) (سورۃ اللھب مکیۃ) (رکوعہا ۱)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ① مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ② سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ③ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ

الْحَطَبِ ۝۴ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک وبرباد ہوا (۱) اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا وہ اس کے کچھ کام نہ آیا (۲) وہ عنقریب شعلہ زن آگ میں ڈالا جائے گا (۳) اور (اس کے ساتھ) اس کی بیوی بھی جو ایندھن اٹھانے والی ہے (۴) اور اس کی گردن میں مونج کی بٹی ہوئی رسی ہے (۵)

تشریح الالفاظ

(۱) تب۔ تباب کے معنی ٹوٹنے اور ہلاکت کے ہیں۔ (۲) ما اغنی کا مفہوم ہے فائدہ نہ پہنچانا۔ (۳) حمالۃ الحطب کے معنی ہیں ایندھن اور لکڑیاں اٹھانے والی۔ (۴) جیدھا۔ جید کے معنی گردن کے ہیں۔ (۵) مسد مونج کی بٹی ہوئی رسی کو کہا جاتا ہے۔

تفسیر الآیات

۱)۔ تبت یدا ابی لھب...الآیۃ

اس سورہ کی شان نزول

ابولہب (جس کا نام عبدالعزی) تھا پیغمبر اسلامؐ کا چچا تھا مکہ میں آپ کا قریب ترین ہمسایہ اور سخت ترین مخالف تھا اور اس کی بیوی ام جمیل ابوسفیان کی بہن اور حرب بن امیہ کی بیٹی تھی اور یہ دونوں میاں بیوی پیغمبر اسلامؐ کو بڑی اذیت پہنچاتے تھے جب حضرت رسول خداؐ لوگوں کو دعوت اسلام دینے کے لیے گھر سے باہر نکلتے اور پیغام حق پہنچاتے تو ابولہب آپ کے پیچھے پیچھے نکلتا اور چلا چلا کر لوگوں سے کہتا کہ لوگو! اس کی بات نہ ماننا کیونکہ یہ جھوٹا ہے اور اپنے بزرگوں کے دین سے منحرف ہوگیا ہے اس پر اجنبی لوگ پوچھتے کہ یہ داعی کون ہے اور یہ جھٹلانے والا کون؟ تو لوگ انہیں بتاتے کہ یہ حضرت محمدؐ ہیں اور یہ ان کا چچا ابولہب ہے اس کی اس ناشائستہ

حرکت سے پیغمبر اسلامؐ کی تبلیغ پر بہت برا اثر پڑتا تھا۔ جب آنحضرتؐ پر آیت شریفہ وانذر عشیرتک الاقربین...... الآیۃ نازل ہوئی اور آپ نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر یا صباحا کہہ کر قوم کو ندا دی جیسا کہ کسی ناگہانی مصیبت کے وقت قوم کو مدد کے لئے بلانے کا طریقہ تھا تو جب سب قبائل قریش جمع ہو گئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے دشمن کا دستہ تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ سب نے جواب دیا کہ ہاں ضرور تصدیق کریں گے کیونکہ ہم نے ہمیشہ آپ کی زبان سے سچ ہی سنا ہے اس پر آپؐ نے انہیں دعوت توحید دیتے ہیۓ فرمایا کہ اگر تم شرک سے باز نہ آئے تو خدائے قہار تمہیں تباہ و برباد کر دے گا اس پر دوسرے لوگ تو خاموش رہے مگر ابولہب نے انگلی سے آپ کی طرف اشارہ کیا اور کہا تبا لک الھذا جمعتنا ہلاکت ہو تمہارے لئے تم نے ہمیں اسی بات کے لیے اکٹھا کیا ہے۔ خلق عظیم کے مالک نے تو چچا کو کوئی جواب نہ دیا مگر قہر الٰہی نے جوش مارا اور یہ سورہ نازل کی تبت یدا ابی لھب...... الآیۃ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں یعنی وہ ہلاک ہو جائے۔ یہ بد دعا ہے اور اس کے بعد جملہ خبریہ ہے وہ یعنی وہ ہلاک ہو گیا۔ چنانچہ خدا کی اس بد دعا کے پورا ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگی ہجرت کے بعد جب جنگ بدر میں کفار کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور انہیں عبرتناک شکست ہوئی تو اسی کے صدمہ سے وہ ایک ہفتہ کے اندر بیمار ہوا یعنی جسم پر ایک زہریلا چھالا پیدا ہوا جو بہت جلد سارے جسم میں پھیل گیا اور بدن سے بدبودار پیپ بہنے لگی اور بالآخر تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گیا مگر رشتہ داروں نے دفن کفن سے اجتناب کیا اور تین دن تک اس کی میت بے گور و کفن پڑی رہی اور جب لاش سڑنے لگی تو چند حبشی مزدور بلا کر اور ایک گڑھا کھود کر اسے اس میں دھکیل دیا گیا۔ (مجمع البیان و قرطبی) اور اسی طرح اس کا مال و منال اسے اس ہلاکت و بربادی سے نہ بچا سکا اور اس کے کچھ کام نہ آیا جس پر اسے بڑا گھمنڈ اور ناز تھا اور کہا کرتا تھا کہ اگر محمد کی بات صحیح ہوئی تو میں مال دے کر جان بچا لوں گا۔

۲)۔ وامراتہ حمالۃ الحطب... الآیۃ

ابولہب کی یہ بیوی جسے حمالۃ الحطب یعنی ایندھن اور لکڑیاں اٹھانے والی کہا گیا ہے یہ بھی اپنے بدبخت شوہر کی طرح پیغمبر اسلامؐ کی سخت مخالف تھی اور آپ کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہ کرتی تھی چنانچہ وہ دن کے وقت جنگل میں نکل جاتی اور وہاں سے خاردار لکڑیاں اور کانٹوں کا گٹھا باندھ کر لاتی اور آنحضرتؐ کے در دولت اور راستہ پر پھیلاتی اور اس طرح آپ کو اذیت پہنچاتی۔ مروی ہے کہ اس سورہ کے نزول کے بعد وہ غصہ سے آگ بگولا ہو کر اور ہاتھوں میں پتھر لے کر نکلی کہ آنحضرتؐ کو (جو کہ کعبہ کے پاس بیٹھے تھے) اذیت پہنچائے مگر خدا نے اپنی قدرت سے ایک حجاب حائل کر دیا اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکی۔ (مجمع وغیرہ) نیز محاورہ عرب میں چغلخور عورت کو بھی

حمالۃ الحطب کہتے ہیں جو لگائی بجھائی کرے جس کی حدیث میں سخت مذمت وارد ہوئی ہے یہاں تک مذکور ہے کہ لا یدخل الجنہ نمام۔ کوئی چغلخور جنت میں کبھی داخل نہ ہوگا۔(سابع عشر بحار الانوار)

۳)۔ فی جیدھا حبل...الآیۃ

اگرچہ دنیا میں تو قیمتی موتیوں کا ایک ہار اس گلے میں رہتا تھا جو کہ قیامت کے دن مونج کی مضبوط رسی کی شکل اختیار کرے گا اور اس سے گھسیٹ کر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک دن وہ اسی رسی میں خار دار لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر لا رہی تھی کہ قدرے ستانے کے لیے ایک پتھر پر بیٹھ گئی اور اس طرح گٹھا پیچھے لڑھک گیا اور وہ رسی گلے میں حمائل ہوگئی جس سے اس کا دم گھٹ گیا اور وہ موت کے گھاٹ اتر گئی اور پھر اس طرح اپنے خاوند کے ہمراہ واصل جہنم ہوگئی۔ واللہ العالم

سورہ الاخلاص کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

اگر چہ اس سورہ میں اخلاص کی لفظ تو مذکور نہیں ہے مگر چونکہ اس کا مضمون خالص توحید کا بیان ہے جس سے اس کا نام سورہ اخلاص تجویز ہوا۔ واضح رہے کہ اس سورہ کے اور بھی بعض نام ہیں جیسے سورہ توحید، سورہ امان اور سورہ نجات وغیرہ وغیرہ۔

عہد نزول

اس سورہ کے مکی یا مدنی ہونے میں علماء مفسرین میں اختلاف پایا جاتا ہے اور یہ اختلاف روایات کے اختلاف پر مبنی ہے مگر مشہور قول یہی ہے کہ یہ سورہ مکی ہے اور بعض علماء کی تحقیق یہ ہے کہ یہ سورہ دو بار نازل ہوئی ہے ایک بار مکہ میں اور دوسری باری مدینہ میں۔ واللہ العالم

اس سورہ کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ خدا کی توحید ذاتی وصفاتی وغیرہ کا تذکرہ۔

۲۔ اللہ کے بے نیاز ہونے کا بیان۔

۳۔ اس کے لم یلد ولم یولد ہونے کا تذکرہ۔

۴۔ خدا کے بے مثل و بے مثال ہونے کا اثبات وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گو یا اس نے قرآن کے ایک ثلث کی تلاوت کی ہے اور اسے خدا اس کے رسول، فرشتوں، کتابوں اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والوں کی تعداد سے دس گنا زیادہ نیکیاں عطا فرمائے گا۔ (مجمع البیان)

۲۔ نیز آنحضرتؐ سے منقول ہے فرمایا کیا تم اس سے عاجز ہو کر ہر شب ایک ثلث قرآن پڑھو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کون اس کی طاقت رکھتا ہے فرمایا قل ھو اللہ احد پڑھو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا حضرت رسول خدا نے سعد بن معاذ کی نماز

جنازہ پڑھائی اور فرمایا کہ ستر ہزار فرشتوں نے بھی اس کی نماز جنازہ میں شرکت کی ہے جن میں جبرائیل بھی شامل تھے۔ آپ نے فرشتوں سے پوچھا کہ سعد کس طرح تمہاری اس کی نماز میں شرکت کے مستحق ہوئے؟ کہا ان کے اٹھتے، بیٹھتے، سوار اور پیادہ اور آتے جاتے سورہ قل ہواللہ احد کی بکثرت تلاوت کرنے کی وجہ سے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جس پر پورا ایک دن گزر جائے اور وہ کسی نماز میں سورہ قل ھواللہ احد نہ پڑھے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اے اللہ کے بندے! تو نماز گزاروں میں سے نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز انہی حضرت سے مروی ہے فرمایا جسے پورا ایک ہفتہ گزر جائے اور وہ کسی نماز میں سورہ قل ھواللہ احد نہ پڑھے تو اگر وہ اس اثناء میں مر گیا تو ابولہب کے دین پر مرے گا۔ (ایضاً)

ان کے علاوہ بھی بہت سی حدیثیں اس سورہ کی تلاوت کرنے کے ثواب اور اس کے ترک کرنے کے عذاب کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ فراجع

(آیاتہا ۴) (سورۃ الاخلاص مکیۃ ومدینۃ) (رکوعہا ۱)

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ٪﴿۴﴾

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے (اے رسول) آپ کہہ دیجئے! کہ وہ (اللہ) ایک ہے (۱) اللہ (ساری کائنات سے) بے نیاز ہے (۲) نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے (۳) اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے (۴)

تشریح الالفاظ

(۱) احد کے معنی واحد و یکتا کے ہیں۔ (۲) الصمد کے معنی ہیں وہ ذات جس کے سب محتاج ہوں

مگر وہ کسی کی محتاج نہ ہو۔(۳) کفو کے معنی ہمسر اور برابر کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ قل ھو اللہ احد... الآیۃ

اس سورہ کی شان نزول

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہود کے ایک نمائندہ وفد نے حاضر ہوکر اور وقتاً فوقتاً دوسرے لوگ بھی یہ سوال کرتے تھے کہ انسب لنا ربك حتی نومن به کہ اپنے پروردگار کا حسب و نسب بیان کریں کہ ہم بھی اس پر ایمان لاسکیں۔ یا بالفاظ دیگر یوں استدعا کی کہ صف لنا ربك ہمارے سامنے اپنے پروردگار کی صفت بیان کیجئے اس پر خداوند عالم نے یہ سورہ نازل فرمائی۔(مجمع البیان)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوند عالم جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں گہرائی میں جانے والے لوگ پیدا ہوں گے۔ اس لئے اس نے یہ سورہ نازل فرمائی۔ لہٰذا جو شخص اسے سمجھ کر پڑھے اور اس کے مطالب پر ایمان لائے تو خدا فردائے قیامت اس سے اپنی توحید کے بارے میں اس سے زیادہ باز پرس نہیں کرے گا۔(اصول کافی)

۲)۔ احد... الآیۃ

توحید کے مختلف اقسام کا بیان

ارشاد قدرت ہے کہ خدا ہر لحاظ اور ہر حیثیت سے ایک ہے۔

۱) ذات میں ایک

۲) صفات میں ایک

۳) افعال میں ایک

۴) اور عبادت میں ایک

یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا نہ کوئی اس کی ابتداء ہے اور نہ کوئی انتہا ھو الا ول ھو الآخر۔ اس کے صفات اپنے ذاتی ہیں کسی اور نے اسے عطا نہیں کئے وہ اپنے مخصوص کاموں میں بھی یکتا ہے وہی خالق وہی مالک، وہی پالک اور وہی محی وممیت اور وہی مدبر ومنتظم کائنات ہے اور وہی معبود ومسجود ہے اس کی عبادت میں بھی

کوئی اس کا شریک نہیں ہے وہی خالق دوسرا ہے، وہی حاجت روا اور وہی مشکل کشا۔ وحدہ لا شریك له ہے۔

شرک کے چار اقسام کی نفی

واضح رہے کہ اگر توحید کی مذکورہ بالا چار اقسام میں سے کسی ایک قسم میں بھی کسی قسم کا کوئی نقص پیدا ہو جائے تو اس سے شرک جلی جیسے اکبرالکبائر گناہ کا ارتکاب لازم آتا ہے۔

۱) شرک ذاتی ۲) شرک صفاتی ۳) شرک افعالی ۴) اور شرک عبادتی

ارشاد قدرت ہے ان الله لا یغفر ان یشرك به و یغفر ما دون ذلك لمن یشاء۔ الغرض ایسا سبحانہ ایسا واحد و یکتا ہے کہ نہ کوئی اس کا مثل و مانند ہے نہ کوئی اس کا مظہر ہے اور نہ کوئی اوتار۔

اسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا ہے
جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا

۳)۔ الله الصمد... الآیة

صمد کے مفہوم کی وضاحت

صمد کے متعدد معنی لغت و حدیث میں مذکور ہیں اور اس کا جامع مفہوم یہ ہے کہ اللہ وہ حاکم اعلیٰ اور سردار ہے کہ سب لوگ اپنی حاجات و مہمات میں اس کے محتاج ہیں مگر وہ ایسا غنی مطلق ہے کہ کسی بات میں بھی کسی کا محتاج نہیں ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے۔ انتم الفقراء الی الله وهو الغنی الحمید۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے صمد کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ الصمد الذی لا شریك له ولا یوده حفظ شئی ولا یعذب عنه شئی۔ صمد وہ ہے جس کا کوئی شریک نہ ہو اور جسے کسی چیز کی حفاظت کرنا نہ تھکائے اور نہ ہی کوئی چیز اس سے پوشیدہ ہو۔ (مجمع البیان)

اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے صمد کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا السید المطاع الذی لیس فوقه آمر و لا ناه۔ وہ قابل اطاعت سردار جس کے اوپر کوئی امر و نہی کرنے والا نہ ہو۔ (ایضاً)

۴)۔ لم یلد... الآیة

خدا لم یلد و لم یولد کا مصداق ہے

خدا وہ ہے جس نے نہ کسی کو جنم دیا ہے یعنی نہ اس کی کوئی بیٹی ہے نہ بیٹا اور نہ اسے کسی نے جنم دیا ہے

یعنی نہ اس کی کوئی ماں ہے اور باپ۔ اور اس صفت میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ اگر جناب آدم وحوا کی ماں اور باپ کوئی نہیں ہے تو ان کی اولاد سے تو کائنات چھلک رہی ہے اور اگر جناب عیسیٰؑ کا کوئی باپ نہیں ہے تو ماں تو ان کی بھی موجود ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس صفت کمال میں بھی کوئی اس کا شریک وسہیم نہیں ہے۔ الغرض نہ کوئی اس کا مورث ہے اور نہ کوئی وارث۔ وھو اللہ الواحد القھار۔

۵)۔ ولم یکن لہ کفوا ... الآیۃ

اللہ کا کوئی مثل ومشابہ نہیں ہے

کفو کے معنی مثل ومماثل اور مشابہہ کے ہیں یعنی خدا ذات وصفات میں ایسا یکتا اور بے ہمتا ہے کہ کوئی بھی اس کا مثل ومماثل اور مشابہہ ومشاکل نہیں ہے اس طرح جو بات سورہ کے آغاز میں کہی گئی تھی وہی بات اس کے اختتام پر دہرائی گئی ہے گویا سورہ توحید نے ہر قسم کے شرک جلی وخفی کی نفی کر کے اسلام کی وہ مثالی اور مکمل توحید پیش کی ہے کہ جس کی نظیر پیش کرنے سے ادیان عالم قاصر نظر آتے ہیں اور اس سب گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ واحد و یکتا ہے یعنی وہ ساری کائنات سے بے نیاز ہے یعنی وہ لم یلد ولم یولد کا مصداق ہے یعنی اس کا کوئی ہمسر ونظیر نہیں ہے۔

کذالك اللہ ربی   کذالك اللہ ربی   کذالك اللہ ربی

سورہ الفلق اور سورۃ الناس کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ فلق کے آغاز میں لفظ فلق مذکور ہے اور سورہ الناس کے آغاز میں لفظ الناس موجود ہے اسی سے ان سورتوں کے یہ نام تجویز ہوئے ہیں۔

عہد نزول

جس طرح ان دونوں سورتوں کے معنی ومفہوم میں یگانگت اور یکسانیت پائی جاتی ہے اسی طرح دونوں کا زمانہ نزول بھی ایک ہے کہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہیں اسی لئے دونوں کو ایک نام "**معوزتین**" سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ان سورتوں کے مطالب ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ ان سورتوں کے ذریعہ سے بندوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کی امان میں دے دیں۔

۲۔ برادران اسلامی کی روایات میں وارد ہے کہ ایک بار آنحضرتؐ پر سخت جادو کیا گیا تھا جس کے دفعیہ کے لیے خدا نے یہ سورتیں نازل کیں جن کے پڑھنے سے جادو وغیرہ کا اثر نہیں ہوتا۔

۳۔ بالاتفاق یہ دونوں سورے جزء قرآن ہیں اور موجودہ ترتیب کے اعتبار سے قرآن مجید کے آخری سورے ہیں۔ لہٰذا یہ جو عبداللہ بن مسعود کی طرف منسوب ہے کہ وہ انہیں جزء قرآن نہیں جانتے تھے اور نہ ہی انہوں نے انہیں اپنے مرتب کردہ قرآن میں درج کیا تھا جیسا کہ فاضل سیوطی نے اپنی تفسیر درمنثور میں لکھا ہے۔ یہ بات قابل اعتنا واعتبار نہیں ہے۔

۴۔ قطع نظر اس سے کہ جادو کی کچھ اصلیت ہے یا نہ؟ اور آیا اس میں کچھ تاثیر ہے یا نہ؟ اور اگر ہے تو کس قدر ہے؟ ہم نے اس موضوع پر اپنی کتاب قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفریہ کی دوسری جلد میں تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ قارئین کرام اس کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔ ہم سردست یہاں صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ نبی ہوں یا ان کے وصی ان پر اس طرح ہرگز جادو کا اثر نہیں ہوسکتا کہ جس سے ان کے فرائض رسالت وامامت متاثر ہوں۔

۵۔ اسلام میں ایسے تمام جھاڑ پھونک، جنتر منتر اور تعویذات اور نقوش حرام ہیں جن میں دیوتاؤں، شیطانی قوتوں، آسمانی کواکب اور سیارات کو موثر سمجھ کر ان سے استغاثہ کیا جائے یا ان سے استمداد کی جائے۔ اسلام نے ہر شرکیہ چیز کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر رکھ دیا ہے۔ ہاں البتہ قرآنی آیات، معصومین کے بتائے ہوئے ادعیہ جات اور انہی کے تعلیم کردہ تعویذات اور احراز میں کوئی مضائقہ نہیں ہے دعاؤں کی طرح ان کی خاصیتیں بھی ناقابل انکار ہیں۔ تسکین درد، ازالہ امراض اور قضائے حاجات کے لیے ان کے پڑھنے لکھنے اور استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ کوئی آیت یا دعا پڑھ کر منہ سے پھونک مار کر دم کرنے کی ممانعت وکراہت وارد ہوئی ہے۔

حضرت علامہ مجلسی اپنے رسالہ حدود وتعزیرات میں تحریر فرماتے ہیں۔

''قرآن و دعائے کہ برائے مطلبے بخوانند خوبست اما نندمند بدہان کہ دران وغدغہ جادو می شود۔ ترجمہ: ہر قرآن ودعا کہ جس کسی مطلب کے لیے پڑھی جائے بہتر ہے لیکن منہ سے دم نہ کریں کہ اس سے جادو کا شبہ ہوتا ہے (جیسا کہ سورہ فلق میں گرہوں میں پھونک مارنے والی جادوگرنیوں کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔''

۶۔ جو شخص کمزور و ناتواں ہونے کے باوجود باطل کی جبروتی قوتوں سے نبرد آزما ہو تو اسے ان باطل قوتوں سے خائف و ہراساں نہیں ہونا چاہیے اور اپنے قادر و توانا خدا کی ذات جامع، جمیع کمالات پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور اپنے آپ کو اس کی پناہ میں دے دینا چاہیے۔ حسبنا اللہ و نعم الو کیل وغیرہ وغیرہ۔

ان سورتوں کی تلاوت کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا جو شخص سورہ فلق وناس کی تلاوت کرے گا تو گویا اس نے ان تمام آسمانی کتابوں کو پڑھا ہے جو خدا نے انبیاء پر نازل کیں ہیں۔ (مجمع البیان)

۲۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھ پر ایسی چند آیتیں نازل کی گئی ہیں کہ ان جیسی آیات کبھی نازل نہیں کی گئیں یعنی المعوذ تان۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص اپنی نماز وتر میں قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس اور قل ھو اللہ احد پڑھے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اے بندہ خدا خدا نے تیری نماز وتر قبول کر لی ہے۔ (ایضاً وثواب الاعمال)

سُوْرَةُ الْفَلَقِ

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿١﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿٢﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿٣﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ﴿٤﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿٥﴾

سورہ فلق مکی ہے اور اس کی (۵) آیات ہیں اور (۱) رکوع ہے

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے (اے رسولؐ) آپ کہہ دیجئے کہ میں پناہ لیتا ہوں صبح کے پروردگار کی (۱) ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے (۲) اور رات کی تاریکی کے شر سے جبکہ وہ چھا جائے (۳) اور ان کے شر سے جو گرہوں میں پھونکے مارتی ہیں (۴) اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے (۵)

تشریح الالفاظ

(۱) **اعوذ** عوذ کے معنی پناہ لینے اور کسی کے دامن کو مضبوطی سے تھامنے کے ہیں۔ (۲) **الفلق** اس کے معنی چیرنے پھاڑنے کے ہیں اور یہاں مراد صبح ہے جو سینہ شب کو چاک کر کے نمودار ہوتی ہے۔ (۴) **وقب** کے معنی کسی چیز کے کسی چیز میں داخل ہونے کے ہیں مطلب یہ کہ شب دیجور کا اندھیرا اس طرح چھا جائے کہ ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ (۵) **النفثات** یہ نفاثہ کی جمع ہے جو نفث سے مشتق ہے جس کے معنی تھوڑی سی تھوک پھینکنے کی طرح پھونک مارنا۔ (٦) **العقد** یہ عقدہ کی جمع ہے جس کے معنی گرہ کے ہیں جس طرح جادوگر منتر پڑھ کر دھاگہ میں گرہیں ڈالتے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱)۔ قل اعوذبرب الفلق... الآیة

چونکہ اکثر بلائیں اور آفتیں تاریکی شب میں آتی ہیں اس لئے اس ذات کی آغوش شفقت میں پناہ لی جارہی ہے جو تاریکی شب کو پھاڑ کر سپیدہ سحر نمودار کرتا ہے یہی قادر مطلق خدا آفتوں اور بلاؤں کے سیاہ ابر کو آدمی سے ہٹا کر اسے اس سے بچا سکتا ہے یہ دنیا خاص مصلحت الٰہی کے تحت اس طرح بنائی گئی ہے کہ یہاں ہر چیز کے ساتھ شر بھی موجود ہے اور اس شر سے بچنے کی کامیاب تدبیر یہ ہے کہ آدمی اپنے خالق و مالک کی پناہ حاصل کرے اب اس شر کی کئی قسمیں ہیں مثلاً وہ شر جو کئی خبیث لوگ رات کی تاریکی میں کرتے ہیں جادو کرنے والے گرہ لگا کر اس پر پھونک مارتے ہیں اور چونکہ یہ کام اکثر و بیشتر عورتیں کرتی تھیں اس لئے جمع مونث سالم کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں اسی طرح وہ حاسد لوگ جو کسی کو خوشحال دیکھ کر حسد کرنے لگتے ہیں اور پھر محسود کو اپنی حاسدانہ کاروائیوں کا نشانہ بناتے ہیں اور اسے ضرور زیاں پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں ایک بندہ مومن کو اس قسم کے تمام مفسد پرداز لوگوں سے خدا کی پناہ حاصل کرنی چاہیے۔ بے شک وہ قادر مطلق انسان کو ان تمام اقسام کے شرور و آفات سے پناہ دینے اور بچانے کی پوری قدرت کاملہ رکھتا ہے۔

سُوۡرَۃُ النَّاسِ

سورہ الناس مکی ہے اور اس کی (۶) آیات ہیں اور (۱) رکوع ہے

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِۙ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِۙ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِۙ ۝۳ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ الۡخَنَّاسِۙ ۝۴ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِۙ ۝۵ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶

ترجمۃ الآیات

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا رحم کرنے والا ہے (اے رسول) آپ کہہ دیجئے! کہ میں پناہ لیتا ہوں سب لوگوں کے پروردگار کی (۱) سب انسانوں کے بادشاہ کی (۲) سب لوگوں کے الہ (خدا) کی (۳) بار بار وسوسہ ڈالنے بار بار پسپا ہونے والے کے شر سے (۴) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے (۵) خواہ وہ جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے (۶)

تشریح الالفاظ

(۱) الٰہ کے مفہوم کی وضاحت پارہ ۲۰ کے پہلے رکوع میں کی جا چکی ہے۔ (۲) وسواس کے معنی وسوسہ کے ہیں جو بظاہر اسم مصدر ہے اور بعض نے اس کے معنی موسوس کے لئے کئے ہیں یعنی وسوسہ ڈالنے والا۔ (۳) الخناس وہ جب وسوسہ ڈال کے پیچھے ہٹ جائے اور کنارہ کش ہو جائے۔ (۴) الجنۃ اس سے مراد جنات ہیں۔

تفسیر الآیات

۱) ۔ قل اعوذ برب الناس...الآیۃ

انسان ایک ضعیف البیان مخلوق ہے اسے زندگی کے ہر ہر موڑ پر مضبوط سہارے اور مضبوط پناہ گاہ کی ضرورت ہے ظاہر ہے کہ ایسا سہارا اور ایسی پناہ گاہ خدا کے سوا اسے کہاں میسر ہوسکتی ہے وہ خدا جو سب انسانوں کا پروردگار ہے، سب کا بادشاہ اور سب کا معبود و مالک ہے اس امتحان گاہ یعنی دار دنیا میں انسان کا سب سے بڑا خطرناک دشمن شیطان ہے اور اس کا فتنہ ہی سب سے بڑا فتنہ ہے وہ ہمیشہ اپنی اصلیت کو چھپاتا ہے اور پرفریب تدبیروں اور عجیب و غریب ترکیبوں سے انسان کو راہ راست سے منحرف کرکے چاہِ ضلالت میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ لہٰذا اس کی تدبیروں اور چالوں کو ناکام بنانے کے لیے جہاں بڑی ہوشمندی کی ضرورت ہے وہاں تائید و نصرت الٰہی کی اور سب سے بڑھ کر اس کی مضبوط پناہ کی ضرورت ہے تاکہ وہ آب و سراب اور حق و باطل میں امتیاز کر سکے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ ایسے وسوسہ انداز صرف جنی شیاطین ہی نہیں ہوتے بلکہ انسانوں میں بھی ہیں شیطان صفت انسان ایسے بھی ہوتے ہیں جو روپ بہروپ بدل کر بڑے لطائف الحیل سے آدمی کو گمراہ کرتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا ہر بندہ مومن کے پیٹ میں اور اس کے دل میں دو کان ہوتے ہیں ایک میں شیطان وسوسہ اندازی کرتا ہے اور دوسرے میں فرشتہ پھونک مارتا ہے۔ پس خدا فرشتہ کے ذریعہ سے اپنے بندہ مومن کی تائید کرتا ہے اور یہی ارشاد قدرت وایدھم بروح منه کا مفہوم ہے۔

مخفی نہ رہے کہ قبل ازیں سورہ انعام کی تفسیر میں شیاطین جنی و انسی کے وجود اور ان کی کارستانیوں پر مفصل تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ بہرحال شیطان بڑا خناس ہے وہ بار بار وسوسہ اندازی کرکے انسان کو بدراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر جب آدمی متوجہ ہوجائے اور اس کے شر سے خدا کی پناہ مانگے تو وہ پسپائی اختیار کرتا ہے اور راہ فرار اختیار کرتا ہے انه لیس له سلطان علی الذین آمنوا و علی ربهم یتو کلون۔ یعنی اس کا ان خوش بخت لوگوں پر کوئی زور نہیں چلتا جو ایمان لائے ہیں اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

اللهم اجعلنا منهم فی الدنیا و الآخرة بحق حبیبك المصطفی و آله النجباء علیهم صلواتك الی یوم اللقاء و الحمدلله الذی و فقنی لا تمام هذا التفسیر الجلیل و السفر الجمیل علی احسن السبیل مع کثرة لاشغال و تشتت البال و اختلال الحال و ایاه ادعو مخلصا له دینی و عبادتی ان یجعله دخرالی ولاجدادی و جداتی ولو الدی ولا

ساتیذی ولتلامیذی و خلص اخوانی و اخواتی و زوجتی المرحومة و ابنی المرحوم یوم لا یملك نفس لنفس شیئا و یوم لا ینفع مال و لا بنون الا من اتی الله بقلب سلیم و ان یجعله و سیلة لنشر علوم القرآن و تعالیمه و بت حقائق الاسلام و تلقیناته و یو فق الجمیع للعلم والعمل الصالح و خدمة دینه المبین و قرآنه الکریم و یویدنا بتائیداته القدسیة لنصرة الحق و احقاقه و ابطال الباطل و ازهاقه بالجنان و البیان و اللسان بجاه سادة الانس و الجآن علیهم صلوات الملك الدیان والحمدلله رب العالمین و صلی الله تعالی وسلم علیٰ رسوله الکریم و آله الطاهرین المعصومین۔

وانا المتمسك بالثقلین

الاحقر محمد حسین النجفی

۲۹ ذی الحجه الحرام ۱۴۲۴ھ

المطابق ۲۱ للحادی والعشرین من

فروری ۲۰۰۴ء

بالساعة السابعه

من اول لیلة المحرم الحرام ۱۴۲۵ھ

❁❁❁❁❁